سرکش راجکماری

تاریخی کہانیوں کے شائقین کے لیے بالکل خاص

اسلم راہی

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان حکمرانوں کے دور میں سے
سے زیادہ سازشیں ہوئی ہیں' اس کا اہم سبب جہا
اختیارات' اقتدار اور دولت رہی ہے' وہیں عورت بھی ہے
اس معاملے میں اہم حیثیت کی حامل ہے اچھے برے
قومیں' ہر مذہب اور ہر دور میں موجود رہے ہیں اسلا
مملکتوں کے استحکام کے لیے مذہب پر کاربند سے
سالاروں اور جنگ جو سپاہیوں نے اہم کردار ادا کیا۔
نظر طویل تاریخی کہانی میں اب کو جہاں جنگوں
احوال ملے گا' وہیں محبت کی لازوال داستان بھی نظر آ
گی۔ مسلمان حکمرانوں نے اپنی مملکت کو مضبو
کرنے کے لیے کن کن امور پر توجہ دی اور اسے کمز
کرنے کے لیے سازشی عناصر نے کیا کیا جتن کیے۔

مسلمان حکمرانوں کا احوال' تاریخی حقائق' طویل داستان

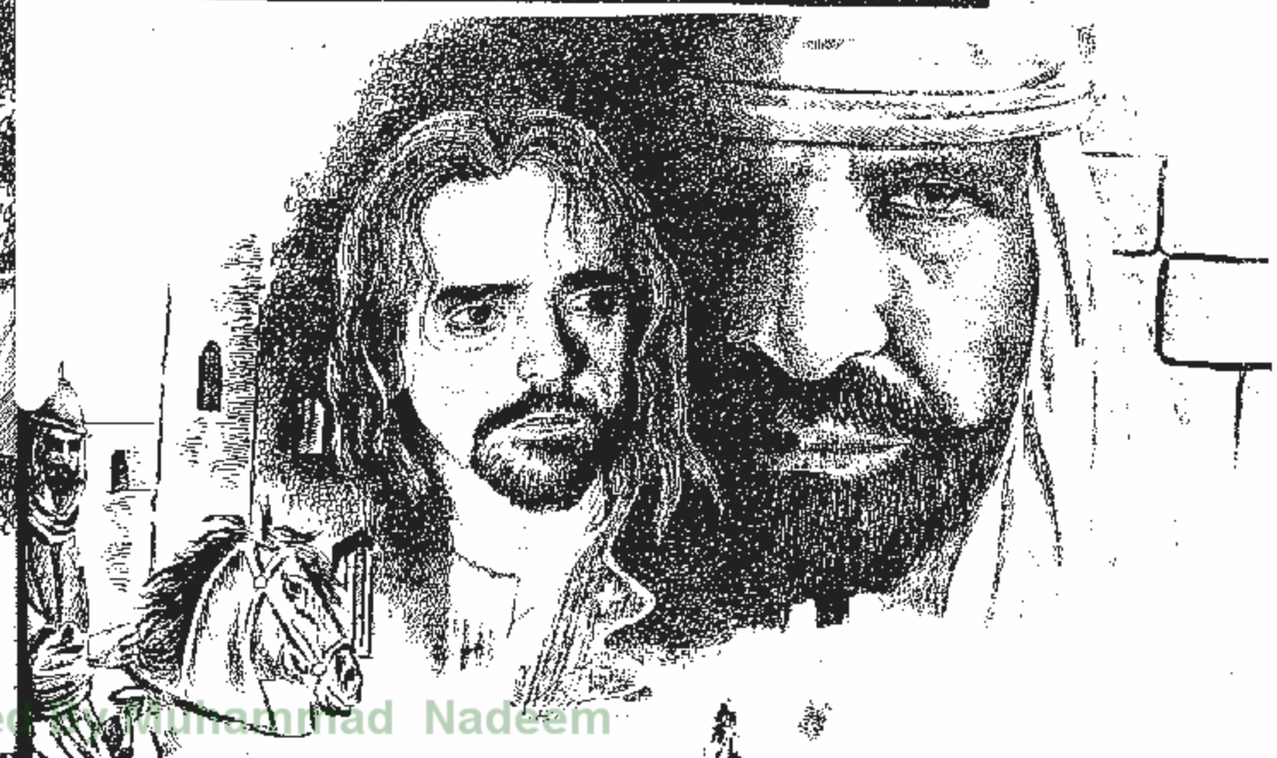

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ہجری 921 کا سرما اپنے شباب اور عروج پر تھا۔

اندھی انا نیت رکھنے والا وقت خوں خوار پہاڑی بھتنوں اور خیالی قصر کو مسمار کر دینے والی خوف ناک زہریلی آواز کی طرح بھاگا چلا جا رہا تھا' خواہشوں کی مسافتوں کو سمیٹتا آہنی عزم و استقلال رکھنے والا سورج دور مغرب میں غروب ہو رہا تھا۔ فضاؤں کے اندر خاموشیوں کی ہولناکیوں اور جنون کے اشتعال کے اندر ایک خوف اور ڈر کا سماں برپا تھا' ایسے میں ایک سوار اس شاہراہ پر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا رہا تھا جو گجرات کاٹھیا واڑ کے شہر محمد آباد سے مانڈو اور اس کے بعد دریائے نربدا کو عبور کر کے برھان پور اور خاں دیس کی طرف چلی گئی تھی۔

وہ سوار جس نے سادہ سے موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے' سر پر خود کے اوپر عمامہ تھا' جس وقت وہ مانڈو کی طرف جانے والی اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو ایک گھنے اور لمبے جنگل میں سے گزرتی تھی سورج چونکہ غروب ہو رہا تھا' تاریکیاں تانک جھانک کرنے لگی تھیں' جنگل کے اندر ایسا لگتا تھا جیسے ہانپتے ہوئے ان گنت درندے اس کے تعاقب میں لگے ہوئے ہوں اپنی حفاظت اور تحفظ کی خاطر وہ سوار کبھی کبھی بڑھ کر پیچھے بھی دیکھ لیتا تھا پھر گھوڑے کو ایڑھ پر ایڑھ لگاتے ہوئے اس کی رفتار بڑھاتا تھا شاید وہ اندھیرا پھیلنے سے پہلے کسی آبادی میں پہنچ جانا چاہتا تھا۔

گھوڑے کو ایڑھ لگاتے لگاتے اس کی رفتار بڑھاتے ہوئے آخر جنگل کی مسافت کو طے کرنے کے بعد وہ مانڈو شہر کے نواحی جنگل سے باہر نکلا' سورج کی سرخ قرص اب غروب ہونے کے لیے بالکل جھک گئی تھی' تاریکیاں سطح زمین سے تانک جھانک کرنے لگی تھیں' گھوڑے کو اسی رفتار سے بھاگتا ہوا وہ سوار جنگل سے لگ بھگ دو میل کے فاصلے پر گیا ہوگا کہ اسے ایک بستی دکھائی دی' بستی سے باہر دس بارہ بڑی بڑی بیل گاڑیاں کھڑی تھیں اور کچھ لوگ ان بیل گاڑیوں سے لکڑیاں اتار اتار کر نیچے پھینک رہے تھے' شاید وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کے لائے تھے۔

اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا جب وہ ان بیل گاڑیوں کے پاس آ کے رکا تب وہ لوگ جو بیل گاڑیوں سے لکڑیاں اٹھا اٹھا کر زمین پر پھینک رہے تھے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور بڑے تعجب اور حیرت سے آنے والے اس سوار کی طرف دیکھ رہے تھے سوار ان کے قریب آیا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''صاحبو کیا یہاں کوئی نزدیک سرائے ہے' میں اجنبی ہوں رات بسر کرنا چاہتا ہوں' میری منزل مانڈو شہر ہے کیا تم میں سے کوئی مجھے سرائے کا راستہ بتا سکتا ہے..... میں شہر محمد آباد سے آیا ہوں' ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں مانڈو کا رخ کیے ہوئے ہوں' میں بیل گاڑیوں سے لکڑیاں اتارنے والوں کے پاس اس لیے رک گیا تھا تاکہ ان سے پوچھوں کہ یہاں قریب کوئی سرائے ہے جہاں میں رات بسر کر سکوں۔''

قیصر خاں نام کا وہ تو جوان جب خاموش ہوا تب فکرمندی اور پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے ٹھاکر کلیان مل کہنے لگا۔

''یہاں تمہیں کوئی سرائے تو نہیں ملے گی لیکن رات بسر کرنے کے لیے تمہیں اتنا پریشان بھی نہیں ہونا چاہیے اصل میں اس وقت تمہاری آمد نے ہم سب کو پریشان اور فکرمند کر دیا ہے اس لیے کہ جس جنگل کو تم عبور کر کے آئے ہو' اس جنگل کو اس وقت کوئی شخص اکیلا عبور نہیں کرتا اس میں ہر طرح' ہر قسم کا درندہ ہے اور اکیلا سوار یا..... اکیلا مسافر تو اس جنگل سے بچ کر نکلتا ہی نہیں میں سمجھتا ہوں یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تم اس وقت جب کہ سورج غروب ہو گیا ہے' سلامتی کے ساتھ اس جنگل سے نکل آئے ہو ورنہ یہ تم دیکھتے ہو اس وقت ہماری بارہ بیل گاڑیاں کھڑی ہیں' ہر بیل گاڑی کے ساتھ ہمارے آٹھ آٹھ دس دس جوان جاتے ہیں جو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر یہاں ڈھیر لگاتے ہیں پھر مانڈو سے کچھ بیوپاری آتے ہیں اور لکڑیاں خرید کر چلے جاتے ہیں ہماری آمدنی کا یہی

بڑا ذریعہ ہے۔ ہاں تم شب بسری کرنا چاہتے ہو لیکن یہاں شب بسری میں ایک عیب ضرور ہے۔''

''کیسا عیب.....'' غور سے کلیان مل کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں نے پوچھ لیا تھا۔

کلیان مل مسکرایا اور کہنے لگا۔

''میرے عزیز تیری حالت اور تیرا نام بتاتا ہے کہ تو مسلمان ہے' ہم مسلمانوں کی عزت ان کا احترام کرتے ہیں اس لیے کہ مسلمان بھی ہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن بڑی ذات کے ہندو ہمیں نیچ اور ذلیل خیال کرتے ہیں اس لیے کہ ہم اچھوت ہیں' میرے عزیز اگر تم اچھوتوں کی اس بستی میں رہنا پسند کرو' ان کے ہاں شب بسری پر رضامند ہو ان کے ہاں کھانا کھانا چاہو تو ہم حاضر ہیں۔

اس معاشرے میں ہماری حالت دھتکارے ہوئے بیکار جانوروں سے بھی زیادہ ابتر اور بری خیال کی جاتی ہے بہرحال باتیں بعد میں ہوں گی' سفر کے باعث میرے عزیز تھکے ہارے ہوں گے میرے ساتھ آئیں۔''

قیصر خاں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے چپ چاپ کلیان مل اور اس کے بیٹے متراسین کے ساتھ ہو لیا جب وہ بستی میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ بستی کے سارے گھر لکڑی کے بنے ہوئے تھے اور دیواروں کی جگہ درختوں کے موٹے موٹے تنے استعمال کیے گئے تھے' ایک مکان کے سامنے کلیان مل رک گیا پھر متراسین کو آنکھ کا اشارہ کیا' متراسین نے آگے بڑھ کر قیصر خاں کے گھوڑے کی باگ لیتے ہوئے قیصر خاں کی طرف دیکھا اور کہا۔

''میں آپ کو گھوڑے کو جانوروں میں باندھ کر آتا ہوں اس کے دانے چارے کا بھی اہتمام کرتا ہوں کسی اچھی جگہ اسے باندھتا ہوں تاکہ یہ بھی رات بھر سستا کے اپنی تھکاوٹ دور کرے۔''

قیصر خاں نے زین کے ساتھ بندھا ہوا اپنا سامان اور زین اتار لی پھر کلیان مل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ دیکھتے ہیں ہماری بستی جنگل کے بالکل قریب ہے دن کے وقت ہماری بستی کے جنگل کے نواح میں اور آس پاس حفاظت کے ساتھ چرتے ہیں اور ہماری بستی کے ان گنت جوان ان کے ساتھ ہوتے ہیں اور اتنے لوگوں کی موجودگی میں کوئی درندہ حملہ نہیں کرتا لیکن رات کے وقت اکثر بھوکے درندے بستی کا رخ کرتے ہیں اس لیے کہ انہیں جانوروں کی بو آتی ہے اور ان دنوں تو ہماری بستی ایک طرح سے ایک مصیبت میں بھی مبتلا ہے۔

قیصر خاں آپ جانتے ہوں گے کہ یہ علاقہ جنگلی جانوروں اور درندوں کے لیے مشہور ہے' ہندوستان کے اکثر حکمران ان علاقوں میں شکار کے لیے آتے ہیں اور جب وہ شکار کے لیے آتے ہیں تو ہماری روزی اور رزق میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے یہ کہ ہماری بستی کے علاوہ اردگرد کی دوسری بستیاں بھی ہیں ان سے رابطہ کر کے بہت سے لوگوں کو جنگل کے اندر ہنکارہ کرنے کے لیے لے جاتے ہیں اور اس کا کافی معاوضہ بھی دیتے ہیں' ہماری آمدنی کا دوسرا ذریعہ جانور ہیں اور تیسرا ذریعہ یہ جنگل ہے ہمارے آدمی بڑے بڑے گروہوں کی صورت میں لکڑیاں کاٹ کر یہاں جمع کرتے ہیں اور پھر شہر سے ٹھیکیدار آتے ہیں لکڑیاں خرید کر لے جاتے ہیں' جنگل میں لکڑیاں کاٹنے کے لیے اکا دکا آدمی نہیں جا سکتا اگر جائے گا تو پھر واپس نہیں آئے اس لیے کہ درندوں کا شکار ہو جائے گا۔

یہاں کے درندے پہلے آدم خور نہیں تھے لیکن چند ماہ بیشتر ایسا ہوا کہ ہمارے کچھ آدمی غائب ہونا شروع ہوئے بستی کے تین آدمی غائب ہوئے ہم نے بہت ڈھونڈا لیکن نہیں ملے آخر ہمیں تین انسانی ڈھانچے جنگل کے اندر سے ملے جس سے ہم نے یہ اندازہ لگا لیا کہ کوئی جانور شکار کرتا ہے اور بعد میں یہ بھید کھلا کہ ایک شیر جو کافی بڑی نسل کا اور اس کی جسامت بھی باقی شیروں سے بڑی ہے وہ آدم خور ہو چکا ہے اب اس نے یہ طریقہ اپنا لیا ہے کہ رات کو ہماری بستی میں گھومتا پھرتا ہے ہر رات اس بستی کا رخ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کرتا ہے اصل میں اسے انسانی گوشت کی لت پڑ گئی ہے ورنہ شکار کے لیے جنگل میں بہت دوسرے جانور ہیں' دوسرے درندے اگر رات کے وقت ہماری بستی کا رخ کرتے ہیں تو بستی کے کچھ چوکیدار مقرر ہیں جنہیں ہم معاوضہ دیتے ہیں انہوں نے بستی کے مختلف مقامات پر بڑی بڑی گھنٹیاں باندھ رکھی ہیں جن کے ساتھ رسیاں باندھی ہوتی ہیں جب کوئی درندہ بستی کی طرف آتا ہے تو گھنٹیاں بجنے لگتی ہیں ان گھنٹیوں کی آواز سن کر اکثر درندے بھاگ جاتے ہیں لیکن جو شیر ان دنوں آدم خور ہو چکا ہے وہ یہ گھنٹیاں سن کر بھی نہیں بھاگتا اپنی جگہ پر جما رہتا ہے اور جب وہ یہ اندازہ لگتا ہے وہ کسی انسان کا شکار نہیں کر سکتا تو پھر ناکام اور نامراد لوٹ جاتا ہے۔

اس لیے کہ اس بستی کے مکانوں کی دیواریں لکڑی کے موٹے موٹے تنوں سے بنی ہوئی ہیں اور ان تنوں کا ایک خاصا بڑا حصہ زمین کے اندر ٹھکا ہوتا ہے اس بنا پر نہ ہی درندے ان لکڑیوں کو پھلانگ سکتے ہیں کیونکہ وہ کافی بلند ہوتی ہے لہٰذا نہ ہی انہیں گرا کر کسی میں داخل ہو سکتے ہیں' سورج غروب ہونے کے بعد جب اندھیرا پھیلتا ہے تو ہماری بستی کے لوگ کوشش کرتے ہیں کہ کوئی بھی اکا دکا باہر نہ رہے اپنے کام کاج نمٹا کر اپنے گھروں کے اندر محفوظ ہو جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کلیان مل رکا اتنی دیر تک اس کا بیٹا متراسین گھوڑے کو باندھ کے بھی آ گیا تھا اس پر کلیان مل چونکا پھر کہنے لگا۔

''میں بھی کتنا بے وقوف ہوں اتنی دیر آپ کو باہر ہی روکے رکھا' میرا بیٹا متراسین آپ کا گھوڑا بھی باندھ کے آ گیا ہے اب آپ میرے ساتھ آئیں۔''

چنانچہ کلیان مل اس کے بیٹے متراسین کے ساتھ قیصر خاں ان کے مکان میں داخل ہوا اندر دو خواتین بیٹھی ہوئی تھیں ایک بوڑھی تھی ایک نوعمر لڑکی تھی بوڑھی عورت کی طرف دیکھتے ہوئے کلیان مل کہنے لگا۔

''یہ میری بیوی دیوکی ہے.....'' اور لڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ ''یہ میری بیٹی گونتی ہے ہم گھر کے چار افراد ہیں۔'' پھر اپنی بیوی اور بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کلیان مل نے قیصر خاں کے متعلق مختصر سا بتایا اور ان دونوں سے کھانا تیار کرنے کے لیے کہا وہ ماں بیٹی اٹھ کر اپنے مکان کے دوسرے حصے میں چلی گئی تھیں جب کہ کلیان مل اور متراسین تینوں اس کمرے میں آ کے بیٹھ گئے تھے جسے وہ شاید دیوان خاں کے طور پر استعمال کرتے ہوں گے۔

جب نشستوں پر بیٹھ گئے تب کلیان مل نے غور سے قیصر خاں کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''میرے عزیز اگر آپ برا نہ مانیں تو آپ اپنے متعلق بھی کچھ کہیں اور مانڈو کی طرف کیا آپ خیریت سے جا رہے ہیں۔'' جواب میں قیصر خاں کہنے لگا۔

''میرے عزیز بنیادی طور پر میں ایک غلام ہوں یا یوں سمجھ لیں کہ غلام تھا اب آزاد ہوں میرے ساتھ میرا ایک ساتھی بھی ہے نام اس کا اعتماد خاں ہے وہ بھی میری طرح غلام ہی تھا اب میرے ساتھ ہی آزاد کیا گیا ہے میری داستان کچھ اس طرح ہے کہ میرا باپ بہت پہلے مر گیا تھا مجھے تو اپنے باپ کی شکل بھی یاد نہیں میں دو تین سال کا ہوں گا' میرا باپ فوت ہوا' اس کے بعد میری ماں نے پرورش کی پھر جب ماں بھی فوت ہو گئی تب مجھے غلام بنا لیا گیا میں محمد آباد کے ایک تاجر کے ہاتھ لگ گیا اسی تاجر کے ہاتھ اعتماد خاں بھی غلام کی حیثیت سے لگا تھا مجھے اور اعتماد خاں کو اس تاجر نے ایک طرح سے اپنا محافظ بنا لیا تھا وہ تاجر تجارت کے مال کے سلسلے میں ایک کارواں کی صورت میں ایک شہر سے دوسرے شہر جاتا تھا اور اس کاروانی سفر میں میں اور اعتماد خاں اس کے ہمراہ ہوتے تھے اس کے سامان اور اس کی جان کی حفاظت کرتے تھے پھر ایسا ہوا کہ چند ہفتے پیشتر اس تجارتی کاروان پر کچھ لوگ اچانک حملہ آور ہوئے جس تاجر کے ہم غلام تھے اسے اور اس کے ساتھیوں

کو قتل کر دیا گیا چونکہ وہ تاجر گجرات کے سلطان مظفر محمود کی نگاہوں میں بڑا باعث عزت اور بڑا وقار رکھتا تھا چنانچہ اس کے قتل کے سلسلے میں مجھ پر اور میرے ساتھی اعتماد خان پر شک و شبہ ظاہر کیا گیا کہ ہم نے مال کے لالچ میں اس تاجر کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے چنانچہ اس کے عزیز و اقارب اور رشتے داروں نے یہ معاملہ ہمارے خلاف سلطان مظفر محمود کے سامنے پیش کیا' مظفر محمود کے سامنے مجھے اور اعتماد خاں کو بھی پیش کیا گیا۔

چونکہ میں اور اعتماد خاں دونوں اس تاجر کی حویلی کے ایک بیرونی حصے میں رہتے تھے اور ہماری اپنی ذاتی جائیداد بھی نہیں تھی جب سلطان مظفر نے ہم سب اس تاجر کے قتل کے شبہ پر بات کی تو پہلے میں نے سلطان کو مخاطب کیا اور کہا۔

ہم اس کے غلام تھے اور اس کے محافظ تھے ہم ایسا کیوں کرتے اس لیے کہ ہماری کوئی ذاتی جائیداد نہیں ہے ہماری کوئی اس سے دشمنی نہیں تھی وہ ہمارا مربی ہمارا محسن تھا۔ ہم اس کے خلاف حرکت میں آنا بھی گناہ جرم سمجھتے تھے بہرحال چند روز ہمارے خلاف تحقیق کی گئی اسی دوران کچھ لوگ بیچ میں آئے انہوں نے سلطان مظفر محمود پر انکشاف کیا کہ اس تاجر کے قتل میں میرا اور اعتماد خاں کا کوئی ہاتھ نہیں ہے بلکہ رانا سانگا کے کچھ عزیز ہیں جس کے ساتھ اس تاجر کی چپقلش چلی آ رہی تھی لہٰذا تاجروں کا مال لوٹنے اور کا خاتمہ کرنے کے لیے وہ حملہ آور ہوئے اور اسے قتل کر دیا۔

جب ان لوگوں نے یہ انکشاف کیا تب سلطان مظفر مطمئن ہو گیا کہ کم از کم میں اور اعتماد خاں اس جرم میں شامل نہیں ہیں جب ایسا ہو گیا تب سلطان مظفر کو ہماری طرف سے مطمئن ہو گیا اور اسی اطمینان میں اس نے ہمارے متعلق سوال کرنے شروع کیے پہلے اس نے یہ پوچھا کہ ہم دونوں کون ہیں' ہم نے کہا ہم ترک ہیں پھر پوچھا کہ ترکوں کے کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو میں نے جواب دیا کہ ہم دونوں غز ترکوں سے تعلق رکھتے ہیں پھر سلطان مظفر نے خوشی کا اظہار کیا مجھ سے پوچھا کہ میں اور میرا ساتھی اعتماد خاں دونوں تیغ زنی اور حرب و ضرب کے دوسرے معاملات میں بھی ہنرمندی رکھتے ہیں جب میں نے اثبات میں جواب دیا تب اس نے اپنے عمدہ تیغ زنی سے میرا مقابلہ کرایا جسے میں نے منٹوں کے اندر زیر کر کے رکھ دیا اس پر سلطان مظفر محمود نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا مجھے اور میرے ساتھ اعتماد خاں کو اس نے لشکر میں شامل کر لیا اس کے بعد اپنے ایک مشیر کو حکم دیا کہ مجھے اور میرے ساتھی اعتماد خاں کو شاہی اصطبل میں لے جائے جو گھوڑے ہم دونوں پسند کریں وہ گھوڑے ہمارے ہوں گے میں اور اعتماد خاں نے گھوڑوں کو پسند کیا وہ میری پسند کا گھوڑا وہی ہے جو ابھی آپ کا بیٹا متراسین باندھ کے آیا ہے' اس کے بعد سلطان مظفر محمود کے ہی حکم پر اس کا مشیر ہمیں شاہی اسلحہ خانے میں لے گیا اور وہاں سے بھی ہم نے سلطان کے حکم پر اپنی اپنی پسند کے ہتھیار لیے اس طرح مجھے مسلح کر کے سلطان نے ان علاقوں کی طرف بھیجا ہے اس لیے ان علاقوں کے سلطان محمود خلجی جو آپ لوگوں کے اس علاقے کا بھی حکمراں ہے اس کا بھائی یہاں سے بھاگ کر ہمارے سلطان مظفر محمود کے پاس گیا یہاں سے بھاگ جانے والے محمود خلجی کے بھائی کا نام صاحب خان ہے' اس صاحب خاں نے جا کے سلطان مظفر سے یہ شکایت کی کہ اس کا بھائی بیٹھا محمود خلجی اس سے اچھا سلوک نہیں کرتا لہٰذا مالوہ کی سرزمینوں میں اس کے باپ کی جاندار سے اس کا آدھا حصہ دلایا جائے اب اس معاملے کی تحقیقات کرنے کے لیے مجھے سلطان مظفر نے مانڈو کی طرف روانہ کیا ہے اور اس تحقیق کے بعد ہی گجرات کا سلطان مظفر مالوہ کے سلطان محمود خلجی کے بھائی صاحب خاں کی التماس پر کوئی عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔

میرے دوسرے ساتھی اعتماد خاں کو سلطان مظفر نے یہ پتہ کرنے کے لیے روانہ کیا ہے کہ وہ اندازہ لگائے کہ رانا سانگا کے وہ کون لوگ تھے جو اس

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

تاجر پر حملہ آور ہوئے جس کے اور اعتماد خاں غلام تھے اور جو سلطان مظفر کے اچھے جاننے والوں میں تھا میں جب یہ مہم طے کرلوں گا تو واپس محمد آباد جاؤں گا اس وقت تک شاید اعتماد خاں بھی مطلوبہ اطلاع لے کر وہاں آجائے اس کے بعد سلطان مظفر مجھے دوسری مہم سونپیں گے اور میں اس مہم کو اپنی پوری جان فشانی سے اس کے انجام تک پہنچاؤں گا اس لیے کہ میں ہر صورت میں یہ جاننا چاہوں گا اپنے تاجر کے قاتل کون ہیں اور کیوں انہوں نے اسے قتل کیا جس کے قتل میں میرے اور اعتماد خاں کے ذمہ لگایا گیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں خاموش ہوگیا اس پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کلیان مل بول اٹھا اور کہنے لگا۔

''اب میں سمجھا کہ مانڈو کی طرف آنے سے آپ کا کیا مقصد ہے ویسے میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہماری مہمان داری کو قبول کیا ورنہ اونچی ذات کے لوگ ہماری بستی کا رخ نہیں کرتے اس لیے کہ ہم اچھوت ہیں ہاں وہ ہم سے صرف شکار کے دوران جنگلی جانوروں کو ہنکانے کے کام پر لگاتے ہیں اور معاوضہ دے کر چلتے بنتے ہیں۔''

کلیان مل اپنی بات مکمل نہ کرسکا کہ بیچ میں قیصر خاں بول اٹھا اور کہنے لگا۔

''کلیان مل..... ہمارے ہاں ذات پات کی کوئی گنجائش نہیں ہے ہمارے ہاں نہ کسی کو نیچا اور نہ کسی کو اعلیٰ و ارفع تصور کیا جاتا ہے' اسلام نے تمام انسانوں اور قوموں کو مساوات کا درجہ دیا ہے ہمارا دین یہ بھی کہتا ہے جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں وہ بھائی بھائی ہیں ساتھ یہ بھی تاکید کی کہ ایک قوم کو دوسری قوم کو حقیر جان کر تضحیک کا نشانہ نہیں بنانا چاہتے کیا عجیب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو ہمارا دین خدائے واحد خالق کون و مکاں پروردگار عالم پر ایمان رکھتا ہے کہ ہندومت ان گنت دیوتاؤں اور دیویوں پر ایمان کو لازمی قرار دیتا ہے اسلام نادیدنی خدا کی پرستش اور عبادت کے بغیر دیدنی وسائل سکھاتا ہے تاکہ انسان کی کردار کی اعلیٰ منزل تک پہنچے اور خدا پرستی کی زندگی اختیار کر کے رشد و ہدایت حاصل کرے جب کہ ہندو مت بت پرستی کی تعلیم دیتا ہے اسلام ایک اخلاقی' اقتصادی' معاشرتی اور پورا روحانی ضابطہ پیش کرتا ہے اور ہندومت جس نے انسان کو مختلف ذاتوں میں تقسیم کر رکھا ہے وہ رسوم پرستی کے علاوہ کسی اور منزل کی نشاندہی نہیں کرتا یہاں کے لوگوں کی بدقسمتی ہے کہ جب آریا ہندوستان میں وارد ہوئے تو وہ اس وقت بے مثال خدا کی عبادت کرتے تھے۔

پنڈت سندر لعل الہ آبادی نے گیتا اور قرآن کے نام سے ایک کتاب لکھی اس میں انہوں نے ویدوں کے خدا کو 'واحدہ لاشریک' قرار دیا ہے وہ گیتا کا ایک اشلوک نقل کرتے ہیں جس کا ترجمہ ہے دیوتاؤں کے اپاسہ دیوتاؤں کو پہنچتے ہیں اور ایشور کے اپاسہ ایشور کو پہنچتے ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں کہ گیتا بار بار اور صاف خبروں پہ تعلیم دیتا ہے کہ سب دیوتاؤں کی چھوڑ کر صرف ایک ہی ایشور کی پوجا کی جائے۔

اس طرح بھگوت گیتا کی اخلاقی بھی قرآن کریم کی اخلاقی تعلیم سے کسی حد تک ملتی جلتی ہے مزید بدبختی یہ ہے جب آریا قومیں ہندوستان میں داخل ہوئیں تو یہاں ان کو دراوڑ قوم سے واسطہ پڑا' یہ بت پرست تھی' دراوڑی قوم نادیدہ خدا اور غیر مرئی وجود کی پرستش نہیں کرتے تھے وہ درختوں اور جانوروں وغیرہ کو پوجا کرتے تھے۔

اس طرح کہا جاتا ہے ہندوؤں میں تریمورتی کا تصور یعنی برما شیوا اور وشنو اور ان کے مجسموں کی پوجا کرتے تھے دراوڑ قوم کے ساتھ اب اختلاط کی وجہ سے آریوں نے بھی آہستہ آہستہ ان دیوتاؤں کے مجسموں کی پوجا شروع کر دی اور اب تمام ہندوستان میں دیوتاؤں کی پرستش زوروں پر ہے۔

اور پھر کلیان مل جی! برما جو آریوں کا دیوتا تھا جس کو وہ خالق و معبود کے معنوں میں بولا کرتے تھے ابھی تک شیوا اور وشنو کی طرح اس کی پوجا نہیں ہوتی شاید پورے ہندوستان میں برما کا ایک مندر ہے یہ بھی

اس امر کا بین ثبوت ہے کہ آریوں کے ہاں دیوتاؤں کا تصور ضرور تھا مگر ان کے مجسموں بھی پوجا نہیں کرتے تھے جب آریا قوم کے اختلا اور ملاپ دراوڑ قوم کے ساتھ ہوا تو ازن میں مجسمہ پرستی بھی آ گئی۔

بہرحال ہمارا دین اسلام کسی انسان کو نیچ خیال نہیں کرتا ہمارے ہاں قائدہ و کلیہ ہے کہ فوقیت اور توقیر و عزت اسے حاصل ہے جو متقی اور پرہیزگار ہے نہ کسی کو خاندان کی بنا پر نہ کسی کو ذات برادری کی بناء پر فوقیت ہے صرف نیکی اور خیر کی بنیاد پر فوقیت ضروری جاسکتی ہے۔''

یہاں تک کہتے کہتے قیصر خاں خاموش ہوگیا اس لیے کہ کلیان مل کر بیوی دیو کی اور بیٹی گونتی بھی کھانا لے آئی تھیں سب نے مل کر کھانا کھایا اس کے بعد دونوں ماں بیٹی برتن اٹھا کر لے گئی تھیں۔

کچھ دیر تک کلیان مل مسترا سین وہی بیٹھ کر باتیں کرتے رہے پھر کلیان مل کہنے لگا۔ ''میرے عزیز آپ اسی کمرے میں سو رہیے گا یہ کمرہ قدرے محفوظ ہے اگر کوئی جنگلی جانور آتا بھی ہے تو گھنٹیاں بجتی ہیں تو ان سے آپ کی نیند خراب نہیں ہوگی۔''

کلیان مل کے ان الفاظ کے جواب میں قیصر خان نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

''میری آمد پر آپ نے جس آدم خور شیر کا ذکر کیا تھا کیا وہ اس بستی کی طرف آتا ہے۔''

کلیان مل چونکا عجیب سے انداز سے اس نے قیصر خاں کی طرف دیکھا پھر تعجب خیز سے انداز میں اس نے پوچھ لیا۔

''آپ یہ استفسار کیوں کر رہے ہیں۔''

قیصر خان مسکرایا اور کہنے لگا۔ ''آپ نے بہترین انداز سے میری مہمان داری کی ہے میرے قیام کا اہتمام کیا ہے لہٰذا میں نے ارادہ کیا ہے کہ آج کی رات اس آدم خور شیر کی زندگی کی آخری رات ہوگی۔'' کلیان مل ہی نہیں مترا سین بھی چونک اٹھا تھا' ان دونوں کے بولنے سے قبل ہی قیصر خاں پھر بول اٹھا۔ ''میرے پاس اپنا کمبل ہے تکیہ بھی ہے یہ تکیہ نہیں ہے' دراصل یہ میری نشانی ہے اس کے اندر میری ماں کی مامتا ہے دراصل مرنے سے پہلے میری ماں میرے لیے ایک بہترین اور عمدہ لباس سیا تھا' اس لباس پر اس کے کئی دن لگ گئے تھے اس کے بعد وہ مر گئی میں نے اس لباس کو ایک تھیلی کے اندر سی کر اور غلاف چڑھ دیا ہے اس لیے کہ جو لباس میری ماں نے بنایا تھا اس لباس سے مجھے میری ماں کے ہاتھوں اور سانسوں کی خوشبو آتی ہے اور مجھے یہ لباس اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اسے میں ہمیشہ اپنے پاس رکھتا ہوں اور تکیہ کے طور پر استعمال کر لیتا ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی اپنے سامان کے اندر سے اس نے ایک کمبل اور وہ تھیلی نکال لی تھی جس کے اندر اس کی ماں کا بنایا ہوا لباس سیا گیا تھا۔

آخر قیصر خاں نے غور سے باری باری کلیان مل' مترا سین دونوں کی طرف دیکھا اس کے بعد نگاہیں کلیان مل پر جم گئیں اور کہنے لگا۔

''آج رات وہ آدم خور شیر نہیں یا میں نہیں..... دیکھو تم دونوں باپ بیٹا پریشان مت ہونا تم اپنے گھر کے اندر دروازے بند کر کے بیٹھ جانا تمہاری اس حویلی میں داخل ہونے کے لیے جو بیرونی دروازہ ہے اس کے سامنے جو لکڑی کا چھپر بنا ہوا ہے میں تھوڑی دیر تک وہاں بیٹھ جاؤں گا جاگتا رہوں گا پھر میں دیکھوں گا کہ وہ آدم خور جو آپ لوگوں کی بستی کا رخ کرتا ہے کیسے بچ کر جاتا ہے۔''

قیصر خاں کے ان الفاظ پر کلیان مل چونک اٹھا تھا مترا سین بھی اس کی طرف حیرت سے دیکھے جا رہا تھا یہاں تک کہ کلیان مل بول اٹھا۔

''قیصر خاں آپ ہمارے مہمان ہیں اگر مہمان کو کوئی نقصان پہنچے تو یہ ہمارے لیے بڑی بے عزتی کا مقام ہے۔''

اس موقع پر اچانک اس کمرے میں کلیان مل کی بیوی دیو کی اور بیٹی گونتی بھی داخل ہوئی تھیں اس موقعہ پر دیو کی قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ ابھی نوجوان ہیں ہمارے بیٹے کی جگہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ہیں جو کام آپ کرنے جا رہے ہیں اس سے باز رہیں یہ انتہائی خطرناک کام ہے۔ میں اور میری بیٹی کمرے سے باہر آپ لوگوں کی ساری گفتگو سن چکی ہیں۔''

دیوکی جب خاموش ہوئی تب گونتی فکرمندی میں بول اٹھی۔

''میرا بھائی آپ کو بھائی میرے پتا جی آپ کو بیٹا کہہ چکے ہیں اس لیے میں بھی آپ کو بھائی کہہ کر پکاروں گی میں بھی آپ کی منت کرتی ہوں اس کام میں نہ پڑیں' یہ انتہائی خطرناک جان لیوا کام ہے اس شیر کو ہماری بستی کے سب لوگ نے دیکھ رکھا ہے میں میرے بھائی ماتا پتا نے بھی دیکھا ہے' وہ بڑا خونخوار اور بڑی قامت کا شیر ہے لمبائی بھی کافی ہے قد بھی خوب ہے اور اس کا اگلا حصہ انتہائی خوف ناک ہے جب وہ آتا ہے تو اس کے گردن کے سیاہ بال بری طرح بکھرے ہوتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد گونتی رکی مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی اس کی ماں دیوکی بول اٹھی خوف زدہ لہجہ میں کہنے لگی۔

''بیٹے اسے بہت سے لوگوں نے مارنے کی کوشش کی لیکن وہ کسی سے مرا نہیں دوسرے جانوروں کو ہم بڑی بڑی گھنٹیاں بجا کر بھگا دیتے ہیں لیکن یہ صرف شیر نہیں ہے کچھ اور بھی ہے گھنٹی کی آواز سن کے بھاگتا نہیں' جما رہتا ہے رات جب گہری ہو جاتی ہے رستہ کی طرف آتا ہے۔ گھومتا پھرتا رہتا ہے کہ شاید اکا دکا انسان باہر مل جائے اور وہ اپنا شکار کر لے اور صبح سے کچھ دیر پہلے چلا جاتا ہے ہم لوگوں نے اسے آتے جاتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔''

دیوکی کی اس گفتگو کے جواب میں مسکراتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔

''اب آپ لوگ یہ بھی کہیں گے کہ مقامی روایات کے مطابق وہ صرف شیر نہیں راکشش ہے اور میں آپ لوگوں سے یہ کہوں گا راکشش کو ختم کرنا بھی تو نیکی کا کام ہے آپ چاروں مطمئن رہیں میں سب سے پہلے تو چاروں کا شکر گزار ہوں کہ کلیان مل مجھے اپنا بیٹا مترا سین اپنا بھائی گونتی بھائی اور آپ بیٹا سمجھتے ہیں' میں چاروں کو یقین دلاتا ہوں کہ آج کی رات اس آدم خور کی آخری رات ہوگی۔''

اس کے ساتھ ہی اپنی خرجین کے اندر سے قیصر خاں نے سرخ رنگ کی موٹے کپڑے کی ایک پٹی نکالی اسے سر پر باندھ لیا اس کے سامنے اور دائیں بائیں طرف بھی سنہری دھاگے سے اللہ اکبر کڑھا ہوا تھا' اس پر غور سے کلیان مل اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بچے یہ کیوں سر پہ باندھتے ہیں۔'' اس پر مسکراتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔ ''یہ اس کائنات کے مالک کی تکبیر ہے یہ کپڑا اور اس پر یہ تحریر کاڑھ کر میری ماں نے مجھے دی تھی دراصل ہمارے محترم رسول کے دور میں ایک صحابی تھے نام ان کا ابو دجانہ تھا وہ ایسی ہی پٹی باندھا کرتے تھے اور کامیاب رہتے تھے۔ میری ماں نے بھی میرے لیے سامنے دائیں بائیں خداوند قدوس کی واحدانیت کا نعرہ لکھ کر یہ پٹی بنائی جب میں کسی مہم کی ابتدا کرتا ہوں' کسی سے ٹکراتا ہوں' مقابلہ کرتا ہوں تو یہ پٹی اپنے سر پر باندھ لیتا ہوں آج بھی چونکہ میرا امتحان ہے لہٰذا میں نے پٹی سر پر باندھ لی ہے اور میرے خداوند قدوس کو منظور ہوا تو آدم خور کی یہ رات آخری رات ہوگی اور اس کی اس رات کے مقدر میں صبح نہیں ہوگی۔''

کلیان مل اس کی بیوی دیوکی بیٹا مترا سین اور بیٹی گونتی چاروں بڑے فکرمند اور پریشاں ہو گئے تھے اس موقعہ پر کلیان مل کچھ سوچتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔ ''ابھی درندوں کے جنگل سے باہر نکلنے کے لیے کچھ وقت ہے میں بستی کے دوسرے لوگوں کو بھی چوکس کرتا ہوں تاکہ وہ آپ کے ساتھ رہ کر آپ کے کام میں مدد کریں۔''

اس پر قیصر خاں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا۔

''اس وقت کسی کو زحمت نہ دیجیے گا میں آپ چاروں کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا خدا مجھے میرے کام میں کامیاب اور کامران رکھے گا آپ چاروں

دروازے بند کر کے اندر بیٹھ جائیں آپ کی کھڑکیوں میں چونکہ لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی ہیں لہٰذا ان میں سے آپ لوگ باہر دیکھ سکتے ہیں لیکن آپ چاروں میں سے کوئی باہر نہیں آئے گا۔'' اس کے ساتھ ہی اپنی تلوار اور ڈھال لے کر قیصر خاں باہر نکلا کلیان مل کے مکان کے سامنے والے حصے میں جو برآمدے کی صورت ایک چھت دار راستہ بنا ہوا تھا اس کے اندر لکڑی کے موٹے ستون تھے جو چھت کو سنبھالے ہوئے تھے ایک ستون کے پاس آ کے قیصر خاں ستون کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا تھا اور اس کے کہنے پر مترا سین نے اپنے گھر کے دروازے اندر سے بند کر لیے تھے۔ اس طرح رات تیزی سے بھاگنے لگی تھی۔

چاروں طرف نیند کے پیندوں میں پھنسی کھنڈر پناہ گاہوں کی سی ویرانیاں رقص کرنے لگی تھیں آوازوں اور صداؤں کے لب پتھر اور جذبے اپاہج ہو کر رہ گئے تھے۔

ان ویرانیوں میں نفس نفس نظر نظر کے اندر خوف کے جھرنے لگے تھے ذرے ذرے پر کرنوں کی مہریں لگاتی روشنی مدھم پڑنے لگی تھی اس لیے کہ چاند خوب جھک گیا تھا۔ شوریدہ سر خیالات کی تشنگی چار سو اپنے رنگ دکھانے لگی تھی حیات کے اوطاقوں میں نزع کی بے صوت حکایات اور مقتل گاہوں کے حادثوں کی کیفیت طاری ہونے لگی تھی۔

قیصر خاں بالکل چوکس اور بیدار لکڑی کے اس ستون کے پاس کھڑا ان راستوں کی طرف دیکھ رہا تھا جو جنگل کی طرف سے آتے تھے۔

اچانک وہ چونک اٹھا تلوار پر اس کی گرفت مضبوط ہو گئی ڈھال کو اس نے اپنے سامنے کر لیا تھا سر پر جو خود تھا اس کا نقاب اس نے اپنے چہرے پر ڈال لیا تھا اس لیے کہ وہ خطرے کو بھانپ گیا تھا' دور جنگل کی طرف اسے دو تیز روشنیاں دکھائی دی تھیں اور اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ درندے کی آنکھیں ہیں جو بڑی تیزی سے اس کی طرف بڑھنے لگی تھیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد لکڑی کے ستون کے سامنے ایک کافی لمبا اور اونچی جسامت کا شیر نمودار ہوا وہ کافی فربہ اور موٹا تھا سر باقی شیروں کی نسبت بڑا اور گردن کے سیاہ بال کافی لمبے تھے قریب آ کر وہ دھاڑا اس کے بعد اس نے ایک جست لی جونہی وہ جست لینے کے بعد قیصر خاں پر گرنے لگا' قیصر خاں ایک دم ستون کی دوسری سمت ہو گیا جونہی شیر کی جست ختم ہوئی وہ ستون کے قریب گرا تب قیصر کی تلوار حرکت میں آئی اور گرے ہوئے شیر کے اگلے دونوں پنجے کاٹ کر رکھ دیے تھے۔

اگلے پنجوں کے کٹ جانے سے شیر اس انداز میں دھاڑا کہ پوری بستی لرز کانپ گئی تھی اس کے بعد دوبارہ پھر قیصر خاں کی تلوار بلند ہو کر گری اور شیر کی اس نے گردن کاٹ دی تھی۔

اس موقعہ پر کلیان مل' مترا سین' دیوکی اور گونتی یہ سارا منظر اپنے گھر کے کمرے کی کھڑکی سے دیکھ رہے تھے جونہی قیصر خاں نے شیر کا خاتمہ کیا وہ چاروں بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے باہر نکل آئے پھر مترا سین کلیان مل بستی کے دوسرے لوگوں کو پکار پکار کر شیر کے خاتمہ کا اعلان کرنے لگے تھے' یہ آوازیں سن کر بستی کے ان گنت لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکل کر وہاں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں ایک جم غفیر جمع ہو گیا تھا۔

اس کے بعد کچھ جوانوں نے کلیان مل کی حویلی کے سامنے پرال کا ایک ڈھیر جمع کیا اس پر لکڑیاں رکھیں اور اسے آگ لگا دی اور تھوڑی ہی دیر بعد آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن ہو گیا جس کے اردگرد کیا لڑکے کیا لڑکیاں خوشی سے رقص کرنے لگی تھیں ساتھ ہی زور سے وہ گھنٹیاں اور ڈھول بھی بجاتے جا رہے تھے۔

ایسے سمے میں چھوٹے موٹے جانور مثلاً گیدڑ بھیڑیے اور لومڑیاں جو بستی کے آس پاس منڈلا رہے تھے سب بھاگ کر جنگل کی طرف چلے گئے تھے۔

کچھ دیر تک بستی کے لوگ خوشیاں مناتے رہے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

پھر کلیان مل کے کہنے پر کچھ لوگ شیر کی لاش کو گھسیٹ کر ایک طرف لے گئے تھے تاکہ اس کی کھال اتار لیں اس موقعہ پر کلیان مل اور بستی کے کچھ دوسرے لوگ قیصر خاں کے اردگرد جمع ہوگئے تھے پھر کلیان مل قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز تو ایک لمبا سفر طے کر کے تھکا ہارا آیا ہے اب تمہیں آرام کی ضرورت ہے اب میرے ساتھ آؤ۔''

قیصر خاں چپ چاپ کلیان مل' مترا سین' دیوکی اور گونتی کے ساتھ ہولیا تھا باقی لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے تھے گھر کا دروازہ بند کرنے کے بعد کلیان مل قیصر خاں کو اس کے کمرے میں لے گیا جس میں وہ تھوڑی دیر باتیں کر رہے تھے وہاں دیوکی اور گونتی نے ایک صاف ستھرا بستر لگا دیا تھا وہاں بیٹھنے کے بعد قیصر خاں نے کلیان مل کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''میرے عزیز میرے محسن۔''

قیصر خاں کو رک جانا پڑا اس لیے اس کی بات کاٹتے ہوئے کلیان مل بول اٹھا۔

''محسن تو ہمارے آپ ہیں ہم نے تو آپ کے لیے کچھ کیا ہی نہیں ہے۔''

قیصر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

''آپ نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے مجھے اپنے گھر میں پناہ دی ہے میری آپ سے نہ کوئی واقفیت تھی نہ آنا جانا تھا اس کے باوجود آپ نے مجھے پناہ دی کیا یہ آپ کا احسان نہیں کیا ایسا کام محسن نہیں کرتے۔'' جواب میں کلیان مل مسکرا دیا کچھ کہنا چاہتا تھا کہ قیصر ماں نے پھر اسے مخاطب کیا۔

''دراصل میں گجرات کے حاکم سلطان مظفر کی طرف سے مالوہ کے حاکم سلطان محمود خلجی سے متعلق کچھ اطلاعات حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں۔''

مورخین اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ مالوہ کے سلطان محمد خلجی کا بھائی صاحب خاں باپ سے ناراض ہو کر گجرات کے سلطان مظفر کی طرف گیا تھا اور مورخین اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ جواب میں گجرات کے سلطان مظفر نے سلطان محمد خلجی سے احوال جاننے کے لیے قیصر خاں کو مانڈو کی طرف روانہ کیا تھا۔

بہرحال کلیان مل کو مخاطب کرتے ہوئے قیصر خاں کو کہنے لگا۔ ''کیا مجھے یہ بتا سکیں گے کہ محمود خلجی کیسا انسان ہے اور اپنے لوگوں کے ساتھ اس کا سلوک کیسا ہے۔''

اس موقعہ پر کلیان مل نے ایک گہری نگاہ قیصر خاں پر ڈالی کہنے لگا۔

''جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے سلطان محمود خلجی بہت اچھا انسان ہے' اپنی رعایا کا خیال رکھنے والا ہے لیکن دو قوتیں اس کے خلاف سازش کر رہی ہیں۔''

''کون سی دو قوتیں.....؟'' غور سے کلیان مل کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں نے پوچھ لیا تھا۔

کلیان مل نے گلا صاف کیا۔ پھر کہنے لگا۔ ''ان میں سے پہلی قوت رانا سانگا کی ہے' رانا سانگا اپنے آپ کو ایک ناقابل تسخیر حکمراں اور ہندوستان میں سب سے طاقتور اور بڑے لشکر کا راجہ تسلیم کرتا ہے اور اس کا خیال ہے کہ کوئی اسے شکست نہیں دے سکتا اس لیے کہ وہ بڑا جنگجو اور بڑا خوفناک انسان ہے اور دوسری قوت ایدر کا راجہ ہے وہ بھی سلطان محمود خلجی کے علاقوں پر گہری نگاہ رکھے ہوئے ہے اور گاہے گاہے حملہ آور ہو کر سلطان محمود خلجی کے علاقوں پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان دو کے علاوہ ایک اور عجیب و غریب سلسلہ اور تصویر بھی سامنے آتی ہے۔''

قیصر خاں چونکا اور پوچھ لیا۔

''کیسی تصویر سامنے آتی ہے۔''

اس پر کلیان مل بولا اور کہنے لگا۔

''بات یہ ہے کہ راجہ رانا سانگا کی ایک بیٹی ہے نام اس کا کوشلیا ہے' اس راج کماری نے اپنے اردگرد کی حکومتوں اور ریاستوں کے اندر ایک دھاک اور کھلبلی مچا رکھی ہے' یہ راج کماری انتہا درجہ کی جنگی مہارت رکھتی ہے اور جب کسی کے خلاف حرکت میں

آتی ہے تو وحشت کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ کہتے ہیں نہ اس جیسی کوئی خوب صورت لڑکی ہے اور نہ ہی اس جیسی کوئی بے رحم اور وحشی لڑکی ہوگی جنگوں میں حصہ لیتی ہے اکثر لشکر کی اکیلی کمان داری کرتے ہوئے حملہ آور ہوتی ہے اور بستیاں اور قصبے اجاڑتی چلی جاتی ہے یہ لڑکی نام جس کا کوشلیا ہے اکثر و بیشتر کبھی ادھر کبھی مالوہ اور کبھی آس پاس کے دوسرے علاقوں پر حملہ آور ہو کر اپنی جراءت مندی اپنی دلیری کی مہریں ثبت کرتی ہے اور جنگجو ایسی ہے کہ بڑے سالاروں کو اپنے سامنے نیچا کرتی چلی جاتی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کلیان مل رکا کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

''دراصل رانا سانگا کے دو بیٹے ہیں ایک کا نام جے مل اور دوسرے کا نام رام داس ہے اس کی دو ہی بیٹیاں ہیں بڑی بیٹی کا نام کوتلیا اور چھوٹی کا نام کوشلیا ہے۔ کوتلیا کی شادی ایک شخص راے مل سے ہو چکی ہے جو بیجانگر کے ایک علاقے کا راجہ ہے یہ شخص بھی بڑا جنگجو اور بہادر اور پہلوان خیال کیا جاتا ہے اور یہ بھی رانا سانگا کی چھوٹی بیٹی کوشلیا کی طرح آس پاس کے حکمرانوں پر حملہ آور ہو کر اکثر و بیشتر اپنے لیے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کلیان مل خاموش ہو گیا جب کہ قیصر خاں گہری سوچوں میں کھو گیا تھا یہاں تک کہ کلیان مل نے اس مخاطب کیا۔

''آپ کن سوچوں میں کھو گئے ہیں۔''

قیصر خاں چونکا اور کہنے لگا۔

''سوچتا ہوں کیا کوئی لڑکی بھی ایسا کھیل کھیل سکتی ہے محترم کلیان مل اس لڑکی کے متعلق بتا کر آپ نے میرے اندر ایک کھلبلی پیدا کر دی ہے اب وقت نے اجازت دی تو کبھی میں اس کوشلیا نام کی لڑکی کا سامنا کرنے کوشش کروں گا پھر میں دیکھوں گا کہ وہ کیسی تیز حرب و ضرب میں کیسی ہنرمند ہے۔'' اس کے ساتھ ہی کلیان مل اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا۔

''اب آپ آرام کریں رات کافی بیت گئی ہے۔'' کلیان مل مترا سین دیوکی اور گونتی اس کمرے سے نکل گئے تھے اگلے روز قیصر خاں کلیان مل کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اس کی بستی سے نکل کر مانڈو کی طرف چلا گیا تھا۔

☆☆

گجرات کا سلطان مظفر خان ایک روز اپنے قصر میں اپنے بیٹے بہادر خاں اور لطیف خاں کے ساتھ بیٹھا کسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ اس کے محافظ دستوں کے دو سالار خوش قدم خاں اور رشید خاں قصر کے اس کمرے کے دروازے کے سامنے نمودار ہوئے سلطان مظفر خاں نے تخت نشین ہوتے ہی ان دونوں کو اپنے محافظ دستوں کا سالار مقرر کیا تھا اور سالار مقرر کرتے کے ساتھ ہی خوش قدم کو عماد الملک اور رشید خاں کو خداوند خاں کا خطاب دیا تھا چنانچہ جب وہ دونوں دروازے پر نمودار ہوئے تب سلطان مظفر بڑے غور سے ان کی طرف دیکھتا رہا پھر خداوند خاں سلطان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سلطان محترم قیصر خاں جیسے آپ نے سلطان محمود خلجی کے حالات جاننے کے لیے مانڈو کی طرف روانہ کیا تھا اس کا ساتھی اعتماد خاں جسے آپ نے مرنے والے تاجروں کے قاتلوں کا پتہ کرنے کے لیے روانہ کیا ہے وہ واپس آیا ہے اور آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔''

ان الفاظ پر سلطان مظفر مسکرایا اور خداوند خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اس کو فی الفور میرے پاس بھیجو۔ کیا قیصر خاں کے آنے کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔''

اس پر خداوند خاں نے نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔ ''ابھی تک اس کے آنے کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔'' پھر وہ پیچھے ہٹا تھوڑی دیر بعد اس کمرے میں قیصر خاں کا ساتھی اعتماد خاں داخل ہوا۔

سلطان مظفر نے اسے اپنے سامنے نشست پر بیٹھنے کے لیے کہا تھا جب وہ بیٹھ گیا تب سلطان نے اسے مخاطب کیا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"جس کام کے لیے تمہیں بھیجا تھا اس کے کسی نتیجہ پر پہنچے ہو۔" اس پر اعتماد خان نے اپنی ہونٹوں پر زباں پھیری پھر کہنے لگا۔

"سلطان محترم یہ ساری کاروایاں رانا سانگا کا سپہ سالار کرتا ہے۔"

رانا سانگا کا سپہ سالار چونکنے کے انداز میں سلطان مظفر نے کہا تھا اس پر اعتماد خاں پھر بولا اور کہنے لگا۔

"سلطان محترم یہ ساری کاروایاں رانا سانگا کا سپہ سالار رنبیر سنگھ ہی کرتا ہے میں پوری تحقیق کر کے آیا ہوں ہمارا جو تجارتی کارواں تجارت کی غرض سے گیا تھا جب وہ لوٹ رہا تھا اس کے پاس کافی نقدی تھی' مال بھی تھا اس پر رنبیر سنگھ ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ آور ہوا کچھ تاجروں کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا سب کا سامان اور نقدی چھین کے لے گیا اور جو تاجر آپ کا عزیز تھا اس کا قاتل بھی وہی ہے۔ اس کے ساتھ کچھ اوباش اور بدمعاش بھی تھے جن کے نام میں نہیں جان سکا۔"

اعتماد خاں تھوڑی رکا پھر دم لیا دوبارہ وہ سلطان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سلطان محترم ایک اور عجیب بات بھی ہے میں نے جو تحقیق کی ہے اس کے مطابق ان کاموں میں رنا سانگا کی ایک بیٹی بھی شامل ہے۔" ان الفاظ پر سلطان مظفر پھر چونکا تھا اور کہنے لگا۔ "یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" اعتماد خاں پھر کہنے لگا۔

"سلطان محترم رانا سانگا کے دو بیٹے ہیں اور ایک کا نام جے مل اور دوسرے کا نام رام داس اور اس کی دو ہی بیٹیاں ہیں ایک بیٹی کا نام کوشلیا اور دوسری کا نام کوتلیا ہے کوتلیا کی شادی رائے مل سے ہو چکی ہے جو ایک علاقے کا حاکم ہے اس کی دوسری بیٹی نام جس کا کوشلیا ہے' وہ چھوٹی ہے اور کنواری ہے لیکن کہتے ہیں بڑی دلیر اور جرات مند ہے' تیغ زنی اور حرب وضرب کے دوسرے امور میں اپنا جواب نہیں رکھتی' بڑی ہنرمندی سے حملہ آور ہوتی ہے۔

بتانے والوں نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ یہی کوشلیا مردانہ جنگی لباس پہن کر حرکت میں آتی ہے کبھی ایدر کے راجے کے علاقوں پر حملہ آور ہوتی ہے کبھی مالوہ کے علاقوں کو روندتی ہے اور کبھی آس پاس کے دوسرے علاقوں پر چڑھ دوڑتی ہے اور اپنے لیے اور اپنے باپ کی سلطنت کے لیے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔"

اعتماد خاں کے ان الفاظ پر سلطان مظفر گہری سوچوں میں گم ہو گیا تھا تھوڑی دیر خاموشی رہی اس کے بعد سلطان مظفر ایک بار پھر اعتماد خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اعتماد خاں تم قیصر خاں کو کب سے جانتے ہو۔" ہلکا سا تبسم اس موقعہ پر اعتماد خاں چہرے پر نمودار ہوا پھر کہنے لگا۔

"سلطان محترم ہم دونوں چھوٹے ہی تھے کہ غلام بنا دیے گئے تھے تب سے میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں یہ میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ قیصر خاں کو مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔" سلطان مظفر مسکرایا اور کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو کیا تم بتا سکتے ہو وہ تیغ زن کیسا ہے۔" اعتماد خاں کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی پھر کہنے لگا۔

"سلطان محترم آپ کی مملکت میں بڑے بڑے اچھے تیغ زن ہیں' عبدالملک ہے' نظام خان ہے' نصرت خاں ہے' ظہیر خاں ہے' برھان پور کا عادل خاں ہے' صفدر خان ہے' نصرت خان اور اسد خان ہے لیکن میں آپ سے کہوں کہ ان میں سے کوئی بھی تیغ زنی کا مقابلہ قیصر خاں سے نہیں کر سکتا قیصر خاں ایسے سالاروں کو لمحوں کے اندر اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دے۔"

اعتماد خاں رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"سلطان محترم غلامی کے دور میں جب کہ لوگ رات کو سوئے ہوتے تھے یہ قیصر خاں تیغ زنی اور حرب وضرب کے دوسرے رموز میں مشق کیا کرتا تھا

سلطان محترم کم از کم میں نے اپنی زندگی میں ایسا اچھا تیغ زن اور ایسا جنگجو نہیں دیکھا اور پھر صرف حرب و ضرب کے ہنر میں ماہر نہیں ہے سلطان محترم وہ ایک طاقت ور نوجوان ہے' نیزہ بازی تیر اندازی اس جیسی کوئی نہیں کر سکتا دو سوار اگر بھاگ رہے ہوں اور ان دو میں سے ایک سوار قیصر خاں ہو تو قیصر خاں اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے جو سوار اس کے ساتھ بھاگ رہا ہو اسے گردن سے پکڑ کر اور اٹھا کر اپنے سامنے اپنے گھوڑے پر بیٹھا لینے کی طاقت اور ہمت بھی رکھتا ہے۔"

اعتماد خاں مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ سلطان مظفر کے محافظ دستوں کا سالار خداوند خاں ایک بار پھر اس کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا اور سلطان مظفر کو مخاطب کر کے لکھنے لگا۔

"سلطان محترم عجیب اتفاق ہے اعتماد خاں آیا ہے اور اس کے ساتھ اس کا ساتھی قیصر خاں بھی مانڈو سے لوٹ آیا ہے اگر حکم ہو تو اسے پیش کروں۔"

خداوند خاں کے الفاظ سن کر سلطان مظفر کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی مسکراتے ہوئے اس نے ہاتھ کے اشارے سے خداوند خاں کو حکم دیا کہ قیصر خاں کو اندر لایا جائے۔

چنانچہ قیصر خاں جب اندر داخل ہوا سلطان مظفر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر پرجوش انداز میں اس سے مصافحہ کیا اور گلے لگایا اس کے ایسا کرنے پر اس کے دونوں بیٹوں بہادر خاں اور لطیف خان نے بھی اپنے باپ کی پیروی کی تھی۔ یہاں تک کہ ایک نمایاں نشست پر سلطان مظفر نے قیصر خاں کو بٹھایا اور اس کی آمد سے پہلے جو گفتگو اعتماد خاں ساتھ ہوئی تھی وہ تفصیل کے ساتھ قیصر خاں سے کہہ دی تھی۔

تفصیل کہنے کے بعد سلطان مظفر خاموش ہوا پھر غور سے قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"قیصر خاں اب کہو تمہارا کیا ارادہ ہے۔" قیصر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

"سلطان محترم سب سے پہلے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ اپنے تاجروں کے قتل کا الزام کم از کم مجھ پر اور میرے ساتھی اعتماد خاں پر نہیں آیا آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے اس معاملے میں تحقیق کی اور حقیقت تک پہنچے رہی بات رانا سانگا کے سالار رنبیر سنگھ کی تو اس کی ایسی تیسی' اسے تو سلطان محترم میں ایسا گریدوں گا کہ زندگی بھر یاد رکھے گا۔" سلطان مظفر نے قیصر خاں کی بات کاٹ کر اس کے الفاظ پر خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر تمہیں ایک لشکر مہیا کیا جائے گا اور تم رانا سانگا کے علاقوں پر حملہ آور ہو گے۔"

قیصر خاں مسکرایا اور نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔ "سلطان محترم اس طرح بات نہیں بنتی اور یہ مردوں کا شیوہ بھی نہیں ہے کہ میں چوروں کی طرح رانا سانگا کے علاقوں میں گھسوں اور دور تک یلغار کروں ایسا تو میں بڑی آسانی سے کر سکتا ہوں لیکن ہم نے رنبیر سنگھ سے بھی نمٹنا ہے کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ اپنے کچھ مخبر رانا سانگا کے سرحدی علاقوں طرف روانہ کریں اور یہ خبریں پھیلا دیں کہ رانا سانگا کے سپہ سالار رنبیر سنگھ نے مسلمانوں کے سب تجارتی کارواں پر حملہ آور ہو کر مسلمان تاجروں کو قتل کیا تھا کوئی قوت ان کا انتقام لینے کے لیے رانا سانگا کے علاقوں پر حملہ آور ہو گی اور یہ حملہ بڑا زوردار ہو گا اور رانا سانگا کے علاقوں میں دور تک ترک تر کتاز اور یلغار ہو گی۔

جب مخبر یہ باتیں پھیلا دیں گے تب رانا سانگا اپنے سپہ سالار رنبیر سنگھ کو آگاہ کر دے گا اور اسے تنبیہ کرے گا کہ ایسی کوئی قوت حملہ آور ہوتی ہے تو اسے مار بھگا کر اپنے علاقوں سے باہر نکال دیا جائے۔

سلطان محترم! جب رنبیر سنگھ سامنے آئے تب میں اس پر واضح کر دوں گا کہ تجارتی کارواں پر حملہ آور ہو کر نہتے تاجروں کو قتل کرنا ان کا مال و اسباب لوٹ لینا بڑا آسان ہے لیکن کسی جنگجو کے سامنے آ کر اپنا تحفظ کرنا مشکل اور تکلیف دہ کام ہے۔"

قیصر خاں جب خاموش ہوا تب بے پناہ خوشی کا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اظہار کرتے ہوئے سلطان مظفر کہنے لگا۔

"قیصر خاں اپنی گفتگو سے تو نے میرا دل خوش کر دیا ہے تمہاری گفتگو سے میرے اپنے حوصلے بلند ہو گئے ہیں جو تجویز تم نے پیش کی ہے اگر تم اس میں کامیاب رہے تو پھر میں تمہیں بتاؤں گا میرے ہاں تمہاری کیا حیثیت ہے ایک ہفتہ مکمل آرام کرو اپنی تیاری کو آخری شکل دو تمہارا ساتھی اعتماد خاں تمہارے ساتھ ہوگا آج ہی لشکر کا ایک حصہ مختص کر دیا جائے گا جو تمہارے ساتھ کام کرے گا تاکہ ایک ہفتے میں تمہیں موقع مل جائے گا کہ تم انہیں اپنے انداز میں حملہ آور ہونے اور دشمن کو رگیدنے اور اس پر قابو پانے کی تربیت دے سکو۔"

اس کے ساتھ ہی سلطان مظفر نے اپنے پہلو میں لٹکتے پیتل کے طشت پر لکڑی کی ہتھوڑی دے ماری تھی' ہتھوڑی کا لگنا تھا کہ پورا کمرہ گونج اٹھا تھا اس گونج کے ساتھ ہی قصر کے اس دروازے پر سلطان مظفر کا داروغہ نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی سلطان نے اسے مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

"خداوند خان کو بلا کر لاؤ۔"

تھوڑی دیر بعد خداوند خاں دروازے پر نمودار ہوا اشارے سے سلطان مظفر نے اسے آگے آنے کے لیے کہا جب وہ آگے آیا تب کچھ دیر تک سلطان مظفر کچھ سوچتا رہا پھر خداوند خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"قیصر خاں اور اعتماد خاں کو اپنے ساتھ لشکر گاہ میں لے جاؤ جتنے دستوں کا یہ انتخاب کریں اتنے دستے علیحدہ کر دینا اس کو قیصر خاں اور اعتماد خاں اپنے طریقے سے تربیت دیں گے اس لیے ان دونوں کے سپرد میں نے ایک انتہائی اہم مہم کی ہے اب ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔"

اس کے ساتھ ہی خداوند خاں پھر وہ قیصر خاں مڑا اور اعتماد خان دونوں کو اپنے ساتھ لے گیا تھا اس طرح سلطان مظفر نے اپنے آپ کو ناقابل تسخیر خیال کرنے والے رانا سانگا کے خلاف اپنی کاروائیوں کی ابتدا کر دی تھی۔

☆☆

جے پور شہر میں رانا سانگا ایک روز انتہائی غصے اور غضبناکی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اس موقع پر اس کی حسین اور خوب صورت بیٹی کوشلیا دونوں بیٹے جے مل اور رام داس بھی اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کوشلیا ابھی نوعمر تھی انتہا درجہ کی خوب صورت تھی' اس وقت وہ گھڑ دوڑ کا لباس زیب تن کیے ہوئے تھی تھوڑی دیر بعد اس کمرے کے دروازے پر رانا سانگا کا سپہ سالار رنبیر سنگھ نمودار ہوا ہاتھ کے اشارے سے رانا سانگا نے اسے آگے آنے کے لیے کہا' رنبیر سنگھ جب آگے بڑھا تب رانا سانگا نے اسے ایک نشست پر بیٹھنے کے لیے کہا۔

رانا سانگا کے چہرے کی حالت دیکھتے ہوئے رنبیر سنگھ فکرمندی کے عالم میں اس نشست پر بیٹھ گیا تھا یہاں تک کہ رانا سانگا کی غصیلی اور قہر بھری آواز اس کمرے میں گونجی تھی۔

"رنبیر سنگھ پورے ہندوستان میں کوئی ایسا راجہ اور حکمران نہیں جو ہمارا مقابلہ کر سکے یا ہمارے منہ آ سکے ہماری سلطنت کے سرحدی علاقوں میں یہ خبریں پھیلی ہیں کہ تمہارے ہاتھوں جن مسلمان تاجروں کا قتل ہوا تھا وہی قوت ان کا انتقام لینے کے لیے ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہوگی یہ قوت کس کی ہے ابھی تک اس کا پتہ نہیں چلا' میں چاہتا ہوں جو بھی ہمارے علاقوں میں داخل ہو خواہ وہ چھوٹا یا بڑا لشکر ہو اسے بچ کے نہیں جانا چاہیے جو اطلاع مجھے ملی ہے اس کے مطابق یہ کسی دشمن کے چند دستے ہوں گے جو ان تاجروں کا انتقام لینے کے لیے ہماری مملکت کے اندر ترک و تاز یلغار کریں گے تاکہ ان تاجروں کا جو نقصان ہوا ہے اسے پورا کریں لیکن انہیں ہم ایسا نہیں کرنے دیں گے میں چاہتا ہوں کہ تم خود کچھ دستے لے کر سرحدی علاقوں کا رخ کرو اور اگر کوئی قوت تاجروں کا انتقام لینے کے لیے ہماری مملکت میں داخل ہوتی ہے پھر تو ایسے کسی دشمن کو بچ کر بھاگنے کا موقعہ نہیں ملنا چاہیے۔"

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب رنبیر سنگھ چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

"مہاراج فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں صرف آج کا دن تیاری کے لیے لوں گا اور کل چند دستوں کے ساتھ سرحدی علاقوں کا رخ کروں گا پھر میں دیکھتا ہوں کون ہمارے علاقوں میں داخل ہونے اور ہمارے علاقوں کے اندر ترک تاز اور یلغار کرنے کی کوشش کرتا ہے اگر کوئی ایسے کام کی ابتداء کرنے پر تل ہی گیا ہے تو پھر بچ کر نہیں جائے گا۔"

رنبیر سنگھ جب خاموش ہوا تب مچلنے کے انداز میں راجکماری کوشلیا بول اٹھی اور کہنے لگی۔

"پتاجی میں بھی اس مہم میں شامل ہوں گی۔"

رانا سانگا نے ایک پیار بھری نگاہ اپنی بیٹی کوشلیا پر ڈالی پھر نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔

"بیٹے یہ ایک چھوٹی سی مہم ہے اس میں تمہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے تمہارے جیسا تیغ زن تو کوئی ہے ہی نہیں تم کسی بڑی مہم میں یا ہمسائے علاقوں پر یلغار کرنے اور ترکتاز کرتے ہوئے اپنے لیے مالی فائدہ حاصل کرنے کے کام میں شامل ہونا چاہیے' میری بچی یہ کام رنبیر سنگھ کو ہی نمٹانے دو اس کے بعد یہ دیکھیں گے کہ ہمارے علاقوں کے اندر تاجروں کا انتقام لینے والے کون ہیں اور جب ہمیں یہ خبر ہو جائے گی ان کا تعلق کن علاقوں سے ہے تو پھر ان علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لیے میری بیٹی تمہیں عام اجازت ہوگی۔"

رانا سانگا کے اس جواب پر حسین و خوب صورت کوشلیا خوش ہو گئی تھی چنانچہ رانا سانگا کے کہنے پر رنبیر سنگھ بھی وہاں سے اٹھ گیا اگلے روز وہ ایک لشکر لے کر اپنے سرحدی علاقوں کی طرف کوچ کر گیا تھا۔ رنبیر سنگھ بیحد خوش تھا کہ اس مہم میں کامیابی حاصل کر کے وہ رانا سانگا کی نگاہوں میں اپنی عزت اور اپنے وقار کو خوب بڑھانے میں کامیاب ہوگا۔

لیکن حالات اور وقت بڑی اور انتہائی ستم ظریفی کے ساتھ اس کے خلاف حرکت میں آنے والے تھے۔ اس لیے کہ قیصر خان آندھی اور طوفان کی طرح اس کی طرف بڑھ رہا تھا اور اس نے بھی اپنے کارگزاری اور اس مہم میں کامیابی پر اپنے مستقبل کی راہوں کا تعین کرنا تھا۔

☆☆

قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں جب اپنے لشکر کو لے کر رانا سانگا کی حدود میں داخل ہوئے تب رانا سانگا کا سپہ سالار رنبیر سنگھ فوراً حرکت میں آیا اور اپنی گھات سے نکل کر وہ قیصر خاں اور اعتماد خاں کے لشکر پر قوت قاہرہ رکھنے والے سیاہ دل ستم گروں' خرابی و یاس انگیزیاں پھیلاتے موذی و کمینہ فطرت بھیڑیوں اور اندھی انانیت رکھنے والے خونخوار پہاڑی بھیڑیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دوسری طرف قیصر خاں بھی بے خبر نہیں تھا بالکل مستعد تھا شاید اس کے مخبروں نے رنبیر سنگھ کی گھات سے متعلق اسے آگاہ کر رکھا تھا لہٰذا جونہی رنبیر سنگھ نے اپنے کام کی ابتداء کی قیصر خاں اور اعتماد خاں نے موت کے تلاطم خیز طوفانوں' قضا کے پیچ و تاب کھاتے بھنور اور خیالی قلعوں کو مسمار کر دینے والی خوفناک زہریلی آوازوں کی طرح اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کی اور اس کے بعد وہ سنگھی کے لشکر پر اندھیری راتوں کی خاموشی میں صحرائے فنا کے شرر باز بگولوں تاریخ کے سرمایہ بنتے آہنی عزم و استقلال وقت کی رفتار کا کردار بنتے بیتاب امنگوں کے جنون اور خوش بختی کو بدبختی میں بدل دینے والے بے روک ہیولوں اور خشونت آمیز برق کی کڑک طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اس طرح رانا سانگا کے سرحدی علاقوں میں خراب و خستہ اور بے نام مسافتوں میں بدنصیبی کی بارش ہونے لگی تھی سیانسوں کے تسلسل میں ساز گاہ کے اندر لہولہو حروف رقص کرنے لگے تھے ہر نہر کو بے اثر کرتی آسیب زدہ موت کی اندھی چاپ اور مرگ کی موجوں کا تجسس چار سو ناچ اٹھا تھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

رنبیر سنگھ نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ قیصر خاں اور اعتماد خاں کو کسی نہ کسی طرح شکست دے کر مار بھگائے لیکن الٹا قیصر خاں اور اعتماد خاں نے رنبیر کے لشکر کا گھیراؤ کرنا شروع کر دیا تھا' اسی دوران قیصر خاں اپنے چند دستوں کے ساتھ اندھی پیش قدمی کرتے ہوئے اس سمت بڑھا جہاں رنبیر اپنے لشکریوں کو للکار کر ان کا حوصلہ بڑھا رہا تھا آگے بڑھ کر قیصر خاں رنبیر سنگھ پر حملہ آور ہوا' رنبیر سنگھ نے اپنے آپ کو بچانا چاہا لیکن قیصر خاں کی برچھا نما تلوار اسے کاٹتی ہوئی نکل گئی تھی اس طرح قیصر خاں نے رانا سانگا کے سپہ سالار رنبیر سنگھ کا خاتمہ کر دیا تھا رانا سانگا کے لشکریوں نے جب دیکھا کہ ان کا سپہ سالار رنبیر سنگھ مارا گیا ہے تو وہ جی چھوڑ بیٹھے چونکہ اس موقعہ پر قیصر خاں نے اپنے خود کا نقاب پوری طرح اپنے چہرے پر ڈالا تھا لہٰذا رانا سانگا کے لشکری یہ نہ جان سکے کہ ان کے سپہ سالار کا قاتل کون ہے بہر حال رنبیر سنگھ کے مارے جانے بعد قیصر خاں اور اعتماد خاں نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کی اور رانا سانگا کے بچے کھچے لشکریوں کا انہوں نے قتل عام شروع کر دیا تھا بہت کم لشکریوں کو اپنی جانیں بچا کر وہاں سے بھاگنا نصیب ہوا تھا۔

☆☆

دوسری طرف سے رانا سانگا کو رنبیر سنگھ کی طرف سے کوئی اچھی خبر سننے کا بڑا انتظار تھا وہ بے چینی سے منتظر تھا کہ دیکھے اس کا سپہ سالار اپنی سرحدوں کی حفاظت کس انداز میں کرتا ہے اور یہ بھی پتہ چلائے گا کہ حملہ آور ہونے والے لوگ کون ہیں۔

اسی انتظار میں کچھ دن بیت گئے حتی کہ ایک روز جب کہ رانا سانگا اپنے بیٹے جے مل دوسرے بیٹے رام داس بیٹی کوشلیا اور بیوی لکھا روتی کے ساتھ بیٹھا کسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ اس کے داروغہ نے اسے اطلاع دی کہ رنبیر سنگھ کے ساتھیوں میں سے کچھ زخمی رانا کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں یہ خبر سن کر رانا سانگا کے چہرے پر تجسس بھرے تفکرات بکھرتے تھے۔

ان الفاظ سے رانا سانگا ہی نہیں اس کے بیٹے بیوی اور راج کماری کوشلیا بھی چونکے تھے یہاں تک رانا سانگا بھاری آواز میں بولا اور کہنے لگا۔

''ان میں سے ایک کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔''

اس پر وہ داروغہ پیچھے ہٹ گیا تھوڑی دیر بعد وہ ایسے لشکری کو لے کر آیا جو زخمی تھا' اس کے کپڑے سرخ ہو رہے تھے جب اسے رانا سانگا کے سامنے پیش کیا گیا تو رانا سانگا ہی نہیں اس کے دونوں بیٹے جے مل اور رام داس بیوی لکھا روتی اور راجکماری کوشلیا سب غور سے اس کی طرف دیکھتے رہے یہاں تک رانا سانگا نے اسے مخاطب کیا۔

''کیا تم رنبیر سنگھ کی کارگزاری کے متعلق مجھے کچھ تفصیل بتاؤ گے۔'' جواب میں اس لشکری نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری اور کہنے لگا۔

''رانا میں ایک بری خبر لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ سرحدی علاقوں میں' جس لشکر کے ساتھ ہمارا ٹکراؤ ہوا تھا اس لشکر کا سالار ہمارے سپہ سالار رنبیر سنگھ کو پکارتا ہوا اس کی طرف بڑھا دونوں میں ٹکراؤ ہوا جس کے نتیجے میں حملہ آوروں کے سالار نے رنبیر سنگھ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کی گردن کاٹ دی اس کے بعد اس نے ہمارے لشکر کے ان گنت لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور بہت کم کو اپنی جانیں بچا کر بھاگنا نصیب ہوا ان میں سے جو زیادہ زخمی تھے وہ راستے میں ہی دم توڑ گئے میں اور میرے کچھ ساتھی یہاں پہنچنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔''

یہ الفاظ سن کر رانا سانگا کا چہرہ غصے میں سرخ ہو گیا تھا اس کے بیٹوں کی بھی یہی حالت تھی اس کی بیوی لکھا روتی غم زدہ اور فکر مند تھی جب کہ راج کماری کوشلیا بھی بے پناہ غضب ناکی کا اظہار کر رہی تھی اس موقعہ پر کوشلیا کچھ کہنا چاہتی تھی کہ رانا سانگا کی بھاری آواز پھر گونجی۔

''کیا تم بتا سکتے ہو کہ حملہ آوروں کا سالار کون تھا۔''

اس لشکری نے نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

''ہم لوگ اسے نہیں جانتے وہ کوئی نیا سالار ہے۔''

''کیا تم اسے شکل سے پہچان سکتے ہو۔'' رانا سانگا نے پھر پوچھا۔

''کوئی اسے شکل سے بھی نہیں پہچان سکتا اس لیے کہ جس وقت وہ حملہ آور ہوا اس نے اپنے چہرے پر اپنے آہنی خود کا نقاب ڈال رکھا تھا لیکن تیغ زنی کا بڑا دھنی تھا اپنے چند دستوں کے ساتھ ہمارے لشکر کے اندر میں سمت کا رخ کرتا تھا اپنے پیچھے لاشیں بچھاتا چلا جاتا تھا۔''

رانا سانگا کچھ دیر خاموش رہا پھر دوبارہ اس نے سوال کیا۔ ''کیا تم یہ نہیں جان سکے کہ حملہ آور لشکری کون تھے۔''

رانا سانگا کے اس لشکری نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ ''جہاں تک میری ذاتی رائے ہے حملہ آوروں کا تعلق گجرات کے سلطان مظفر کے لشکر سے ہو سکتا ہے۔'' رانا سانگا گفتگو کو آگے بڑھانا چاہتا تھا کہ اس دوران اس کی بیٹی راج کماری کوشلیا بول اٹھی اور بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''رنبیر سنگھ کے قاتل کو زیادہ دن تک اس زمین پر چلنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے پتاجی آپ اپنے کچھ جاسوس اور مخبر مقرر کریں جو یہ جاننے کی کوشش کریں کہ رنبیر سنگھ کا قاتل کون ہے میں آج آپ کے سامنے سوگند کھاتی ہوں کہ جب تک رنبیر سنگھ کے قاتل سالار کا سر نہیں کاٹوں گی' دم نہیں لوں گی جب ہمارے مخبروں نے یہ بتا دیا کہ رنبیر سنگھ کا قاتل کون ہے تو پھر دیکھیے گا میں اس کے خلاف کیسے حرکت میں آتی ہوں اور اسے بتاؤں گی ہماری مملکت کی سرحدوں پر حملہ آور ہونا اتنا آسان نہیں جتنا وہ خیال کرتا ہے اور اگر اس نے رنبیر سنگھ کا سر کاٹا ہے تو ہم میں اتنی ہمت اور جرات ہے کہ جوابی کاروائی کرتے ہوئے ہم اس کا سر کاٹ سکتے ہیں۔''

کوشلیا جیب رکی تب رانا سانگا نے آواز دے کر اپنے داروغہ کو بلایا داروغہ جب اس کے سامنے آیا تب رانا سانگا اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''ذرا کرشن دیو کو بلا کر لاؤ۔''

اس پر داروغہ وہاں سے ہٹ گیا تھوڑی دیر بعد ایک خوب لمبے قد اور کڑیل جسم کا جوان رانا سانگا کے سامنے آیا وہ رانا سانگا کے لشکر کا سالار کرشن دیو تھا' رانا سانگا نے اسے قریبی نشست پر بیٹھنے کے لیے کہا جب وہ بیٹھ گیا تب رنبیر سنگھ کے ساتھ جو کچھ پیش آیا تھا وہ رانا سانگا نے تفصیل سے کہہ دیا تھا ساری تفصیل جاننے کے بعد کرشن دیو بھی پریشان اور فکر مند ہو گیا یہاں تک کہ رانا سانگا نے اسے مخاطب کیا۔ ''کرشن دیو آج سے میں تمہیں رنبیر سنگھ کی جگہ اپنے لشکریوں کا سپہ سالار مقرر کرتا ہوں دشمن کے جو لشکری ہماری سرحدوں پر حملہ آور ہوئے اور رنبیر سنگھ کو انہوں نے قتل کیا ان سے انتقام لینا ہم پر فرض بن گیا ہے۔''

یہاں تک کہتے کہتے رانا سانگا کو خاموش ہو جانا پڑا اس لیے کہ راج کماری کوشلیا انتہائی قہر مانی سے بول اٹھی۔

''پتاجی اگلی مہم جو کرشن دیو کی سرکردگی میں ہو گی وہ اس میں خود بھی شامل ہوں گی اور میں دیکھوں گی کہ حملہ آوروں کا وہ سالار کیسے ہمارے ہاتھوں سے بچ کر جاتا۔''

جواب میں رانا سانگا نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی اس کے بعد وہ دوبارہ کرشن دیو کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''کرشن دیو چند دن تیاری کرو تمہیں اپنے سارے لشکریوں کی جان پہچان تو پہلے سے ہی ہے ان میں سے چیدہ چیدہ اور انتہائی جنگجو راجپوتوں کے کچھ دستے علیحدہ کرو اور ان دستوں کے ساتھ گجرات کے سلطان مظفر کے علاقوں میں داخل ہو کر دور تک تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلنے کے ساتھ ساتھ اپنے لیے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرو فی الحال ہم کھل کر گجرات کے سلطان مظفر کے خلاف حرکت میں نہیں آنا چاہتے اس لیے کہ اس کی خاصی بڑی طاقت ہے' میں چاہتا ہوں پہلے آس پاس کے چھوٹی چھوٹی مملکتوں پر قبضہ کر کے اپنی طاقت اور قوت میں بے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

پناہ اضافہ کیا جائے اس کے بعد گجرات کی سلطنت پر حملہ آور ہو کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے' میرا ارادہ ہے کہ سب سے پہلے ایدر کے راجہ پر حملہ کیا جائے ایدر کا راجہ ماضی میں ہمارا مخالف رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ ایدر پر حملہ آور ہو کر وہاں کے راجہ کو چلتا کروں اور وہاں اپنے داماد رائے مل کو حکمراں بناؤں اس کے بعد میں یہ بھی چاہوں گا کہ مالوہ کی طرف متوجہ ہوں مالوہ میں اس وقت ہندو کی بہت بڑی تعداد ہے وہ مالوہ کا حکمران سلطان محمود خلجی ہے لیکن میں اندر ہی اندر مالو کے ہندو وزیروں سے رابطہ قائم کروں گا اور کوشش کروں گا کہ مالوہ کی سلطنت کا تخت کچھ ایسے انداز سے الٹا جائے کہ سلطان محمود خلجی کو بھاگ کر اپنی جان بچانی پڑے اور مالوہ کا پورا علاقہ بھی ہمارے ماتحت ہو جائے جب ایسا ہو جائے گا تو ہماری طاقت اور قوت میں بے پناہ اضافہ ہوگا پھر میں دیکھوں گا گجرات کا سلطان مظفر کیسے اور کس طرح ہمارے خلاف حرکت میں آتا ہے کیسے اس کے لشکری ہماری سرحدوں کو عبور کر کے ہماری مملکت کے اندر خونخواری کا کھیل کھیلتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا جب خاموش ہوا تو تب کرشن دیو کی بھی چھاتی تن گئی تھی اور رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "رانا آپ بے فکر رہیں بھگون نے چاہا تو حملہ آور لشکریوں کے سالار کا سر میں ایسے ہی کاٹوں گا جیسے اس نے رنبیر سنگھ کا کاٹا تھا اس کا سر کاٹ کر میں آپ کے پاس لاؤں گا اور بعد میں میں دیکھوں گا کہ وہ کون سی قوت باقی رہتی ہے جو ہماری سرحدوں کے اندر ترکتاز اور یلغار کا کھیل کھیلتی ہے۔"

کرشن دیو کی اس گفتگو سے رانا سانگا نے اطمینان کا اظہار کیا تھا اس کے بعد کرشن دیو کو حکم دیا کہ وہ نہ صرف چیدہ چیدہ جنگجو تیار کرے بلکہ جنگ کی تیاری بھی کرے۔

☆☆

رانا سانگا کا نیا سپہ سالار کرشن دیو اور رانا سانگا کی راج کماری کوشلیا ایک خاصا بڑا لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے اور وہ خوف کے چلتے دشت میں خناس کے وسوسوں کی طرح سلطان مظفر کے علاقوں میں داخل ہوئے بستی بستی قریہ قریہ حملہ آور ہو کر انہوں نے درد کی ہجر کہانیاں رقم کرنا شروع کر دی تھیں' ہجر کی دھول میں عذاب و کرب کے لمحوں کے اندر غول بیابانی' بدروحوں آسیب و چھلاوں' وہم و وحشت کی طرح ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف تباہی بربادی کا رقص کرتے چلے گئے تھے۔ چاروں طرف انہوں نے دل آشوب مناظر کو بکھیلتی برہمی پھیلانا شروع کر دی تھی۔

کرشن دیو اور راج کماری کوشلیا نے سلطان مظفر کے ان گنت قصبوں اور بستوں پر حملہ آور ہو کر پہلے ان کی لوٹ مار کی' بہت سے بے گناہوں کا قتل عام کیا اور تباہی و بربادی کا کھیل کھیلنے کے بعد وہ بار برداری کے جانوروں پر لوٹا ہوا سامان لے کر بڑے پرسکون انداز میں واپس چلے گئے تھے۔ اس وقت سرحد پر سلطان مظفر کا کوئی لشکر نہیں تھا اس لیے کرشن دیو اور راج کماری کوشلیا نے تباہی اور بربادی کا جو کھیل خوب کھل کر کھیلا۔

کرشن دیو اور راج کماری کوشلیا واپس اپنے مرکزی شہر پہنچے اور اپنی کارگزاری کی اطلاع رانا سانگا کو دی' ساتھ ہی وہ مال برادری کے ان گنت جانور جو ساماں سے لدے ہوئے تھے عام لوگوں کے سامنے لائے تو عام لوگوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا اور راجہ کی تو خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی رانا سانگا یہی چاہتا تھا اس لیے کہ وہ اپنے اطراف میں مختلف حکمرانوں کو زیر کرنے کے بعد ہندوستان میں اپنے لیے ایک ایسی حکومت قائم کرنا چاہتا تھا جو کسی کے سامنے زیر نہ ہو سکے۔ دراصل رانا سانگا اپنے آباؤ اجداد کی داستانوں کو دھرانا چاہتا تھا رانا سانگا کے آباؤ اجداد وہ راجہ تھے جنہیں ماضی میں سلطان شہابت الدین غوری نے خوب روندا تھا' انہیں شکست دے کر وسیع علاقوں پر قبضہ کر کے ہندوستان میں خاندان غلاماں کی بنیاد ڈالی تھی۔

چنانچہ ہر طرح سے رانا سانگا اپنے سپہ سالار کرشن دیو اور اپنی بیٹی کوشلیا کی کارگزاری پر بڑا خوش اور مطمئن تھا تو دوسری طرف گجرات کے سلطان مظفر کو جب یہ خبریں پہنچیں کہ رانا سانگا کے لشکر اس کے علاقوں میں داخل ہوئے ان گنت بستیوں کو انہوں نے لوٹا اور ان کا قتل عام کیا اور بار برداری کے ان گنت جانوروں پر سامان لاد کر وہ چلتے بنے۔

رانا سانگا سے انتقام لینے اور آئندہ کے لیے ایسے کاروائیوں کا سدباب کرنے کے لیے سلطان مظفر نے اپنے سارے سالاروں اور امراء کا اجلاس طلب کر لیا تھا۔

چنانچہ جب سارے سالار امراء سلطان مظفر کے پاس جمع ہو گئے تب کچھ دیر تک سلطان سب سے مشورہ کرتا رہا ساتھ ہی رانا سانگا کے لشکریوں نے سرحدوں کو عبور کر کے سلطان کی حدود میں جو تباہی و بربادی کا کھیل کھیلا تھا اس کی تفصیل بھی سب سے کہہ دی تھی۔

آخر طویل مشاورت کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک لشکر دے کر قیصر خاں کو سرحدوں کی طرف روانہ کیا جائے' اعتماد خاں کو اس کے ساتھ رکھا جائے یہ فیصلہ ہونے کے بعد قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں کو سلطان مظفر نے اپنے پاس بلایا پھر دھیمے لہجہ میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں چاہوں گا کہ تم دونوں نہ صرف اپنے لوگوں کے قتل عام کا انتقام لو اور یہ انتقام رانا سانگا کی سرزمینوں میں لیا جائے گا میں چاہتا ہوں تم میرے اگلے حکم تک سرحدوں پر ہی قیام رکھو جو لشکر آج یہاں سے قیصر خاں تمہاری سرکردگی میں روانہ ہوگا اس میں اعتماد خاں تمہارا نائب ہوگا تمہارے لیے خیموں کا بہترین اہتمام کیا جائے گا' رسد بھی عمدہ مہیا کی جائے گی لیکن میں یہ بھی چاہوں گا کہ رانا سانگا کا یہ زعم ٹوٹنا چاہیے کہ ہندوستان میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا' یوں جانو ہم نے یہ تہیہ اور عہد کرنا ہے کہ رانا سانگا کو ہر صورت میں اپنے سامنے زیر کر کے اس کی حیثیت کو کم تر اور ہلکا کرنا ہے اب بولو تم کیا کہتے ہو۔"

سلطان مظفر جب خاموش ہوا تب قیصر خاں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"رانا سانگا کے سپہ سالار رنبیر سنگھ کو تم نے میدان جنگ میں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اب رانا سانگا نے رنبیر کی جگہ ایک شخص کرشن دیو کو اپنے لشکریوں کا سالار مقرر کیا ہے اور بتانے والوں نے مجھے بتایا ہے کہ کرشن دیو کے علاوہ رانا سانگا کی بیٹی کوشلیا بھی لشکر لے کر ہماری سرحدوں میں داخل ہوئی اور ان گنت بستیوں کو اجاڑا' تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا اور لوٹ مار کا بازار گرم کر کے چلتے بنے۔ مجھے امید ہے کہ تم دشمن سے انتقام بھی خوب لو گے اور سرحدوں پر بسنے والے مسلمانوں کے حوصلے بھی بلند رکھو گے۔"

قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں نے اس سے اتفاق کیا تھا اس کے بعد سلطان مظفر نے وہ اجلاس ختم کر دیا تھا۔ اسی روز قیصر خاں اور اعتماد خاں ایک لشکر لے کر اپنے سرحدی علاقوں کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ وہ دونوں ہی انتہائی غضب اور غصے کی حالت میں تھے اور ہر صورت میں رانا سانگا کے لشکر سے انتقام لینے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے سرحدوں بستیوں اور قصبوں کو بھی محفوظ رکھنے کا تہیہ کیے ہوئے تھے۔

☆☆

قیصر خاں اور اعتماد خاں ان علاقوں میں پہنچے جب ان علاقوں پر رانا سانگا کے سپہ سالار کرشن دیو اس کی بیٹی کوشلیا نے حملہ آور ہو کر دور دور تک تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا تھا تب متاثر ہونے والے لوگ لشکر کے اردگرد جمع ہو گئے اور اپنی اپنی تکلیفیں اور دشمن کے حملہ آور ہونے کی داستانیں بیان کرنے لگے تھے ایسے میں ایک بوڑھی خاتون ایک طرف سے آئی اور ایک لشکری سے پوچھا اگر آنے والا یہ لشکر سلطان مظفر کا ہے تو اس لشکر کا سالار کون ہے۔

اس لشکری نے قیصر خاں کی طرف جب اشارہ کیا تب وہ بڑھیا قیصر خاں کی طرف بڑھی۔ اس کا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ انتہائی غصے اور برہمی کی حالت میں ہے پھر وہ بڑھیا جو لاغر تھی قیصر خاں کے قریب گئی پھر نہ جانے کیسے اس میں توانائی اور طاقت آئی اس نے بڑے غصے میں قیصر خاں کا گریبان پکڑ کر کھینچا اور اس کے منہ کے دائیں بائیں حصوں پر کئی طمانچے دے مارے تھے ساتھی ہی وہ غضبناک تحکمیلی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اب آنے کی کیا ضرورت تھی اس وقت تم کہاں تھے جب ان علاقوں میں غم کی بکھری کہانیاں دیکھ کے ٹوٹے قصے کئی شاخوں کی داستانیں ہر شے کو قتل گاہوں کا مقروض بنا رہی تھیں ہمارے دشمن ان علاقوں پر حملہ آور ہو کر وقت کے پرفریب سیلاب کی طرح انسانیت کو ریزہ ریزہ لب پتھر' جذبے اپاہج' خوشیاں مرگ کے قہقہوں میں بدلتے رہے پستیوں اور لوگوں کے اندر آگ کی لپٹوں کے گورکھ دھندے پھلتے رہے دکھ درد کی زندگی کا بوجھ سانسوں آہوں اور اعصاب پر خوف پھیلانے والی آگ کا ایندھن بن گیا تھا' دشمن بے ضمیری کی تاریکی پھیلاتے اڑتے مرگ کے ہیولوں اور ہوس کے اندھے سوداگروں کی طرف چاروں طرف جبر کی دھول اڑاتے رہے پیاسے سراب پھیلاتے رہے۔''

پھر اس عورت نے اس موقع پر مزید کچھ کہنا چاہا تھا تو ایک چھوٹے سالار نے آگے بڑھ کر بڑھیا کو پکڑ کر اس نے پیچھے ہٹانا چاہا تب ہاتھ کے اشارے سے قیصر خاں نے اس کو منع کر دیا اور اپنے اس چھوٹے سالار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ ہماری ماں ہے اسے پیچھے نہ ہٹانا مجھ پر ہاتھ اٹھانے سے اگر اس کا غصہ جاتا ہے تو یہ میرے لیے بہت بڑی سعادت ہے دیکھو ان لوگوں کو تکلیف اور کرب کا سامنا کرنا پڑا ہے چنانچہ انہیں کہیں نہ کہیں تو اپنے جذبات کا اظہار کرنا ہی ہے۔''

اس کے بعد جب اس خاتون نے قیصر خاں کا گریباں چھوڑ دیا تب بڑی عقیدت اور ارادتمندی میں قیصر خاں نے اپنے دونوں ہاتھ اس بوڑھی عورت کے شانوں پر رکھے پھر بڑی اپنائیت میں کہنے لگا۔ ''آپ ہماری ماں کی جگہ ہیں جو کچھ آپ لوگوں پر بیتی مجھے اس کا احساس ہے لیکن آپ لوگ فکرمند نہ ہوں آپ کے گھروں کو لوٹا گیا ہے' بہت سے لوگوں کا قتل عام کیا گیا ہے لیکن یہ سلسلہ اب زیادہ عرصہ جاری نہیں رہے گا میں فی الحال مستقل طور پر یہیں رہوں گا پھر میں دیکھوں گا رانا سانگا کے لشکر کیسے سرحد کو عبور کر کے ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں رکا پھر وہاں جمع ہونے والے سب لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہم لوگ تمہارے خادم اور خدمت گزار ہیں میں اس لشکر کا سالار ہوں اور سالار کی حیثیت سے آپ لوگوں سے التماس کرتا ہوں کہ مجھے چند دنوں کی مہلت دیں جس کسی کا نقصان ہوا ہے اس کا دوگنا ملے گا جس کا مکان گرا ہے اسے پہلے کی نسبت زیادہ پکا پختہ مکان بنا کر دیا جائے گا اور جس کی رقم جتنی لوٹی گئی ہے اسے دوگنی رقم ملے گی اس وقت میری آپ لوگوں سے التماس ہے کہ آپ اپنے اپنے گھروں میں چلے جائیں اور جو کچھ میں دشمن کے خلاف کرنا چاہتا ہوں کرنے کی مجھے مہلت دیں۔''

قیصر خاں کے ان الفاظ پر لوگ خوش ہو گئے تھے پھر آہستہ آہستہ لوگ اپنے گھروں کو لوٹنے لگے تھے ان کے جانے کے بعد قیصر خاں نے علاقے کا جائزہ لیا پھر ایک انتہائی مناسب جگہ اس نے اپنے لشکر کا پڑاؤ کرنے کا حکم دیا اس موقعہ پر اعتماد خاں بھی قیصر خاں کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا چنانچہ اعتماد خان کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔

''اعتماد خاں میرے بھائی پڑاؤ جس وقت پڑاؤ قائم ہو جاتا ہے تو سارے پڑاؤ کے اگلے حصہ میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر خندقیں کھود دی جائیں تاکہ کسی موقع پر اگر دشمن ہم پر شب خون مارنے کی کوشش کرے تو اس کا سدباب کیا جا سکے ساتھ ہی اپنے کچھ مخبر بھی دشمن کے علاقوں میں پھیلا دو جو یہ جاننے کی کوشش کریں کہ کیا رانا سانگا کا نیا سپہ سالار کرشن دیو اور اس کی بیٹی کوشلیا اپنے لشکر کو لے کر اپنے مرکزی شہر کی طرف چلے گئے ہیں یا قریب ہی کہیں پڑاؤ کر رکھا ہے ساتھ ہی لشکر کے کھانے کا بھی اہتمام کیا جائے۔ میں چاہتا ہوں لشکری آج کی رات اور اگلے دن کے پہلے پہر کا کچھ حصہ آرام کر لیں اس کے بعد ہم اپنے کام کی ابتداء کریں گے ہو سکتا ہے اس وقت تک ہمارے مخبر بھی واپس آ جائیں اور دشمن کے متعلق ہمیں کارآمد خبریں مہیا کریں۔''

اعتماد خاں نے قیصر خاں کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا چنانچہ پڑاؤ قائم ہونے لگا۔ بڑی تیزی سے خیمے نصب کر دیے گئے اور پھر قیصر خاں کے کہنے پر لشکر کے اگلے حصے میں تھوڑا تھوڑا فاصلہ چھوڑ کر خندقیں قائم کر دی گئی تھیں اور ان خندقوں میں رات کو بیٹھنے والے تیر انداز بھی مقرر کر دیے گئے تھے اور ان خندقوں کے اندر تیروں کے ڈھیر بھی جمع کر دیے گئے تھے۔

رات پرسکون انداز میں گزر گئی اور کوئی حادثہ پیش نہ آیا اگلے روز صبح کا سورج طلوع ہونے سے کچھ بعد وہ مخبر بھی لوٹ آئے تھے جنہیں دشمن پر نگاہ رکھنے کے لیے بھیجا گیا تھا جس وقت وہ مخبر آئے اس وقت قیصر خاں اور اعتماد خاں اپنے کچھ چھوٹے سالاروں کے ساتھ خیمہ سے باہر ایک چٹان کے قریب بیٹھے ہوئے تھے وہ مخبر قریب آ کر اپنے گھروں سے اترے انہیں دیکھ کر قیصر خاں' اعتماد خاں اور دوسرے سالاروں نے بھی خوشی کا اظہار کیا تھا گھوڑوں سے اتر کر وہ مخبر جو لاتعداد میں تین تھے قیصر خاں کے پاس آئے اور پھر قیصر خاں کو مخاطب کر کے ایک کہنے لگا۔

''امیر آپ نے ہمیں جس کام کے لیے بھیجا تھا ہم اس کی تکمیل کر کے آ رہے ہیں۔ رانا سانگا کے سپہ سالار کرشن دیو اور راج کماری کوشلیا نے اپنے لشکر کے ساتھ سرحد کے لگ بھگ پندرہ میل اندر پڑاؤ کر رکھا ہے اس کے پاس اس سامان کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں جو انہوں نے ہمارے علاقوں سے لوٹا ہے وہ احتیاط کی خاطر وہاں پڑاؤ کیے ہوئے ہیں اس لیے انہیں امید ہے کہ مسلمانوں کا کوئی نہ کوئی لشکر جب انتقام لینے کے لیے آئے گا تو اس پر حملہ آور ہو کر اس کا قصہ پاک کر کے پھر اپنے مرکزی شہر کا رخ کریں گے۔''

یہ خبر سن کر قیصر خاں اعتماد خاں اور دوسرے سالاروں نے بھی خوشی کا اظہار کیا تھا اس موقعہ پر اعتماد خاں بولا اور قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''قیصر خاں میرے عزیز بھائی کیا ایسا ممکن نہیں آنے والی رات کو ہم رانا سانگا کے اس لشکر پر شب خون ماریں اور لشکر کا قصہ پاک کر کے رکھ دیں۔''

اعتماد خان ان الفاظ کے جواب میں ایک عجیب سی مسکراہٹ قیصر خاں کے چہرے پر نمودار ہوئے پھر بڑے غور سے وہ اتماد خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اعتماد خاں تمہاری تجویز ٹھیک ہے لیکن میں اس پر عمل نہیں کرنا چاہتا' شب خون نہیں ماروں گا دن کی روشنی میں ان پر اس انداز میں حملہ آور ہوں گا کہ ان کے سارے کس بل نکال کر رکھ دوں گا۔'' یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں کچھ دیر خاموش رہا کچھ سوچتا رہا پھر اعتماد خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اعتماد خاں دیکھو دشمن نے ہمارے سرحدی علاقوں کو بڑا نقصان پہنچایا ہے یہاں پہنچنے کے بعد لوگ ہمارے اردگرد جمع ہو گئے تھے ان کی حالت دیکھتے ہوئے میں اندر ہی اندر روتا رہا تھا لیکن اپنے جذبات کا اظہار نہیں کیا تھا میں ان کے ہر دکھ ان کے ہر غم اور ان کے ہر نقصان کا ازالے کا عزم کر چکا ہوں لہٰذا میرے بھائی تھوڑی دیر تک لشکر یہاں سے کوچ کرے گا جو تیر انداز ہم نے خندقوں کے اندر مقرر کیے ہوئے ہیں وہ یہی رہیں گے وہ پڑاؤ کی حفاظت کریں گے جب کہ باقی لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا آدھا حصہ تمہارے پاس اور آدھا حصہ میرے پاس رہے گا۔

میرے بھائی جو تین مخبر آئے ہیں ان میں سے ایک مخبر تمہارے ساتھ چلا جائے گا ایک میرے ساتھ ہوگا اور ان کا تیسرا ساتھی پڑاؤ میں رہے گا ہم دونوں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

یہاں سے اکٹھے روانہ ہوں گے اور اپنے مخبروں کے کہنے پر جب ہمیں یہ پتہ چلے گا کہ دشمن کا پڑاؤ پانچ سات میل رہ گیا ہے تب تم سیدھا رانا سانگا کے سپہ سالار کرشن دیو اور راج کماری کوشلیا کے لشکر کی طرف بڑھنا میں تم سے اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ علیحدہ ہو جاؤں گا اور چھوٹا سا ایک چکر اور کاٹتے ہوئے میں رانا سانگا کے لشکر ایک طرف پہنچنے کی کوشش کروں گا۔

تم جاتے ہی اپنی صفیں درست کر کے رانا سانگا کے لشکر سے ٹکرانے کا کام کرنا رانا سانگا کا سپہ سالار کرشن دیو اور اس کی بیٹی کوشلیا جب دیکھیں گے کہ مسلمانوں کا چھوٹا سا ایک لشکر ان سے ٹکرانے کے لیے آ گیا ہے تو بڑے خوش ہوں گے اور فی الفور تم پر حملہ آور ہونے کے لیے تیار ہو جائیں گے اور جب وہ تم پر حملہ آور ہوں گے اس کے ساتھ ہی میں بھی حرکت میں آ جاؤں گا میں اپنی جگہ سے کوچ کروں گا اور رانا سانگا کے لشکر کی پشت پر اس انداز سے حملہ آور ہوں گا کہ رانا سانگا کے سارے لشکر کو کاٹ کر رکھ دیا جائے اب بولو تم کیا کہتے ہو۔'' اعتماد خاں مسکرا دیا کہنے لگا۔

''میرے بھائی میں نے کچھ نہیں کہنا باقی سالار دن سے پوچھ لیں۔'' قیصر خاں نے دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھا وہ انہیں مخاطب کر کے کچھ کہنے ہی چاہتا تھا وہ سب قیصر خاں کی اس تجویز سے اتفاق کرنے لگے تھے لہٰذا تھوڑی ہی دیر بعد قیصر خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا۔ راستے میں لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ایک حصہ قیصر خاں نے اپنے پاس رکھا دوسرے حصہ اعتماد خاں کی کمان داری میں دیا گیا تھا اپنے ایک مخبر کی راہنمائی میں اعتماد خاں سیدھا آگے بڑھا اور دوسرے مخبر کی راہنمائی میں قیصر خان ایک چکر کاٹتا ہوا۔

رانا سانگا کے لشکر کے ایک پہلو کی طرف حملہ آور ہونے کے لیے مناسب جگہ کا رخ کر رہا تھا۔

اعتماد خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کرشن دیو اور راج کماری کوشلیا کے لشکر کے سامنے جب نمودار ہوا اسے اعتماد خاں نے دیکھا اسے دور سے آتا دیکھ کر کرشن دیو اور کوشلیا نے اپنے لشکر کی صفیں درست کر لی تھیں جو سامان وہ خود لے کر آئے تھے جو انہوں نے مسلمانوں کے علاقوں سے لوٹا تھا اس کے ڈھیر انہوں نے لشکر کی صفوں کے پیچھے پڑاؤ کی صورت میں رکھے ہوئے تھے کرشن دیو اور کوشلیا نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا چھوٹا سا ایک لشکر ان کے سامنے انتقام لینے کی خاطر آیا تو دونوں نے تہیہ کر لیا کہ ایسے لشکر کو تو وہ لمحوں کے اندر پیس کے رکھ دیں گے۔ اس موقعہ پر پہلے اعتماد خاں نے اپنے کام کی ابتداء کی اور وہ کوچ کوچ کر لرزا دینے والے مستی پر آئے تفکرات کے بحر غموں کے ارتعاش میں لپٹے کھولتے عذابوں کے کرب کے مدوجزر جسموں میں خوف کی حدت بڑھاتی قہر مانیت کی لہروں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جوابی کاروائی کرتے ہوئے کرشن دیو اور راج کماری کوشلیا نے بھی جور و جبر کی چکی تلے پیستے زندگی کے زہریلے عنواں ظلم کا زہر پھیلاتی وحشت کی فراوانی' نسلوں کی نفرت اور زیست کی رفاقتوں میں کرب کے سلگتے تھل کھڑے کرتے ان دیکھے درد بھرے اندیشوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اچانک ایک طرف سے قیصر خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ آگ و خون کے ہیجان نفرت کھڑی کرتے بگولوں ذہنوں کو مفلسی کا اسیر کرتی زنگ آلود سوچوں انوکھی پوشیدہ قوتوں کا وقت کے کالے ساگر میں پاتال کے کھولتے لاوے کی طرح نمودار ہوا پھر اس نے رانا سانگا کے لشکر کی پشت کی طرف سے گونجتی فراق رتوں۔ الم زدہ ہواؤں میں غموں کی بے روک یلغار' برق کے نادیدہ پلکوں' غم دہر کے ویرانوں میں ہجرتوں کے عذاب جبر آت و جواں مردی کے آتش سیال اور زیست کے کاشانوں میں آوارہ وحشتیں قہر بھرے دردانگیز جھکڑ تباہی کے گرد باد اور دکھ کے لا انتہا سلسلے بھرتی موت کے دھند بکھرتی ویرانیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

یوں کھلے میدانوں میں دونوں لشکریوں کے اس طرح ٹکرانے کے باعث ظلم کا زہر پھیلاتی وحشتوں کی فراوانیاں رقص کرنے لگی تھیں۔ فضا خیز لہریں افق کے حاشیوں کو رنگین بنا گئی تھیں۔ خونی سرسراہٹوں کے اندر جسموں کے زخم سجنے لگے تھے دھرتی کی کوکھ سے اٹھ کر مرگ کی سرگرداں صدائیں آنکھوں میں خون کے شعلے جسموں میں کرب کے مدوجزر بھرنے لگی تھیں۔

اب رانا سانگا کے لشکر پر ایک طرف سے قیصر خاں زندان کی سلاخیں توڑتے خون آشام عناصر اور دوسری طرف سے زندگی کو سیخ پا کرتے موت کی مسلسل کشاکش کی طرح اعتماد خان حملہ آور ہو رہا تھا کچھ دیر تک تو رانا سانگا کے سالار کرشن دیو اور اس کی راج کماری کوشلیا نے ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن پھر فضاؤں کی آنکھ نے دیکھا قیصر خاں اور اعتماد خاں کے تیز حملوں کے سامنے کرشن دیو اور حسین اور خوب صورت راج کماری کوشلیا کے لشکر کی حالت اجاڑ موسموں اجڑی بستیوں بے کل ویران لمحوں خیرابوں کے بالوں کی سی ہونا شروع ہو گئی تھی تھوڑی دیر تک مزید انہوں نے مقابلہ کیا پھر شکست قبول کرتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس فتح کو دو فائدے ہوئے اول یہ کہ اس سے پہلے کرش دیو راج کماری کوشلیا نے مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر بستیوں کو لوٹتے ہوئے جو کچھ حاصل کیا تھا وہ سب کچھ چھوڑ کر وہ بھاگ گئے تھے اور وہ سب چیزیں قیصر خاں اور اعتماد خاں کے ہاتھ لگ گئی تھیں۔

اس کے بعد رانا سانگا اور اس کے لشکریوں کو سبق سکھانے کی خاطر قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا پھر رانا سانگا کی حدود کے اندر دور دور تک انہوں نے تباہی اور ترک تاز کا وہ کھیل کھیلا کہ ہر طرف انہوں نے چیخ و پکار برپا کر کے رکھ دی تھی اور جس قدر سامان اور جانور کرشن دیو اور راج کماری کوشلیا نے مسلمانوں کے علاقوں سے حاصل کیا تھا اس سے کئی گنا سامان لے کر ہر چیز کو سمیٹا ہوا قیصر خاں اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلا گیا تھا۔

قیصر خاں اور اعتماد خاں اپنے لشکر لے اس جگہ آئے جہاں انہوں نے پڑاؤ کیا تھا اور آس پاس کی وہ بستیاں تھیں جن کو راج کماری کوشلیا اور کرشن دیو نے ویران کیا تھا۔

چنانچہ وہاں پہنچتے ہی جن بستیوں پر حملہ آور ہو کر انہیں تباہ کیا تھا قیصر خاں کے حکم پر ان سب لوگوں کو جمع کیا گیا اور جو سامان کرشن دیو اور کوشلیا سے چھین کر لایا گیا تھا وہ لوگ پہچان پہچان کر اپنا سامان واپس لینے لگے تھے اس کے علاوہ جن لوگوں کا زیادہ نقصان ہوا تھا انہیں اس سامان سے بھی مدد کی گئی جو قیصر خاں اور اعتماد خاں براج سانگا کے علاقوں سے لے کر آئے تھے۔ اس کے علاوہ جن لوگوں کے مکانوں کو نقصان پہنچا تھا انہیں زیادہ امداد دی گئی تا کہ وہ پہلے کی طرح اپنے مکان کھڑے کر کے خوش حال زندگی بسر کریں ان سارے امور سے نمٹنے کے بعد قیصر خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ اسی پڑاؤ میں قیام کر لیا تھا جس کے آگے اس نے احتیاطاً صندقیں کھود کر ان کے اندر تیر انداز بٹھا رکھے تھے۔

☆☆

ایک روز رانا سانگا اپنی بیوی لکھا روتی اپنے دونوں بیٹوں جے مل اور رام داس کے ساتھ بیٹھا کسی گھریلو موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ اس کے چوبدار نے اطلاع دی کہ ایک مخبر حاضر ہو کر کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اس پر رانا سانگا نے فوراً اس مخبر کو بلا لیا جب وہ رانا سانگا کے سامنے آیا تو رانا سانگا نے اسے مخاطب کیا۔

''کس سمت کی خبر لے کر آئے ہو۔'' اس پر وہ مخبر کہنے لگا۔ ''میں راج کماری کوشلیا اور نئے سپہ سالار کرشن دیو کے لشکر کی طرف سے آیا ہوں۔''

رانا سانگا اس کی بیوی اور دونوں بیٹے چونکے تھے پھر رانا سانگا نے پھر پوچھ لیا۔

''میری بیٹی اور کرشن دیو جس مہم پر گئے تھے اس کا کیا بنا۔''

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

آنے والا وہ مخبر کچھ دیر تک کچھ نہ کہہ سکا عجیب سے انداز سے رانا سانگا کی طرف دیکھتا رہا اس پر رانا سانگا کہنے لگا۔

"جو کچھ ہوا ہے مجھے بتا دو اس میں تمہارا کیا دوش۔" چنانچہ وہ مخبر کہنے لگا۔

"راج کماری اور سپہ سالار کرشن دیو کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے گو اس سے پہلے مسلمانوں کے علاقوں میں داخل ہو کر انہوں نے دور تک یلغار کی تھی پر جلد ہی مسلمانوں کا ایک لشکر وہاں آیا مسلمانوں کا لشکر وہ وقت وہاں پہنچا جب راج کماری اور کرشن دیو دونوں نے اپنے علاقوں کے اندر پڑاؤ کر لیا تھا ان کے پاس سامان کے ڈھیر بھی تھے جو وہ مسلمانوں کے علاقوں سے لے کر آئے تھے لیکن اچانک پھر ایک سمت سے مسلمانوں کا لشکر نمودار ہوا وہ ہمارے لشکر پر حملہ آور ہوا راج کماری نے کرشن دیو کے ساتھ حملہ آوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن شکست اٹھانا پڑی اب بچے کچے لشکر کو لے کر کرشن دیو اور راج کماری واپس آ رہے ہیں۔"

کچھ دیر تک تو رانا سانگا بول نہ سکا گہری سوچوں میں کھویا رہا پھر کہنے لگا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ راج کماری کب تک واپس پہنچ جائے گی۔" اس پر مخبر کہنے لگا۔

"میں ان کے ساتھ سفر کرتے ہوئے آیا ہوں میرے خیال میں اب وہ زیادہ سے زیادہ آدھ میل پیچھے رہ گئے ہوں گے تھوڑی دیر تک وہ شہر میں داخل ہوں گے۔"

اس پر رانا سانگا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی رانی لکھا روتی دونوں بیٹے جے مل رام داس بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے پھر رانا سانگا کہنے لگا۔

"مجھے کرشن دیو اور اپنی راج کماری کا استقبال کرنا چاہیے ان کی سواگت کا اہتمام کرنا چاہیے اگر انہیں شکست ہوئی ہے تو کوئی بات نہیں میں ان کا حوصلہ بڑھاؤں گا تاکہ آنے والے دور میں وہ مسلمانوں کے خلاف بہتر اور اچھی کارکردگی کا مظاہر کر سکیں۔"

اس کے بعد رانا سانگا اپنے راج محل سے نکلنے والا ہی تھا کہ سامنے کی طرف سے اس کا سپہ سالار کرشن دیو اور راج کماری کوشلیا اپنے گھوڑوں پر سوار آتے دکھائی دیے جب وہ قریب آئے تب رانا سانگا نے اپنی بیوی اور بیٹوں کے ساتھ بہترین انداز سے ان کا استقبال کیا رانا سانگا نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ ان دونوں کے گھوڑوں کو لے لیا جائے ساتھ ہی رانا سانگا اپنے سپہ سالار اور اپنی راج کماری کوشلیا کو لے کر اپنے راج محل میں داخل ہوا اور جس کمرے سے وہ تھوڑی دیر پہلے اپنی بیوی اور دونوں بیٹوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اسی کمرے میں داخل ہوا۔

کچھ دیر خاموشی رہی اس کے بعد رانا سانگا نے اپنے نئے سپہ سالار کرشن دیو کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"کرشن دیو کیا معاملہ ہے اس سے پہلے گجرات کے لشکر کے سپہ سالار نے ہمارے پرانے سپہ سالار رنبیر سے کو میدان جنگ تمہارے ساتھ گئی تھی تو مجھے پکا پختہ یقین تھا کہ تم دونوں یقیناً مسلمانوں کے علاقوں میں دور تک یلغار کرو گے اور جواب میں اگر مسلمانوں سے کا کوئی لشکر تم لوگوں سے مقابلہ کرنے کے لیے آتا ہے تو بڑی آسانی سے تم انہیں شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے لیکن مجھ تک تو یہ بری خبر پہنچ چکی ہے کہ تم دونوں کو شکست کا داغ اٹھانا پڑا ہے۔"

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کرشن دیو کہنے لگا۔

"مہاراج سمجھ نہیں آئی ان کے حملہ آور ہونے اور لڑنے کا انداز کچھ عجیب تھا' میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ شروع سے لے کر آخر تک ان کے خلاف جارحیت پر اترا رہوں اور تیز حملے کروں لیکن انہوں نے نہ صرف ہمارے حملوں کو ناکارہ کیا بلکہ جوابی کاروائی کرتے ہوئے ہمیں شکست سے دوچار کیا۔"

رانا سانگا نے کچھ سوچا پھر دوبارہ پوچھا۔

"اس بار مسلمانوں کے لشکر کا سالار کون تھا۔"

کرشن دیو کے بجائے اس بار کوشلیا بول اٹھی اور کہنے لگی۔ "پتا جی اس بار بھی مسلمانوں کا وہی سالار تھا جو پہلے آیا تھا اور جس نے رنبیر سنگھ کو موت کے گھاٹ اتارا تھا جس سالار نے رنبیر سنگھ کو قتل کیا تھا اس کے متعلق ہمارے مخبروں نے اطلاع دی تھی کہ وہ جنگ کے دوران اپنے چہرے پر اپنے چہرے پر نقاب ڈال کر رکھتا ہے' اس بار ان کا سپہ سالار وہی تھا اور حیرت کی بات کہ وہ اپنے لشکر کے آگے رہتے ہوئے ہم پر حملہ آور ہونے اور ہمیں شکست دینے کے لیے اپنے لشکریوں کو للکار رہا تھا۔

پتا جی ایک دو موقعہ پر میں نے اس پر حملہ آور ہو کر اس کا کام تمام کرنے کی کوشش کی لیکن جب بھی میں اپنے دستوں کے ساتھ اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کی اس کے اردگرد اس کے جان نثار آ جاتے تھے اور کسی کو اس کے نزدیک نہیں جانے دیتے تھے' اس طرح جنگ کے دوران اپنے چہرے کو ڈھانپ کر لڑنے والے اس سالار کے ہاتھوں ہمیں دوبار شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے' پتا جی میں چاہتی ہوں اب آنے والے دور میں ہم شکستوں کو اس کی پیشانی پر سجائیں۔" یہاں تک کہنے کے بعد حسین و خوب صورت راج کماری کوشلیا خاموش ہو گئی جواب میں رانا سانگا نے کچھ دیر خاموشی اختیار کیے رکھی پھر کہنے لگا۔

"اب جب کہ گجرات کے سلطان مظفر کے لشکر کے ساتھ ہمارا ٹکراؤ شروع ہو گیا ہے تو یہ ٹکراؤ طویل ہوتا جائے گا بڑھتا چلا جائے گا ایسا وقت بھی آئے گا کہ ہمیں ان علاقوں میں سلطان مظفر کی بڑھتی ہوئی طاقت کے سامنے بند باندھنا ہوگا اور اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو پھر ہمیں نقصان اٹھانا پڑے گا۔"

رانا سانگا رکا دم لیا پھر دوبارہ وہ کہہ رہا تھا۔

"گجرات کے سلطان مظفر کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لیے ہمیں اس کے اردگرد ایک حصار کھینچنا ہوگا اور اس کی ابتداء میں پہلے ہی کر چکا ہوں اب میں ایک دوسری ابتداء کروں گا۔"

یہاں تک کہتے کہتے رانا سانگا کو رک جانا پڑا اس لیے کہ اس کی بیٹی کوشلیا بول اٹھی تھی۔

"پتا جی پہلے کس کام کی ابتداء کر چکے ہیں۔"

رانا سانگا کے چہرے پر طنزیہ ہی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر کہنے لگا۔ "ایک عرصے سے میری نگاہیں مالوہ کے حکمران سلطان محمود پر مرکوز تھیں' مالوہ میں راجپوتوں کے علاوہ دوسرے ہندوؤں کی بہت بڑی تعداد ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے اس علاقے میں ہندوؤں کی نسبت مسلمانوں کی تعداد کم ہے اس بناء پر یہ بہت بڑے دکھ کا مقام ہے کہ وہاں حکمرانی ایک مسلمان سلطان محمود خلجی کی ہے چونکہ وہاں ہندو تعداد میں زیادہ ہیں لہٰذا مملکت کے اکثر مناسب پر بہت سے ہندو ہیں پر سب سے نمایاں اور سب سے کارآمد شخص میدنی رائے جو ان دنوں سلطان محمود خلجی کا وزیر ہے اس میدنی رائے سے میرے تعلقات اور روابط ہیں' میرے کہنے پر یہ میدنی رائے سلطنت کے مختلف عہدوں سے مسلمانوں کو بدعنوانی اور بد اعتمادی کا الزام لگا لگا کر ہٹاتا جا رہا ہے اور مالوہ کی سلطنت میں اپنی اور راجپوتوں کی حالت کو بڑا مضبوط اور استوار کرتا جا رہا ہے جس رفتار سے میدنی رائے مالوہ کی مملکت اور وہاں کے حکمراں سلطان محمد خلجی کے خلاف کام کر رہا ہے میرا اندازہ ہے کہ بہت جلدی سلطان محمد خلجی کی بجائے مالوہ کا حکمران میری رائے ہوگا جب ایسا ہوگا تو پھر دو طرف سے گجرات کے سلطان مظفر کی ناکہ بندی ہو جائے گی۔ ایک ہماری طرف سے اور ایک مالوہ کی طرف سے۔

اب تیسری سمت ایدر کا راجہ بھیم رائے ہے اس بھیم رائے کے ہماری نسبت گجرات کے سلطان مظفر سے زیادہ بہتر تعلقات ہیں' بھیم رائے ہم پر گجرات کے سلطان مظفر کو فوقیت دیتا ہے اور اس نے اپنے مملکت میں مسلمانوں کو بڑی مراعات دے رکھی ہیں دوسرے مختلف راجاؤں کی طرف توجہ دین سے پہلے میں رائے بھیم کا قصہ پاک کرنا چاہتا ہوں میرا داماد رائے مل دونوں بیجانگر میں اچھی حالت میں نہیں چھوٹا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ساعلاقہ اس کے پاس ہے میں چاہتا ہوں کہ میں لشکر استوار کر کے ایدر راجہ رائے رائے بھیم پر حملہ آور ہوں اور اسے مار بھگانے کے بعد اس کے علاقوں کا حکمراں اپنے داماد رائے مل کو بنا دوں اس طرح میری بیٹی کوشلیا کا راجہ بن جائے گا اور پھر آنے والے دور میں جب میں رائے مل اور مالوہ کے میدنی رائے کی طاقت اور قوت کو مجتمع کر کے ایک متحدہ لشکر کے ساتھ جس قوت پر بھی ضرب لگائیں گے اسے شکست سے دوچار کرتے چلے گئیں گے پھر دیکھیں گے ہندوستان کی کون سی ایسی طاقت ہے جو ہمارا مقابلہ کرتی ہے جو ہمارا سامنا کر سکتی ہے۔"

رانا سانگا مزید کچھ کہنا چاہتا تھا اسی دوران اس کے داروغہ نے ایک اطلاع دی کہ اس کا ایک خبر رساں رانا کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ کہنا چاہتا ہے چنانچہ رانا سانگا نے فوراً اسے طلب کر لیا' اس مخبر کو داروغہ نے جب رانا سانگا کے سامنے پیش کیا تو رانا کچھ دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر مخاطب کیا۔

"تم کن علاقوں کی خبر رکھتے ہو۔" اس پر وہ مخبر کہنے لگا۔

"رانا میں ان علاقوں کی طرف سے آیا ہوں جہاں چند دن پہلے ہمارے لشکر کو گجرات کے سلطان مظفر کے لشکر کے مقابلے میں شکست اور پسپائی کا سامنا کرنا پڑا تھا وہاں حالات بڑے ابتر اور گمبھیر ہو گئے ہیں جس وقت ہمارے سالار کرشن دیو اور راج کماری کوشلیا مسلمانوں کے سالار سے ٹکرائے تھے اور ہمیں شکست و ہزیمت اٹھانا پڑی تھی اس کے بعد کرشن دیو اور راج کماری کوشلیا اپنے لشکر کو لے کر ادھر آ گئے تب مسلمانوں کا وہ سالار اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا ہمارے وسیع علاقوں کو اس نے اپنا ہدف بنایا جس طرح چند دن پہلے کرشن دیو اور راج کماری نے مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر اپنے لیے بڑا سامان حاصل کیا تھا یہی کام مسلمانوں کے اس سالار نے کیا ہے۔

رانا جب ہمارے لشکر کو شکست ہوئی تو کرشن دیو اور راج کماری کوشلیا نے جو سامان مسلمانوں کے علاقوں سے حاصل کیا تھا وہ شکست کی وجہ سے وہی رہ گیا اور سارے سامان پر مسلمانوں کے سالار نے قبضہ کر لیا اس نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آگے بڑھا ہمارے وسیع علاقوں میں اس نے لوٹ مار کا کام کیا تاہم اس نے کسی کو قتل نہیں کیا اور اپنے لیے اسد اور لوٹ کا سارا سامان سمیٹتا ہوا واپس چلا گیا واپس جا کر اس نے ان لوگوں سے رابطہ قائم کیا جن پر ہمارے سالار اور راج کماری نے حملہ آور ہو کر ان کی بستیوں کو برباد کیا تھا مسلمانوں کے اس سالار نے متاثر ہونے والے لوگوں میں نقدی کے علاوہ جانور اور ضروریات کی دیگر چیزیں اور جنس تقسیم کی اور وہاں کے لوگوں کو اس نے پہلے کی نسبت زیادہ خوش حال بنا دیا ہے اب صورت حال یہ ہے کہ لوگ اس سالار سے بڑے خوش ہیں۔" یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا دوبارہ اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"میں آپ لوگوں پر ایک اور بات کا انکشاف کروں جب ہمارے سالار اور راج کماری نے مسلمانوں کے علاقوں کو تہہ و بالا کیا اور اس کے جواب میں گجرات کے سلطان مظفر نے اپنے اس سالار کو سرحدوں کی طرف بھیجا جب یہ سرحدی علاقوں کے ساتھ پڑاؤ کیا تو ایک عورت اس کے قریب آئی اور اس کا گریبان پکڑ کر اس نے زور زور کے اس کے منہ پر کئی طمانچے مارے تھے اور اس سے یہ باز پرس کی تھی کہ جس وقت ہمارے سینا پتی اور راجکماری ان کے علاقوں پر حملہ آور ہو رہے تھے اس وقت وہاں کہاں تھا۔

حیرت کی بات یہ کہ بتانے والوں نے مجھے بتا کر طمانچے کھانے کے بعد اس سالار نے اس خاتون کے سامنے اپنی گردن جھکا دی' اس کے خلاف تادیبی کاروائی کرنے کے بجائے ایک لفظ تک نہ کہا ہاں اسے یہ یقین دلایا کہ ہمارے سینا پتی نے جو کاروائی کی ہے اس کا انتقام ضرور لیا جائے گا اور اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سب جانتے ہیں۔"

مخبر یہاں تک کہنے کے بعد رکا تب بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے رانا سانگا نے پوچھ لیا۔

"اگر تم اس قدر اطلاعات لے کر آئے ہو تو کیا تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے مسلمانوں کے اس سالار کے متعلق بھی کچھ تفصیل حاصل کی ہے اگر کی ہے تو کیا تم بتا سکتے ہو وہ کون ہے اس کا نام کیا ہے۔"

ہلکا سا تبسم اس موقع پر اس مخبر کے چہرے پر نمودار ہوا پھر کہنے لگا۔

"رانا اس سالار کا نام قیصر خاں ہے اس کے ساتھ اس کا نائب ہے اس کا نام اعتماد خاں ہے دونوں ترک ہیں دونوں کسی دور میں غلام تھے اور دونوں ہی ایک تجارتی کاروان کے محافظ کے طور پر کام کرتے تھے اس تجارتی کاروان میں ایک ایسا بھی تاجر تھا جو گجرات کے سلطان مظفر عزیز تھا۔

جن پر ہمارے مرنے والے سیناپتی رنبیر کے آدمیوں نے حملہ آور ہو کر انہیں لوٹا اور تاجروں کو قتل کیا ان تاجروں کے قتل کا الزام ان دونوں سالاروں یعنی قیصر خاں اور اعتماد خاں پر لگا اور دونوں کو مجرم کی حیثیت سے سلطان مظفر کے سامنے پیش کیا گیا چنانچہ دوران گفتگو سلطان مظفر نے یہ جائزہ لیا کہ وہ دونوں بے گناہ ہیں لہٰذا اس نے جس طرح مجھے بتایا گیا ہے قیصر خاں کو مالوہ کی طرف وہاں کے حالات جاننے کے لیے بھیجا اس لیے کہ مالوہ کے حکمران محمود خلجی کا بھائی صاحب خاں سلطان مظفر کے ہاں پناہ لیے ہوئے ہے۔ اور اس سے اس نے التماس کی ہے کہ مالوہ کی حکومت سے اسے اس کا حصہ دلایا جائے اسی بناء پر سلطان مظفر نے قیصر خالی کو مالوہ بھیجا تاکہ وہاں کے حالات کی اصلیت جاننے کی کوشش کرے اور دوسرے کو جس کا نام اعتماد خاں ہے اسے ہماری طرف روانہ کیا گیا جو یہاں کا جائزہ لینے کے بعد واپس گیا اور اس نے جا کے سلطان مظفر کو بتایا کہ جن مسلمان تاجروں پر حملہ کیا گیا تھا۔ حملہ کرنے والے رنبیر سنگھ کے عزیز درشتے دار اور رنبیر سنگھ کا ایک بھائی بھی ان میں شامل تھا' رانا میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں کہ رنبیر سنگھ کے بھائی رتن چند نے کیوں کہ مسلمانوں کے تاجروں کے اس قافلے پر حملہ کیا تھا لہٰذا قیصر خاں یا اعتماد خاں دونوں یا ان دونوں میں سے کوئی رنبیر سنگھ کے بھائی رتن چند اور اس کے ساتھیوں کے خلاف بھی حرکت میں آئیں گے اس لیے ان کی وجہ سے ہی ان پر الزام لگا تھا لہٰذا رتن چند اس کے ساتھیوں کو وہ ضرور قتل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا تب بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے رانا سانگا کہنے لگا۔

"ان دونوں کی ایسی تیسی جو رتن چند کو نقصان پہنچائیں بہر حال تو نے بہت اچھی اطلاعات فراہم کی ہیں' اگر یہ قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں رتن چند اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے درپے ہیں تو ایسا کرنے کی نوبت ہے نہیں آئے گی اس سے پہلے ہی ہم قیصر خاں اور اعتماد خاں کا کام تمام کر کے ان کے عزیز و اقارب اور ان کے لواحقین کو تو حہ برپا کرنے پر مجبور کر دیں گے۔"

رانا جب خاموش ہوا تب مخبر کہنے لگا۔

"ان دونوں پر نوحہ کرنے والا کوئی ہے ہی نہیں اس لیے کہ وہ غلام تھے' اکیلے تھے' لشکر میں شامل کر دیے گئے حالات بتا دیے گئے اب انہوں نے سلطان مظفر کے مرکزی شہر محمد آباد میں قیام کر رکھا ہے۔"

اتنا کہنے کے بعد وہ مخبر رکا تب رانا سانگا نے اسے جانے کی اجازت دے دی اس کے جانے کے بعد کچھ دیر خاموش رہی حتی کہ راجکماری کوشلیا نے رانا سانگا کو مخاطب کیا۔

"پتا جی یہ جو ہمیں دو شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے یہ شکستیں مجھے آرام کرنے اور سونے نہیں دیں گی' میں چاہتی ہوں کہ ایک خاصا بڑا لشکر تیار کیا جائے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا جائے اور اپنی ان سرحدوں کا رخ کیا جائے جہاں ان دنوں مسلمانوں کے دونوں سالار قیصر خاں اور اعتماد خاں نے قیام کر رکھا ہے اور ہمارے لشکر کا ایک حصہ گھات میں رہے دوسرا ان سے ٹکرائے اور جب ٹکراؤ عروج پر آ جائے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

پھر گھات سے نکل کر دوسرا لشکر ان پر حملہ آور ہو جائے میں سمجھتی ہوں اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو نہ صرف ہم دونوں شکستوں کا انتقام لیں گے بلکہ قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں کے سر کاٹنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جس دن ایسا ہوا پتا جی میری زندگی پھر جیون میں وہ خوشی کا سب سے بڑا دن ہوگا۔'' رانا سانگا نے اپنی راج کماری کوشلیا کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر کہنے لگا تھا۔ ''میری بیٹی جو منصوبہ بندی تم نے پیش کی ہے میں خود اس کا قائل ہوں' میں خود چاہتا ہوں کہ ان دونوں سالاروں کا خاتمہ کر کے اپنی دو شکستوں کا انتقام لیا جائے۔'' اس کے بعد رانا سانگا نے اپنے سینا پتی کرشن دیو کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''کرشن دیو ایک خاصا بڑا لشکر صرف دو ہفتوں تک تیار کیا جائے اس کے بعد اس لشکر کے ساتھ مسلمانوں کے دونوں سالاروں قیصر خاں اور اعتماد خاں کی طرف پیش قدمی کی جائے' ہر صورت میں انہیں شکست دی جائے اور گجرات کے سلطان مظفر کے علاقوں میں دور تک ترکتاز اور یلغار کر کے اپنے لیے فوائد حاصل کیے جائیں اور ان دونوں سالاروں کے سر کاٹ کر میرے پاس لائے جائیں اس کارروائی کے بعد پھر ہم ایدر کے راجہ رائے بھیم کے خلاف حرکت میں آئیں گے اتنی دیر تک مالوہ کے اندر ہمارا آدمی میدنی رائے بھی مالوہ کے سلطان محمود خلجی کے خلاف اپنی کارروائی کو آگے بڑھاتے میں کامیاب ہو چکا ہوگا۔'' اس کے ساتھ ہی رانا سانگا نے سب کو آرام کرنے کا مشورہ دیا جس پر راج کماری کوشلیا اٹھ کر راج محل کے دوسرے حصے میں چلی گئی کرشن دیو بھی وہاں سے نکل گیا تھا۔

☆☆

سلطان مظفر کے ہاتھوں اپنی دو شکستوں کا انتقام لیتے اور اپنی عزت و آن کو بحال کرنے کے لیے رانا سانگا نے دو بڑے بڑے لشکر تیار کیے تھے ایک لشکر سینا پتی کرشن دیو کی کمان داری میں تھا اور دوسرا لشکر مرنے والے سینا پتی رنبیر سنگھ کے بھائی رتن چند کی کمان داری میں تھا فیصلہ یہ ہوا تھا کہ رتن چند اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ گھات میں رہے گا جب کہ کرشن دیو سلطان مظفر نے لشکر پر حملہ آور ہوگا اور جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے ساتھ خوب برسرِ پیکار ہو جائیں گے تب رتن چند اپنے لشکر کے ساتھ سلطان مظفر کے لشکر پر اچانک حملہ آور ہو کر اس کی شکست اور اپنی فتح مندی کو یقینی بنانے کی کوشش کرے گا۔

یہ ساری منصوبہ بندی کرنے اور اسے اخیری شکل دینے کے بعد رانا سانگا کے حکم پر رتن چند اور راج کماری دونوں اپنے تشکر کو حملہ آور ہونے کی ترتیب دینے میں مصروف ہو گئے تھے۔

☆☆

گجرات کے سلطان مظفر کو بھی اطلاع ہو گئی تھی کہ رانا سانگا اپنی گزشتہ دو شکستوں اور ناکامیوں کا انتقام لینے کے لیے ایک بہت بڑے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے قیصر خاں اور اعتماد خاں پر ضرب لگانا چاہتا ہے چنانچہ یہ خبر ملتے ہی اس نے بھی ایک لشکر تیار کیا اس کی کمان داری اپنے ایک نام ور سالار صفدر خاں کے سپرد کی اور دوسرے سالار کو جس کا نام نصرت خاں تھا اسے اس کا نائب مقرر کیا اور انہیں قیصر خاں اور اعتماد خاں کی طرف روانہ کیا تھا۔

صفدر خاں اور نصرت خاں دونوں نئے لشکر کو لے کر جب اس جگہ پہنچے جہاں قیصر خاں اور اعتماد خاں نے پڑاؤ کیا تھا تب قیصر خاں نے بہترین انداز میں صفدر خاں کے لشکر کا استقبال کیا جس روز صفدر خاں وہاں پہنچا اسی روز سارے سالاروں کے ساتھ مشاورت شروع ہو گئی اس لیے کہ مخبر بتا رہے تھے کہ ایک دو دن تک رانا سانگا کا لشکر اپنے کام کی ابتداء کرنے کے لیے ان کی طرف بڑھے گا۔

چنانچہ جب سارے سالار اکٹھے ہوئے تب قیصر خاں صدر خاں اور دوسرے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائیو! دشمن سے نمٹنے کے لیے

میرے پاس ایک تجویز ہے اگر تم پسند کرو تو میں کہوں.....'' اس پر سب نے قیصر خاں کی اس تجویز سے اتفاق کیا تب قیصر خاں کہنے لگا۔

''میں ابھی تھوڑی دیر تک اپنے لشکر کو لے کر یہاں سے کوچ کر جاؤں گا' اعتماد خان میرے ساتھ ہوگا اور دشمن کو یہ تاثر دیا جائے گا کہ میں اپنے لشکر کے ساتھ واپس اپنے مرکزی شہر جا رہا ہوں اور چاروں طرف یہ خبر بھی پھیلا دی جائے گی اور یہ کہا جائے گا کہ اب ہماری جگہ ان علاقوں کی کمان داری جو دو دوسرے سالاروں صفدر خاں اور نصرت خاں کو سونپی گئی ہے اور وہ اپنے ماتحت ایک نیا لشکر لے کر آئے ہیں۔

میں اور اعتماد خاں دونوں اپنے حصے کے لشکر کو لے کر آج دن کی روشنی میں سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے کوچ کر جائیں گے اور رات کی تاریکی میں واپس آئیں گے اور بائیں جانب کے کوہستانی سلسلہ ہے اس کے اندر گھات لگائیں گے ایسا کرنے کے بعد صفدر خاں تمہارے ساتھ میرا رابطہ مخبروں کے ذریعے برابر رہے گا اور مخبر مجھے دشمن کی نقل و حرکت سے متعلق آگاہ کرتے رہیں گے چنانچہ رانا سانگا کے دونوں سالار کرشن دیو اور رتن چند جب دونوں اپنے لشکر کو لے کر یہاں آئیں گے تو یقیناً پہلے جنگ کی ابتداء کرشن دیو ہی کرے گا' رتن چند گھات میں رہے گا' رتن چند کے لشکر کے پیچھے میرے مخبر رہیں گے جہاں بھی وہ گھات لگائے گا اس کے محل وقوع کے متعلق مجھے آگاہ کریں گے اور گھات کے ہی مقام پر حملہ آور ہو کر میں رتن چند کو چلتا کروں گا اس کے بعد میں پلٹوں گا کرشن دیو پر حملہ آور ہوگا پھر میں دیکھوں گا رانا سانگا کا کوئی لشکر کیسے ہمارے خلاف کامیابی اور کامرانی حاصل کرتا ہے۔''

صدر خاں' نصرت خاں' اعتماد خاں اور دوسرے سالاروں میں نے قیصر خاں کی تجویز سے اتفاق کیا تھا چنانچہ تھوڑی دیر کی تیاری کے بعد قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

دوسری طرف ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ کرشن دیو اور رتن چند نے کوچ کیا تھا۔ اس بار بھی حسین خوب صورت راج کماری کوشلیا لشکر کے اندر شامل تھی جس جگہ صفدر خاں اور نصرت خاں دونوں نے اپنے حصے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا تھا وہاں سے راج کماری کوشلیا' کرشن دیو اور رتن چندر ابھی بیس میل کے فاصلے پر ہوں گے جبکہ سامنے کی طرف سے وہ مخبر آئے جنہیں رانا سانگا نے مسلمانوں کے لشکر پر نگاہ رکھنے کے لیے مقرر کیا ہوا تھا۔

انہیں دیکھتے ہی کرشن دیو اور رتن چند دونوں نے اپنے لشکر کو روک دیا جب وہ مخبر قریب آئے تب انہیں جستجو بھرے انداز سے مخاطب کرتے ہوئے کرشن دیو بول اٹھا۔ ''کیا تم ہمارے لیے کوئی کام کی خبر لے کر آئے ہو۔''

اس پر ایک مخبر بولا اور کہنے لگا۔

''ہم صرف کام کی نہیں بلکہ یوں جانئے ایک بہت اچھی اور ایسی خبر لے کر آئے ہیں جو ہمارے حق میں خوشخبری ثابت ہو سکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے پہلے دو سالار قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ واپس چلے گئے ہیں ان کی جگہ اب ان سرحدوں پر کام کرنے کے لیے ایک نیا لشکر آ گیا ہے اس نئے لشکر کا بڑا سالار صفدر خاں ہے اور اس کے ماتحت کام کرنے والے سالار کا نام نصرت خان ہے۔ جس قدر لشکر آپ لے کر جا رہے ہیں۔ صفدر خاں اور نصرت خاں کے لشکر کی تعداد آپ کے لشکر سے آدھے حصے سے بھی بہت کم ہے میرا اندازہ ہے کہ آپ بہت جلد سلطان مظفر کے اس نئے لشکر پر حاوی ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تب افسوس اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے راج کماری کوشلیا کہنے لگی۔

''افسوس کہ قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں واپس چلے گئے ہم نے تو تہیہ کر رکھا تھا کہ قیصر خاں کی گردن کاٹی جائے گی اور اس طرح اس سے رنبیر سنگھ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کا انتقام لیا جائے گا لیکن وہ بچ کے کہاں جائے گا ابھی بہت سے مواقع آئیں گے کہ اسے ہمارا سامنا کرنا ہوگا ہم اس کی گردن ضرور کاٹیں گے بہر حال یہ خبر ہمارے لیے اچھی ہے کہ ہمیں ایسے لشکر سے مقابلہ کرنا ہے جو تعداد میں ہمارے آدھے لشکر سے بھی کم ہے۔"

اس موقعہ پر کرشن دیو اور رتن چند دونوں نے خوشی کا اظہار کیا پھر کرشن دیو رتن چند کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"رتن چند میرے بھائی تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ یہی مجھے سے علیحدہ ہو جاؤ اور دائیں طرف رہتے ہوئے ہمارے متوازی چلتے رہو اور پھر سرحد کے قریب جا کر تم گھات میں چلے جانا جب دونوں نئے سالار صفدر خاں اور نصرت خاں میرے ساتھ ٹکرائے گے تو مناسب موقع پر گھات سے نکل کر تم ان پر حملہ آور ہونا' اس طرح ہماری فتح اور کامیابی یقینی ہو جائے گی' مسلمانوں کے ان دونوں سالاروں کو بدترین شکست دینے کے بعد ہم سلطان مظفر کے علاقے میں داخل ہوں گے اور دور تک یلغار اور ترکتاز کرتے ہوئے اپنے نئے وسائل اور ضروریات کا سامان اکٹھا کریں گے اگر ہم صفدر خاں اور نصرت خاں دونوں کی گردنیں کاٹنے میں کامیاب ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں اس سے پہلے جو ہمیں دوبارہ شکست کا سامنا کرنا پڑا تو وہ دونوں داغ مسلمانوں کے ان دونوں سالاروں کے قتل ہونے کی وجہ سے دھل جائیں گے۔"

رتن چند نے اس سے اتفاق کیا تھا پھر وہ آگے بڑھے رتن چند وہیں سے علیحدہ ہو گیا تھا متوازی چلتے ہوئے کچھ فاصلے تک آگے بڑھا پھر اپنی گھات میں چلا گیا تھا دوسری طرف کرشن دیو آگے بڑھا صفدر خاں اور نصرت خاں دونوں کو ان کی آمد کی اطلاع دے دی گئی تھی چنانچہ اپنے لشکر کو تیار کر کے وہ بھی آگے بڑھے اس طرح دونوں لشکریوں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کیا تھا۔

کاروائی کے ابتدا رانا سانگا کے سینا پتی کرشن دیو نے کی چنانچہ وہ اپنے لشکر کو حرکت میں لایا صفدر خاں اور نصرت خاں کے لشکر پر وہ افق تا افق نظر تک پھیلتے شب کے جان بیزار لمحوں کرب آلود یادوں کے در توڑتے تھرتھراتے لمحوں کے ارتعاش زندگی کے کارزار میں نے نفرتوں کے چرخ اور نفاق بغض کی آتش سیال کی طرح حملہ آور ہوا تھا جوابی کاروائی کرتے ہوئے نصرت خاں اور صفدر خاں نے بھی کرشن دیو کے لشکر پر دلوں کو ہلا دینے والے عناصر کی ہولناکی اور غضبناکی کی بے جہت اذیتوں کو جنم دینے موت کی کانچ بکھیرتے بگولوں پتھر ولوے اپاہج کے دنوں کو قضائی کی کائی لگاتے نفرت کی بھڑکتی آگ کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اس طرح دونوں لشکریوں کے کھلے میدان میں ٹکرانے سے سینوں کے انگارے دل کی تڑپ شعلہ سامان شباب' کڑوے بولوں بنجر باتوں کی صورت اختیار کرنے لگے تھے۔

دوسری طرف رانا سانگا کے دوسرے سالار رتن چند نے اچانک حملہ آور ہونے کے لیے گھات لگا رکھی تھی' جب کرشن دیو اور صفدر خاں آپس میں ٹکرائے تب اس نے اپنے لشکر کو تیار کرنا شروع کیا ابھی وہ گھات سے نکل کر اپنے کام کی ابتداء کرنا ہی چاہتا تھا کہ ایک دم قیصر خاں اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اور کوہ صحرا سے اٹھتے آندھیوں کے قائد طوفانوں کے رانماؤں ساحلوں کے نقیبوں کی طرح فاصلوں کو سمیٹتا ہوا وقت کے پراسرار نکھار میں لہو کو منجمد کرتے برفانی طوفانوں اور صدیوں کی کے غبار میں ذرے ذرے پر کرنوں کی مہریں لگاتی روشنی کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

قیصر خاں کا یہ حملہ بڑا زور دار بڑا پر قوت تھا دوسری طرف رتن چند نے بھی اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی جوابی کاروائی کرتے ہوئے وہ بھی پراسرار بے نام خوابوں میں رقصاں عصیلی روحوں اور تخیل کی تشکیل میں سرایت کر جانے والی آتش ہجراں کی طرح حملہ آور ہوا تھا لیکن اس کی بدقسمتی کہ قیصر

خاں اور اعتماد خاں نے اچانک حملہ آور ہو کر اس کے لشکر کا ایک خاصا بڑا حصہ پہلے ہی اپاہج کرایا تھا اور اس کے لشکر کے باقی حصوں کی حالت اس نے کانٹوں کی کمانیوں اور ہلاکت خیز تلخیوں کی سی کرنی شروع کر دی تھی۔

رتن چند نے اپنے طرف سے بڑی کوشش کی کسی نہ کسی طرح حملہ آوروں سے نمٹ سکے لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا رتن چند کے لشکر کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہونے لگی یہاں تک کہ اس نے اندازہ لگایا کہ وقت اسی طرح گزرتا رہا تو حملہ آور اس کے ایک ایک لشکری کا خاتمہ کر کے اس تک پہنچیں گے اور اس کی گردن کاٹ کر رکھ دیں گے لہٰذا وہ اپنی گھات سے نکلا اور اپنے سینا پتی کرشن دیو کے لشکر کی طرف بھاگا قیصر خاں اور اعتماد خاں بھی اس کے تعاقب میں لگ گئے تھے اور تعاقب کے دوران انہوں نے رتن چند کے لشکری کی تعداد مزید کم کر دی تھی۔

کرشن دیو یہی سمجھا کہ اس کا ساتھ سالار رتن چند اپنی گھات سے نکل کر اب مسلمانوں کی پشت یا ان کے ایک پہلو پر حملہ آور ہوگا لیکن اس کی بدبختی رتن چند اپنے بچے کچے لشکریوں کو لے کر کرشن دیو کے لشکر میں آن گھسا اور اس کے پیچھے ہی پیچھے قیصر خاں اور اعتماد خاں نے کرشن دیو کے لشکر کے ایک حصے پر نادیدہ فتح مندی کی علامت بنتی فوزمندی کی قدیم رساطت ہجر کی بے رنگ دھول اڑاتے موت کے خونی قافلوں اور جسموں پر خوف کی دھوپ پھیلاتی قہر مانیت کی لہروں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اب سامنے کی طرف سے صفدر خاں پشت کی جانب سے قیصر خاں اور اعتماد خاں نے جب زوردار حملے شروع کیے تب کرشن دیو اور رتن چند دونوں کو اپنے چاروں طرف موت ہی موت شکست ہی شکست نظر آنے لگی تھی لہٰذا حالات کا اندازہ لگاتے ہوئے انہوں نے بھاگنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔

اس دوران قیصر خاں کرشن دیو کے لشکر کے اندر گھس گیا تھا اور اس نے اس کے لشکریوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا اس نے دیکھا اس موقعہ پر ایک دبلا پتلا سالار کرشن دیو کے لشکریوں کو للکارتے ہوئے مسلمانوں پر زوردار حملے کرنے کے لیے اکسا رہا تھا' قیصر خاں اپنے سامنے آنے والے کرشن دیو کے لشکر کا خاتمہ کرتے ہوئے اس انگیخت کرنے والے دبلے پتلے لشکری کی طرف بڑھا۔

اتنی دیر تک کرشن دیو اور رتن چند کو اپنے سامنے موت صاف نظر آنے لگی تھی لہٰذا وہ شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اس دبلے پتلے لشکری نے جب دیکھا کہ اس کے لشکر کو شکست ہوئی ہے اور بچے کھچے لشکری بھاگنے لگے ہیں تب اس نے بھی بھاگنے کی کوشش لیکن قیصر خاں اس کے پیچھے تھا۔

اس نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا وہ سالار جو اپنے چہرے کو ڈھانپ کے رکھتا ہے اس کے پیچھے لگ گیا تب اس نے گھوڑے کو ایڑھ پر ایڑھ لگاتے ہوئے اس کی رفتار تیز کرنے کی کوشش کی لیکن اتنی دیر تک قیصر خاں اس کے سر پر آن پہنچا تھا اور پھر ہاتھ آگے بڑھ کر قیصر خاں نے اسے گردن سے پکڑا اور ایک ہی ہاتھ سے اٹھا کر اس نے اسے گھوڑے کی زین سے اچک کر زمین پر دے پھینکا تھا۔

اس کے بعد گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے قیصر خاں نے اپنا لمبا نیزہ نکالا کہ اس لشکری کا کام تمام کرے کہ زمین پر گرنے کے بعد اس کے سر سے خود اتر گیا تھا اور اس کے لمبے لمبے خوب صورت بال بکھر گئے تھے وہ رانا سانگا کی بیٹی راج کماری کوشلیا تھی۔

قیصر خاں نے دیکھا راج کماری کوشلیا طلسمات کے تجسس' گلاب رتوں کے شباب' محبت کی لطافتوں کی کہانیوں جیسی خوب صورت' مسرت' طرب کے نغمات کرنوں کی لہلہاہٹوں کے لمحات اور پنکھڑیوں میں نہاں چنگاریوں جیسی پرکشش تھی اس کا شعلہ سامان شباب اسے ناشنیدہ نغمہ حیات اور غیر موجوں کے کاروان کا جیسا بنا رہا تھا۔ قیصر خاں نے اپنا نیزہ کھینچ لیا ایک نگاہ راج کماری کوشلیا پر ڈالنے کے بعد اس نے چہرہ پھیر لیا پھر دوسری طرف دیکھتے ہوئے راج

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کماری کوشلیا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں تم رانا سانگا کی بیٹی راج کماری کوشلیا ہو تمہاری کارروائیوں کی اطلاع پہلے بھی مجھے ملتی رہی ہے دیکھو عورت..... اپنے حسین لازوال میں منزلوں کی بشارت اور محبت کے زرین جذبات میں پہیلیوں کا راز ہوتی ہے اگر تم اسی طرح عورتوں کی وادیوں میں آتی رہی تو یاد رکھنا ایک دن تند حقارت کے سنائوں کا شکار ہو جاؤ گی' جاؤ چلی جاؤ ہم عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔" اس کے ساتھ ہی قیصر خاں نے گھوڑے کو موڑ لیا راج کماری کوشلیا جلدی سے اٹھی اپنے سر پر خودرکھا گھوڑے پر سوار ہوئی اور اسے بھگاتے ہوئے وہ اپنے بھاگتے ہوئے لشکر میں شامل ہوئی تھی۔

☆☆

کرشن دیو اور رتن چند کا شکست خوردہ شکر جب اپنے مرکزی شہر پہنچا تو ان کی شکست کی خبر ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی رانا سانگا اور شہر کے لوگوں کو ہو چکی تھی شہر میں ایک طرح کی ماتم نما خاموشی تھی لشکری جب اپنے مستقر کی طرف چلے گئے تب رانا سانگا کی طرف سے ایک آدمی آیا میں نے کرشن دیو کو مخاطب کر کے کہا۔ "رانا نے کرشن دیو اور رتن چند دونوں کو طلب کر لیا ہے۔"

اس پر کرشن دیو اور اور رتن چند دونوں راج کماری کوشلیا کے ساتھ راج محل کی طرف ہوئے تھے۔

جب وہ رانا سانگا کے کمرہ خاص میں داخل ہوئے تب وہاں پہلے سے رانا سانگا اس کے دونوں بیٹے جے مل اور رام مل' رانا سانگا کی بیوی لکھارو تی رانا سانگا کی بڑی بیٹی کوتلیا اور اس کے شوہر رائے مل بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا اس لیے کہ رائے مل کو ایدر پر حملہ آور ہونے کے لیے رانا سانگا نے اپنے پاس بلا لیا تھا۔

کوشلیا اداس اداس سی آگے بڑھی پہلے بغلگیر ہو کر بڑی بہن کوتلیا سے ملی' پھر اپنی ماں لکھارو تی کے پہلو میں بیٹھ گئی تھی رانا سانگا کے کہنے پر کرش دیو اور رتن چند بھی خالی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے کچھ دیر تک راج محل کے اس کمرے میں کاٹ کھانے والی خاموشی رہی یہاں تک کہ رانا سانگا بولا اور اس کی آواز گونجی وہ کرشن دیو کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

"کرشن دیو کیا بات ہے مسلمانوں کے ہر سالار کے ہاتھوں ہمیں شکستہ اٹھانا پڑ رہی ہے پہلے دوبار شکستہ قیصر خاں کے ہاتھوں ہوئی اور اب جو نئے سالار صفدر خاں اور اس کا نائب نصرت خاں آتے ہیں تو انہوں نے بھی تم لوگوں کو شکست سے دوچار کر دیا ہے حالانکہ تم دو علیحدہ علیحدہ لشکر لے کر گئے تھے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا جب خاموش ہوا کرشن دیو اس کے اس سوال کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ راج کماری کوشلیا فوراً بول اٹھی اور رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"پتا جی مسلمانوں کا وہ سالار بڑا عیار بڑا تیز اور بڑا گہرا نکلا بظاہر چاروں طرف یہی خبر پھیل گئی تھی کہ مسلمانوں کا وہ سالار جس کا نام قیصر خاں ہے اور اس کا نائب جس کا نام اعتماد خاں ہے دونوں اس لشکر کو لے کر جو پہلے سے وہاں موجود تھا واپس سلطان مظفر کے مرکزی شہر محمد آباد کی طرف چلے گئے ہیں اور سرحدوں پر اب نیا سالار صفدر خاں اور اس کا نائب نصرت خاں رہ گئے ہیں۔

پتا جی یہ خبر صرف خبر ہی تھی اور یہ خبر مسلمانوں کے اس سالار قیصر خاں نے خود ہی اڑئی تھی اس لیے کہ دن کے وقت وہ واقعی اس شاہراہ پر کوچ کر گیا تھا جو شاہراہ گجرات کے مرکزی شہر محمد آباد کی طرف جاتی ہے لیکن جب اندھیرا گہرا ہو گیا تب پھر وہ واپس آ گیا اور ایک جگہ اس نے گھات لگا لی' شاید مسلمانوں کے سالاروں کو کسی نے بتا دیا ہو گا کہ ہمارے دو لشکر جا رہے ہیں ایک براہ راست ٹکرائے گا دوسرا گھات میں رہے گا اور مناسب وقت پر نکل کر مسلمانوں کی پشت یا پہلو پر حملہ آور ہو گا۔

پتا جی جب ہمارا لشکر نئے سالار صفدر خاں اور نصرت خاں سے ٹکرایا اس وقت مقابلہ تقریباً برابر کا

تھا اور ہم یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ عنقریب رتن چند اپنے لشکر کے ساتھ گھات سے نکلے گا اور مسلمانوں پر حاوی ہو کر ہم انہیں شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے اور تھوڑی دیر بعد رتن چند اپنے لشکر کے ساتھ نکلا بڑی تیزی سے بھاگتا ہوا ہمارے لشکر کی طرف آیا تھا لیکن اس وقت حقیقت اور اصلیت یہ تھی کہ رتن چند پر اسی وقت مسلمانوں کا خونخوار سالار قیصر خاں حملہ آور ہو گیا تھا جس وقت وہ گھات میں تھا رتن چند کے لشکر کو اس نے کاٹ کے رکھ دیا تھا رتن چند بچے کھچے لشکر کو لے کر جب ہماری طرف بھاگا تو قیصر خاں بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا لہٰذا اس نے ہماری پشت پر حملہ کر دیا لمحوں کے اندر ہمارے لشکر کی تعداد اس نے بڑی تیزی کے ساتھ کم کرنا شروع کر دی تھی اور جس وقت کرشن دیو اور رتن چند نے یہ اندازہ لگایا کہ اب ان کی شکست یقینی ہے اور وہ میدان جنگ سے بھاگنے والے ہیں تب ایک خونخوار حادثہ پیش آ گیا۔"

راج کماری کوشلیا کے ان الفاظ پر رانا سانگا چونکا اور کہنے لگا۔ "میری بیٹی کیسا خونخوار حادثہ پیش آیا۔"

اس پر کوشلیا کہنے لگی۔ "مسلمانوں کا وہ سالار نام جس کا قیصر خاں ہے وہ جنگ کے دوران اپنے چہرے کو ڈھانپ کر رکھتا ہے وہ اس وقت میری طرف بڑھا' اس وقت میں اپنے لشکر کو مسلمانوں کے خلاف للکار رہی تھی بدقسمتی کی بات اسی وقت ہی کرشن اور دیو رتن چند نے اپنے لشکر کو شکست قبول کرتے ہوئے پسپا ہونے کا حکم دیا تھا لہٰذا میں بھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی لیکن مسلمانوں کے اس سالار نے میرا پیچھا کیا' پتا جی حیرت کی بات یہ کہ گھوڑے کو قریب لا کر اس نے مجھے گردن سے پکڑا اور مجھے گھوڑے کی پیٹھ سے ایک ہی ہاتھ سے اٹھا کر اس طرح زمین پر پٹخ دیا جس طرح غصہ سے بھرا ہوا بچہ کوئی کھلونا پسند نہ آنے پر زمین پر دے مارتا ہے۔"

"تو کیا اس موقعہ پر مسلمانوں کے سالار نے تمہیں گرفتار کر لیا تھا۔" راج کماری کوشلیا کی ماں لکھارو تی نے بڑے پریشانی اور دکھ بھرے انداز میں پوچھ لیا تھا۔

اس پر کوشلیا بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ "جب اس نے مجھے گھوڑے سے اچک کر زمین پر پھینکا تو اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا لمبا بھاری نیزہ نکال لیا تھا تاکہ مجھے پھیلا کر میرا خاتمہ کر دے کہ گھوڑے سے گرنے کے بعد میرے سر سے خود علیحدہ ہو گیا اور میرے بال بکھر گئے جس پر اس نے دیکھ لیا میں لڑکی ہوں' اس نے یہ بھی اندازہ لگا لیا کہ میں راج کماری کوشلیا ہوں لہٰذا اس نے اپنا نیزہ کھینچ لیا پتا جی حیرت کی بات اس نے ایک ہی نگاہ مجھ پر ڈالی اور اس نے اپنا منہ پھیر لیا اور کہنے لگا۔

جاؤ چلی جاؤ ہم عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتے اس کے ساتھ ہی وہ چلا گیا میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے بھاگتے لشکر میں شامل ہو گئی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد راج کماری کوشلیا کی پھر پہلے کی نسبت زیادہ غضبناکی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"پتا جی اب حد ہو گئی بلکہ معاملہ اب حد سے بھی گزر چکا تین بار ہم شکست اٹھا چکے ہیں اب مزید شکستوں کا سامنا کرتے ہوئے ہم کس قدر بدنامیوں کے داغ اپنے دامن میں سمیٹیں گے پتا جی مسلمانوں کے اس سالار کا خاتمہ کرنے کے لیے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔"

"کیسی تجویز....." رانا سانگا نے غور سے کوشلیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ اس پر کوشلیا بولی اور کہنے لگی۔

"پتا جی اپنی مملکت میں اعلان کرا دیا جائے کہ جنگ کے دوران ہمارا جو بھی تیغ زن مسلمانوں کے سالار قیصر خاں کی گردن کاٹے گا میں اس سے شادی کر لوں گی پہلے اپنی مملکت کے اندر جو بہترین تیغ زن ہیں انہیں مدعو کیا جائے ان کا آپس میں مقابلہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کرایا جائے اور جو دو بہترین قسم کے تیغ زن ابھر کر ہمارے سامنے آئیں انہیں باری باری آزمایا جائے کہ وہ مسلمانوں کے سالار قیصر خاں سے انفرادی مقابلے کریں اور اس انفرادی مقابلہ کے دوران اسے کاٹ کر رکھ دیں اگر ہم مسلمانوں کے اس سالار کا خاتمہ کردیں تو پتاجی میں آپ کو یقین دلاتی ہوں مسلمانوں کے لشکریوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے کہ وہ مسلمانوں کا یہی سالار ہے جس کے ساتھ اس کے لشکری اپنی بہترین کارکردگی کا اظہار کرتے ہیں' اس کے علاوہ وہ سالار جنگ کا بھی بہترین تجربہ رکھتا ہے اور میرے خیال میں کوئی عام سالار اور لشکری اسے شکست بھی نہیں دے سکتا۔''

کوشلیا جب رکی تب ایک طنزیہ سی مسکراہٹ رانا سانگا کے چہرے پر نمودار ہوئی کہنے لگا۔

''بیٹی جو کچھ تم نے کیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا بے فکر رہو آج میں کچھ منادوں کے ذمے یہ کام لگاتا ہوں جو چیدہ چیدہ تیغ زنوں کو یہاں جمع کریں گے' ان کے مقابلے ہوں گے اور جو دو اچھے تیغ زن ابھر کر سامنے آئیں گے مسلمانوں کے سالار قیصر خاں کا خاتمہ کرنے کے لیے انہیں ہی کو استعمال کیا جائے گا۔'' اپنے باپ کا یہ فیصلہ سن کر راج کماری کوشلیا خوش ہوگئی تھی یہاں تک کہ رانا سانگا بولا اور کہنے لگا۔

''ایک معاملہ طے ہوا' اب دو معاملے باقی ہیں میرے بلانے پر میری بیٹی کوتلیا اور رائے مل دونوں میاں بیوی یہاں پہنچ گئے ہیں اب سب سے پہلے ہم ایدر کے راجہ رائے بھیم کے خلاف حرکت میں آئیں گے کہ رائے بھیم آج ہی نہیں ماضی میں بھی گجرات کے سلطان کی طرف داری کرتا رہا ہے لہٰذا اس پر حملہ آور ہو کر اسے مار بھگایا جائے گا اس کے علاقوں پر قبضہ کرلیا جائے گا اور رائے بھیم کی جگہ میرا داماد رائے مل راجہ بن کر رہے گا اور میری بیٹی کوتلیا ان علاقوں کی رانی ہوگی۔''

رانا سانگا کے ان الفاظ پر اس کے داماد رائے مل اور بیٹی کوتلیا کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ''اور تیسرا کام یہ کہ مالوہ کی حکومت کے خلاف جو ہم نے چکر چلا رکھا ہے اسے تیز کریں گے مالوہ کی سلطنت میں وہاں کے سلطان محمود خلجی کے خلاف میرے دو اہم کارندے کام کر رہے ہیں ایک محمد خلجی کا وزیر میلانی رائے اور دوسرا اس کا ایک اعلیٰ پائے کا سالار سالباہن میں آج ہی ان دونوں کی طرف یہ پیغام بھجوا رہا ہوں کہ مالوہ کے سلطان محمد خلجی کے خلاف اپنی کاروائیوں کی رفتار تیز کردو' اس لیے کہ حیرت کی بات یہ ہے کہ سلطان محمد خلجی کے لشکر میں اس وقت چالیس ہزار کے لگ بھگ راجپوت ہندو ہیں۔ دکھ کا مقام یہ ہے کہ جس لشکر میں

0 4ہزار

راجپوت ہندو ہوں اس علاقے کے حکمراں مسلمان کیسے ہوسکتا ہے لہٰذا اب ہم نے یہ ٹھان رکھی ہے کہ محمود خلجی کو وہاں سے بھگائیں گے اس طرح مالوہ پر بھی ہماری حکومت ہوگی وہاں حکمرانی کے لیے اپنا نمائندہ مقرر کریں گے۔ ایدر پر میرا داماد رائے مل ہوگا اور جب ہماری تین مملکتیں ہوں گی اور تین اطراف سے گھیراؤ کر کے ہم گجرات کے سلطان مظفر پر ضرب لگائیں گے تو پھر میں دیکھوں گا اس کا کون سا سالار اس کے لیے کامیابیوں اور فتح مندیوں کے در کھولتا ہے۔''

رانا سانگا اٹھ کھڑا ہوا دونوں سالار کرشن دیو اور رتن چند بھی چلے گئے جب کہ رانا سانگا اپنی رانی لکھاروٹی بیٹیوں' بیٹوں اور داماد کے ساتھ راج محل کے دوسرے حصے کی طرف چلا گیا تھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

مالوہ کا حکمراں سلطان محمود خلجی کا وزیر میدنی رائے ایک اپنے قریب ترین ساتھی اور محمود خلجی کے لشکر کے اچھے سالاروں میں سے ایک نام جس کا سالباہن تھا' دونوں بیٹے بڑی راز داری سے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے اور میدنی رائے کا ایک خاص آدمی پہرہ دے رہا تھا' ایسے میں وہ پہرا دینے والا اس کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا جس میں میدنی رائے اور سالباہن دونوں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ اس کے اس طرح کمرے کے دروازے پر آنے پر میدنی رائے اور سالباہن دونوں چونکے پھر میدنی رائے نے اسے مخاطب کیا۔

''کیا کوئی کام ہے۔''

اس پر اس محافظ نے پہلے اثبات میں گردن ہلائی پھر دھیمی اور بلکہ اسی آواز میں کہنے لگا۔

''ایک شخص آپ دونوں کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔'' اس کے ساتھ ہی وہ رکا اور پھر ذرا آگے بڑھ کے قریب ہوتے ہوئے انتہائی رازداری میں کہنے لگا۔

''آنے والا رانا سانگا کا خاص آدمی ہے اور وہ آپ دونوں کے لیے رانا سانگا کا کوئی پیغام لے کر آیا ہے۔''

میدنی رائے اور سالباہن دونوں چونکے پھر اس محافظ سے کہا۔

''اسے زیادہ دیر باہر کھڑا نہ کرو' جلدی اندر بھیجو تاکہ ہم جانیں رانا سانگا کی طرف سے وہ کیا پیغام لے کر آیا ہے۔'' اس پر تھوڑی دیر بعد ایک شخص جو رانا سانگا کا قاصد تھا' کمرے میں داخل ہوا' میدنی رائے اور سالباہن نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا' اپنے قریب بٹھایا پھر میدنی رائے نے اسے مخاطب کیا۔

''میرے عزیز تو ہمارے لیے کیا پیغام لایا ہے۔''

جواب میں وہ قاصد اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''رانا سانگا کا آپ دونوں کا نام پیغام یہ ہے کہ مالوہ کی مملکت کے اندر سلطان محمود خلجی کے خلاف آپ دونوں اپنی کارروائیوں میں تیزی اور سرعت پیدا کریں' رانا سانگا اب زیادہ عرصہ سلطان محمود خلجی کو مالوہ کا حکمران نہیں دیکھنا چاہتا' رانا سانگا کے پاس سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مالوہ میں ہندو راجپوتوں کی تعداد زیادہ ہے اور پھر چالیس ہزار کے لگ بھگ راجپوت سلطان محمود خلجی کے لشکر میں شامل ہیں ایسی صورت میں سلطان محمود خلجی کیسے زیادہ عرصہ تک مالوہ کا حکمران رہ سکتا ہے۔ آپ دونوں کے نام اس کا پیغام ہے کہ دو کاموں میں سے ایک کریں یا تو کسی طریقہ سے محمود خلجی اور اس کے حواریوں کا کام تمام کر دیں یہاں اس کے لیے حالات اس قدر تنگ اور ناقابل برداشت کر دیں کہ وہ زک ہو کر مالوہ سے بھاگنے پر مجبور ہو جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قاصد رکا جب وہ رکا تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے میدنی رائے کہنے لگا۔

''اس معاملے میں اس قدر جلدی نہیں کرنی چاہیے ورنہ بنا بنایا کھیل بگڑ بھی سکتا ہے دیکھو معاملے کو بگاڑنا بڑا آسان ہے اور کامیابی سے اس کے انجام تک پہنچانا بڑا مشکل ہے۔ سلطان محمود خلجی کو مجھ سے اور سالباہن سے بہتر کوئی نہیں جانتا' اس میں کوئی شک نہیں اس کے لشکر میں راجپوتوں کی تعداد زیادہ ہے لیکن اس کے اپنے لشکری اور مسلمان بھی بہت ہیں اور پھر رانا کو یہ بات بھی اپنے ذہن میں رکھنی چاہیے کہ خود سلطان محمود خلجی انتہا کا دلیر بہادر جرات مند اور جنگجو ہے' چھوٹے موٹے معاملات سے وہ گھبرانے والا نہیں ہے ہم آہستہ آہستہ اس کے خلاف اپنی سازشوں کے دائرے کو تنگ کرتے جا رہے ہیں اور ایک دن ایسا آئے گا کہ ہمیں اسے قتل نہیں کرنا پڑے گا' وہ اسی میں اپنی بہتری اور تحفظ خیال کرے گا کہ وہ مالوہ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جائے۔''

اتنا کہنے کے بعد میدنی رائے جب خاموش ہوا تب آنے والا قاصد بولا اور کہنے لگا۔

''جب میں مالوہ کی سرزمینوں میں داخل ہوا تو مجھے کچھ لوگوں سے پتہ چلا کہ سلطان محمود خلجی کے علاقوں میں دھارو اور بروڈہ کے مقام پر کچھ راجپوتوں نے اس کے خلاف بغاوت کھڑی کر رکھی ہے اور وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ سلطان محمود خلجی کو تخت و تاج سے محروم کیا جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد جب خاموش ہوا تب میدنی رائے نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''یہ بروڈہ اور دھارو کے راجپوتوں کی بہت بڑی غلطی ہے انہیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اس طرح حالات ہمارے حق میں عزیز خراب ہوں گے میں اور سالباہن رانا سانگا کے کہنے پر جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ نہیں کر پائیں گے اب جو بروڈہ اور دھارو کے راجپوتوں نے بغاوت اور سرکشی کی ہے اس سے میں اور سالباہن نے تو لاتعلقی ظاہر کر دی ہے اور ہم نے اپنی حالت سلطان محمود خلجی کے سامنے صاف کر دی جن کے نتیجے میں میرا اندازہ کہ سلطان محمود خلجی بروڈہ اور دھارو کے راجپوتوں کے خلاف ضرور حرکت میں آئے گا اور جب وہ ایسا کرے گا تو وہاں پھر راجپوتوں کو سلطان محمود خلجی کے ہاتھوں بے پناہ نقصان اٹھانا پڑے گا اور یہ کوئی اچھا فعل نہیں ہوگا۔''

میدنی رائے جب خاموش ہوا تب قاصد کہنے لگا۔ ''دراصل رانا سانگا چاہتا ہے کہ بہت جلد گجرات کے سلطان مظفر کے گرد گھیرا تنگ کیا جائے' اس لیے کہ ان دنوں رانا سانگا کی سلطان مظفر کے ساتھ چپقلش چل رہی ہے' اصل بات یہ ہے کہ رانا سانگا کے سیناپتی رنبیر سنگھ کے بھائی اور اس کے آدمیوں نے مسلمانوں کے ایک تجارتی کارواں پر حملہ کیا اور بہت سے تاجروں کو قتل کر کے ان کا سامان لوٹ لیا' ان تاجروں میں کچھ ایسے معزز تاجر بھی تھے جن کے تعلقات گجرات کے سلطان مظفر کے ساتھ بڑے گہرے تھے چنانچہ ان کا انتقام لینے کے لیے سلطان مظفر کے لشکر کا ایک حصہ ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گیا' ان جملوں کو روکنے کے لیے رانا سانگا نے اپنے سیناپتی رنبیر سنگھ کو روانہ کیا' دونوں لشکروں کا ٹکراؤ ہوا اور اس ٹکراؤ کے نتیجے میں سلطان مظفر کے ایک سالار نام جس کا قیصر خاں ہے اس نے جنگ کے دوران رنبیر سنگھ کی گردن کاٹ دی اور اس کے لشکر کو شکست دی۔

اس کے بعد رانا سانگا نے اپنے ایک اور بڑے سالار کرشن دیو کو سیناپتی بنایا اسے اس مہم پر بھیجا لیکن کرشن دیو کی بدقسمتی کہ اسے بھی شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اس بار رانا سانگا کی راج کماری کوشلیا بھی اس لشکر میں شامل تھی۔

دو شکستوں کے بعد نہ صرف یہ کہ راج کماری کوشلیا اور رانا سانگا کی غصے اور غضبناکی کی کوئی انتہا نہ تھی بلکہ راجپوت لشکری بھی غضبناک ہو گئے تھے لہٰذا دو لشکر تیار کیے گئے ایک رتن چند کی سالاری میں اور دوسرا کرشن دیو کی سالاری میں' دونوں کو گجرات کے لشکر سے ٹکرانے کے لیے بھیجا گیا لیکن دونوں لشکروں کی بدقسمتی کہ دونوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور حیرت کی بات اس ٹکراؤ میں گجرات کے سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں نے راج کماری کوشلیا کو پکڑ لیا' میدنی رائے سالباہن نے میرے محترم جانتے ہو اس نے راج کماری کو کیسے پکڑا۔

شکست کے بعد جب راج کماری بھاگنے لگی تو اس نے اس کا پیچھا کیا' بھاگتے بھاگتے اس نے راج کماری کوشلیا کی گردن پر اپنا دایاں ہاتھ ڈالا اور اسے گھوڑے کی پیٹھ سے اٹھا کر کسی ہلکی پھلکی لکڑی کی چیز کی طرف اس نے زمین پر دے پٹخا اس موقعہ پر وہ نیزہ اتار کر اس کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا کہ کوشلیا کی خوش قسمتی کہ اس کے سر سے خود اتر گیا اور اس کے بال بکھر گئے جس پر وہ جان گیا کہ وہ راج کماری کوشلیا ہے' اس نے اپنا نیزہ زین سے لگا لیا اور کوشلیا سے کہا کہ وہ چلی جائے اس لیے کہ مسلمان عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتے اس طرح کوشلیا کی جان بچ گئی لیکن شکست تیسری بار بھی ہمارے ہی حصے میں آئی۔''

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

یہ سب سننے کے بعد سالباہن پہلی دفعہ بولا اور کہنے لگا۔ ”یہ تو بڑی بے غیرتی والا معاملہ ہوا ہم نے تو سن رکھا ہے راج کماری کوشلیا جنگی امور میں ایسی مہارت اور ہنر مندی رکھتی ہے نہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا پھر گجرات کے سلطان مظفر کے سالار نے اسے گردن سے پکڑ کر زمین پر دے پٹخا تو پھر میں سمجھتا ہوں وہ بھی بڑا خونخوار اور ہنر مند سپہ سالار ہوگا لیکن رانا سانگا کو اس کا کسی نہ کسی طریقہ سے کام تمام کرنا چاہیے اس لیے کہ اس نے اس کی راج کماری کو چھوا اسے ہاتھ لگایا وہ اچھوت ہے۔“

اس پر قاصد نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری پھر کہنے لگا۔

”رانا سانگا نے اس کا بندوبست کیا ہے اس نے اپنی مملکت میں منادی کرا کے عمدہ عمدہ تیغ زنوں کو اپنے پاس جمع کیا اور ان دنوں وہ ان کے مقابلے کرا رہا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ دو بہترین تیغ زنوں کا چناؤ کرے جو آنے والے دور میں ٹکراؤ کے دوران سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں سے باری باری انفرادی مقابلہ کریں اور اس کا کام تمام کریں لیکن ان دنوں رانا ایک اور بہت بڑا کام کرنے پر تلا ہوا ہے۔“

”کیا کام.....“ غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے میدنی رائے نے پوچھ لیا۔

قاصد نے پھر اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری اور کہنے لگا۔

”رانا نے اپنے داماد اور اپنی بڑی راج کماری کوتلیا کے شوہر رائے مل کو اپنے پاس بلا لیا ہے اب رانا اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے رہا ہے وہ ایدر کے راجہ رائے بھیم پر حملہ آور ہوگا اس لیے کہ رائے بھیم کا جھکاؤ گجرات کے سلطان مظفر کی طرف ہے اس لیے رانا سانگا اس پر حملہ آور ہو کر اس کے علاقوں پر قبضہ کر کے وہاں کا راجہ اپنے داماد رائے مل کو بنانا چاہتا ہے۔ یہ کام سرانجام دینے کے بعد رانا چاہتا ہے کہ پوری توجہ مالوہ کے حکمران سلطان محمود خلجی کے خلاف کی جائے اور اسے یا تو قتل کر دیا جائے یا مالوہ کی حکومت سے محروم کر دیا جائے اس طرح رانا سانگا گجرات کے سلطان مظفر کو ایک گھیرا آہستہ آہستہ تنگ کرتے ہوئے اس پر ایسی ضرب لگانا چاہتا ہے کہ اس کا کام تمام کر دے یا کم از کم اس سے اپنی شکستوں کا انتقام لے۔“

قاصد جب خاموش ہوا تب اس بار پھر سالباہن بولا اور کہنے لگا۔

”رانا سانگا کے خیالات بہت اچھے ہیں ایسا ہونا بھی چاہیے اور ایسا ہو کر رہے گا۔“ سالباہن جب خاموش ہوا تب بڑی راز داری میں میدنی رائے قاصد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”دیکھو یہ کام اتنی تیزی سے نہیں کیا جاسکتا جتنی تیزی سے رانا چاہتا ہے یہاں کے مسلمان اپنے ہی سلطان محمود خلجی کی طرف سے بیزار ہیں ان کا کہنا ہے کہ سلطان محمود خلجی نے راجپوتوں کو خوامخواہ سر پر چڑھ کر رکھا ہے وہ میرے وزیر ہونے پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور سالباہن کے سالار ہونے پر بھی انہیں اعتراض ہے ان کے پاس یہ بھی بڑا اعتراض ہے کہ سلطان محمود خلجی مسلمانوں پر ہندو راجپوتوں کو ترجیح دیتا ہے اور انہیں نوازتا ہے ان حالات میں اگر ہم نے جلدی بازی کرنے کی کوشش کی تو مسلمان اٹھ کھڑے ہوں گے اور سلطان محمود خلجی کو اپنی مرضی کے مطابق چلائیں گے اور دیکھو سلطان محمود خلجی اس طرح کھل کر اپنے مسلمان لشکریوں کے ہمارے خلاف آ گیا تو پھر وہ ہمارے لیے بڑا نقصان دہ ہوگا لہٰذا واپس جا کر میری اور سالباہن کی طرف سے رانا سے کہنا کہ جو کام آپ نے ہمیں سونپا ہوا ہے اسے ہم بڑی دیانتداری اور بڑی جانفشانی سے جاری رکھے ہوئے ہیں اور عنقریب اس کے بہتر نتائج سامنے آئیں گے تو ہمارے حق میں یقیناً سودمند ہوں گے۔“

اس کے ساتھ ہی وہ قاصد اٹھا اور کہنے لگا۔

”میرا یہاں قیام نقصان دہ ہے میں اب جاتا ہوں بہرحال میں نے جو پیغام دینا تھا اس تک پہنچا دیا۔“ اس کے ہی وہ مقاصد وہاں سے نکل گیا تھا۔

جب کہ میدنی رائے سالباہن بڑی زار داری سے اس موضوع پر گفتگو کرنے لگے تھے۔ ان دونوں کی گفتگو کا موضوع اور ان کی ساری کارکردگی اور تگ و دو کا لب لباب اب صرف یہی رہ گیا تھا کہ رانا سانگا کی مدد سے کسی نہ کسی طرح مالوہ کے سلطان محمود خلجی کو تخت و تاج سے محروم کر دیا جائے۔ یا اسے حالات کی ایسی تنگنائے میں کھڑا کر دیا جائے کہ وہ مالوہ سے بھاگنے پر مجبور ہو جائے۔

☆☆

میدنی رائے اور سالباہن کے اندازے اور اندیشے درست ثابت ہوئے اس لیے کہ مالوہ کا حکمران محمود خلجی ایک لشکر کے ساتھ نکلا اور دھارو اور بردرہ کے باغی اور سرکش راجپوتوں کی بغاوت اور سرکشی کو کچلنے کے لیے اس نے پہلے بڑی تیزی اور برق رفتاری سے دھارو کا رخ کیا تھا۔

دوسری طرف باغی راجپوتوں کے مخبر بھی کام کر رہے تھے انہیں جب خبر ہوئی کہ سلطان محمود خلجی ان پر حملہ آور ہونے کے لیے نکلا ہے اور پہلے وہ دھارو کا رخ کرے گا لہٰذا بردہ میں جو راجپوت باغی تھے وہ بھی بڑی تیزی سے حرکت میں آئے اور سلطان محمود خلجی کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ بردہ سے نکل کر دھارو پہنچ گئے۔ اس طرح دھارو کے نواح میں سلطان محمود خلجی کا مقابلہ کرنے کے لیے راجپوتوں نے ایک بڑا لشکر تیار کر لیا تھا اور اس لشکر کی پشت پناہی یقیناً رانا سانگا کر رہا تھا۔

سلطان محمود خلجی بلا تاخیر راجپوتوں کے لشکر کے سامنے گیا اور وہاں پڑاؤ کر لیا یوں ہی اس نے پڑاؤ کیا راجپوتوں نے فیصلہ کیا اس پر ضرب لگانے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ چنانچہ وہ اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے لگے ان کی حالت دیکھتے ہوئے سلطان محمود خلجی نے بھی اپنے لشکر کو استوار کرنا شروع کر دیا تھا چونکہ راجپوتوں نے بغاوت کرنے میں پہل کی تھی لہٰذا ان پر حملہ آور ہونے میں پہل سلطان خلجی نے کی اس نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا پھر وہ راجپوتوں پر رگوں تک چوس لینے والے خیالی حلقوں کو مسمار کر دینے والی خوفناک زہریلی آوازوں تاریخ کے اوراق پر تشدد کے آلاؤ انتقام بھرے خمار کھڑے کر دینے والے دیو مالائی طلسم کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

جوابی کاروائی کرتے ہوئے باغی اور سرکش راجپوت بھی سلطان محمود خلجی کے لشکر پر تعصب کی کھوکن عناد کی بھڑکتی آگ نفرت کی جوالا مکھی اور شام کے لباس میں پھیلتی دکھ بھرے اندھیروں کی چادر میں نحوست کی بیڑیوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

اس طرح دھارو کے نواح میں دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے آنکھوں میں قضا کے رنگ ہونٹوں پر موت کی پپڑیاں درد کے فاصلے دکھ والم کے حروف کرب کی لکنگی رقص کرنے لگی تھیں کچھ دیر تک دونوں لشکریوں کے درمیان ہولناک ٹکراؤ ہوتا رہا راجپوتوں کو بڑی امید تھی کہ وہ سلطان محمود خلجی کو پسپا کر دینے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ان کی بدقسمتی سلطان محمود خلجی نے اپنے لشکر کی تعداد کم ہونے کے باوجود راجپوتوں کو بدترین شکست دی اور راجپوت شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

سلطان محمود خلجی نے اسی پر اتفاق نہیں کیا بلکہ آندھیوں کے دوش پر ہیبتوں کے نزول پر جنگل کے اندھے کالے طوفانوں جذبوں کی وحشی آوازوں بھڑکتی رگ کے غضب اور دکھ کی گرم ہواؤں کی طرح ان کے پیچھے لگ گیا تھا اور بڑی شدت سے ان کا تعاقب کرنا شروع کر دیا تھا اس تعاقب کے دوران اس نے راجپوتوں کا قتل عام کر کے ان کی تعداد مزید کم کی اس کے بعد وہ اس جگہ آیا جہاں دھارو کے نواح میں یہ ٹکراؤ ہوا تھا بھاگنے والے راجپوتوں کے پڑاؤ کی ہر چیز پر اس نے قبضہ کر لیا اور احتیاط کی خاطر اپنے لشکر کے ساتھ اس نے وہاں پڑاؤ کر لیا تھا۔

☆☆

رانا سانگا ایک روز اپنے قصر میں اپنی رانی لکھارونی کے ساتھ بیٹھا کسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ اس کمرے میں اس کی دونوں بیٹیاں کوشلیا اور

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کوتلیا داخل ہوئیں' دونوں اپنے ماتا پتا کے سامنے تشت پر بیٹھ گئیں۔

اس موقعہ پر حسین کوشلیا نے اپنے باپ رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے شکوہ بھری آواز میں کہنا شروع کیا۔

''پتا جی آپ نے میری بہن کوتلیا اور بہنوئی رائے مل کو یہاں بلایا تھا تاکہ ایدر کا علاقہ فتح کر کے رائے مل کو وہاں کا راجہ بنائیں گے لیکن انہیں یہاں آئے ہوئے کئی ہفتے گزر چکے ہیں اور آپ نے ابھی تک کوئی کاروائی نہیں کی۔''

کوشلیا کے ان الفاظ پر ہلکا سا تبسم رانا سانگا کے چہرے پر نمودار ہوا پھر کہنے لگا۔

''میری بیٹی تیرا کہنا درست ہے تو جانتی ہے ان دنوں ایدر کے راجہ کے گجرات کے سلطان مظفر کے ساتھ بڑے گہرے اور دوستانہ تعلقات ہیں اور گجرات کے سلطان مظفر کی اس وقت عسکری طاقت بڑی مضبوط اور مستحکم ہے اس کا لشکر اس سے پہلے تین بار ہمارے لشکر کو پسپا کر چکا ہے اور ہمارے سینا پتی رنبیر کی گردن بھی کاٹ چکا ہے' اس بناء پر ان کے مقابلے میں ہمارے لشکریوں کے حوصلے ان دنوں پست اور سلطان مظفر کے لشکریوں کے حوصلے بلند ہیں لہٰذا ایدر کا علاقہ کسی طریقے اور کسی سلیقے اور جتن سے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

بیٹی مالوہ کے حالات میں نے خراب کر دیے ہیں وہاں دو مقامات پر بروہ اور دھارو میں راجپوتوں نے سلطان محمود کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی ہے' اس کے علاوہ سلطان محمود خلجی کے خلاف میرے دو اپنے آدمی میدنی رائے اور سالباہن بھی کام کر رہے ہیں اور مجھے امید ہے عنقریب ہم مالوہ سے سلطان محمود خلجی کو چلتا کریں گے۔

اگر ایسا ہوتا ہے تو مالوہ میں ایک طرح سے ہماری حمایتی حکومت قائم ہو جائے گی اور ہماری طاقت اور قوت میں اضافہ ہوگا اس وقت اگر ہم ایدر پر حملہ کرتے ہیں تو ایدر کا راجہ رائے بھیم ضرور سلطان مظفر سے مدد طلب کرے گا اگر ایسا ہوتا ہے تو پھر ان علاقوں میں بہت بڑی اور ایک خونی کش مکش شروع ہو جائے گی جس میں ہم نقصان بھی اٹھا سکتے ہیں۔

میں نے چند دن ہوئے اپنا ایک خاص آدمی جو بات بنانے کا بڑا ماہر ہے اسے میں نے ایدر کے راجہ رائے بھیم کی طرف بھیجا ہے' دراصل میں چاہتا ہوں پہلے ایدر کے راجہ اور گجرات کے سلطان مظفر کے تعلقات کو خراب کیا جائے جب ان دونوں کے تعلقات خراب ہو جائیں گے تو ہم ایدر پر حملہ آور ہوں گے تو کوئی بڑا طوفان نہیں اٹھے گا اس بنا پر میں نے جو اپنا آدمی ایدر کے راجہ رائے بھیم کی طرف بھیجا ہے اس کے ذریعے میں ایدر کے راجہ کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر سابرمتی کے علاقوں پر حملہ آور ہو اور ان پر قبضہ کرے' یہ علاقے ان دنوں گجرات کے سلطان مظفر کی حدود میں شامل ہیں اور ماضی میں یہ علاقے بھی ایدر کے راجہ کے ہوا کرتے تھے' مجھے امید ہے کہ میرا جو آدمی ایدر راجہ رائے بھیم کی طرف گیا ہے وہ رائے بھیم کو اس پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا اور جب ایدر کا راجہ رائے بھیم سابرمتی پر حملہ آور ہوگا اور وہاں قتل و غارت گری کے علاوہ ان علاقوں کو اپنی حکومت میں شامل کرے گا تب لازمی بات ہے کہ گجرات کا سلطان مظفر ایدر کے راجہ کے خلاف حرکت میں آئے گا اس طرح دونوں قوتیں ٹکرائیں گی اور ایسی صورت میں یقیناً گجرات کے سلطان اور ایدر کے راجہ رائے بھیم کے تعلقات خراب ہو جائیں گے' مجھے امید ہے کہ اس ٹکراؤ میں یقیناً گجرات کا سلطان رائے بھیم کو کچھ کر رکھ دے گا' ہوسکتا ہے وہ رائے بھیم کے کچھ علاقوں پر بھی قبضہ کرے چنانچہ جب دونوں کے تعلقات خراب ہوں گے اور گجرات کا سلطان مظفر رائے بھیم کے کچھ علاقوں پر قبضہ کرے گا ان حالات میں اگر ہم بھی ایدر کے راجہ پر حملہ آور ہو کر اس کی مملکت پر چھا جاتے ہیں تو میرے خیال میں گجرات کے سلطان مظفر کو اتنا افسوس نہیں ہوگا اور میرا یہ بھی اندازہ ہے کہ وہ ایدر

کے راجہ رائے بھیم کی کوئی مدد بھی نہیں کرے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا رکا پھر غور سے اپنی بیٹی کوشلیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹی اب بتا کیا میری منصوبہ بندی درست ہے۔''

کوشلیا کے چہرے پر اس موقعہ پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ پرمسرت انداز میں کہنے لگی۔

''یقیناً آپ کی سوچیں بہتر ہیں مجھے امید ہے اگر اس منصوبہ بندی کو عملی جامہ پہنایا گیا تو یقیناً ہر طرف کامیابیاں ہمارے قدم چومیں گی۔'' اس کے ساتھ ہی رانا سانگا نے موضوع بدلا پھر وہ اپنے گھریلو موضوع پر گفتگو کرنے لگا تھا۔

☆☆

سلطان مظفر ایک روز اپنے دونوں بیٹوں بہادر خاں اور لطیف خاں کے ساتھ گھڑ دوڑ کے بعد جب اپنے قیصر کے قریب آیا تب سامنے سلطان محمود خلجی کا چھوٹا بھائی صاحب خاں کھڑا تھا صاحب خاں کے پاس آ کر سلطان مظفر نے اپنے گھوڑے کو روک دیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے دونوں بیٹے بہادر خاں اور لطیف خاں بھی اپنے گھوڑوں کو روک چکے تھے یہاں تک کہ صاحب خاں نے سلطان مظفر کو مخاطب کیا۔

''سلطان محترم میں ایک امید اور آس لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ آپ مجھے میرے بھائی محمود خلجی سے باپ کی سلطنت میں سے حصہ دلائیں گے لیکن میں دیکھتا ہوں گزشتہ کئی دنوں سے آپ کے شہر میں بیکار پڑا ہوں اس بیکاری کی وجہ سے.....'' صاحب خاں اپنی بات مکمل نہ کر سکا سلطان مظفر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''صاحب خاں! تمہارا کہنا درست ہے میں یقیناً محمود خلجی سے تمہارے متعلق بات کرتا لیکن گزشتہ بارشوں نے مجھے نکلنے ہی نہیں دیا' اب میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگلے ہفتے میں اپنے لشکر کے ساتھ نکلوں گا تم میرے ساتھ چلنا تمہاری موجودگی میں مالوہ کا رخ کروں گا' تمہارے بھائی محمود خلجی سے ملوں گا اور تم دونوں بھائیوں کے درمیان جو تنازع چل رہا ہے اسے حل کروں گا اگر یہ معاملہ حل نہ ہوا تو پھر کوشش یہ کی جائے گی تمہارے باپ کی مملکت کو تم دونوں بھائیوں میں تقسیم کر دیا جائے۔''

سلطان مظفر کا یہ جواب سن کر صاحب خاں خوش ہوگیا چنانچہ سلطان اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا اس طرح ایک ہفتے بعد اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ صاحب خاں کو ساتھ لے کر سلطان اپنے مرکزی شہر محمد آباد سے نکلا تھا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ سلطان مظفر نے اپنے مرکزی شہر محمد آباد سے نکل کر پہلے احمد آباد کا رخ کیا' یہ سارے اس کے اپنے علاقے تھے ان کا جائزہ لیتا رہا یہاں تک کہ اس نے مالوہ کا رخ کیا مالوہ کی طرف روانگی سے پہلے وہ احمد آباد میں کچھ دن قیام بھی کر چکا تھا۔ مورخین کہتے ہیں کہ اس شہر میں اس نے لگ بھگ ایک ہفتہ قیام کیا اس کے بعد وہ کودھرہ کے مقام پر پہنچا تھا کہ اس کے مخبروں نے اسے دو خبریں دیں۔

پہلی خبر یہ کہ ان دنوں مالوہ کا حکمران سلطان محمود خلجی بروہ اور دھارو کے باغی اور سرکش راجپوتوں کے خلاف حرکت میں آیا ہوا تھا اور دوسری خبر یہ ملی کہ ایدر کے راجہ رائے بھیم نے سابرمتی کی حدود پر حملہ کر دیا ہے اور سلطان مظفر کے کچھ علاقوں پر قابض ہوگیا ہے۔

یہ دو خبریں ملنے کے بعد مورخین کا کہنا ہے کہ سلطان رک گیا' مالوہ کی طرف نہیں بڑھا۔

اس موقعہ پر اس نے صاحب خاں کو اپنی طرف بلایا صاحب خاں جب سلطان کے سامنے آیا تب صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''صاحب خان اس وقت حالات اجازت نہیں دیتے کہ میں مالوہ کا رخ کروں اگر میں ایسا کرتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں بددیانتی ہی نہیں بلکہ اسلام دشمنی ہوگی اس لیے کہ تمہارا بھائی محمود خلجی ان دنوں بروہ اور دھارو کے باغی راجپوتوں کے خلاف حرکت میں آیا ہوا ہے یہ راجپوت رانا سانگا کے حمایتی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہیں اور محمود خلجی کو مالوہ کی حکومت سے محروم کرنا چاہتے ہیں ان حالات میں محمود خلجی سے بات نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کام میں اس کی مدد کرنی چاہیے میں تم پر یہ بھی واضح کروں کہ ان حالات میں راجپوتوں کے خلاف کاروائی کرنے کے لیے اگر سلطان محمود خلجی نے مجھ سے مدد مانگی تو میں ضرور اس کی مدد کروں گا لہٰذا تم جو اپنے بھائی سے اپنے باپ کی مملکت سے اپنا حصہ چاہتے ہو تو اس کے لیے کچھ دن انتظار کرو محمود خلجی کو پہلے باغی راجپوتوں سے نمٹ لینے دو اس کے بعد تفصیل کے ساتھ تمہارے بھائی محمود خلجی سے بات کریں گے اور مجھے امید ہے کہ محمود خلجی تمہارا حق دینے میں بخل سے کام نہیں لے گا' انصاف کرے گا اور ہماری بات مان جائے گا۔''

سلطان مظفر کے اس طرح سمجھنے پر صاحب خاں خاموش اور مطمئن ہوگیا تھا' اب سلطان نے اپنے علاقے سابرمتی کی حدود پر ایدر کے راجہ رائے بھیم کے قبضہ کرنے کی توجہ کی مورخین لکھتے ہیں کہ ایدر کا راجہ اس وقت سلطان مظفر کے علاقے سمبرمتی پر حملہ آور ہوا تھا جس وقت سلطان مالوہ کا رخ کیے ہوئے تھا۔

بہرحال رانا سانگا کی انگیخت اور اس کے اکسانے پر ایدر کے راجہ رائے بھیم نے حماقت کا ثبوت دیا اور وہ سلطان مظفر کے علاقے سابرمتی پر حملہ آور ہوا اس علاقے کو اس نے نقصان پہنچایا اور وہاں اپنے لشکر کے ساتھ اس نے قیام کرلیا تھا شاید ایدر کا راجہ یہ سمجھنے لگ گیا تھا کہ سابرمتی پر قبضہ کرکے ایک طرح سے اس نے گجرات کے سلطان مظفر کو اپنے سامنے زیر کرلیا ہے اور سابرمتی کے علاقے اب ہمیشہ کے لیے اسی کے ماتحت اور اسی کے قبضے میں رہیں گے۔

ایدر کے راجہ رائے بھیم سے نمٹنے کے لیے سلطان مظفر نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کیا اسے اپنے ایک سالار عین الملک کی کمان داری دیا اور دوسرے سالار عبدالملک کو اس کا نائب مقرر کیا اس طرح یہ دونوں سالار بقول مورخین ایدر کے راجہ پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ ہوئے۔

ادھر ایدر کے راجہ رائے بھیم کو بھی خبر ہوگئی تھی کہ سلطان مظفر کے دو سالار عین الملک اور عبدالملک اس پر حملہ آور ہونے کے لیے کچھ اس کی طرف پیش قدمی کررہے ہیں لہٰذا ان کا مقابلہ کرنے کے لیے اس نے بھی اپنے آپ کو تیار اور مستعد کرلیا تھا۔

جوں ہی رائے بھیم کے سامنے عین الملک اور عبدالملک نے اپنے لشکر کی صفیں درست کی ایدر کا راجہ رائے بھیم اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا' لشکر کو اس نے آگے بڑھایا پھر وہ عین الملک اور عبدالملک کے لشکر پر تند حقارت کے سناٹوں میں پستیوں کی طرح نزول کرتے اٹل سرخ طوفانوں' وایرانی حیات کے بازار میں یادوں کی اجڑی دوپہر کا سماں باندھتی ان گنت بے روک موجوں کے رقص اور ذہین کے جھروکوں میں فوتی سوچوں کا منجدھار برپا کرتے موت کے اندھے تلاطم کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔

جوابی کاروائی کرتے ہوئے عین الملک اور عبدالملک بھی اپنے لشکر کو دو حصے میں تقسیم کرنے کے بعد ایدر کے راجہ رائے بھیم کے لشکر پر خونچکاں داستانیں رقم کرتے سرد آہوں کے گرم رو بگولوں' بھوکی زہریلی تاریکیوں میں وحشی پاگل ہواؤں' اداس شام پر مسلط ہوتی تاریکیوں میں گھٹاؤں کے اندر رقص کرتی برق' قربان گاہوں کے کھنڈر کھڑے کرتی ہلاکت خیز تلخیوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

یوں دونوں لشکر کے ٹکرانے سے سابرمتی کے میدانوں میں بے مرہم زخموں کی کہانیاں چبھن کے افسانے' کانٹوں کی داستانیں' عداوتوں کی کڑواہٹیں خون کی تمازت کے قصے' مستی کے لمحوں کی رودادیں رقص کرنے لگی تھیں' دونوں لشکر ایک دوسرے پر لا زوال قوتوں' حوادث کے شعلوں' سنگ وخشت کے طوفانوں اور ریگ آلود ہواؤں کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے ضربیں لگانے لگے تھے۔

عین الملک اور عبدالملک دونوں نے اپنی طرف سے وری کوشش کی کہ ایدر کے راجہ رائے بھیم کو شکست سے دوچار کرکے مار بھگانے میں کامیاب ہوجائیں لیکن وہ ایسا نہ کرپائے بلکہ الٹا ایدر کے راجہ رائے بھیم نے عین الملک اور عبدالملک دونوں کو بدترین شکست دی اور اس جنگ کے دوران سلطان مظفر کا سالار عبدالملک اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

اس واقعہ کے متعلق مورخین لکھتے ہیں کہ سلطان مظفر کو جب ایدر کے راجہ کی سابرمتی پر حملہ آور ہوکر قبضہ کرنے کی خبر ملی تو یہ خبر سن کر عین الملک لشکر کے ساتھ اس کی حدود کی طرف بڑھا تاکہ راجہ کے فتنہ کو فروع کرے راجہ اپنے لشکر کے ساتھ عین الملک کے مقابلے پر آیا۔ دونوں میں زبردست معرکہ آرائی ہوئی بقول مورخین عبدالملک معہ اپنے دوستوں اور لشکریوں کے مارا گیا جب کہ لشکر کا سالار عین الملک کا ہاتھی جو اس کے ساتھ تھا لڑائی میں وہ بھی مارا گیا یہ صورت حال دیکھ کر عین الملک نے شکست قبول کی اور راہ فرار اختیار کرکے سلطان مظفر کی طرف بھاگ گیا۔

عین الملک شکست کھا کر سلطان مظفر کے پاس پہنچا تو اس شکست کا سن کر سلطان کو بڑا دکھ ہوا' اس موقعہ پر سلطان نے محافظ دستوں کے سالار عماد الملک خداوند خاں دونوں سلطان کے ساتھ تھے' شکست کا سن کر سلطان مظفر کو دیر تک گہرا سوچوں میں ڈوبا رہا سوچتا رہا پھر خداوند خاں کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

''خداوند خاں تیز رفتار قاصد اپنی سرحدوں کی طرف روانہ کرو اور حکم جاری کرو کہ صفدر خاں اور نصرت خان دونوں اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ جس طرح سرحدوں پر قیام کیے ہوئے ہیں اپنا قیام وہیں رکھیں جب کہ قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں اپنے حصے کے لشکر کو لے کر فی الفور میرے پاس پہنچ جائیں۔''

سلطان مظفر کا یہ حکم سن کر خداوند خان فوراً حرکت میں آیا اور تیز رفتار قاصد اس نے قیصر خاں کی طرف روانہ کردیے تھے۔

چند دن بعد قیصر خاں اور اعتماد خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور ایدر کے راجہ رائے بھیم نے سابرمتی کے علاقوں میں جو پیش قدمی کی تھی اور اس پیش قدمی کے جواب میں جو عبدالملک میدان جنگ میں مارا گیا اور عین الملک شکست اٹھا کر بھاگا اس کی پوری تفصیل سلطان نے قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں سے کہہ دی تھی۔

پھر قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے سلطان کہنے لگا۔

''بیٹے یہ مہم میں تیرے سپرد کرنے لگا ہوں اور مجھے امید ہے تم اسے کامیابی سے سر کرو گے۔''

قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں اس کے لیے تیار ہوگئے چنانچہ ان دونوں کی رضامندی جان کر سلطان نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا اور سابرمتی سے چند میل دور اس نے پڑاؤ کرلیا اور اپنے لشکر کا ایک حصہ اس نے قیصر خاں اور اعتماد خاں کو دے کر ایدر کے راجہ رائے بھیم سے نمٹنے کے لیے روانہ کیا تھا۔

رائے بھیم کو بھی خبر ہوگئی تھی کہ سلطان مظفر نے ایک اور لشکر اس کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا ہے چنانچہ رائے بھیم نے اسی میدان میں قیام کیے رکھا۔ جس میدان میں اس سے پہلے وہ عین الملک اور عبدالملک سے ٹکرایا تھا رائے بھیم یہ سمجھتا تھا وہ میدان اس کے لیے بڑا بابرکت اور سودمند ثابت ہوا ہے اس میدان میں اس نے سلطان مظفر کے لشکر کو شکست دی ہے اس کا خیال تھا کہ اسی میدان میں وہ دوسرے لشکر سے ٹکرایا تو سلطان مظفر کے دوسرے لشکر کو بھی وہ ان میدانوں میں شکست دینے میں کامیاب ہوجائے گا۔

چنانچہ دوسری طرف قیصر خاں اور اعتماد خاں بھی آندھی اور طوفان کی طرح اس سمت بڑھے اور میدان جنگ میں انہوں نے رائے بھیم کے سامنے اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا تھا۔

اس بار بھی حملہ آور ہونے کی ابتدا' رائے بھیم ہی نے کی' وہ خیال کرتا تھا جس طرح پہلے اس نے حملہ آور ہونے میں پہل کرتے ہوئے سلطان مظفر کے لشکر کو شکست دی تھی اس بار بھی وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہوجائے گا چنانچہ اس نے اپنے لشکر کو آگے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

بڑھاپا پھر وہ عمروں کی کڑی دھوپ میں آفتوں کے پتھر برساتی وحشتوں' تن و جان میں کہرام برپا کرتی ہوس پرستی کی آتش' عداوتوں کے شہر آباد کرتے حرص ہوس کی منڈی کے سوداگروں اور دن رات کی بھٹی میں حوادث کے دہکتے شعلوں کی طرح قیصر خاں اور اعتماد خان کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔

قیصر خاں اور اعتماد خاں بھی بڑے مستعد اور تیار تھے لشکر انہوں نے پہلے ہی دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا چنانچہ دونوں طرف سے وہ بھی رائے بھیم کے لشکر پر زندگی کے صحرا میں دکھ کے نگر آباد کرتی موت کی اندھی چاپ آنکھوں کے منجدھار میں جبر کی دھول اڑا دینے والے خوف کے جلتے دشت اور زیست کی بے ثباتی کے قصے کھڑی کرتی نفرتوں کی آگ کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

اس طرح میدان جنگ میں ایک بار پھر روایات کی دہلیز پر جوش زن موت کے مناظر لمحوں کو جہنم بناتے صدیوں کے پرہول عذاب اور زیست کا عنوان بدلتی بدنیتی کی بارش رقص کرنے لگی تھی۔

رائے بھیم نے بڑھ چڑھ کر حملے شروع کیے لیکن اس نے دیکھا اس بار معاملہ کچھ الٹ تھا' رائے بھیم جو اپنے لشکر کے وسط میں تھا وہ دیکھ رہا تھا کہ مسلمانوں کا سالار جس سمت بھی وقت کی دہلیز پر خوابوں کے زنداں کھڑے کرتے گرجتے بادلوں کے حشر کی طرح حملہ آور ہو رہا تھا' اپنے پیچھے وہ رائے بھیم کے لشکریوں کی لاشوں کے انبار چھوڑ کر چلا جاتا تھا' آشوب محشر اور المیوں کے خوفناک مناظر کی طرح وہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ رائے بھیم کے لشکر کی صفوں کی صفیں الٹنے لگا تھا۔

رائے بھیم جس کے حوصلے بڑے بلند تھے جس کے لشکریوں کے جذبے جوان تھے اس لیے کہ وہ اس سے پہلے سلطان مظفر کے ایک لشکر کو شکست دے چکے تھے لہٰذا اس بار بھی وہ امید رکھتے تھے کہ کامیاب وہی رہیں گے لیکن تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد ایدر کے راجہ رائے بھیم نے دیکھا کہ قیصر خاں اور اعتماد خاں کے سامنے اب اس کے لشکر کی حالت بے ربط بھاگتے لمحوں اجڑی ویران راہوں' بے چیرگی کے زخموں پرانی دھلتی چوٹوں' وسوسوں کے اندیشوں' خطرات کے وہموں سے بھی زیادہ المناک ہونا شروع ہوگئی تھی۔

یہاں تک کہ رائے بھیم نے یہ بھی دیکھا اس کے لشکر کی اکثریت کو قیصر خان اور اعتماد خاں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور اس کے لشکری اب قیصر خان کا سامنا کرتے ہوئے خوف زدہ ہو رہے تھے اور پیچھے ہٹ رہے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رائے بھیم نے فوراً شکست قبول کی اور بھاگ کھڑا ہوا لیکن اس طرح بھاگنا بھی آسان نہیں تھا' قیصر خاں اور اعتماد خان نے پرشور عذابوں' فراق رتوں کے المیوں اور بپھرے کالے طوفانوں کی طرح رائے بھیم کا تعاقب شروع کر دیا تھا اور اس کے لشکر پر حملہ آور ہوتے ہوئے اس کی تعداد کو مزید کم کرنے لگ گئے تھے۔

آخر تعاقب ترک کر کے قیصر خان پلٹا رائے بھیم کے پڑاؤ سے جو کچھ حاصل ہوا اسے چند دستوں کی نگرانی میں دے کر اس نے سلطان مظفر کی طرف روانہ کر دیا تھا اپنا پڑاؤ اس نے اٹھایا اور ایک بار پھر ادھر روانہ ہوا جدھر ایدر کا راجہ رائے بھیم بھاگا تھا۔

اس جنگ کے متعلق مورخین رائے بھیم کی شکست کے متعلق لکھتے ہیں کہ شکست اٹھا کر رائے بھیم ہیجانگر کے کوہستانی سلسلوں میں چھپ گیا تھا۔

☆☆

دوسری طرف سلطان مظفر کو جب قیصر خاں اور اعتماد خاں کی شاندار فتح کا علم ہوا تو اس نے بھی راجہ ایدر کے علاقوں کا رخ کیا چنانچہ مورخین مزید لکھتے ہیں کہ سلطان مظفر نے ایدر کے علاقے میں پہنچ کر جو راجپوت راستے میں ملے انہیں بڑی ذلت اور خواری کے ساتھ تلوار کے گھاٹ اتارا' اس کے ساتھ ہی مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ ایدر کے راجہ رائے بھیم کے علاقے میں سلطان مظفر کے لشکر یکجا ہو گئے اور تباہی

اور بربادی کا ایسا بازار گرم کیا کہ ایدر کی کوئی عمارت باغ مندر باقی نہ رہا رائے بھیم نے پریشان ہو کر جب دیکھا کہ اب اس کی خیریت نہیں اور اس کے علاقوں کو پامال کرنے کے بعد سلطان اسے حاصل کیے بغیر واپس نہیں جائے گا۔

تب وہ ہیجانگر کے کوہستانی سلسلوں سے نکلا اور اپنے ایک مشیر گوپال کو سلطان مظفر کی خدمت میں روانہ کیا تاکہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی غلطی اور قصور کی معافی مانگے۔

چنانچہ جس وقت سلطان مظفر اور قیصر خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ ایدر کے راجہ رائے بھیم کے علاقوں میں پڑاؤ کیا ہوا تھا رائے بھیم کا آدمی گوپال سلطان کے لشکر میں داخل ہوا اس موقعہ پر سلطان کے محافظ دستوں کا سالار خداوند خاں سلطان کے سامنے آیا اور سلطان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سلطان محترم ایدر کے راجہ رائے بھیم کا ایک نمائندہ نام جس کا گوپال ہے وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔''

چنانچہ سلطان مظفر نے ایدر کے راجہ رائے بھیم کے گوپال کو جب حاضر کرنے کا حکم دیا تب گوپال کو سلطان کے سامنے پیش کیا گیا سلطان تھوڑی دیر تک بڑے غور سے گوپال کا جائزہ لیتا رہا پھر اس کی نگاہیں اس کے چہرے پر جم گئیں اور کہنے لگا۔

''کیا تم بتا سکتے ہو تمہارے راجہ رائے بھیم نے کیا سمجھ کر اور کیا جان کر ہمارے علاقے سامبر متی پر حملہ کیا اور اسے اپنی حدود میں شامل کرنے کی کوشش کی۔'' سلطان مظفر کے اس سوال پر گوپال چند لمحوں تک گھبرا سا گیا تھا پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور سلطان مظفر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سلطان محترم اس کے پیچھے ایک بہت بڑی اور گہری سازش ہے اور یہ سازش کرنے والے آپ اور ہمارے راجہ رائے بھیم کے تعلقات کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پہلے ہمیں اس سازش کا علم نہیں تھا لیکن بعد میں ہمارے مخبروں نے ہمارے راجہ رائے بھیم کو اطلاع دی کہ اس کے پیچھے ہمارے دشمنوں کے کیا عزائم اور ان کے کیا ارادے اور خواہشیں تھیں۔''

گوپال کے یہ الفاظ سن کر سلطان کے چہرے پر خفگی اور پریشانی پر ہل سے پڑ گئے تھے ایک بار پھر گوپال کی طرف اس نے دیکھا اور اسے مخاطب کیا۔

''تم کس سازش کی بات کر رہے ہو۔'' گوپال نے اپنے ہونٹوں پر زباں پھیری پھر کہنے لگا۔

''سلطان محترم چند ہفتے پہلے رانا سانگا کا ایک نمائندہ ہمارے راجہ رائے بھیم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور اسے اس بات کی انگیخت کی تھی کہ ماضی میں سامبر متی کا علاقہ ایدر کی حدود میں ہوا کرتا تھا لہٰذا رائے بھیم اپنے لشکر کو حرکت میں لائے اور سامبر متی پر قبضہ کرے' اس لیے کہ سامبر متی پر قبضہ کرنے کا یہ بہترین موقعہ ہے کیونکہ گجرات کے سلطان مظفر ان دنوں مالوہ کی طرف کوچ کر رہے ہیں اور ان کی غیر موجودگی میں سامبر متی پر قبضہ کرنا آسان اور سہل ہے ایک بار قبضہ ہو گیا تو پھر اس کی واپسی بڑی مشکل ہو جائے گی۔ رائے بھیم کو یہ بھی یقین دلانے کی کوشش کی گئی تھی اس سلسلے میں اگر اسے رانا سانگا کی مدد کی ضرورت ہوئی تو اس کی مدد بھی کی جائے گی یہ ساری باتیں سارا معاملہ میری موجودگی میں ہوا تھا۔ رائے بھیم پہلے تو اس کے لیے تیار ہی نہیں تھا جب رانا سانگا کے نمائندے نے زور دیا بڑے بڑے الفاظ میں انگیخت کی تب رائے بھیم حامی بھر گیا اور اس نے یہ غلطی کر لی اب یہ غلطی کر بیٹھنے کے بعد وہ پچھتا رہا ہے اور آپ سے معافی کا طلب گار ہے۔ سلطان محترم رانا سانگا ہمارے اور آپ کے تعلقات کو خراب کرنا چاہتا ہے اور خراب تعلقات سے وہ اپنے لیے فوائد حاصل کرنا چاہتا ہے۔

دراصل رانا سانگا چاہتا ہے کہ وہ ہندوستان کی سب سے مضبوط حکومت کا حکمران بن کر سامنے آئے اور ہندوستان کا ایسا راجہ بنے جس کے سامنے ہندوستان کی سب چھوٹی بڑی طاقتیں اور حکومتیں سر

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

جھکانے پر مجبور ہو جائیں۔ سلطان محترم میں پھر آپ سے گزارش کرتا ہوں رائے بھیم کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے آپ جانتے ہیں کہ ماضی میں اس کے تعلق رانا سانگا کے نسبت آپ سے زیادہ اچھے اور بہتر تھے اور میرے خیال میں ان کے اچھے تعلقات کی وجہ سے رانا سانگا نے یہ سازش تا کہ آپ کے تعلقات رائے بھیم سے کشیدہ ہو جائیں جس سے صرف رانا سانگا ہی کو فائدہ ہو سکتا ہے لہٰذا رائے بھیم نے مجھے ایلچی بنا کر آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تا کہ میں رائے بھیم کے رویے کی معافی مانگوں اور آئندہ رائے بھیم آپ سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ آپ کا مطیع اور فرماں بردار بن کر رہے گا اور ہر طرح سے آپ کا حلیف اور حامی ہوگا۔"

مورخین اس معاملے کو کچھ اس طرح لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رائے بھیم نے پریشان ہو کر اپنے مشیر گوپال کو سلطان مظفر کی خدمت میں روانہ کیا اور گزارش کی کہ اس نے پریشانی اور الجھن کے عالم میں ایسی حرکت کی اور میں آپ کے قہر و غضب کا شکار ہوا لہٰذا میں حضور کی خدمت میں 20 لاکھ تنکے جو دو ہزار تومان کے برابر ہوتے تھے اور ایک سو گھوڑے پیش کرتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرا قصور معاف کیا جائے حضور کی رحم دلی اور بندہ نوازی سے مجھے پوری پوری امید ہے کہ آپ میری اس معذرت کو قبول فرمائیں گے اور میری پریشان حالی کی لاج رکھ لیں گے۔ یہ الفاظ مورخین کے ہیں جو گوپال کے ذریعے سلطان مظفر تک پہنچائے گئے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ سلطان مظفر نے ایدر کے راجہ رائے بھیم کی اس معذرت کو قبول کر لیا اسے معاف کر دیا اور جو علاقے پہلے سے اس کے تحت تھے ان پر اس کے راج کو بحال کر دیا تھا رانا سانگا جو گجرات کے سلطان کے خلاف کرنا چاہتا تھا اس میں اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔

☆☆

رانا سانگا کی بیوی لکھاروتی دونوں بیٹے جے مل رام داس اور راج کماری کوشلیا اپنے راج محل کے ایک کمرے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ رانا سانگا جو اپنے لشکر کی تربیت گاہ کی طرف گیا ہوا تھا مسکراتا ہوا اور بڑی خوشی کا اظہار کرتا ہوا وہ اسی کمرے میں داخل ہوا جس میں اس کی بیوی دونوں بیٹے اور راج کماری کوشلیا بیٹھے ہوئے تھے۔ جب رانا سانگا مسکراتا ہوا اس کے بیچ میں آن بیٹھا تب کوشلیا کچھ دیر تک خوش کن انداز میں اپنے باپ کی طرف دیکھتی رہی پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"پتا جی آج ضرور آپ کو کوئی اچھی خبر ملی ہے جو اس طرح آپ تیز تیز چلتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے اس کمرے میں داخل ہوئے ہیں اور ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے ہیں۔"

اس موقعہ پر گہری مسکراہٹ رانا سانگا کے چہرے پر نمودار ہوئی پھر کہنے لگا۔

"بیٹی میرا کہنا درست ہے آج مجھے بہت اچھی خبر ملی ہے اور میں نے جو منصوبہ بندی کی تھی میں سمجھتا ہوں وہ اب اپنے انجام کو پہنچ گئی ہے۔" رانا سانگا کے ان الفاظ پر جے مل رام داس اور لکھاروتی خوشی کا اظہار کر رہے تھے یہاں تک کہ جستجو بھرے انداز میں راج کماری کوشلیا نے پوچھ لیا۔

"پتا جی آپ کون سی منصوبہ بندی کا ذکر کر رہے ہیں۔" اس پر رانا سانگا مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"ہمارے کہنے کے مطابق ایدر کے راجہ رائے بھیم نے ایک خاصا بڑا لشکر تیار کیا اور گجرات کے سلطان مظفر کے علاقے سامبر متی پر حملہ آور ہوا اور اس پر اس نے قبضہ کر لیا یہ قبضہ چھڑانے کے لیے گجرات کے سلطان مظفر نے اپنے دو سالاروں عین الملک اور عبدالملک کو روانہ کیا' ان دونوں کا ٹکراؤ رائے بھیم سے ہوا رائے بھیم ایسے خونخوار انداز سے ان پر حملہ آور ہوا کہ گجرات کے سلطان مظفر کے سالار عبدالملک کو اس نے لڑائی کے دوران موت کے گھاٹ اتار دیا عین الملک اس موقعہ پر اپنے ہاتھی پر سوار تھا اس کا ہاتھی بھی مر گیا اور عین الملک بچے کھچے

لشکر کے ساتھ شکست اٹھا کر بھاگ گیا' اس طرح ہمارے کہنے کے مطابق رائے بھیم نے گجرات کے سلطان مظفر کے علاقے سامبر متی پر قبضہ کر لیا ہے۔"

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب اس کی راج کماری کوشلیا اور دونوں بیٹے بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے یہاں تک کہ اس کا بیٹا جے مل بولا اور اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"پتا جی جس وقت رائے بھیم نے گجرات کے سلطان مظفر کے لشکر کو شکست دی اور اس کے سالار کا خاتمہ کر دیا تو جواب میں گجرات کے سلطان مظفر نے کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔" اس پر رانا سانگا کہنے لگا۔

"میرے خیال میں وہ ردعمل کا اظہار نہیں کرے گا اس لیے کہ جہاں تک مجھے خبریں ملی ہیں ان دنوں وہ مالوہ کے معاملات میں الجھا ہوا ہے۔ مالوہ کے سلطان محمود خلجی کا بھائی صاحب خاں مالوہ سے نکل کر سلطان مظفر کے پاس گیا ہوا ہے اس نے نالش پیش کی ہے کہ اس کے بھائی محمود خلجی کے تعلقات اس سے اچھے نہیں ہیں لہٰذا باپ کی حکومت کے آدھے حصے کی حکومت اسے دلائی جائے۔ یہ بھی خبریں پہنچی ہیں کہ سلطان مظفر اس کے لیے تیار ہو گیا ہے اور اس نے ارادہ کر لیا ہے کہ مالوہ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصے پر محمود خلجی کی حکومت تسلیم کر لی جائے اور دوسرے حصے پر اس کا بھائی صاحب خاں حکومت کرے گا۔"

رانا سانگا جب خاموش ہو تب راج کماری کوشلیا نے پوچھ لیا۔

"پتا جی اگر ایسا ہوتا ہے تو کیا ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔"

"ہمارے حق میں بہت بہتر ہوگا اس طرح مالوہ کی حکومت دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گی محمود خلجی کی طاقت پہلے سے کم ہو جائے گی اور میدنی رائے اور سالباہن کے ذریعے پہلے ہم محمود خلجی سے نمٹیں گے اور اس کے بعد صاحب خاں کو بھی چلتا کر کے مالوہ پر اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔"

رانا سانگا کے ان الفاظ کا جواب کوشلیا دینا ہی چاہتی تھی کہ رانا سانگا کے چوب دار نے رانا کو اطلاع دی ایک مخبر رانا کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ کہنا چاہتا ہے۔

رانا اس وقت بڑی ترنگ میں تھا بڑا خوش تھا کہ اس نے جو منصوبہ بندی کی ہے اس میں وہ کامیاب رہا ہے لہٰذا خوشی سے ہاتھ لہراتے ہوئے کہنے لگا۔

"مخبر کو جلد اندر بھیجو۔" چنانچہ وہ مخبر جب اندر آیا تب رانا نے اسے مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

"تم کس سمت کی خبر لائے ہو۔" اس پر وہ مخبر بولا کہنے لگا۔

"رانا میں سامبر متی اور ایدر کے علاقوں کی طرف سے آیا ہوں۔"

یہ الفاظ سن کر رانا سانگا ہی نہیں چونکا تھا کوشلیا بھی جستجو میں بڑھ گئی تھی یہاں تک کہ وہ مخبر بولا اور کہنے لگا۔

"سلطان مظفر نے ایدر کے راجہ رائے بھیم سے سامبر متی کا علاقہ واپس لے لیا ہے اور رائے بھیم نے سلطان کی خدمت میں بیس لاکھ تنکے اور ایک سو گھوڑے خراج کے طور پر پیش کیے ہیں۔" یہ الفاظ سن کر رانا سانگا ہی نہیں راج کماری کوشلیا بھی چونکی تھی۔ جے مل رام داس اور لکھاروتی افسردہ سے ہو گئے تھے یہاں تک رانا سانگا بولا اور اپنے اس مخبر کو کہنے لگا۔

"ذرا تفصیل کے ساتھ کہو کیا معاملہ ہوا۔"

جواب میں وہ مخبر بولا اور کہنے لگا۔

"رانا! ایدر کا راجہ رائے بھیم سامبر متی پر حملہ آور ہوا اور اس علاقے پر اس نے قبضہ کر لیا جوابی کاروائی کرتے ہوئے گجرات کے سلطان نے اپنے دو سالاروں عین الملک اور عبدالملک کو روانہ کیا لیکن رائے بھیم کے ہاتھوں ان دونوں کو شکست ہوئی بلکہ عبدالملک نام کا سالار جنگ کے دوران مارا بھی گیا۔

چنانچہ اپنے اس لشکر کی شکست کے بعد سلطان مظفر نے اپنے سالار قیصر خاں اور اس کے نائب

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اعتماد خاں کو طلب کرلیا چنانچہ ان دونوں سالاروں کو ایک لشکر دے کر رائے بھیم کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا گیا سامیر متی کے علاقوں میں ایک بار پھر خوفناک ٹکراؤ ہوا اس ٹکراؤ کے دوران گجرات کے سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں نے ایدر کے راجہ رائے بھیم کو بدترین شکست دی اس کے لشکر کی اکثریت کو اس نے کاٹ کر رکھ دیا۔ قیصر خاں کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد رائے بھیم بڑی بے بسی کے عالم میں بیجانگر کے کوہستانی سلسلوں کے اندر جا کے چھپ گیا تھا۔ جب اسے احساس ہوا کہ اس طرح چھپنے سے کام نہیں چلے گا اس لیے کہ گجرات کے سلطان مظفر نے تہ کرلیا تھا کہ رائے بھیم کہیں بھی چھپ جائے اس کا تعاقب کیا جائے گا ان حالات کو دیکھتے ہوئے رائے بھیم نے اپنے مشیر گوپال کو ایک سو گھوڑوں اور رقم کے ساتھ سفیر بنا کر گجرات کے سلطان مظفر کی خدمت میں بھیجا اس نے رائے بھیم کی طرف سے سلطان سے معافی مانگی وعدہ کیا کہ آئندہ وہ سلطان کا مطیع اور فرمانبردار بن کے رہے گا اب صورت حال یہ ہے کہ سلطان مظفر نے رائے بھیم کو معاف کر دیا ہے اور اس کے علاقوں پر اس کے راج کو اس نے بحال کر دیا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا پھر کہنے لگا۔

"رانا میں یہی کچھ کہنے آیا تھا۔"

یہ صورت حال جان کر رانا سانگا اداس ہو گیا تھا۔ کوشلیا کا منہ بھی لٹک گیا تھا' جے مل رام داس اور لکھاروتی بھی افسردہ ہو گئے تھے پھر رانا سانگا کے کہنے پر وہ مخبر وہاں سے نکل گیا تھا تھوڑی دیر تک گہری کاٹ کھانے والی خاموشی راج محل کے اس کمرے میں طاری رہی یہاں تک کہ کوشلیا بولی اور اس سکوت کو توڑتے ہوئے وہ اپنے باپ رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"پتا جی قیصر نام کا سلطان مظفر کا یہ سالار وہی تو نہیں ہے جس کے ہاتھوں ہمیں تین بار شکست کا سامنا کرنا پڑا جس نے جنگ کے دوران رنبیر سنگھ کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔"

اس پر دکھ بھرے انداز میں رانا سانگا نے اثبات میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

"میرا اندازہ ہے قیصر خاں وہی ہے اپنے ایک لشکر کے شکست کھانے کے بعد آخر اس نے اپنے اس نایاب سالار کو طلب کرلیا' اسے رائے بھیم کی طرف بھیجا اور اس نے رائے بھیم کو شکست دے کر گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں مظفر کا یہ سالار نام جس کا قیصر خاں ہے یہ شخص بھی عجیب و غریب ہے کیا اس کی قسمت اس کے مقدر میں کوئی ناکامی اور شکست نہیں لکھی ہوئی۔"

جواب میں بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کوشلیا بولی اور کہنے لگی۔

"پتا جی ناکامی اور شکست تو ایک طرف ہم نے تو اس قیصر خاں کی گردن کاٹنے کا تہیہ کیا ہوا ہے اور یہ کام ہم ہر صورت میں کر کے رہیں گے۔" یہاں تک کہنے کے بعد کوشلیا رکی پھر اپنے باپ رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"پتا جی ایک کام کرتے ہیں آپ نے جن دو بہترین تیغ زنوں کو انتخاب کیا ہے جنہیں ہم آنے والے دور میں قیصر خان کے خلاف انفرادی مقابلے کے لیے تیار کریں گے وہ واقعی بڑے لاجواب تیغ زن ہیں اور اس بات پر بھی خوش ہیں کہ ان میں سے جو بھی مسلمانوں کے سالار قیصر خاں کے خلاف کامیابی حاصل کرے گا' اس کی شادی مجھ سے ہو جائے گی اور اسے وہ اپنے لیے بہت بڑا اعزاز خیال کر رہے ہیں پتا جی کیا ایسا ممکن نہیں کہ ان دو میں سے ایک کو ہم پہلے استعمال کرلیں سرحدوں پر ہمارے اور سلطان مظفر کے لشکریوں کے درمیان ٹکراؤ تو اب آئے دن کی بات ہوگی ہے ہمیں تین بار شکست اٹھانا پڑی ہے اور یہ بڑا بدترین داغ ہے' میں چاہتی ہوں ایک لشکر تیار کیا جائے جو دو تیغ زن میں ابھر کر سامنے آئے ہیں ان میں سے ایک کو اس لشکر کا کمان دار مقرر کیا جائے' میں خود بھی لشکر میں رہ کر اس پر نگاہ رکھوں گی اور مجھے امید ہے کہ وہ چونکہ اچھا تیغ زن ہے لہٰذا مسلمانوں کے سالار قیصر خاں کے خلاف اپنی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرے گا اگر تو اس ٹکراؤ کے دوران ہی اس نے قیصر خاں کو کاٹ کر رکھ دیا پتا جی وعدہ کے مطابق میں اس سے شادی کر لوں گی اور اگر وہ ایسا نہ ہو سکا' قیصر خاں نے اس کی گردن کاٹ دی تو پھر آنے والے دور میں ہمارا ٹکراؤ سلطان مظفر کے لشکر کے ساتھ ہوگا اس میں دوسرے تیغ زن کو استعمال کریں گے پھر دیکھیں گے کہ کیا صورت حال سامنے آتی ہے جو لشکر یہاں سے جائے گا وہ پہلے سلطان مظفر کے علاقوں پر جا کر پڑاؤ کرے گا ظاہر ہے مسلمانوں کا لشکر بھی آس پاس ہی ہوگا اس لیے کہ جو خبریں مجھے ملی ہیں ان کے مطابق مسلمانوں کا ایک لشکر مستقل طور پر سرحد پر رہنے لگا ہے چنانچہ اس لشکر کے ساتھ ٹکراؤ ہوگا ٹکراؤ سے پہلے ہمارے لشکر کا جو کمان دار ہوگا' وہ میدان میں نکلے گا اور قیصر خان کو انفرادی مقابلے کی دعوت دے گا اس مقابلے کے دوران اگر قیصر خاں کام آ گیا تو ہمارا کام بن جائے گا اور اگر وہ کامیاب رہا تو پھر اس کی گردن کاٹنے کے لیے اگلے موقعہ پر اپنے دوسرے سالار کو اتاریں گے۔" اپنی راج کماری کوشلیا کی اس منصوبہ بندی کو رانا سانگا نے پسند کیا تھا لہٰذا بولا اور کہنے لگا۔

"بیٹی جن دو عمدہ سالاروں کا انتخاب کیا گیا ہے ان میں سے ایک کا نام سانول داس اور دوسرے کا نام سورج مل ہے میرے خیال میں پہلے سانول داس کو آزماتے ہیں کہ وہ کیا کرتا ہے بیٹی اگر تو اس لشکر میں شامل ہونا چاہتی ہے تو پھر میں تم لوگوں کو ایک ہفتہ دیتا ہوں۔ سانول داس کے ساتھ مل کر اپنی تیاری کو آخری شکل دو اس کے بعد سلطان مظفر کے علاقوں کی طرف کوچ ہوگا۔" رانا سانگا کے اس فیصلہ کو کوشلیا نے پسند کیا تھا لہٰذا اسی روز اس نے سانول داس سے مل کر لشکر کے اس حصے کو خاص تربیت دینا شروع کی تھی جس نے ایک ہفتہ بعد سلطان مظفر کے علاقوں کی طرف کوچ کرنا تھا۔

☆☆

سانول داس اور راج کماری کوشلیا ایک بہت بڑا لشکر لے کر سلطان مظفر کے علاقوں کی طرف روانہ ہوئے تھے دوسری طرف قیصر خاں اور اعتماد خاں بھی ایدر کے راجہ رائے بھیم کی مہم سے فارغ ہونے کے بعد سلطان سے علیحدہ ہو کر اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ سرحدوں کی طرف آ گئے تھے جب کہ صفدر خاں اور نصرت خاں پہلے سے وہاں موجود تھے۔

ایک مناسب جگہ آ کر سانول داس اور راج کماری کوشلیا نے پڑاؤ کرلیا تھا' دوسری طرف قیصر خاں اعتماد خاں صفدر خاں اور نصرت خاں چاروں کو ان کی آمد کی اطلاع ہو چکی تھی لہٰذا پہلے مخبروں کے ذریعے ان کے لشکر کا جائزہ لیا گیا پھر چاروں ایک جگہ جمع ہوئے اور قیصر خاں نے اپنے تینوں ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"میرے عزیز ساتھیوں جو تفصیل ہمارے مخبروں نے رانا سانگا کے آنے والے لشکر کے متعلق بتائی ہے' اس کے مطابق اس لشکر کا کمان دار اس دفعہ ایک سورما سانول داس ہے جو جنگ شروع سے پہلے انفرادی مقابلے کے لیے للکارے گا اور رانا سانگا کی راج کماری کوشلیا بھی اس لشکر میں شامل ہے جو نہ صرف جنگ میں حصہ لے گی بلکہ اپنے لشکریوں کا حوصلہ بھی بڑھائے گی۔

میں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ یہ کہ صفدر خاں اور نصرت خاں دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ یہی رہیں سانول داس اور کوشلیا نے یہاں سے نزدیک ہی آ کے پڑاؤ کیا ہے پہلے میں اور اعتماد خاں ان کا مقابلہ کریں گے' اگر ہم انہیں پسپا اور شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تو یہ بہترین معرکہ ہوگا اور اگر ان کا پلہ ہم پر بھاری ہونا شروع ہوا تو پھر صفدر خاں اور نصرت خاں تم بھی ہمارے ساتھ ان کے خلاف حرکت میں آ جانا۔"

قیصر خاں کی اس منصوبہ بندی سے اس کے تینوں بڑے سالاروں نے اتفاق کیا تھا چنانچہ یہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

فیصلہ ہونے کے بعد قیصر خاں اور اعتماد خاں نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ رانا سانگا کے لشکر کا رخ کیا تھا اور اس کے سامنے پڑاؤ کر لیا تھا۔

اس کے بعد دونوں لشکریوں نے اپنی صفیں درست کرنا شروع کیں' جب صفیں درست ہو گئیں تب سانول داس اپنے سرکش گھوڑے کو ایڑ پر ایڑ لگاتا ہوا دونوں لشکریوں کے بیچ میں آیا درمیان میں آ کے رکا چند نعرے اپنی زبان میں وحشی انداز میں اس نے لگائے اس کے بعد اس نے قیصر خاں کا نام لے کر انفرادی مقابلے کے لیے للکارا تھا' اس موقعہ پر راج کماری کوشلیا اپنے لشکر کے سامنے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی اس کے دائیں بائیں دوسرے سالار اپنے لشکر کی کمان داری کے لیے بالکل تیار اور مستعد ہو چکے تھے۔

قیصر خاں پہلے ہی اس کی امید رکھتا تھا جوں ہی سانول داس نے انفرادی مقابلے کے لیے للکارا' اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی آگے بڑھا اور سانول داس کے سامنے جا کے اپنے گھوڑے کو روکا سانول داس نے بھرپور سی نگاہ اس پر ڈالی پھر کھانے والے انداز میں گفتگو کا آغاز کیا اور کہنے لگا۔

''کیا تمہارا ہی نام قیصر خاں ہے۔'' قیصر خاں مسکرایا اور کہنے لگا

''جب تم نے قیصر خاں کو انفرادی مقابلے کے لیے للکارا ہے تو وہی تجھ سے مقابلہ کرنے کے لیے نکلے گا کوئی اور تو نہیں آئے گا۔''

اس پر کچھ دیر تک بڑے غور و انہماک سے سانول داس اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''گزشتہ چند کامیابیوں نے میں نے سنا ہے تیرا دماغ خراب کر دیا ہے اور تو اونچی ہواؤں میں اڑنے لگا ہے دیکھ آج اس میدان میں جب لوہے سے لوہا بجے گا تب تجھے اپنی اوقات کا احساس ہوگا' اس میدان میں تیری آتما کو آہن تیرا دل پتھر کر کے چھوڑوں گا' اس لیے کہ رانا سانگا کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے ترے پاپ کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے نر بھا گی جب تیرا میرا مقابلہ شروع ہوگا تو تو زیادہ دیر تک میرے سامنے ٹھہر نہیں سکے گا اور جلد ہی تو آگ کی چمک پانی کی نمی ہوا کے لمس کے احساس تک کو فراموش کر بیٹھے گا۔ گناہوں کے اندھیروں میں چند اندھی کہانیاں اپنی جرات مندی اور کامیابی کی لے کر تو سمجھتا ہے کہ تو بڑا بلوان اور بلوئت ہو گیا ہے جب تیرا مرا ٹکراؤ ہوگا یاد رکھنا میں تیری تخلیق کو خاموش تیرے گمان کو اندھا کر کے رکھوں گا۔

یوں سمجھنا کہ اب اس میدان میں تیری حالت چھاؤں سے محروم تناور پیڑ کی ہے اس لیے کہ تیرے جسم کا گاڑھا لہولاوے کی طرح یہاں ابلے گا تیری ذات کے گارے سے خیالوں کی ساری تر و تازگی نکال کے رکھوں گا۔

میرے سامنے ایک مقصد اور آدرش ہے جب کہ تیرے سامنے کچھ بھی نہیں ہے' سن سور اور نر دھن میرے سامنے راج کماری کوشلیا کا حصول ہے' وہ رنگ و نگہت کی صبح ہے' اس کی مسکراتی بلوزین آنکھیں سحر کے نور کا ہالہ ہیں' اس کے دھنک رنگ بازو جگمگاتے ریشمی رخسار گلابوں کے درمیاں رکھے موتی ہیں' اس کی زلف زرتار اس کی آواز کہکشاں کی پھوار ہے' وہ پری جمال پیکر بے مثال ہے اب وہ راج کنیا میری روح کی راگنی بن چکی ہے تو پورب پچھم اتر دکن کہیں بھی جائے راج کماری کوشلیا کی سی پورن ماشی جیسی حسین لڑکی تجھے کہیں نہیں ملے گی اس لیے کہ وہ اندر کی اپسرا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سانول داس جب خاموش ہوا تب اس کی طرف قہر بھرے انداز میں دیکھتے ہوئے قیصر خاں بول اٹھا۔

''سن سانول داس اب تک تو اس طرح گفتگو کرتا رہا ہے جیسے برکھارت میں ندی امڈتی ہے لیکن جب میری تلوار تجھ پر برسے گی تو یاد رکھنا تجھے ہر طرف چار کھونٹ اس کی چمک کا اجالا دکھائی دے گا تو ہر اپسرا اور راج کنیا کی گفتگو کو بھول جائے گا میری تلوار جب بلند ہوگی تو یاد رکھنا تجھ پر نفرت برسانے

لگے گی اور راج کماری کوشلیا کی وہ آواز جواب تک تیرے کانوں میں امرت گھولتی ہے' وہی آواز تیرے لیے ساعت کی خراش بن جائے گی تو نے راج کماری کوشلیا کی ذات کو اپنے دل کے سنگاسن میں پریم کا مندر بنا کر جو سجا رکھا ہے یاد رکھنا اسے میں ویراں شب کے دورش لمحوں میں تبدیل کر کے رکھ دوں گا' سن مور کھ میری تلوار فضا میں بلند ہو کر جب تجھے خونی عکس دکھائے گی تو تو ہر جبر اور جتن کو بھول جائے گا۔

سن سانول داس ان کوہستانوں کے دامنوں میں میں تجھے میں کالی رتوں کا وہ مسافر بنا کر رکھوں گا جس کے سامنے منزلوں کو کوئی بھولا بسرا راستہ تک نہ رہ گیا ہو سانول داس دیکھ یہ میدان جنگ اور رزم گاہ ہے۔ کیا زندگی کے حادثوں کی حکمرانی بھی ہوتی ہے تخریب اور قطع و برید یہاں رقص کرتی ہیں فتنہ گری شعلے لہراتی ہے شرر برساتی ہے تو اپنے دست شجاعت کو تانا دراز کر کے پیش نہ کر کہ موروثی تمدن سے محرومی کی طرف اسے میں کاٹ کے رکھ دوں تیرا ابھی کسی تیغ زن سے پالا نہیں پڑا بالا پڑھا ہوتا تو ابھی تک وہ تیری آتش نما' تیری رویت و سماعت تیرے تخاطب و کلام تیرے فہم و دانش کو منجمد کر چکا ہوتا۔

سن سانول داس مزید گفتگو نہیں ہوگی آ مجھ سے ٹکرا پھر دیکھ تیرے مقدر میں کیا لکھا ہے۔''

قیصر خاں کے ان الفاظ کے جواب میں سانول داس بپھرے کالے سمندر' گردش ایام میں سلگتی پیاس کی طرح قیصر خان پر حملہ آور ہوا تھا' جواب میں قیصر خاں بھی اپنی کاروائی کرتے ہوئے بگولوں سے بے کل سرابوں حصار لا الا کے تپو پانون خیالات کو شکن شکن کرتی خوفناک کالی رتوں کی طرح سانول داس پر ٹوٹ پڑا تھا۔

دونوں آپس میں ٹکراتے رہے یہاں تک قیصر خاں نے آندھیوں کے دوش پر رقص کرتے شرر پتھروں کے سناٹوں میں جذبوں کی وحشی آوازوں کی طرح اپنے رب کے نام کی تکبیریں کئی بار بلند کیں' اس کے بعد اس نے اپنے جملوں میں انتہائی قسم کی تیزی اور خوفناکی پیدا کر لی تھی وہ فطرت کی بدترین قہرمانیت اور آفاق پر سنسناتی آندھیوں کی طرح سانول داس پر ضربیں لگانے لگا تھا۔

سانول داس گھبرا گیا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کس سمت سے حملے روکے' اس لیے کہ بڑی تیزی سے حرکت کرتی قیصر خاں کی برچھا نما تلوار نے اس کے سامنے ایک سفید سی دھند برپا کر کے رکھ دی تھی' وہ بڑی مشکل سے اپنی ڈھال پر حملوں کو رکا رہا تھا دفاع تک محدود تھا' جارحیت اختیار نہیں کر رہا تھا۔

ایسے میں قیصر خاں عجیب سے انداز میں حرکت میں آیا جب دونوں کی تلواریں ایک دوسرے سے ٹکرائیں تب ایک زوردار جھٹکا قیصر خاں نے سانول داس کو دیا' سانول داس توازن کھو بیٹھا اپنے گھوڑے سے نیچے گر گیا اس کے ہاتھ سے اس کی تلوار اور ڈھال بھی چھوٹ گئی تھی اسی لمحہ قیصر خاں بھی اپنے گھوڑے سے کود گیا تھا' سانول داس بوکھلا سا گیا تھا اس لیے کہ اپنے گھوڑے سے کود کر قیصر خاں اس کے اور اس کی تلوار ڈھال کے درمیان کھڑا ہو گیا تھا' سانول داس مین پر پڑا لرز اور کانپ رہا تھا کچھ دیر تک طنزیہ سے انداز میں قیصر خاں اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا

''یہ ہے تمہاری جرات مندی اور حرب ضرب میں مہارت جس پر تم مجھ سے اندھے طوفانوں کی سی گفتگو کرتے تھے یہ ہے تمہاری اوقات اور اسی اوقات کو لے کر تم مجھ سے انفرادی مقابلہ کرنے کے لیے آئے تھے۔''

اس کے ساتھ ہی قیصر خاں پیچھے ہٹ گیا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اٹھ اپنی تلوار اور ڈھال ایک بار پھر سنبھال اور میرا مقابلہ کر و پھر دیکھ میں کس قہرمانیت کے ساتھ تیرے سر کو تیرے تن سے جدا کرتا ہوں۔''

سانول داس آہستہ آہستہ اٹھا اپنی تلوار اور ڈھال اس سے سنبھالی پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور باگیں سنبھالیں قیصر خاں بھی اپنے گھوڑے پر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

سوار ہو کر بالکل مستعد ہو گیا تھا گھوڑے پر سوار ہونے کے بعد سانول داس نے اپنے گھوڑے کو ایک سخت ایڑ لگائی' اس کی باگیں ہلائیں اور پھر قیصر خاں کے سامنے آ کر مقابلہ کرنے کے بجائے وہ اپنی جان بچا کر میدان سے بھاگ نکلا تھا۔

قیصر خاں مسکرایا سرخ رنگ کی اپنی چمڑے کی پیٹی سے بھاری پھل کا ایک خنجر نکالا تاک کر مارا' خنجر سانول داس کی پیٹھ سے ہوتا ہوا دوسری طرف نکل گیا تھا' سانول داس نے ایک ہولناک چیخ بلند کی اور اپنے گھوڑے سے گر گیا تھا۔

قیصر خاں اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا اس کے قریب آیا اور طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا۔

"ظالم کے بچے اگر اس طرح میدان جنگ سے فرار ہی ہونا تھا تو پھر انفرادی مقابلے کے لیے اترنے کی کیا ضرورت تھی۔" اس کے ساتھ وہ گھوڑے سے کودا' سانول داس کی گردن کاٹ دی پھر اس کے گھوڑے کی باگ پکڑے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہ اپنے لشکر میں چلا گیا تھا اس موقعہ پر رانا سانگا کے لشکر کے آگے راج کماری کوشلیا کے دائیں بائیں جو سالار کھڑے تھے ان میں سے ایک راج کماری کوشلیا کے پاس آیا بڑی زار داری میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"راج کماری لگتا ہے حالات آج بھی ہمارے حق میں نہیں ہیں مسلمانوں کے سالار نے جو اپنا چہرہ ڈھانپ کے رکھا ہے کتنی آسانی سے سانول داس کو بھی اپنے سامنے زیر کر دیا ہے جبکہ ہمارا اندازہ تو یہ تھا کہ مسلمانوں کا سالار سانول داس کے سامنے چند لمحے بھی نہیں ٹکا لے گا یہ کہ اس کا اور اس کے ساتھی سورج مل کا چناؤ سینکڑوں تیغ زنوں کے مقابلے کے بعد ہی کیا تھا پھر بھی یہ سانول داس مسلمانوں کے سالار کے آگے ٹک نہیں سکا اس موقع پر میں یہی مشورہ دوں گا کہ ہمیں لشکر کو یہاں سے ہٹا لینا چاہیے اور جنگ کی طرح نہیں ڈالنی چاہیے اور اگر ہم نے اپنے لشکر کو پیچھے نہ ہٹایا اور مسلمانوں کا سالار حملہ آور ہو گیا تو کہیں ایسا نہ ہو ہمیں چوتھی بار شکست کا سامنا کرنا پڑے اور یہ جو لشکر ہم لیے بیٹھے ہیں اس کی اکثریت کو بھی مسلمانوں کا وہ سالار موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دے۔"

وہ سالار جب خاموش ہوا تب کوشلیا ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"میں تمہارے اس مشورے کو قبول نہیں کرتی ہم انفرادی مقابلہ ہارے ہیں اجتماعی ٹکراؤ بھی باقی ہے اگر میں یہ ٹکراؤ ختم کر کے لشکر کو لے کر بھاگ جاؤں تو یہ راجپوتوں کے لیے انتہائی بدترین فعل ہوگا اور کم از کم میں اسے برداشت نہیں کرتی لہٰذا مقابلہ کیا جائے گا ہو سکتا ہے اس بار ہم سرخرو ہو جائیں اور کامیابی ہمارا مقدس بن جائے۔"

یہاں تک کہتے کہتے راج کماری کوشلیا کو رک جانا پڑا اس لیے کہ اس نے دیکھا کہ حملہ آور ہونے کے لیے قیصر خاں نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا تھا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے کوشلیا اپنے گھوڑے کو حرکت میں لائی اور اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"بالکل تیار اور مستعد ہو جاؤ مسلمانوں کا سالار حملہ آور ہونے لگا ہے پہلے اس کے حملے کو روکنا ہے اس کے بعد جوابی کاروائی کرنی ہے۔" اس کے ساتھ ہی راج کماری کوشلیا لشکر کے سامنے سے ہٹ کر لشکر کے بیچ میں چلی گئی تھی تاکہ وہاں رہتے ہوئے اپنے لشکریوں کو ہدایت جاری کر سکے انہیں زور دار حملے کرنے کی ترغیب اور انہیں لگاتار جنگ کرنے پر ابھار سکے۔

تھوڑی ہی دیر بعد قیصر خاں نے اپنے کام کی ابتدا کی چنانچہ وہ راج کماری کوشلیا کے اس لشکر پر ازل اور ابد کے درمیان وقت کے پاؤں شل کر دینے والے ابلتے طوفانوں بے کراں غضب کی مسافتوں کو آتشیں لمحوں میں ڈھال دینے والی کرب کی دشتی ویرانیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جوابی کاروائی کرتے ہوئے راج کماری کوشلیا کا لشکر بھی نفرتوں کی خلیج میں عذاب رتوں اذیتوں کی اندھی کہانیوں اور بغاوت کے لمحوں کی ہی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اس طرح دونوں مملکتوں کی سرحد پر دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے جسموں کے سائے روحوں کی تپش لبوں کا نطق جراتمندی کی روح خیالات کے سینے جسم و جاں کی شادابیاں تشنگی کے فریب کا شکار ہو گئی ہوئی خون کی ہیجان خزیوں میں ڈوبنے لگی تھی۔

راج کماری کوشلیا زیادہ دیر تک اپنے لشکر کو قیصر خاں کے حملوں کے سامنے جما کے نہ رکھ سکی' اس کی صفیں درہم برہم ہونے لگیں اگلی صفوں تنظیم جب خراب ہوئی تب اس سے پچھلی صفیں بھی متاثر ہونے لگیں تھیں اور پھر کوشلیا کے لشکری پچھلی صفوں سے اگلی صفوں کی طرف جا کر مسلمانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے پہلو تہی کرنے لگے تھے یہ کیفیت تھوڑی دیر تک جاری رہی اس کے بعد کوشلیا نے اندازہ لگا لیا کہ یہ سلسلہ مزید جاری رہا تو قیصر خاں اس کے لشکر کا قتل عام شروع کر دے گا لہٰذا اس نے شکست قبول کی اور بھاگ کھڑی ہوئی۔

قیصر خاں نے رانا سانگا کے اس بھاگتے لشکر کا تعاقب نہیں کیا بلکہ جانے دیا اس طرح رانا سانگا کی قیصر خاں کے خلاف یہ تدبیر بھی بری طرح ناکام ثابت ہوئی تھی۔

جب راج کماری کوشلیا نے اپنے شکست خوردہ لشکر کو لے کر اپنے مرکزی شہر میں داخل ہوئی تب لوگوں کے دکھ اور افسوس کا کوئی شمار نہیں تھا لشکر بھی بد دل تھے' گردنیں جھکائے کچھ اپنے گھروں اور کچھ مستقر کی طرف چلے گئے تھے۔ اس موقع پر راج کماری کوشلیا جب اپنے راج محل میں داخل ہوئی تو اس کا استقبال کرنے کے لیے خود رانا سانگا رانی لکھا اور تی کوشلیا کے دونوں بھائی جے مل اور رام داس موجود تھے۔ کوشلیا سب سے ملی پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر رانا سانگا راج محل کے ایک کمرے میں لے گیا سب نشستوں پر بیٹھ گئے کچھ دیر تک کاٹ کھانے والی افسردگی میں ڈوبی خاموشی طاری رہی اس کے بعد گفتگو کا آغاز رانا سانگا نے کیا اور راج کماری کوشلیا کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

"کوشلیا میری بیٹی اس بار کیا ہوا اس بار تو تم لوگوں کے پاس خاصا بڑا لشکر تھا تو پھر اس لشکر کی کمان داری سانول داس کر رہا تھا۔"

رانا سانگا کے اس سوال پر کوشلیا غصہ میں برس پڑی کہنے لگی۔

"سانول داس بالکل بے ہودہ تیغ زن نکلا وہ چند لمحے بھی مسلمانوں کے اس سالار کے سامنے نہ نکال سکا اور پھر اس نے جو بہت بدترین حرکت کی وہ یہ کہ جب ایک بار مسلمانوں کے سالار نے اسے گھوڑے سے گرا دیا اور اس کی تلوار اور ڈھال اس سے چھوٹ گئی تو مسلمانوں کے سالار نے اسے موقعہ دیا کہ وہ اپنی تلوار اور ڈھال اٹھا کر پھر مقابلہ کر سکتا ہے۔ سانول داس تلوار ڈھال سنبھال کر اٹھا اس وقت میرا ارادہ تھا کہ پہلے کی نسبت زیادہ وحشیانہ انداز میں مسلمانوں کے سالار پر حملہ آور ہوگا لیکن وہ ایسا بد دل اور بزدل نکلا کہ اپنے ہتھیار اٹھانے کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اسے ایڑ لگا کر اپنی جان بچانے کے لیے اپنے لشکر کی طرف بھاگ کھڑا ہوا لیکن بچ نہ سکا اس لیے کہ مسلمانوں کے اس سالار نے اپنی پیٹی سے خنجر نکالا اور ایسا تاک کر مارا کہ سانول داس کا اس نے کام تمام کر کے رکھ دیا اس کے بعد وہ بڑے وحشیانہ انداز میں ہمارے لشکر پر حملہ آور ہوا' ہمارا لشکر اس کے زور دار حملوں کو برداشت نہ کر سکا اور جب میں نے اندازہ لگایا کہ اگر جنگ کو جاری رکھا تو ہمارے لشکر کا بے پناہ نقصان ہوگا اس بنا پر میں نے شکست قبول کی اور باقی لشکروں کو بچا کر واپس آ گئی۔"

تھوڑی دیر خاموشی رہی یہاں تک کہ رانا سانگا غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اب مسلمانوں کے اس سالار کا بندوبست مجھے اور میری بیٹی کو کرنا ہوگا' میں سمجھتا ہوں اگر سانول داس اس سے مار کھا گیا ہے تو شاید ہمارا چنا ہوا دوسرا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

تیغ زن سورج مل بھی اس کے سامنے نہ ٹھہر سکے گا لیکن موقع ملا تو ایک بار سورج مل کو ٹکرائیں گے ضرور.....'' یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا رکا اور پھر کوشلیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میری بیٹی اب تم اٹھو راج محل کے دوسرے حصے کی طرف جاؤ اور جا کے آرام کرو تم تھکی ہاری ہو۔'' اس کے ساتھ ہی کوشلیا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی عین اسی وقت کوشلیا کی بڑی بہن کوتلیا اور اس کا شوہر رائے مل اس کمرے میں داخل ہوئے کوتلیا گلے لگ کر کوشلیا سے ملی پھر اس کے کان میں دکھ بھرے انداز میں کہا۔

''مجھے افسوس ہے کہ میری بہن کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے میرے خیال میں میں پتا جی کے پاس بیٹھتی ہوں تم جاؤ جا کر آرام کرو۔'' اس کے ساتھ ہی کوشلیا اس کمرے سے نکل گئی تھی جب کہ کوتلیا اور اس کا شوہر رام رائے مل دونوں وہاں بیٹھ گئے اور ایدر کے راجہ رائے بھیم پر حملہ آور ہونے کے لیے گفتگو کرنے لگے تھے۔

☆☆

رانا سانگا نے چند ہفتے میں ایک خاصا بڑا لشکر تیار کیا اس کے بعد وہ اس لشکر کو حرکت میں لایا اس لشکر میں جہاں اس کی راج کماری کوشلیا شامل تھی وہاں اس لشکر میں رانا سانگا کے دونوں بیٹے جے مل رام داس بھی شامل تھے اور بڑی بیٹی کوتلیا کا شوہر رائے مل بھی اس لشکر میں شامل ہو چکا تھا اس طرح ایک جرار اور بڑے لشکر کو لے کر رانا سانگا ایدر کے راجہ رائے بھیم کی سرزمینوں کی طرف بڑھا تھا۔

دوسری طرف ایدر کے راجہ رائے بھیم کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ اس پر حملہ آور ہونے کے لیے رانا سانگا ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کر رہا ہے چنانچہ رائے بھیم نے بھی ایک خاصا بڑا لشکر تیار کیا اور اس نے فیصلہ کیا کہ رانا سانگا اور اس کے لشکر کو وہ اپنی سرحدوں پر روکے گا چنانچہ وہ بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ حرکت میں آیا اور اپنی سرحدوں پر پہنچ کر اس نے وہاں پڑاؤ کر لیا تھا رانا سانگا بھی کے سامنے آیا اور رائے بھیم کے سامنے اس نے ا لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

ایک رات اور ایک دن دونوں لشکر ا دوسرے کے سامنے پڑاؤ کیے رہے اس کے بعد ہی صبح رانا سانگا نے اپنے لشکر کے اندر طبل بجوا شروع کر دیے تھے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ایا کا راجہ رائے بھیم بھی حرکت میں آیا لشکر کی صفیں اس نے درست کرنا شروع کی اس نے بھی اپنے لشکر کے اندر بڑے بڑے طبل پیٹنے کا حکم دے دیا تھا اس طرح یہاں دونوں لشکر کی صفیں درست ہو رہی تھیں وہاں دونوں لشکروں کے اندر خوفناک انداز میں بڑے بڑے طبل پیٹے جا رہے تھے۔

اس کے بعد رانا سانگا نے اپنے کام کی ابتدا کی اپنے لشکر کو وہ حرکت میں لایا' مفاہمت کی ساعتوں اور زیست کی رفاقتوں کے چھتڑے اڑاتے طوفانوں' کرب کے سلگتے تھل میں نسلوں کی نفرت' ان دیکھے درد بھرے اندیشوں میں خطرات کے وہموں اور کشت روح تک کو ویران کر دینے والی عذاب رتوں کی الم انگیزیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جوابی کاروائی کرتے ہوئے ایدر کا راجہ رائے بھیم بھی رانا سانگا کے لشکر پر ذہنوں کو مفلسی کا شکار کرتی ہولناکیوں کی کالی فضاؤں پر ہنر مندی کو زنگ آلود کرتی بربریت پھیلاتی آندھیوں' نفرت کھڑی کرتے بگولوں اور خونخوار جدوجہد کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اس طرح دونوں لشکروں کے ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے سے رزم گاہ کے اندر تند عناصر کی یلغار منافق پر چھائیاں دوعاشی ہوائیں کرب کے طوفان بن کر چھانے لگی تھیں۔ موت زیست کے زخموں پر نمک پاشی کرنے لگی تھی' میدان جنگ کے اندر ارادے وسوسوں میں ولولے خاک میں تبدیل ہونے لگے تھے چار سو ملازمتوں کی صدائیں بغض وعداوت کی شر انگیزیاں ناچ اٹھی تھیں۔

ایدر کے راجہ رائے بھیم نے رانا سانگا کا ڈٹ

کر مقابلہ کیا جنگ کے دوران اس کی بدقسمتی کہ وہ مارا گیا اس کے مرنے سے اس کے لشکر کے اندر بددلی اور مراخ کے آثار بڑی تیزی سے پھیلنے لگے' اس موقع پر رائے بھیم کے بیٹے بہادر مل نے لشکر کو سنبھالا دینے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اور جب بہادر مل نے دیکھا کہ اب وہ رانا سانگا کے لشکر کے سامنے ٹک نہیں سکتا تب وہ اپنے اہل خانہ و عزیز و اقارب کے ساتھ گجرات کے سلطان مظفر کی طرف بھاگ گیا۔

بہادر مل کے بھاگ جانے پر رانا سانگا اس کا سینا پتی کرشن دیو اور سب سے عمدہ چنے ہوئے تیغ زن سورج مل دونوں بیٹوں جے مل رام داس دونوں بیٹیوں کوتلیا اور کوشلیا بیوی لکھاروتی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی' وہ اس پر پھولے نہ سما رہے تھے کہ انہوں نے جنگ کے دوران نہ صرف رائے بھیم کا خاتمہ کر دیا ہے اور اسے شکست دی ہے اس کا بیٹا جنگ جو جاری ندر کھ سکا اپنی جان بچا کر بھاگ گیا ہے۔

اس جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے نتیجے میں رانا سانگا کے ہاتھ بے پناہ مال غنیمت لگا اس کے علاوہ میدان جنگ کے قریب ہی اور آس پاس جو شودروں کی بستیاں تھیں انہیں بھی رانا نے خوب لوٹا' اس کے بعد رانا نے اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ قیام کر لیا تھا جہاں رائے بھیم اور اس کے بیٹے بہادر مل کے ساتھ جنگ ہوئی تھی۔

پھر رانا سانگا اپنی بیوی دونوں بیٹوں بیٹیوں کے علاوہ اپنے داماد رائے مل سیتا پتی کرشن دیو اور لا جواب تیغ زن سورج مل کے ساتھ اپنے خیمہ میں آیا' شامیانہ نما وہ بہت بڑا خیمہ تھا جب سب وہاں بیٹھ گئے تب رانا سانگا نے گفتگو کا آغاز کیا سب سے پہلے اس نے سب کو اس شاندار فتح پر مبارک باد دی پھر باری باری کرشن دیو اور سورج مل کی طرف دیکھتے ہوئے رانا سانگا کہنے لگا۔

''اس جنگ کے دوران تم دونوں کی کارگزاری سب سے اچھی رہی سورج مل تمہارے کارگزاری لاجواب تھی اور ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ آنے والے دور میں بھی تمہیں مسلمانوں کے سالار قیصر خاں کے مقابلے میں انفرادی جنگ کے لیے نکالا گیا تو تم کامیاب اور کامران ہو گے۔''

رانا سانگا کی ان الفاظ پر سورج مل کی چھاتی تن گئی تھی لہٰذا وہ کہنے لگا۔

''قیصر خاں کی گردن میں ضرور کاٹوں گا۔''

یہاں تک کہتے کہتے سورج مل کو رک جانا پڑا اس لیے کہ رانا سانگا بول اٹھا۔

''اگر تم قیصر خاں کی گردن کاٹتے ہو جس دن تم ایسا کرو گے اسی روز میں اپنی راج کماری کوشلیا کو تم سے بیاہ دوں گا۔''

سورج مل نے اس موقعہ پر ایک گہری نگاہ اپنے باپ کے پہلو میں بیٹھی کوشلیا پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''یہ میرے لیے ایک بہت بڑا اور انتہائی نایاب تحفہ ہو گا اس کے علاوہ اپنے ساتھی سانول داس اور آپ کے لشکریوں کی گزشتہ ناکامیوں کا قیصر خاں سے انتقام لینے کے لیے مجھے ہر صورت ہر ہر حلیے ہر حربے اور ہر جتن کو استعمال کر کے اس کی گردن کاٹنا ہو گی۔''

سورج مل جب خاموش ہوا تب پہلی بار راج کماری کوشلیا بولی اور اپنے باپ رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''پتا جی ہم اپنے لشکر کے ساتھ کچھ عرصہ یہیں قیام رکھیں گے ہو سکتا ہے کہ مرنے والا رائے بھیم کا بیٹا بہادر مل ہندوستان کے کسی حکمران سے مدد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے اور اس کے ساتھ ہمارا ٹکراؤ ہو اور امید ہے کہ یہ ٹکراؤ گجرات کے سلطان مظفر کے ساتھ ہو سکتا ہے چنانچہ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں ایدر کے علاقوں میں ہی قیام کرنا ہو گا تاہم اس سلسلے میں ہمیں کچھ احتیاطی تدابیر کرنا ہو گی۔''

کوشلیا جب خاموش ہوئی تب رانا سانگا کچھ دیر تک فخریہ انداز میں اپنی راج کماری کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"بیٹی تمہارا اشارہ کن احتیاطی تدابیر کی طرف ہے۔" کوشلیا نے کچھ سوچا پھر کہنے لگی۔

"پتاجی اگر تو بہادر میدان جنگ سے بھاگ کر گجرات کی طرف گیا ہے تو میرا اپنا اندازہ ہے کہ گجرات کے سلطان مظفر کو ہمارے خلاف کھڑا کرنے میں وہ کامیاب ہو جائے گا میں نہیں سمجھتی کہ سلطان مظفر کی عسکری طاقت ہم سے زیادہ ہے لیکن اس کے پاس سالار ہم سے بہتر ہیں اس کے پاس قیصر نام کا سالار ہے ابھی تک اسے کسی نے شکست نہیں دی جب کہ اس نے ہر لشکر کو اپنے سامنے لمحوں کے اندر کھنگال کر رکھ دیا اس بنا پر گجرات کے سلطان مظفر کے ساتھ ہماری جنگوں کا سلسلہ طویل بھی ہو سکتا ہے اور اس کے لیے ہمیں جو احتیاطی تدابیر کرنی ہیں ان میں سے پہلے یہ کہ.....!

ماتا' کوتلیا اور لشکر کے اندر جو دوسری عورتیں ہیں انہیں چند محافظ دستوں کے ساتھ واپس اپنے مرکز کی طرف روانہ کر دیا جائے اس لیے کہ آنے والے دور میں ہو سکتا ہے ہمیں اپنے لشکر کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بڑی برق رفتاری سے پیش قدمی کرنا پڑے ایسی صورت میں کوئی ایسی عورت لشکر میں نہ رہے جو جنگوں میں حصہ نہ لے رہی ہو اس کے ساتھ ہی پتاجی میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گی کہ دونوں بھائیوں جے مل رام داس کو بھی واپس بھیج دیا جائے اس لیے کہ اس جنگ میں تو ہمارے خاندان کے سارے لوگ اس لیے شامل ہو گئے تھے کہ ہمیں یقین تھا ہم ایدر کے راجہ رائے بھیم کو شکست دیں گے اس طرح سب دیکھنا چاہتے تھے کہ ان کی نگاہوں کے سامنے کوتلیا ایدر کے علاقوں کی رانی اور ہمارا بھائی رائے مل ایدر کا حکمران راجہ بنے۔

ایسا ہو چکا ہے دونوں بھائیوں کے علاوہ ماتا اور کوتلیا دیگر عورتوں کو واپس بھیج دینا چاہیے اور یہاں رہتے ہوئے بھائی رائے مل کے ذمہ یہ کام لگانا چاہیے کہ وہ چونکہ اب ان علاقوں کا حاکم اور راجہ ہے لہٰذا یہاں کے لوگوں کے ساتھ نرمی اور بڑی عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پیش آئے ایدر کے خزانے اب ہمارے پاس ہیں ہم ان کے مالک ہیں لہٰذا بڑی رقم خرچ کر کے بھائی رائے مل کو چاہیے کہ ایک مقامی لشکر بھی تیار کرے آنے والے دور میں اگر گجرات کے سلطان مرنے والے راجہ رائے بھیم کے بیٹے بہادر مل کی حمایت میں ہمارے خلاف اٹھتا ہے تو اس لشکر کے ساتھ اس سے نمٹ سکتے ہیں۔" رانا سانگا نے اپنی راجکماری کی اس تجویز کو پسند کیا تھا۔

اس کے بعد رانا سانگا نے سب سے پہلے کام یہ کیا کہ اپنے دونوں بیٹوں کے علاوہ اپنی بڑی بیٹی کوتلیا اپنی بیوی اور لشکر میں شامل دوسری عورتوں کو واپس اپنے مرکزی شہر بھجوا دیا تھا اس کے بعد وہ اپنی راج کماری کوشلیا اور اپنے داماد کے ساتھ مل کر ایدر کے سارے علاقوں کا نظم و نسق ہاتھ میں لے رہے تھے جب کہ رائے مل نے خزانے کے منہ کھول دیے اور لوگوں کو اپنے حق میں کرنے کے لیے اس نے ایدر کی زمینوں سے ہی ایک لشکر تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔

☆☆

ایدر کے راجہ رائے بھیم کا بیٹا رائے بہادر شکست اٹھا کر گجرات کی طرف بھاگا تھا ایک روز جب کہ سلطان مظفر اپنے قیصر کے ایک کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے چوبدار نے بہادر مل کے آنے کی اطلاع دی۔

سلطان مظفر نے فوراً بہادر مل کو اپنے پاس بلا لیا چنانچہ جب بہادر مل سلطان کے سامنے گیا تو سلطان اپنی جگہ سے اٹھ کر اس سے ملا اپنے سامنے بیٹھایا بہادر مل کی اس حالت پر بڑے غور اور حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سلطان مظفر نے پوچھ لیا۔

"تم خیریت سے تو آئے ہو۔"

جواب میں بہادر مل نے اچانک رانا سانگا کے حملہ آور ہونے اپنے باپ کے مارے جانے پر سلطان کی طرف آنے کی تفصیل کہہ دی تھی یہ تفصیل جان کر کچھ دیر تو سلطان مظفر گہری سوچوں میں ڈوبا رہا پھر کہنے لگا۔

"تم اب اہل خانہ اور لواحقین کو کہاں چھوڑ آئے

ہو۔" اس پر دکھ بھرے انداز میں بہادر مل کہنے لگا۔

"آپ کے علاقوں میں انہیں ایک سرائے میں ٹھہرا کر آیا ہوں اور رانا سانگا کے خلاف آپ سے مدد کرنے کی درخواست لے کر آیا ہوں۔ رانا سانگا نے نہ صرف یہ کہ ہمیں بڑا نقصان پہنچایا ہے اور اچانک حملہ آور ہو کر ہمارے علاقوں پر قابض ہو گیا ہے بلکہ اونچی ذات کے ہندو کا سا کردار کرتے ہوئے ہمارے علاقوں میں جو شودروں اور اچھوتوں کی بستیاں ہیں ان پر بھی حملہ آور ہو کر ان کے اندر اس نے لوٹ مار مچائی ہے۔"

بہادر مل کے ان الفاظ میں سلطان مظفر بولا اور کہنے لگا۔ "کیا رانا سانگا تورینڈ کی اعلیٰ نسل سے تعلق نہیں رکھتا' کیا وہ ہندوؤں کی چار قومیتوں میں سے اپنے آپ کو کھتری خیال نہیں کرتا۔"

جواب میں بہادر مل نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"سلطان محترم یہ چار قومیتیں قدیم ہندی کے اندر ہیں جبکہ رانا سانگا راجپوت ہے اور راجپوتوں کا تعلق ہم سے نہیں ہے۔" سلطان مظفر نے حیرت سے بہادر مل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ "اگر یہ تم لوگوں میں نہیں ہے تو پھر کون ہے۔"

بہادر مل نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"سلطان محترم راجپوت ہندی قوم نہیں تھیں نہ ہی ہندوستان سے ان کا کوئی تعلق اور واسطہ ہے بلکہ ان کا تعلق منگولوں سے بنتا ہے' آپ جانتے ہیں کہ یہ منگول مسلمانوں کی آمد کے وقت یا اس سے کچھ پہلے ہندوستان میں آ کر ہندی قوم میں شامل ہو گئے تھے' جنوبی راجپوت ہندوستان کی غیر آریہ قوموں سے تعلق رکھتے ہیں ہندوستان میں بدھوں کی حکومت اور سلطنت کمزور ہو کر چھوٹی چھوٹی ریاستوں تقسیم ہو گئی تو برہمن مذہب کے ماننے والوں یا یوں کہیے کہ برہمنوں نے بدھوں کی حکومت کے اس ضعف اور کمزوری سے فائدہ اٹھانے اور پنڈت منو نے جو ہندو معاشرے کو چار قومیتوں میں تقسیم کیا تھا اس کے عہد کے انہوں نے پھر واپس لانے کی کوشش کی۔

اس کوشش کی کامیابی کا انحصار چونکہ بہت کچھ جنگی طاقت پر بھی منحصر تھا' پنڈت منو کے زمانے کی تقسیم کے مطابق کھتری یا چھتری لوگ طاقت کے وارث اور جنگی کاموں میں ماہر تھے اور برہمن کھتری دیس شودر کی تقسیم بالکل غیر فطری تھی۔

کھتری یا چھتری کی نسل کو چونکہ پرسرام خاتمہ کر چکا تھا لہٰذا برہمنوں نے اب بدھوں کے مذہب اور حکومت کو مٹانے کے لیے ایک نئی جنگی قوم تیار کر کے ان سے وہ کام لیا جو چھتریوں سے لیا جاتا تھا یہ نئی قوم منگولوں کے جنگجو قبائل اور غیر آریوں یعنی سودروں کے ذی حوصلہ اور بہادر لوگوں کو اپنا ہمدرد اور ہوا خواہ بنا کر تیار کی گئی اور ان کو راجپوت کا خطاب دیا گیا یہ منگول اور غیر آریہ یقیناً وہ لوگ تھے جو ڈاکہ زنی اور لوٹ مار کا پیشہ رکھتے تھے ان کو برہمنوں نے اپنے سازش میں شریک کر کے باقاعدہ طور پر اپنی قوم اور مذہب کا رکن بنا لیا تھا۔

کچھ مورخین راجپوتوں کے متعلق یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ ہندو سوسائٹی میں سے بہت سے آدمی ایسے شامل ہیں جو خالص آریہ نسل سے تھے جو مشرق یا مغرب سے ہندوستان میں آئے اور جن کو ہندوؤں نے اپنے مذہب میں شامل کر کے اپنی سوسائٹی کا رکن بنا لیا ہے کسی طریقہ سے انہوں نے بہت سی ایسی قوموں کو بھی ہندو سوسائٹی میں شامل کر لیا گیا جو اس ملک کے ابتدائی باشندوں گونڈ بھیل وغیرہ سے تھے یہ طریقہ نہایت قدیم زمانے سے جاری رہا اور اب تک جاری ہے ہندو سماج میں نئی جاتیاں روز بنتی ہیں اور ہمیشہ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے بعض کو اونچا اور بعض کو نیچا درجہ دیا جاتا ہے۔

یہ عمل بھی تاریخی طور پر ثابت شدہ سمجھا گیا ہے کہ منگول قوم کے بہت سے آدمی جو کوئی ترکستانی نسل سے تھے سن عیسوی کی ابتدائی صدی میں اس ملک میں آئے اور ہندو سوسائٹی میں شامل ہو گئے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

چنانچہ یورپین محققین جاٹ' اہیر اور گوجروں کو بھی ان ہی قبیلہ جات میں گنتے ہیں۔

راجپوتوں کو جاٹوں کو گجروں کو اور اہیروں کو ہندو سماج اپنا رکن سمجھتی ہے' یہ امر کہ وہ کب ہندو سوسائٹی میں داخل ہوئے بالکل انوکھا سا ہے اور اس پر زیادہ بحث بھی نہیں کی گئی اس طرح بیسیوں خاندان برہمنوں کے اصلی آریا نسل سے نہیں ہیں اور جس طرح سے بہت سی اور ذاتیں بھی اصلی آریہ نسل سے نہیں ہیں بلکہ مخلوط ہے اس طرح موجودہ راج بھی کچھ بھی ہو سکتے ہیں۔

دوسرے بہت سے مورخ بھی راجپوتوں کو منگول اور غیر آریہ نسل سے ہونا مانتے ہیں بہرحال جس طرح یہ نئی قوم تیار ہوئی اس طرح مذہب بھی بالکل نیا ترتیب دیا گیا پران برہمنی مذہب یا وہدک دھرم میں عناصر پرستی کا زور شور تھا جس کو پنڈت منو کے زمانے میں تغیر و تبدیل کیا گیا تھا' اس کے بعد بدھ مذہب نے اس کو بالکل مٹاڈالا اور ذات پات کی تقسیم کو پنڈت منو کے زمانے میں بہت سخت ہوگئی تھی بالکل مٹاڈالا' بدھ مذہب میں بدھ پرستی حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی اب برہمنوں نے چونکہ منگولوں کو جو بدھ مذہب کے پروتھے اپنی سازش میں شامل کیا لہٰذا بہت سی باتیں بدھ مذہب کی بھی اپنے جدید مذہب میں شامل کر کے ان کے بہت سے بتوں کی پرستش کا جائزہ لیا اور بدھ کو بھی وشنو کا اوتار تسلیم کرلیا اور اس طرح غیر آریوں کی بہت سی باتیں اپنے جدید مذہب میں شامل کرلیں یہ سلسلہ غالباً مسلمانوں کی آمد سے تھوڑی ہی دنوں پہلے تک جاری رہا ہوگا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد بہادر مل رکا اور اس کے بعد اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''مسلمانوں کا مذہب چونکہ سب سے پہلے جنوبی ہند' سری لنکا اور مالا بار میں آیا تھا وہاں کے لوگوں نے اسلام سے اپنی مرضی کے مطابق بہت کچھ فائدہ اٹھا کر شمالی ہند کی طرف خرچ کیا اور بدھوں سے مباحثوں اور مناظروں کا سلسلہ جاری کیا حسب

زمانے میں سندھ پر ایک اسلامی حکومت قائم ہو چکی اس زمانے میں شنکر اچاریہ یقیناً پسند نہیں ہوا تھا شنکر اچاریہ غالباً خلافت عباسیہ کے ابتدائی زمانے میں پیدا ہوا شنکر اچاریہ سے پہلے راجپوتوں کی اس نوزائدہ قوم میں جان پڑنے لگی تھی اور وہ بعض چھوٹے چھوٹے قطعات پر قابض ہوتے گئے۔

شنکر اچاریہ نے جب بدھوں کے خلاف جہاد شروع کیا اور نوزائیدہ جدید برہمی مذہب کی تائید شروع کی تو راجپوتوں کی اس جدید قوم اور طاقت نے شنکر چار کی خوب امانت کی تو شنکر اچاریہ نے راجپوتوں کی طاقت سے فائدہ اٹھانے میں خوب مستعدی دکھائی۔

بنارس وسط ہند اور دامن کوہ ہمالیہ تک برہمنوں اور راجپوتوں کو نمایاں غلبہ حاصل ہوگیا اس جدید مذہب جدید قومتی کی تعمیر میں چونکہ شنکر اچاریہ سب سے پہلا مصنف اور محقق تھا لہٰذا اس کی تعلیم خصوصی وقعت اور عزت و احترام کی نظر سے راجپوتوں کی اندر دیکھی جاتی ہے۔

برہمنوں کی مجوزہ یہ تحریک سیاسی تحریک تھی۔ جا بجا نئے مذہبی اصول قائم ہوئے کہیں وشنو کو سب سے بڑا اوتار مانا گیا کہیں برہما کو اور کبھی مہیش کو اس طرح ہندو مذہب کے نام پر ہزار ہا فرقے پیدا ہوگئے جن میں کوئی اصولی اتفاق بجز لفظ ہندو کے نہیں پایا جاتا۔

عرض مسلمانوں کی آمد اور حملہ آوری کے وقت بدھوں کی قومیت مذہب اور حکومت پر برہمنوں اور راجپوتوں نے حملہ آوری شروع کر رکھی تھی اور ملک میں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی' اس کش مکش اور زور آوری کا سلسلہ محمد بن قاسم کے حملہ سے شہاب غوری کے حملوں یعنی تقریباً پانچ سو سال تک ملک کے کسی نہ کسی حصے میں جاری رہا۔

اس طویل مدت میں کوئی علامت ایسی ظاہر نہیں ہوئی جس سے قطعی طور پر یہ حکم لگایا جا سکے کہ اگر مسلمان اس ملک میں نہ آتے تو جدید ہندو مذہب بدھ مذہب پر غلبہ پا کر اپنی حکومت قائم کرلیتا چونکہ

سندھ میں مسلمانوں کو بدھوں کی حکومت کا مقابلہ کرنا پڑا تھا سندھ کے فرمانروؤں کی قوم برہمن تھی لیکن مذہب اس حکومت کا بدھ ہی تھا۔

پنجاب کو فتح کرتے ہوئے محمود غزنوی کو بدھوں کی حکومت کا مقابلہ کرنا پڑا تھا کیونکہ راجہ جے پال اور اس کے بیٹے نند پال کی حکومت منگول تھی اور مذہب بدھ تھا بنگال اور آسام کو بھی مسلمانوں نے بدھ حکومتوں سے چھینا' علاالدین خلجی نے دکن کا ملک بھی بدھ حکومت کو شکست دے کر فتح کیا' صرف قنوج اور کالنجر کی نسبت یہ کیا جا سکتا ہے یہاں کے راجہ جدید برہمن مذہب کو اختیار کر چکے تھے۔

لیکن پنجاب اور سندھ کے راجاؤں نے جس بہادری سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا قنوج اور کالنجر سے اس ہمت کا اظہار نہیں ہوا قنوج کے راجہ نے سلطان محمود غزنوی کی بلا تامل اطاعت قبول کرلی جس پر کالنجر کے راجہ کو بہت غصہ آیا لیکن اگلے سال خود اس نے بھی محمود غزنوی کے فرمانبرداری کا جوا اپنے کندھے پر رکھا اور سلطان محمود غزنوی کی تعریف میں ایک قصیدہ بھی لکھ کر سلطان کی خدمت میں پیش کیا۔'' یہاں تک کہنے کے بعد بہادر مل ذرا رک کر پھر کہنے لگا۔

''چنانچہ سلطان محترم موجودہ ہندو مذہب یا جدید برہمنی مذہب جس کام کو پانچ سو سال میں پورا نہ کر سکا تھا اسے مسلمانوں نے باآسانی انجام دیا اگر مسلمان اس ملک میں نہ آتے تو بہت زیادہ ممکن بلکہ یقینی ہے کہ بدھ مذہب اپنی قوت کو مجتمع کر کے اس جدید مذہب اور طاقت کو جو بدھوں کے مقابلے میں پیدا ہو رہی تھی بالکل کچل ڈالتا اور ان مظالم کا انتقام لیتا جو قنوج۔ بنارس' آلہ آباد وغیرہ میں برہمنوں اور راجپوتوں نے بدھوں پر شنکر اچاریہ وغیرہ کی رہبری میں کیے تھے لیکن سندھ کی اسلامی حکومت اور کابل' خراسان اور ماوراالنہر کے مسلمانوں کی فتوحات میں ہندوستان کے بدھ حکمراں کو ششدر و حیراں بنا کر قنوج وغیرہ کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیا اور نند پال فرمانروں پنجاب کو مجبور کیا کہ وہ تمام ہندو اور بدھ راجاؤں کو متحد ہونے اور متفقہ طاقت سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی دعوت دے۔

اگر اس موقعہ پر ہندوستان کے بدھ حکمرانوں کے خلاف برہمنوں اور راجپوتوں کی تحریک کامیاب ہو جاتی تو وہ تمام ملک ہندوستان پر قابض اور متصرف ہو جاتے تو غیر ممکن تھا کہ کابل خراساں اور کشمیر وغیرہ کے بدھ خاموش بیٹھتے وہ ایک تماشا دیکھنے بلکہ کابل خراساں اور بخارا کے جنگجو لوگ جو بدھ مذہب کے پیرو تھے یقیناً ہندوستان پر حملہ آور ہوتے جس طرح ان لوگوں نے راجہ کنشک کے زمانے میں اپنی بادشاہی اس ملک میں قائم کرلی تھی پھر قابض اور متصرف ہو جاتے اور تمام ملک میں بدھ مذہب کا دور دورہ ہوتا۔

لیکن مسلمانوں نے چونکہ پہلے ہی کابل' خراساں اور بخارا کو فتح کر کے بیرونی بدھوں کے حملوں کو غیر ممکن بنا دیا تھا اور اس کے بعد ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے لہٰذا آہستہ برہمنوں کو راجپوتوں کے پیدا کرنے اور جدید قوم و مذہب کی ترتیب دینے کی ترغیب ہوئی۔

مگر وہ اپنی اس کوشش میں کافی کامیابی حاصل نہ کر سکے آخر مسلمانوں نے اس ملک کو فتح کر کے ہندوؤں کے اس جدید مذہب کو باقی رہنے دیا اور بربادی کے خطرے سے بچالیا' مسلمانوں کے فتح مند ہونے کے بعد موجودہ ہندو مذہب اور موجودہ ہندو قومیت بالکل محفوظ ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کے سائے میں نہایت ہی اطمینان کے ساتھ اپنی قومی اور مذہبی اصول مرتب کیے۔

چنانچہ موجودہ ہندو مذہب کی تصانیت اور مذہب کی اصولی کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ اسلامی حکومت میں تیار ہوا اور بڑے بڑے عظیم الشان مذہبی فرقے جو آج اپنی روش میں قریباً تمام ہندو آبادی کو لیے ہوئے ہیں سب کے سب اس زمانے میں مرتب و مدون ہوئے جب کہ اسلامی شہنشاہی ہندوستان میں نہایت شان و شوکت کے ساتھ گامزن تھی اسلامی مساوات اسلامی درگزر اسلامی مذہبی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

آزادی کا غالباً اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت تلاش کرنے کی ضرورت نہیں اور یہ یقیناً مسلمانوں کی رواداری اور ان کی فراخ دلی ہے کہ ہندو مذہب کو ہندوستان میں مزید پنپنے کا موقع ملا۔'' اتنا کہنے کے بعد ایک بار پھر بہادر مل رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا کہہ رہا تھا۔

''بہرحال سلطان محترم یہ راجپوت غیر آریہ ہیں ہندوستان کی قدیم نسل سے ان کا کوئی تعلق نہیں بنیادی طور پر منگول ہیں لیکن اب یہ لوگ اپنے آپ کو اور ہندو ذات کے لوگ انہیں اونچے درجے کا ہندو شمار کرنے لگے ہیں۔''

بہادر مل یہاں تک کہنے کے بعد جب خاموش ہوا تب توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے سلطان مظفر کہنے لگا۔

''بہادر مل راجپوتوں سے متعلق تفصیل بتا کر تو نے میرے علم میں اضافہ کیا ہے' رانا سانگا اس وقت نہ صرف اپنے آپ کو سب سے طاقت ور راجہ بلکہ اعلیٰ نسل اور اونچے درجے کا ہندو شمار کرتا ہے اب بولو تم ہم سے کیا چاہتے ہو۔''

سلطان مظفر کے اس استفسار پر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بہادر مل نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری پھر کہنے لگا۔

''سلطان محترم سب سے پہلے تو مجھے اس بات کی شرمندگی ہے کہ ایک موقعہ پر میرا باپ اسی رانا سانگا کی اکتاہٹ پر آپ کے علاقوں پر چڑھ دوڑا اس کے لیے جتنی بار معذرت طلب کی جائے کم ہے سلطان محترم رانا سانگا نے یہ منصوبہ بندی کی ہے کہ پہلے ایدر کے علاقوں پر قبضہ کیا جائے اس کے بعد وہ مالوہ کے سلطان محمود خلجی کے علاقوں میں داخل اندازی کرے گا اور پھر اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کر کے وہ خم ٹھونک کر آپ کے مقابل آنا چاہتا ہے میری اس سلسلے میں آپ سے گزارش ہے کہ رانا سانگا کے ان مکروہ منصوبوں کی تکمیل نہ ہونے دی جائے وہ جو خواب دیکھ رہا ہے اس کے ان خوابوں کو مسمار کر دیا جائے میری آپ سے گزارش ہے کہ رانا سانگا کے خلاف میری مدد کریں اور اس نے جو ہمارے علاقے پر قبضہ کرلیا ہے وہ حاصل کرنے میں میری اعانت کریں سلطان محترم میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں تاحیات آپ کا مطیع اور فرمانبردار بن کے رہوں گا سلسلے میں آپ مجھ پر کوئی خراج کی رقم بھی مقرر کرنا ہیں تو وہ بھی میں باقاعدگی سے ادا کرتا رہوں گا۔''

بہادر مل کے ان الفاظ پر سلطان مسکرایا اور کہنے لگا

''تم کچھ زیادہ ہی انکساری سے کام لے رہے ہو' میں تم پر کوئی خراج مقرر نہیں کروں گا ساتھ تمہیں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ان علاقوں میں رانا سانگا کو بے تحاشہ بیل اور پاگل اونٹ کی حیثیت اختیار نہیں کرنے دوں گا اس کا راستہ روکا جائے گا اسے اس کے علاقوں میں محدود کیا جائے گا۔'' سلطان مظفر رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا

''بہادر مل پہلے تم یہ کام کرو کہ اپنے عزیز قارب اپنے رشتے داروں کو جنہیں سرائے میں کر آ گئے ہو یہاں لے آؤ ان کا قیام یہاں تمہارے آنے تک ایک عمارت تم سب کی رہائش کے لیے خالی کر دی جائے گی اتنی دیر تک میں سرحدوں سے قیصر خاں اور اعتماد خاں صفدر خاں نصرت خاں چاروں سالاروں کو واپس بلاتا ہوں دیر تک تم اپنے اہل خانہ کو لے کر آ جاؤ گے اس بعد سارے سالاروں کا اجلاس طلب کیا جائے گا اجلاس میں فیصلہ کیا جائے گا کہ رانا سانگا سے طرح نبٹنا چاہیے۔''

سلطان مظفر کا یہ جواب سن کر بہادر مل خوش تھا چنانچہ سلطان کے کہنے پر وہ اسی روز اپنے اقارب کو لانے محمد آباد سے نکل گیا تھا جب کہ اس سلطان نے اپنے سالاروں کی طرف تیز رفتار روانہ کیے اور انہیں محمد آباد طلب کرلیا تھا تا کہ رانا کی سازشوں اور مختلف حکمرانوں کے خلاف یلغار اور تر کتاز پر گفتگو کر کے ان کا سدباب کر لیے منصوبہ بندی کو آخری شکل دی جائے۔

☆☆

قیصر خاں' اعتماد خاں صفدر خاں اور نصرت خاں چاروں جب اپنے لشکریوں کو لے کر محمد آباد پہنچے تو اس کے دوسرے روز سلطان مظفر نے سب سے پہلے بڑے سالاروں کا ایک خفیہ اجلاس اپنے قصر میں طلب کیا اس اجلاس میں سالاروں میں سے نظام الملک' قیصر خاں اعتماد خان نصرت خاں' ظہیر خان صفدر خاں مبارک خاں اسد خاں کے علاوہ سلطان مظفر کے محافظ دستوں کے سالار عماد الملک اور خداوند خاں بھی شامل تھے۔

جب یہ سب سلطان کے پاس جمع ہو گئے تب سلطان نے سب سے پہلے انہیں ایدر کی صورت حال سے آگاہ کیا اور ایدر کے نئے راجہ بہادر مل کے یہاں آنے اور رانا سانگا کے خلاف مدد طلب کرنے کی تفصیل بھی ان سے کہہ دی تھی۔

یہ ساری تفصیل کہنے کے بعد سلطان مظفر نے پھر اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''جو حالات اچانک نمودار ہوئے ہیں ان کی تفصیل میں نے آپ لوگوں سے کہہ دی ہے اب آپ سارے مل کر یہ فیصلہ کریں کہ ایدر کے راجہ بہادر مل کی مدد کرتے ہوئے ہمیں رانا سانگا کے خلاف کس طرح حرکت میں آنا چاہیے۔''

کچھ دیر سارے سالار آپس میں صلح مشورہ اور سرگوشیاں کرتے رہے یہاں تک کہ سالاروں میں سے نظام الملک جو عمر میں سب سے بڑا تھا وہ سلطان مظفر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سلطان محترم ہم نے قیصر خاں کو اپنا نمائندہ مقرر کیا ہے صلاح مشورہ کرنے کے بعد ہم نے ایک منصوبہ بندی کی ہے اور میں یہ کہتے ہوئے عار محسوس نہیں کرتا یہ منصوبہ بندی بھی قیصر خاں کی ہی تجویز کردہ ہے لہٰذا جو کچھ قیصر خاں کہے گا وہ ہم سب کے دل کی آواز ہے۔''

اپنے سالاروں کے اس ردعمل پر سلطان مظفر نے خوشی کا اظہار کیا پھر وہ قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے بول اٹھا۔

''قیصر خاں اب بولو بیٹے! کیا منصوبہ بندی ہے اور کیسے اس پر عمل کیا جائے گا۔'' جواب میں قیصر خاں نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری کہنے لگا۔

''سلطان محترم جو کچھ میں کہنے لگا ہوں یہ حرف آخر نہیں ہے یہ ہماری طرف سے ایک تجویز ہے اس میں جو تبدیلی آپ کرنا چاہیں گے وہ ہمارے لیے آخری ہوگی سلطان محترم میں چاہتا ہوں دو لشکر تیار کیے جائیں' وہ لشکر جو میرے اور اعتماد کے تحت کام کرتا رہا اسے ہمارے پاس ہی رہنے دیا جائے اس کے علاوہ اس سے پہلے جو لشکر صفدر خاں اور نصرت خان کے تحت کام کرتا رہا ہے وہ بھی میرے اور اعتماد خاں کے اشاروں کو سمجھتا ہے۔

اب جو ہم نے تبدیلی کی ہے وہ یہ کہ ایک بڑا لشکر تیار کیا جائے اس کا سالار اعلیٰ نظام الملک کو بنایا جائے اور بڑے سالاروں میں سے صفدر خاں اور نصرت خاں دونوں کو اس کے ساتھ رکھا جائے اس کے علاوہ میرے اور اعتماد خاں کے ساتھ وہی پرانا لشکر ہوگا یہاں سے دن کی روشنی میں نظام الملک صفدر خاں اور نصرت خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کوچ کریں گے اور مخبروں کے ذریعے چاروں طرف یہ خبر پھیلا دی جائے گی کہ سلطان کا سالار نظام الملک ایک لشکر لے کر رانا سانگا کا مقابلہ کرنے کے لیے آ رہا ہے۔

سلطان محترم یہ ایک بڑی اور فیصلہ کن جنگ ہوگی دن کے وقت جب نظام الملک صفدر خاں اور نصرت خان تینوں اپنے لشکر کو لے کر کوچ کر جائیں گے تب آنے والی شب کو میں اور اعتماد خاں کوچ کریں گے۔

نظام الملک کوشش کرے گا کہ وہ اس رفتار سے رانا سانگا کی طرف بڑھے کہ شام کے وقت وہ اس کے لشکر کے سامنے جائے اور پڑاؤ کرنا شروع کر دے ظاہر ہے رانا سانگا کے پاس ایک بہت بڑا لشکر ہوگا چنانچہ یقیناً اگلے روز رانا سانگا جنگ کی ابتدا کرنا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

چاہے گا اور جس روز شام کے وقت رانا سانگا کے سامنے نظام الملک اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کرے گا اسی رات کو میں اور اعتماد خاں بھی وہاں پہنچیں گے اور نظام الملک کے لشکر کے پیچھے جو بار برداری کی جانور اور رسد کا سامان ہوگا وہاں قیام کرلیں گے اگلے روز جب سورج طلوع ہوگا تو میں اور اعتماد خاں اپنے لشکریوں کے ساتھ باربرداری کے جانوروں اور سامان کے پیچھے ہی ایک طرح کی گھات میں رہیں گے جنگ کی ابتدا نظام الملک ہی کرے گا۔''

یہاں تک کہتے کہتے قیصر خاں کو رک جانا پڑا اس لیے کہ بیچ میں سلطان مظفر بول پڑا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹے اس قدر زحمت کرنے کی کیا ضرورت ہے تمہیں پڑاؤ کے پیچھے گھات لگانے کی کیا ضرورت ہے میں تو سمجھتا ہوں اگر تم نے نظام الملک کے بعد رات کے وقت یہاں سے کوچ کرنا ہے تو پھر میدان جنگ کسی طرف محفوظ جگہ میں گھات میں چلے جانا اور وہیں سے نکل کر جنگ کے دوران رانا سانگا کے لشکر پر ضرب لگانا۔''

سلطان مظفر جب خاموش ہوا تب مسکراتے ہوئے قصر خاں بول اٹھا اور کہنے لگا۔

''سلطان محترم ایسا کرنے کی ایک وجہ ہے ورنہ میں علیحدہ جگہ گھات میں بھی جا سکتا تھا میں وہی سے نکل کر رانا سانگا کے لشکر پر ضرب لگا سکتا تھا لیکن اپنے لشکر کے اندر رہنا سلطان محترم ایک مجبوری ہے آپ جانتے ہیں کہ رانا سانگا نے اپنی مملکت کے عمدہ تیغ زنوں کا چناؤ کر کے دو تیغ زنوں کا انتخاب کیا تھا ان تیغ زنوں میں سے ایک کا نام سانول داس اور دوسرے کا نام سورج مل ہے سانول داس کو تو گزشتہ جنگ میں انفرادی مقابلہ کر کے میرے سامنے لائے اور وہ میرے ہاتھوں مارا گیا اصل میں رانا سانگا اس کی بیٹی کو شلیا اور اس کے سارے سالار یہ چاہتے ہیں کہ سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کے ہاتھوں انہیں جو ماضی میں تین بار شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے اور ان کے سیاپتی رنبیر سنگھ کی جو گردن کاٹی گئی اس کے بارے میں وہ میری گردن کاٹنے کے درپے ہیں اس کے لیے ہی انہوں نے اپنے دو بہترین تیغ زنوں کا انتخاب کیا تھا ان میں سے سانول داس تو میرے ہاتھوں مارا جا چکا ہے اور اب ہمارے مخبروں نے جو خبر دی ہے اس کے مطابق اب میں رانا سانگا یا اس کے کسی لشکر سے ٹکراتا ہوں تو سب سے پہلے وہ سورج مل کو انفرادی مقابلے کے لیے نکالیں گے۔

سلطان محترم نظام الملک یہاں سے کوچ کرے گا اور خبریں پھیل جائیں گی کہ سلطان کا سالار نظام الملک کے ایک لشکر کے ساتھ رانا سانگا کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلا ہے تب لوگوں کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ اس بار میں جنگ میں حصہ نہیں لے رہا اس بنا پر خدشہ ہے کہ سورج مل کا حوصلہ بلند ہوگا اور وہ میدان میں نکلے گا اور انفرادی مقابلے کے لیے للکارے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی اور اس کا مقابلہ کرے میں خود ہی ان دونوں سورماؤں کی گردنیں کاٹنے کا عہد کر چکا ہوں چنانچہ نظام الملک کے لشکر کے پیچھے پڑاؤ میں اپنے حصے کے ساتھ قیام کرنے کا مقصد یہی ہے کہ اگر اس موقعہ پر سورج مل انفرادی مقابلے کے لیے نکلے گا تو میں اس کے مقابلے میں جاؤں گا۔

دوسرے سلطان محترم جب جنگ شروع ہوگی تو میں اور اعتماد خاں دونوں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کے اندر ہی موجود رہیں گے رانا سانگا اپنے سامنے نظام الملک کے لشکر کی کم تعداد کو دیکھتے ہوئے بڑا خوش ہوگا اور مطمئن ہوگا کہ فتح اور کامیابی اسی کی ہے۔

چنانچہ اگلے روز جب جنگ کی ابتدا کرے گا تو اس کے تھوڑی دیر بعد میں اور اعتماد خاں بھی اپنے لشکر کی پچھلی صفوں کے پیچھے رہتے ہوئے حرکت میں آئیں گے ایک طرف سے باہر نکل کر رانا سانگا کے لشکر کے ایک پہلو پر ضرب لگائیں گے پھر دیکھیں گے جب سامنے کی طرف سے نظام الملک صفدر خاں اور نصرت خاں رانا سانگا کے لشکر سے ٹکرائیں گے اور اس

کے لشکر کے پہلو پر میں اور اعتماد خاں حملہ آور ہوں گے تو پھر کتنی دیر تک رانا سانگا ہمارا مقابلہ کرتا ہے اور کیسے وہ اپنی کامیابی کے در کھولتا ہے میرا دل کہتا ہے کہ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو سلطان محترم رانا سانگا کو ہم بدترین شکست دیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں رکا دوبارہ وہ سلطان مظفر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سلطان محترم رانا سانگا نے اپنی ساری عسکری طاقت اور قوت کو ایدر کے علاقے میں جمع کرلیا ہے ایدر کا راجہ ان دنوں یہاں قیام کیے ہوئے ہے اس کا اب کوئی لشکر نہیں ہے اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ رانا سانگا کے داماد رائے مل نے ایدر کے خزانوں کے منہ کھول دیے ہیں اور مقامی لوگوں کا بھی ایک لشکر اس نے تیار کرلیا ہے' اس طرح رانا سانگا کی طاقت اور قوت میں اضافہ ہوا ہے لیکن ہم نے اس اضافی طاقت کو کوئی اہمیت نہیں دینی ہمارے سامنے اب ایک ہی مدعا اور ایک ہی مقصد ہوگا کہ ہم نے ہر صورت میں رانا سانگا کو شکست سے دوچار کرنا ہے اور اس نے جو اپنی طاقت کا دامن پھیلا رکھا ہے وہ جو اپنے آپ کو ان علاقوں میں ناقابل تسخیر خیال کرتا ہے اس کی اس زعم کو ہم نے مٹی میں ملانا ہے اور اس کی انا کی اس ردا کو جھیر جھیر کرنا ہے۔''

قیصر خاں جب خاموش ہوا تو تب کچھ دیر تک سلطان مظفر توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''قیصر آج سے میں تمہیں قیصر خاں ہی نہیں بیٹا کہہ کر مخاطب کروں گا' تمہاری حیثیت میرے سب سے اعلیٰ سالاروں میں ہوگی آج میں سب کے سامنے قرار کرتا ہوں کہ تم میری سلطنت کے ایک معزز ترین سالار ہو۔''

سلطان مظفر کے یہ الفاظ سن کر قیصر خاں بڑی عاجزی اور بڑی انکساری میں کہنے لگا۔

''سلطان محترم خداوند قدوس کے بعد آپ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے میں اور اعتماد خاں دونوں حالات کی تپش میں سرکتے منحوس سایوں لنگڑے بگولوں کی طرح علم وادب کے گہواروں تہذیب کے مرکزوں سے دور دھکے کھاتے پھرتے تھے غلامی کے زخم کریدتے آشوب ہم دونوں کو اپنی حسرتوں کا اسیر بنائے ہوئے تھے۔

پتھریلی مسافتوں کے مسافروں کی طرح ہم جنجروں کی باڑھ شمشیروں کی چبھتی نوک پر زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے آپ کی مہربانی آپ کا شکریہ کہ آپ نے اپنی بات اور التزامات کے لاعلاج تعصب سے ہمیں نجات دی پرزہ سرائی توہین آمیز تنقید سے ہمیں بچایا ہمارے ساتھ دوستی سا مہربان نیکی سا یاد آور رفاقت سا غمگسار پھولوں کی بے ضرر مسکراہٹ سایہ دار درختوں کی آسودہ حالی کا سا عمدہ سلوک کیا سلطان محترم ہم جہاں بھی جائیں گے جہاں بھی زندگی کی ضرورتیں ہمیں لے جائیں گی' زندگی بھر آپ کے احسان تلے دبے رہیں گے خداوند قدوس کے بعد آپ کی ہی کی ذات ہے جس نے اپنے دلائل و براہین سے ہمارے پاؤں سے غلامی کی زنجیر گراں بار کو علیحدہ کیا۔

اب خداوند قدوس کے بعد آپ کی ذات کی وجہ سے میں اور اعتماد خاں دونوں برق کی تیز گامی روشنی کی سبک خرامی دم بخود کر دینے والے علم سرنگوں کر دینے والی حکمت کی طرح آزاد ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں رکا مزید کچھ کہنا چاہتا تھا اس کی بات کاٹتے ہوئے سلطان مظفر بڑے پیار اور شفقت اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ اٹھا۔

''قیصر خاں میرے بیٹے ایسی کوئی بات نہیں ہے میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا' گلابوں کے تازہ بدن سے تمہارے کارناموں خوش رنگ خوابوں کی سی تمہارکارگزاری خوشبوؤں کی لہروں تبسموں کے اجالوں جیسی تمہاری کارکردگی نے یہاں تک پہنچایا بس یوں جانو خداوند قدوس کے حکم اور اس کی مہربانی سے اس نے تمہیں آندھیوں کی شناسائی سی تمہاری شجاعت آزادی کے تڑپتے جذبوں جیسی تمہاری

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

جراتمندی کی بے صوت حکایات سی تمہاری دلیری گری نبض حیات کی سی تمہاری ہمت کی وجہ سے تمہیں اس مقام پر پہنچایا میں جب تک زندہ ہوں تمہاری اس شجاعت' جراتمندی' دلیری اور ہمت کے گن گاتا رہوں گا۔'' سلطان مظفر کی اس گفتگو سے سب خوش ہوگئے تھے یہاں تک سلطان نے موضوع بدلا اور سب سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں آپ سب لوگوں کو ایک ہفتے کی مہلت دیتا ہوں ایک ہفتے کے اندر اندر اپنی تیاری کو آخری شکل دے لیں' کل آپ سب لوگوں کو ساتھ لے کر میں خود مستقر کی طرف جاؤں گا اور وہ لشکر تیار کیا جائے گا جو نظام الملک صفدر خاں اور نصرت خاں کے تحت کام کرے گا اور جس لشکر نے قیصر خاں اور اعتماد خاں کے ساتھ کام کرنا ہے اس کا تعین پہلے ہی ہو چکا ہے۔''

سلطان کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا تھا لہٰذا سلطان نے وہ اجلاس ختم کر دیا تھا اور ایک ہفتے بعد سلطان کے سالار نظام الملک نے اپنے دو ساتھی سالاروں صفدر خاں اور نصرت خاں کے ساتھ اپنے لشکر کو لے کر رانا سانگا کا رخ کیا تھا جب کہ ایدر کے راجہ بہادر مل کو سلطان نے اپنے مرکزی شہر محمد آباد ہی میں رہنے کا مشورہ دیا تھا۔

☆☆

رانا سانگا ایک روز اپنے لشکریوں کی فلاح بہبود کا جائزہ لے رہا تھا اس موقع پر اس کا سینا پتی کرشن دیو عمدہ تیغ زن سورج مل اس کا داماد رائے مل راج کماری کوشلیا اور دوسرے سالار بھی اس کے ساتھ تھے یہاں تک کہ ایک جگہ ٹھٹھر کر رک گیا اس لیے کہ اس کا ایک مخبر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا رانا سانگا کے سامنے آ کر اس نے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا رانا سانگا کے سامنے آ کر اس نے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے روکا نیچے اترا رونا سانگا کو تعظیم دی پھر رانا سانگا کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا رانا سانگا نے خود بڑی بے چینی اور بڑے بے تابی سے پوچھ لیا۔

''کس سمت سے آئے ہو۔'' جواب میں اس مخبر نے ایک گہری نگاہ رانا سانگا پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''میں سلطان مظفر کے لشکر کی اطلاع لے کر آیا ہوں۔''

یہ الفاظ سن کر رانا سانگا نے خوشی کا اظہار کیا تھا کوشلیا اور رانا سانگا کے دوسرے سالار بھی مطمئن دکھائی دے رہے تھے یہاں تک کہ مخبر بول اٹھا۔

''رانا اصل بات یہ ہے کہ ایدر کا نیا راجہ بہادر مل اپنے باپ کے مرنے اور ہمارے لشکر سے شکست کھانے کے بعد گجرات کے سلطان مظفر کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے خلاف اس نے مدد کی درخواست کی ہے' اسی درخواست کے نتیجے میں گجرات کے سلطان نے ایک لشکر آپ کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا ہے اس لشکر کی روانگی شاید بہت پہلی ہوتی لیکن بہادر مل کے وہاں پہنچ کر مدد کی درخواست کرنے کے بعد سب پہلے گجرات کے سلطان نے اپنے سالاروں قیصر خاں اعتماد خاں صفدر خاں اور نصرت کو اپنی سرحدوں سے واپس اپنے مرکزی شہر بلا لیا اب قیصر خان اور اعتماد خاں کو تو سلطان مظفر نے اپنے پاس رکھ لیا ہے جب کہ اپنے بزرگ سالار نظام الملک کو ایک لشکر دے کر آپ کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا ہے اور نظام الملک کی مدد کے لیے نصرت خاں اور صفدر خاں کو اس کے ساتھ کیا ہے۔''

یہ الفاظ سن کر رانا سانگا کچھ پریشانی کا اظہار کرنے لگا تھا یہاں تک کہ مدھم سی آواز سے بولا اور کہنے لگا۔

''میں جو امید لگائے بیٹھا تھا وہ پوری نہیں ہوئی میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ گجرات کا سلطان مظفر اس بار بھی ہم سے ٹکرانے کے لیے اپنے سالار قیصر خاں کو روانہ کرے گا اور میں نے ہر صورت میں تہیہ کیا ہوا تھا اس کا سر اس جنگ کے دوران کاٹوں گا میری منصوبہ بندی یہ تھی پہلے تو سورج مل اس سے ٹکرائے گا مجھے پکی پختہ امید تھی کہ سورج ملک اسے کاٹ کے رکھ دے گا لیکن افسوس وہ اس لشکر میں شامل نہیں جو ہمارا مقابلہ کرنے

کے لیے نظام الملک کے تحت آ رہا ہے۔''

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب راج کماری کوشلیا نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''پتا جی اگر وہ یعنی قیصر خاں اس لشکر میں شامل نہیں تو کوئی بات نہیں پھر بھی سہی لیکن اس جنگ کے دوران انفرادی مقابلے کے لیے ہم سورج مل کو نکلیں گے ظاہر ہے مسلمانوں کے لشکر کا سالار نظام الملک تو مقابلے میں نہیں آئے گا صفدر خاں یا نصرت خاں دونوں میں کسی کو بھیجے گا جس کسی کو بھی بھیجے گا سورج مل لمحوں کے اندر اس کی گردن کاٹ کے رکھ دے گا اس طرح ہمارے لشکریوں کے حوصلے بلند اور مسلمانوں کے لشکر میں ایک بے چینی پھیل جائے گی اور یہی بے دلی ان کے مقابلے میں ہماری فتح مندی اور کامیابی کا باعث بن سکتی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد راج کماری کوشلیا رکی پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''پتا جی ابھی بہت مواقع آئیں گے کہ قیصر خاں کے ساتھ ٹکرانا ہوگا کسی نہ کسی ٹکراؤ میں اسے ہم زیر ضرور کریں گے۔'' راج کماری کوشلیا جب خاموش ہوئی تب گہری سوچوں میں کھویا ہوا رانا سانگا چونکا پھر کہنے لگا۔

''گو ہم نے اس کا سر کاٹنے کا تہیہ کر رکھا ہے لیکن اس کا سر کاٹتے وقت مجھے افسوس بھی ہوگا۔''

رانا سانگا کے ان الفاظ پر راج کمارج کوشلیا چونکی اور جستجو بھرے انداز میں رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھ لیا۔

''پتا جی وہ کیوں۔؟''

اس موقع پر رانا سانگا کہیں دور کھو گیا تھا بوجھل سی آواز میں کہنے لگا۔ ''کوشلیا میری بیٹی کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ ایسے تابناک جنت کا سپنا اور سربلندی اور سرفرازی کا باعث بننے والے جواہر و گوہر بہت کم ملتے ہیں ایسے جوان کاروان انقلاب کا اجالا حوالہ بنتے ہیں جو زندگی کی نحوست میں بلندیوں کا کمال وقت کے مصور میں فطرت کی قہرمانیت بن جاتے ہیں میری بیٹی اکثر تنہائی میں میں سوچتا ہوں کہ کاش قیصر خاں جیسا نایاب سالار میرا بیٹا ہوتا اگر ایسا ہوتا تو میں دنیا کے سامنے وہ کارہائے نمایاں پیش کرتا کہ لوگ دنگ رہ جاتے۔'' یہ الفاظ سن کر راج کماری کوشلیا عجیب سے انداز میں اپنے پاس رانا سانگا کی طرف دیکھے جا رہی تھی یہاں تک کہ وہ سنبھلی پھر مسکرائی رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''پتا جی لگتا ہے کہ آپ دن کے وقت خواب دیکھنے لگے ہیں اب حقیقت یہ ہے کہ گجرات کے سلطان مظفر کا سالار نظام الملک اپنے ساتھیوں کے صفدر خاں اور نصرت خاں کے ساتھ ایک لشکر لے کر ہم سے مقابلہ کرنے کے لیے آ رہا ہے اور ہمیں اس سے فکر ہے قیصر خاں کی بات پتا جی بعد میں ہوگی۔''

راج کماری کوشلیا کے ان الفاظ سے رانا سانگا نے اتفاق کیا پھر وہ پہلے کی طرح اپنے سالاروں اور راج کماری کوشلیا کے ساتھ اپنے لشکریوں کے احوال کا جائزہ لینے لگا تھا۔

☆☆

عصر کے بعد نظام الدین صفدر خاں اور نصرت خاں تینوں اپنے لشکر کو لے کر رانا سانگا کے لشکر کے سامنے آئے اور وہاں انہوں نے پڑاؤ کرنا شروع کر دیا تھا اس موقع پر تینوں سالار اپنے لشکر کے سامنے آ کے کھڑے ہوگئے تھے تاکہ اگر رانا سانگا اچانک حملہ آور ہو کر بددیانتی کرنے کی کوشش کرے تو اس سے نمٹا جا سکے۔

جس وقت نظام الملک کا لشکر پڑاؤ کر رہا تھا اس وقت رانا سانگا اپنے سینا پتی کرشن دیو سورج مل اور رائے مل اپنی راج کماری کوشلیا اور دوسرے سالاروں کے ساتھ اپنے لشکر کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا راج کماری کوشلیا تھوڑی دیر تک نظام الملک کے لشکر کا جائزہ لیتی رہی پھر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے باپ رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''پتا جی مسلمانوں کے تینوں بڑے سالار اپنے لشکر کے سامنے کھڑے ہیں اور ان میں قیصر خاں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

نہیں پتاجی اس بار بھگوان نے چاہا تو ہم مسلمانوں کو بدترین شکست دیں گے پتاجی کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے مقدر میں کامیابی اور فتح مندی لکھی جا چکی ہوتی ہے اور وہ قیصر خاں جیسے ہوتے ہیں اب جب کہ وہ اس لشکر میں نہیں ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ ہماری کامیابی ہماری کامرانی یقینی ہے' پتاجی آج رات دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر کے انتظار کرتے ہیں کل صبح جنگ کا ابتدا کریں گے پہلے سورج مل کر انفرادی مقابلے کے لیے بھیجیں گے اور یہ مسلمانوں کے سالاروں کو للکارے گا کہ جو بھی پسند کرے تیغ زنی کا مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں نکلے۔ سورج مل جب انفرادی مقابلہ جیت کر نکلے گا تو ہمارے لشکریوں کے حوصلے بلند اور مسلمانوں کے لشکر نے ایک بددلی چھا جائے گی کل صبح یہ بھی دیکھیں گے سورج مل کے مقابلے میں سلطان مظفر کے سالاروں میں سے کون نکلتا ہے اور کون اپنی گردن کٹواتا ہے۔"

راج کماری کوشلیا جب خاموش ہوئی تب ہلکی سی مسکراہٹ میں رانا سانگا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"میری بیٹی تو ٹھیک کہتی ہے اور میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ سلطان مظفر کے آنے والے اس لشکر کی تعداد ہم سے بہت کم ہے اس کا مطلب ہم بہت جلد اس پر قابو پالیں گے ایک بار ہم مظفر کے کسی لشکر کو شکست دے لیں تو پھر اس کے خلاف ہم شکستوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر دیں گے پھر دیکھیں گے کہ سلطان مظفر کا کیسے کوئی اور لشکر خم ٹھونک کر ہمارے مقابل آتا ہے۔"

رانا سانگا کے ان الفاظ پر اس کی راج کماری کوشلیا ہی نہیں وہاں کھڑے دوسرے سالار بھی خوش ہو گئے تھے اس کے بعد رانا سانگا اپنے راج کماری کوشلیا کو لے کر لشکر کے پچھلے حصے کی طرف چلا گیا تھا اس طرح دونوں لشکریوں نے ایک شب ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر کے گزاری اور اگلے روز سب سے پہلے رانا سانگا نے اپنے لشکر میں جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے طبل پیٹنے کا حکم دیا تھا۔

جواب میں نظام الملک صفدر خاں اور نصرت کے لشکر بھی بڑے بڑے طبل اور دھنیں بجنے لگی تھیں کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا اس موقعہ پر رانا سانگا اور اس کا سینا پتی سورج مل دوسرے سالار راج کماری کوشلیا اپنے لشکر کے سامنے آن کھڑے ہوئے تھے جب کہ دوسری طرف نظام الملک صفدر خاں اور نصرت خاں بھی تنوں اپنے لشکر کے سامنے بالکل مستعد ہو چکے تھے ایسے میں بڑا تیغ زن سورج مل اپنے گھوڑوں کو ایڑ پر ایڑ لگا کرتا اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا دونوں لشکریوں کے بیچ میں آیا پھر نظام الملک کے لشکر کی طرف منہ کرتے ہوئے اس نے سلطان مظفر کے سالاروں سے انفرادی مقابلے کے لیے اپنا مدمقابل مانگا تھا۔

نظام الملک صفدر خاں اور نصرت خاں تینوں اپنے لشکر کے سامنے بالکل مستعد کھڑے رہے اور ان میں سے کوئی بھی حرکت میں نہ آیا اس لیے کہ سارا معاملہ پہلے سے طے شدہ تھا اس موقع پر کوشلیا بے پنا خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے باپ رانا سانگا مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"پتاجی نہ سلطان مظفر کے لشکر میں سے اس کوئی بھی سالار سورج مل کے ساتھ انفرادی مقابلے کرنے کے لیے نہیں نکل رہا۔ میرا دل کہتا ہے.....!!"

یہاں تک کہتے کہتے راج کماری کوشلیا کو رک جانا پڑا اس لیے عین اسی لمحہ لشکر کے اندر سے قیصر خاں نکلا حسب سابق اس نے اپنے خود کے نقاب سے اپنا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا اور گھوڑے کو ایڑ پر ایڑ لگاتا ہوا میدان جنگ کی وسطی حصے کی طرف بڑھا تھا جوں ہی راج کماری کوشلیا نے اسے دیکھا وہ دنگ رہ گئی' پریشان ہو گئی رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"پتاجی یہ جو مسلمانوں کے لشکر سے نکل کر سوا انفرادی مقابلے کے لیے آرہا ہے یہ تو گجرات سلطان مظفر کا وہی سالار جس کا نام قیصر خاں ہے

بھی وہی ہے اس پر بیٹھا سوار بھی وہی ہے' یہ اپنا چہرہ اپنے خود سے ڈھانپے ہوئے اور گھوڑے پر وہ اس طرح استوار اور مستحکم بیٹھا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے قیصر خاں کی طرح ہی دراز قد اور کڑیل قسم کا جواں ہے۔"

راج کماری کوشلیا جب خاموش ہوئی تب رانا سانگا کہنے لگا۔

"بیٹی اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں اول یہ کہ اس بار قیصر خاں اس لشکر میں ایک چھوٹے سالار یا عام لشکری کی حیثیت سے کام کر رہا ہے اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ قیصر خاں نہیں اس جیسا اور اسی کی طرح کا کوئی چھوٹا سالار ہے بیٹی گھوڑوں کے رنگ آپس میں بھی مل سکتے ہیں اور بہت سے لشکری میدان جنگ میں اپنے خود کا نقاب اپنے چہرے پر بھی ڈال لیتے ہیں اور انفرادی مقابلوں میں ایسا اکثر میں نے دیکھا ہے میرا اپنا اندازہ ہے کہ قیصر خاں نہیں ہو سکتا یہ اس لیے اگر قیصر خاں لشکر میں شامل ہوتا تو یقیناً وہ اس لشکر کی کمان داری کر رہا ہوتا۔"

رانا سانگا کے ان الفاظ کا جواب کوشلیا نے کچھ نہ دیا اسی لیے کہ قیصر خاں اپنے گھوڑے کو سورج مل کے سامنے آن روکا تھا پھر سورج مل نے قیصر خاں کو مخاطب کیا۔

"جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے ذرا اپنا نام کہو۔" اس موقع پر دھیمے سے لہجے میں سورج مل کو آواز سنائی دی۔

"میرا نام قیصر خاں ہے۔"

سورج مل چونکا تھا تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہنے لگا۔ "کیا تم نے ہی اس سے پہلے ہمارے لشکر کو تین بار شکست دی اور تم نے ہی کیا ہمارے سابق سینا پتی زنبیر سنگھ کا سر کاٹا تھا۔"

اس بار قیصر خاں کی کھولتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اس کا بھی سر کاٹا تھا اور آج اس میدان میں تیرا سر بھی میرے ہاتھوں کٹے گا۔"

قیصر خاں کے ان الفاظ پر سورج مل تاؤ کھا گیا تھا کہنے لگا۔ "یہ تیری خام خیالی ہے جب میرے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ساتھ ٹکراؤ گے تو یاد رکھنا میں تو تمہیں امیدوں کے صحرا میں دربدری کے آزار پتھروں کے لمحات میں کالے تمدن کے عذاب میں مبتلا کر کے تیرے ذہن کو تیری نیت کو خراب تیرے ارادوں کو ناپاک اور تیرے مقاصد میں خباثتیں بھر کر رکھ دوں گا۔ سن قیصر خاں انفرادی مقابلے کے دوران جب میں گرم کھولتے لاوے کی طرح تجھ پر ضرب لگاؤں گا تو تیرے جسم و جان کی شادابی کو تشنگی کے قریب اور تیری جذباتی اناولی کو کرچی کرچی تیری خواہشوں کو لخت لخت اور تیرے عزائم کو زخم زخم کر کے رکھ دوں گا۔''

سورج مل اس سے آگے بھی کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے قیصر خاں انتہائی غضبناک اور کھولتے ہوئے لہجے میں بول اٹھا۔

''سورج مل میرا نام قیصر خاں ہے میں تو تیرے جیسے شیطان کی ساری آرزوئیں مرگ کے طوفاں خیز بگولوں ابلیس کے دل کی ساری خواہشیں روح کی تمام امیدیں فنا کی دہکتی آگ اور تیتی کے خوفناک جبر میں تبدیل کر کے رکھ دوں گا میرے حملے تیرے لیے قضا کے عذاب موت کے کرب ثابت ہوں گے سورج مل میں نے اس سے پہلے تیرے جیسے بھونکتے کتے تیرے جیسے غراتے بھیڑیے بہت دیکھ رکھے ہیں آمجھے سے ٹکرا تو پھر دیکھ تیری حالت میں سیاسی روحوں سلگتے لمحوں سسکتی ویرانیوں دکھ کے اندھے کہرام کرب کی کھولتی آتش جیسی کرتا ہوں۔''

سورج مل مزید تاؤ کھا گیا تھا حرکت میں آیا فوراً لہو کی صلیبیں کھڑی کرتے وحشت کے بدترین گردابوں اور احساس کے خیموں کو جلاتی کرب کی آتشیں آندھیوں کی طرح وہ قیصر خاں پر حملہ آور ہو گیا تھا جوابی کاروائی کرتے ہوئے قیصر خاں بھی بوند بوند کو ترستی صدیوں سے بھٹکتی پیاسی خون کی بارش کرتے نفرتوں کے المناک زہر ذہن و دل کے رابطے منقطع کرتے ناکامیوں اور رسوائیوں بھرے خوف اور دلوں کی بستیوں کو ویران کرتے ان گنت بگولوں کی شدت کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

یہاں تک کہ دونوں ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے پھر ایک موقعہ قیصر خاں نے اپنی تلوار کا ایک زوردار وار سورج مل پر کیا دونوں کی تلواریں آپس میں ٹکرائیں' قیصر خاں نے اپنی تلوار کو ایک زوردار جھٹکا آگے کی سمت کو دیا طاقت سے بھرپور اس جھٹکے کو سورج مل برداشت نہ کر سکا اور اپنے گھوڑے سے گر گیا۔

آندھی اور طوفان کی طرح قیصر خاں بھی اپنے گھوڑے سے کودا اور جس وقت سورج مل اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال کر کھڑا ہونے لگا قیصر خاں نے آگے بڑھ کر تلوار کی نوک سورج مل کی گردن پر رکھ دی تھی پھر انتہائی غصے میں کہنے لگا۔

''سورج مل انفرادی مقابلے کی ابتدا سے پہلے تو قلزموں کے قزاقوں کی طرح بھونکتا تھا اور راستوں کے رہزنوں کی طرح دھمکیاں دیتا تھا اب تیرا سب کچھ کہاں گیا سن ہم اللہ کا لشکر ہیں' ظلم کو مٹانی روشنی کا سیلاب ہیں میرے پاس وقت نہیں کہ میں تجھے پھر اٹھ کر مقابلہ کرنے کا دوسرا موقعہ دے سکتا۔'' اس کے ساتھ ہی قیصر خاں نے اپنی تلوار بلند کر کے گرائی اور سورج مل کی اس نے گردن کاٹ کر رکھ دی تھی پھر سورج مل کا گھوڑا لے کر وہ واپس اپنے لشکر کی طرف چلا گیا تھا' سورج مل کے مارے جانے کے بعد رانا سانگا نے حملہ آور ہونے میں دیر نہیں کی اس لیے کہ وہ جانتا تھا دیر کرنے کی صورت میں اس کے لشکر کے حوصلے سورج کے مارے جانے سے پست ہو جائیں گے لہٰذا وہ فوراً حرکت میں آیا اور اس نے نظام الملک صفدر خاں اور نصرت خاں کے لشکر پر مقدر کی بدنامی اور عریانی پیلے پتوں کے بے پاں خروش زندگی کی مضطرب کراہوں اور خوفناک سپنے بنتی لہروں کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

جوابی کاروائی کرتے ہوئے نظام الملک صفدر خاں اور نصرت خاں بھی زیروزبر کر دینے والی سیال آتش شکن شکن کرتی خونی آندھیوں کے بگولوں اور لخت لخت صداؤں میں موت کے متلاشی جذبوں کی

طرح حملہ آور ہو گئے تھے دونوں لشکریوں کو ٹکرائے ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اچانک اپنے لشکر کے پیچھے ہی رہتے ہوئے پڑاؤ میں سے قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ آگے گئے اور پھر رانا سانگا کے لشکر کے ایک پہلو پر وہ دونوں جبر کی دھول اڑاتے مشیت کے کارکنان وقت کی چادر سکیڑتے در و دیوار کو شکستہ' تہذیب کے خیموں کو بوسیدہ کرتے بے زنجیر خونی طوفانوں اور خونی شکنیں ڈال کر عاسیوں کے بیچ تک کھول دینے والے فنا جذبوں کے خروج قیامت خیز ہنگاموں طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

رانا سانا کی بدقسمتی جس سمت سے اس کے لشکر پر قیصر خاں اور اعتماد خاں حملہ آور ہوئے تھے راج کماری کوشلیا جنگ میں حصہ لیتے ہوئے اپنے لشکریوں کو وہیں للکار رہی تھی یہ صورت حال دیکھتے ہوئے چند دستوں کے ساتھ قیصر خاں آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھا اس وقت راج کماری کوشلیا کی پشت اس کی طرف تھی اس کے لشکریوں کو کاٹتے ہوئے وہ اس کے قریب گیا پھر اپنے گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھی ہوئی کمند کھولی اور اسے اس انداز سے اور ایسی ہنرمندی سے پھینکا کہ کمند راج کماری کوشلیا پر جا گری تھی اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ قیصر خاں نے اپنی کمند کو کھینچا تو راج کماری کوشلیا اپنے گھوڑے سے نیچے گر گئی تھی' قیصر خاں نے تھوڑا سا اپنی طرف کھینچا پھر ساتھ اپنے دوستوں کو لیے اردگرد لڑتے رانا سانگا کے لشکریوں پر ایک ایسا خوفناک حملہ کیا کہ انہیں پسپا کر دیا۔ اس سے فائدہ اٹھا کر قیصر خاں نے آگے بڑھ کر راج کماری کوشلیا پر نظر ڈالی پھر ہاتھ کے اشارے سے اپنے چھوٹے سالار کو بلایا جب وہ قریب آیا تب قیصر خاں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جنگ اس وقت زوروں پر آ گئی ہے میں اعتماد خاں کے ساتھ مل کر حملہ آور ہونے کا پہلو بدلنے لگا ہوں یہ رانا سانگا کی راج کماری ہے' اپنے چند لشکریوں کے ساتھ اسے اپنے پڑاؤ لے جاؤ ایک خیمہ میں رکھو اور خیمے پر پہرہ لگا دو تاکہ یہ بھاگنے نہ پائے۔'' اس کے ساتھ ہی راج کماری کوشلیا کو اپنی گرفت میں لے کر وہ چھوٹا سالار اور چند لشکری اپنے پڑاؤ کی طرف چلے گئے تھے ان کے جانے کے بعد قیصر خاں نے اعتماد خاں کے ساتھ حملہ آور ہونے کا رخ بدلا پھر وہ رانا سانگا کے لشکر کے انتہائی پشتی حصے کی طرف بڑھا اور اس حصے پر اس نے دہکتی آگ کی بے جہت جنوٹ دکھ کی لہروں درد کے بھنور کھڑے کرتے وحشی لمحوں لبوں کی مٹھاس راحتوں کے خواب چھین لینے والی زست کی اذیت ناکیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اس طرح سامنے اور پشت دونوں جانب سے رانا سانگا کے لشکر کی حالت بڑی تیزی سے ابتر ہونے لگی تھی اس کے لشکری تلواروں کا شکار ہو کر دم توڑ رہے تھے اور پھر آہستہ آہستہ اسے لشکر کی حالت بڑی تیزی سے دم توڑتی سسکیوں' سہمی وادیوں' اجڑے کوہستانوں کی پہلی رتوں کے زہر جلتے سپنوں اور لحمد کے خشک پھولوں سی ہونا شروع ہو گئی تھی یہاں تک کہ رانا سانگا نے اندازہ لگا لیا کہ اب اس کی شکست یقینی لہٰذا بچے کھچے لشکر کو سمیٹا اور اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ کھڑا ہوا مورخین کا کہنا ہے کہ شکست اٹھانے کے بعد رانا سانگا کا دامادرائے مل بیچانگر کے کوہستانی سلسلہ کی طرف بھاگ گیا تھا کچھ دور تک قیصر خاں اور اعتماد خاں نے نظام الملک اور دوسرے سالاروں نے رانا سانگا کا تعاقب کیا پھر وہ واپس میدان جنگ میں آئے اور رانا سانگا کے پڑاؤ کی ہر چیز کو انہوں نے سمیٹنا شروع کر دیا تھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

قیصر خان نے اپنے چھوٹے سالاروں کے حوالے راج کماری کوشلیا کو کیا تھا' وہ راج کماری کو اپنے پڑاؤ کے اندر قیصر خان کے خیمہ میں ہی لے گیا' خیمہ میں اسے بٹھایا اور خیمے کے گرد اس نے کڑا پہرہ لگا دیا تھا خود بھی وہاں ہی مستعد ہو کر کھڑا ہو گیا تھا اس موقع پر راج کماری کوشلیا نے جب اندر سے آواز دی تو ایک لشکری خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا اور راج کماری کوشلیا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کیا تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے۔"

کوشلیا نے نفی میں گردن ہلائی پھر کہنے لگی۔

"مجھے تم لوگ کب تک اس خیمے میں بند کر کے رکھو گے' دیکھو اگر تم مجھے زمین کی تہہ میں بھی لے جاؤ گے تو میرا باپ میری حفاظت اور میری سلامتی کی خاطر مجھے وہاں سے بھی نکال لے گا تم اس کے قہر اور اس کے غضے سے واقف نہیں ہو تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ مجھے جانے دو ورنہ تم سب کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو پھر اپنے اس سالار کو بلاؤ جس نے کمند پھینک کر مجھے گرفتار کیا ہے جس کا نام قیصر خان ہے تا کہ میں اس کے ساتھ فیصلہ کن بات کر لوں۔"

یہ گفتگو قریب کھڑے چھوٹے سالار نے بھی سن لی تھی لہٰذا وہ قریب آیا اور راج کماری کوشلیا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اگر تم رانا سانگا کی بیٹی ہو راج کماری ہو تو اس سے ہماری ذات پر کوئی اثر نہیں پڑتا تمہاری حیثیت چونکہ جنگی قیدی کی سی ہے ہمارے امیر اور ہمارے سردار نے تمہیں گرفتار کیا ہے اور ہمیں حکم دیا ہے تمہیں خیمے کے اندر اسیر رکھا جائے لہٰذا تم اس وقت تک خیمے میں رہو گی جب تک ہمارے سالار قیصر خان تمہارے لئے دوسرا حکم جاری نہیں کرتے' رہی بات تمہارے باپ کی تو یہ بات اپنے دل میں رکھ لو تمہارے باپ کو تو ہمارے سالاروں نے کھنگال کر رکھ دیا ہے اسے بدترین شکست ہوئی ہے اور وہ میدان جنگ میں ہر چیز چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ تمہارے باپ کے لشکر کو بھی ہمارے لشکر نے خوب دھویا ہے۔"

یہاں تک کہتے کہتے وہ چھوٹا سالار خاموش ہو گیا اس لئے اس نے دیکھا کہ ایک طرف سے اپنے گھوڑے پر سوار قیصر خان آتا دکھائی تھا' باقی لشکر بھی رانا سانگا کے پڑاؤ کی ہر شے کے علاوہ گھوڑوں اور بار برداری کے جانوروں کو بھی سمیٹتا ہوا پڑاؤ کی طرف آ رہا تھا۔

اپنے خیمے کے قریب آ کر جب قیصر خان نیچے اترا تب وہ چھوٹا سالار قریب گیا' قیصر خان کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہنے لگا۔

"راج کماری کوشلیا آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔" اس پر ایک لشکری نے آگے بڑھ کر قیصر خان کے گھوڑے کو خیمے کے کھونٹے سے باندھ دیا تھا' قیصر خان چھوٹے سالار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اس بلا کو میرے خیمے میں لے آئے ہو بہر حال فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں' اس نے تم لوگوں کو دھمکی دی ہو گی کہ مجھے چھوڑ دو ورنہ میرا باپ بہت سخت ہے ایسے نکمے بزدل باپ ہم نے بہت دیکھ رکھے ہیں تم فکر نہ کرو میں اس سے خود بات کرتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی قیصر خان خیمہ کے دروازے پر آیا اس وقت اس نے اپنے چہرے سے خور کا نقاب ہٹا رکھا تھا اسے دیکھتے ہی راج کماری کوشلیا اس کی طرف متوجہ ہوئی کچھ کہنا چاہتی تھی قیصر خان نے اسے مخاطب کیا۔

"میرا نام قیصر خان ہے میں سلطان مظفر کا کے لشکر کے ایک حصہ کا کمان دار ہوں' میرے چھوٹے سالار نے بتایا کہ تم کچھ کہنا چاہتی ہو کہو کیا بات ہے۔" قیصر خان خیمے میں داخل نہیں ہوا تھا خیمے کے دروازے پر ہی کھڑے ہو کر اس نے یہ الفاظ ادا کئے تھے اور ان الفاظ کے جواب میں راج کماری کوشلیا بھڑکتی شہد کی مکھیوں کے سے غصے اور کوہستانوں میں بپھڑی بے روک آندھیوں کے سے غضب میں بولی اٹھی اور کہنے لگی۔

"دیکھو مجھے رہا کر دو مجھے جانے دو ورنہ تم لوگ پچھتاؤ گے ابھی تک میرے باپ کو یہ خبر نہ ہوئی ہو گی

کہ مجھے گرفتار کر لیا گیا ہے اور میں اس سے جدا ہو گئی ہوں جس وقت اسے پتہ چلے گا میں یہ بات تم لوگوں کی سماعت میں ڈالنا چاہتی ہوں کہ میرا باپ میری خاطر وقت کے بدترین سانحے آلام بھری مہیب آوازوں کی طرح تم لوگوں پر ضرب لگائے گا اور تمہاری حالت دیو لاخوں کے یخ کدوں اور نحوست کے سرد گرداب سی بنا کر رکھے گا اور تم لوگوں کی حالت میرے باپ کے سامنے کلفتوں بھرے کوچہ و بازار ٹیلوں سے لپٹ کر روتی ویرانیوں اور مفلس کے جھونپڑے میں اونگھتی بھوک سی بدتر ہو کر رہ جائے گی۔"

راج کماری کوشلیا کے ان الفاظ کے جواب میں ہلکا سا تبسم قیصر خان کے چہرے پر نمودار ہوا پھر کہنے لگا۔

"تم اپنے کس باپ کی بات کر رہی ہو' اس کی جس کے جبر و ضبط کی دوڑیں جس کے کشاکش ہائے افکار ظلم کے لمبے ہاتھوں کی حالت ہم نے گرد دی رکھے خوابوں جلا وطن امیدوں زندان میں مرتی خواہشوں اجاڑ شام کے اندھے سایوں سی کر کے رکھ دی ہے اسے ہم نے ذلت آمیز شکست دی ہے دیکھو آئندہ اگر اس نے پھر ہم سے ٹکرانے کی کوشش کی تو رانا سانگا کی بیٹی کی حیثیت سے میں تم پر واضح کرتا ہوں کہ ہم رانا سانگا پر کڑے موسموں کی قہرمانیوں تخریب کی کھولتی آتش کے آلام کی طرح حملہ آور ہوں گے کہ تمہارے باپ کی حالت صحرا کی بے صدا گرد یکوت کی بیکراں گود میں فضا کی خاموش محرابوں سے بھی بدتر ہو جائے گی' تمہارا باپ رانا سانگا اپنے آپ کو فطرت کی سحر کاری اور وقت کے مستقل تیور کی طرح ناقابل تسخیر خیال کرتا ہے اور آج ہم نے اسے بدترین دے کر یہ ثابت کر کے رکھ دیا ہے کہ اس کی حیثیت ہمارے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔

خاتون مطمئن رہنا ہم تمہارے معاشرے کی عصمتوں کے بیوپاری نیکی اور بدی کے سنگھم پر بے حیائی کا رقص کرنے والے لوگ نہیں ہیں تم نے خود اپنی بولتی خوبصورتی آنکھوں جلال آگیں جمال گلابی عارض کی لالا کاری لال ہونٹوں چہچہاتے پرندوں کی مترنما دردلبریا آواز کا سودا کیا تھا اور یہ اعلان کیا تھا کہ جو مسلمانوں کے سالار قیصر خان کو قتل کرے گا اس کا سر کاٹے گا' اس سے تم شادی کر لو گی' اس مقصد کے لئے دوسورما سانول داس اور سورج مل کا انتخاب بھی کیا گیا ہے لیکن تم لوگوں کی بدقسمتی کہ وہ دونوں انفرادی مقابلے میں میرے ہاتھوں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ آنے والے دور میں بھی یہ اعلان نہ کرنا کہ جو قیصر خان کی گردن کاٹے اس سے تم شادی کر لو گی' ایسا کرنے سے کئی لوگوں کے سر کاٹے جائیں گے اور اس کا فائدہ بھی کوئی نہیں ہو گا' خاتون ایک بات اپنے پلے میں باندھ کر رکھنا میرے محترم خداوند قدوس نے جب تک میری زندگی رکھی ہوئی ہے اس وقت کوئی میرا سر کاٹ نہیں سکتا اور جب خداوند قدوس کی طرف سے میری مہلت تمام ہو جائے گی تو پھر مجھے زندہ رکھنے کی کوئی ضمانت بھی نہیں دے سکتا ہم تمہیں زیادہ دن بھی اپنے پاس نہیں رکھیں گے تمہارے باپ کو شکست دے کر ہم نے اسے یہ سبق دے دیا ہے کہ وہ ناقابل تسخیر نہیں ہے ہم جب جس وقت چاہے اس پر وارد ہو کر اسے شکست اور ہزیمت سے دوچار کر سکتے ہیں تمہیں بھی ہم ایک سبق دے کر واپس کر دیں گے اور یہ سبق آج نہیں قتل دیں گے آج کی شب تمہیں اس خیمہ میں ایک اجنبی مہمان کی حیثیت سے بسر کرنا ہو گی' دیکھ خاتون تمہاری جان' تمہاری عزت' تمہاری آبرو' تمہارا ناموس یہاں ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گا جو نگاہ میلی بن کر تمہاری طرف دیکھے گی وہ نقصان اٹھائے گی جو ہاتھ دراز ہو کر تمہاری طرف بڑھے گا کاٹ دیا جائے گا لہٰذا مطمئن رہو یہ خیمہ میرا ہے اس خیمے کی سادگی پر پریشان مت ہونا اس لئے کہ میں اس سے پہلے بھی اس سے زیادہ سادہ زندگی بسر کرتا رہا ہوں' خاتون تمہارا باپ شکست اٹھا کر اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ گیا ہے اور تمہارا تمہاری بڑی بہن کوتلیا کا شوہر رائے مل وہ بھی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اپنے آپ کو ناقابل تسخیر خیال کرتا تھا وہ جان بچانے کی طرح کوہستانی سلسلوں کی طرف بھاگا ہے میں تمہارے سامنے یہ نہیں کہتا کہ تمہارے باپ کو میں نے شکست دی ہے اور میں ناقابل تسخیر ہوں۔ زندگی میں مجھے بھی شکست ہوسکتی ہے دوسروں کو تلوار کا گھاؤ لگ سکتا ہے تو ایسا زخم مجھے بھی لگ سکتا ہے اس لئے کہ میں پتھر اور لوہے کا تو نہیں بنا ہوا پھر میں کسی اونچے خاندان سے بھی تعلق نہیں رکھتا۔ خاتون جس مقام پر میں کھڑا ہوں۔ کیا ہے میں غلام تھا اور آج میں سالار ہوں سالار کی حیثیت سے مجھے فتح بھی نصیب ہوسکتی ہے اور میرے مقدر میں شکست بھی آسکتی ہے آج تم لوگوں کو شکست ہوئی ہے تو اس سے تم لوگوں کو سبق سیکھنا چاہیے کہ تم لوگ کیوں ماضی میں اپنے ہمسایوں کے علاقوں پر چڑھ دوڑتے رہے ہو' راج کماری وحشت کے ساتھ تمہارا نام ہمارے سامنے بڑا نمایاں ہوکر آتا رہا ہے کہ تم ہمارے علاوہ دوسری مملکت کے علاقوں میں یلغار اور تر کتاز کرنے کی بڑی شوقین ہو تمہاری اس جرات کی وجہ سے تمہاری گردن بھی کاٹی بھی جاسکتی تھی لیکن ہم تمہارے خلاف تادیبی کارروائی نہیں کریں گے بس تم سے اتنا کہنا ہے کہ تمہیں صرف ایک شب اس خیمے میں بسر کرنا ہوگی۔ کل تمہارا امتحان ہوگا' امتحان کیا ہوگا یہ تمہیں اس وقت بتایا جائے گا لیکن ہم تمہیں کٹھن مہم یا امتحان میں نہیں ڈالیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خان رکا پھر دوبارہ کوشلیا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''خیمہ میں بالکل پرسکون رہنا خیمہ کے اردگرد پہرہ ہوگا بھاگنے کی کوشش کروگی تو ماری جاؤ گی لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمارے ہاں سے امن وسلامتی کے ساتھ' معزز مہمانوں کی طرح رخصت ہو اور واپس اپنے باپ کے پاس چلی جاؤ اور واپس جا کے اپنے باپ سے کہنا کہ جس طرح تم شبنم میں نہاتی اپنی قسمت کا چہرہ یہاں لے کر آئی تھی ویسا ہی لے کر تم اپنے باپ کے پاس لوٹ آئی ہو تمہارا کھانا یہیں آئے گا کمرے میں بستر لگا ہے آرام کر لینا اس کے ساتھ ہی قیصر خان وہاں سے ہٹ گیا تھا چھوٹے سالار کے ساتھ رازداری کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے اسے کچھ سمجھایا پھر وہ وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

اپنے خیمے سے جانے کے بعد قیصر خان سیدھا نظام الملک کے خیمہ کی طرف گیا' وہاں پہلے ہی اس کے پاس اعتماد خان نصرت خان اور صفدر خان اور کچھ دوسرے سالار بیٹھے ہوئے تھے قیصر خان کے داخل ہونے پر سب نے اپنی خوشی کا اظہار کیا پرجوش انداز میں اس کا استقبال کیا' نظام الملک نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھایا پھر بولا اور کہنے لگا۔

''قیصر خان میرے عزیز بھائی یہ رانا سانگا کے خلاف آج کی فتح مندی تمہاری وجہ سے ہے جس انداز میں تم پہلے اس کے لشکر کے ایک پہلو اور اس کے بعد پشت پر حملہ آور ہوئے اس نے رانا سانگا کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور جس وقت رانا سانگا کی راج کماری پر تم نے کمند پھینکی اور وہ اپنے گھوڑے سے گری تو رانا سانگا کے کچھ لشکریوں نے یہ خیال کیا کہ شاید ان کی راج کماری زخمی ہوکر گر گئی ہے اور ماری گئی ہے اس سے بھی وہ حوصلے ہار بیٹھے' اس کے بعد جب تم مزید آگے بڑھے تو آگے رانا سانگا کا سینا پتی روشن دیو تھا وہ اس سے پہلے دوبار تم سے ٹکرا چکا تھا' میرے خیال میں وہ تمہیں اور تمہارے گھوڑے اور چہرے پر نقاب ڈالے رکھنے کی وجہ سے پہچان گیا' فوراً پلٹا تمہارے سامنے سے ہٹ گیا' اس کی اس حرکت سے بھی اس کے لشکریوں کے حوصلے پست ہوئے اور پھر رانا سانگا نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ اس کے لشکریوں کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہو رہی ہے لہٰذا شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد اس نے کہا۔ ''ان تم راجکماری کوشلیا کے متعلق اب تم کیا فیصلہ کرو گے۔''

اس پر قیصر خان مسکرایا اور کہنے لگا۔ ''کوشلیا کو ایک امتحان میں ڈالا جائے گا' اس کی انا پرستی کو ختم کیا جائے گا پھر واپس کر دیا جائے گا۔ میں رات خان

کے خیمے میں بسر کروں گا' اپنے خیمہ کے اردگرد میں نے کڑا پہرہ لگا دیا ہے تاکہ کوشلیا بھاگنے کی کوشش کرے۔ لیکن اس کوشش میں کوئی بھی اسے نقصان اور ضرر نہیں پہنچائے گا۔'' قیصر خان جب خاموش ہوا تب نظام الملک نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''کیا اسے ایک قیدی کی حیثیت سے ہمیں اپنے ساتھ احمد آباد نہیں لے کر جانا چاہیے اور اسے سلطان کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔''

قیصر خان نے نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

''نظام الملک وہ ایک بن بیاہی اور کنواری لڑکی ہے دوسرے یہ کہ راج کماری ہے جب یہاں ہمارے پاس اس کی عزت اس کی جان محفوظ رہے گی تو یاد رکھنا وہ ہمارے احسان تلے دبی رہے گی' آنے والے دور میں ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہونے لوٹ مار کرنے کی کوشش نہیں کرے گی' اور اگر ہم اسے ساتھ اپنے مرکزی شہر قیدی کی حیثیت سے اسے لے جاتے ہیں تو یاد رکھنا رانا سانگا کے ساتھ ہماری ایک دائمی اور مستقل دشمنی شروع ہو جائے گی جو کسی طرح بھی نہ اس کے حق میں اچھی ہے اور نہ ہمارے حق میں ہمسائیوں کے ساتھ تعلقات بہتر ہی اچھے ہوئے ہیں' اس میں فائدہ ہے ہاں اگر ہمسائے کچھ شرارت کریں تو ان پر چڑھ دوڑنا چاہیے۔''

قیصر خان کی اس گفتگو کو سارے سالاروں نے پسند کیا تھا چنانچہ اس کے بعد قیصر خان اٹھ کھڑا ہوا قیصر خان کی طرف دیکھتے ہوئے باقی سالار بھی اٹھ گئے تھے۔ قیصر خان اعتماد خان کے ساتھ اس کے خیمے کا رخ کر رہا تھا۔

☆☆

شکست اٹھانے کے بعد رانا سانگا اور اس کا سینا پتی کرشن دیو ایک جگہ رک گئے اور اپنے لشکر کو بھی روک لیا' اس لئے کہ پورے لشکر میں یہ خبر پھیل گئی تھی کہ راج کماری کوشلیا کو گرفتار کر لیا گیا ہے پہلے کچھ لوگوں کا اندازہ تھا کہ وہ جو گھوڑے سے گری ہے تو شاید زخمی ہوگئی ہے یا مر گئی ہے لیکن اس موقع پر رانا سانگا کے وہ لشکری جو کوشلیا کے اردگرد جنگ میں مصروف تھے انہوں نے پورے لشکر میں یہ خبر پھیلا دی تھی کہ سلطان مظفر کے سالار نے کوشلیا پر کمند پھینکی تھی اور اسے گھوڑے سے گرا کر گرفتار کر لیا تھا۔

اور اب یہ خبر رانا سانگا تک بھی پہنچ گئی تھی کرشن دیو پہلے ہی اس سے آگاہ تھا لہٰذا رانا سانگا نے ایک جگہ اپنے لشکر کو روک دیا سارا لشکر جب رک گیا تب کرشن دیو نے لشکر کا جائزہ لیا۔ رانا سانگا کا داماد چونکہ بیجاپور کے کوہستانی سلسلوں کی طرف بھاگ گیا تھا لہٰذا اس کے متعلق رانا سانگا فکرمند تھا اور جب اس نے اس کے متعلق پوچھا تب ان لشکریوں نے انکشاف کیا کہ شکست کے بعد رائے مل بیجاپور کے کوہستانی سلسلوں کی طرف بھاگا تھا۔

اس موقع پر کرشن دیو رانا سانگا ایک جگہ کھڑے ہوگئے کچھ دیر رانا سانگا خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر کرشن دیو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کرشن دیو اگر میری بیٹی راج کماری کوشلیا کو گرفتار کیا گیا ہے تو ہمارے لئے ایک بہت بڑا حادثہ بلکہ ہمارے لئے ایک لعنت اور ملامت کا سامنا ہے۔ حیرت کی بات کہ گجرات کے سلطان مظفر کا ایک سالار جس کا نام قیصر خان ہے وہی ہمارے قابو میں نہیں آرہا اس جنگ میں بھی ہمیں شکست اس کی وجہ سے ہوئی' ہم یہ اندازہ لگا رہے تھے کہ اس لشکر کی کمان دار سلطان مظفر کا بڑا سالار نظام الملک کر رہا ہے لیکن قیصر خان اس لشکر میں شامل تھا لیکن اس نے اپنے آپ کو لشکر کے اندر چھپا کر رکھا ہوا تھا اور وہ ایک عام لشکری کی حیثیت سے نہیں بلکہ لشکر کے ایک خاصے بڑے کماں دار کی حیثیت سے موجود تھا' اس نے اچانک لشکر سے نکل کر میرے لشکر کے پہلو پر حملہ کیا اور ہماری شکست اور اپنی کامیابی کا در کھولا اور ہمارے منہ پر اتنے طمانچے مارنے کے بعد اس نے اب ہماری کن پٹی پر گھونسا دے مارا ہے۔ کوشلیا کو گرفتار کر کے اس نے ہمیں کئی وسوسوں اور الم ناکیوں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

سے دوچار کردیا ہے کچھ لشکری کہہ رہے تھے کہ اچانک وہ حملہ آور ہوتے ہوئے ہمارے لشکر کے اس حصے میں آن گھسا جس میں کوشلیا کام کررہی تھی' اسنے کمند پھینکی اور کوشلیا کو اس کے گھوڑے سے گرا کر اسے گرفتار کرلیا اب بولو اس سالار سے کیسے نمٹنا چاہیے اور اس کا کیا انجام ہونا چاہیے۔''

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب کرشن دیو کچھ دیر تک غور سے رانا سانگا کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''آپ نے خود ہی ایک موقع پر اس کی تعریف کی تھی اور کہا تھا کہ کاش یہ میرا بیٹا ہوتا تو میں اس کے ساتھ مل کر ایسے کارہائے نمایاں انجام دیتا جس پر لوگ فخر کرتے۔''

کرشن دیو کے ان الفاظ پر رانا سانگا کچھ اداس اور افسردہ ہوگیا تھا کچھ دیر سوچتا رہا پھر دھیمے سے لہجہ میں کہنے لگا۔

''کرشن دیو تمہارا کہنا درست ہے۔ سلطان مظفر کا یہ سالار سب سالاروں میں سرکش دمنہ زور موت کی آندھی' چاپ دکھ کے سمندر کرب کی وادیوں جیسا جرات مند گزرے وقت کے تیز دھارے میں گھور اندھیرے میں ڈوبی لہو کی وادیوں سے ابھر جانے والا شہسوار سرخ آندھیوں کی اٹھتی قہر مانیوں جیسا جرات مند ہے' اس میں کوئی شک نہیں اس کا تعلق ہمارے دشمن کے لشکر سے لیکن سچائی کو تسلیم کرنا چاہیے اس لئے کہ وہ بڑی کامیابی کے ساتھ کئی بار ہمارے منہ پر طمانچے مار کر اپنی فتح کو یقینی اور ہماری شکست کو ہمارا مقدر بنا چکا ہے۔

اس سے پہلے میرا اس سے کبھی براہ راست ٹکراؤ نہیں ہوا تھا نہ ہی میں نے اسے جنگ میں لڑتے دیکھا تھا اور نہ ہی اس کے کارہائے نمایاں کا جائزہ لیا تھا لیکن اس بار جنگ میں نے دیکھا وہ تقدیر کے عذاب کی طرح حملہ آور ہوتا تھا اور اپنے پیچھے زخمی حروف اور درد کے جملوں تشنگی کے کرب' دکھ کے حروف من کے روگ اور الم بھرے قصوں کی سی کیفیت پھیلاتا چلا جاتا تھا میں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ موت کے سنسان جنگل کے اجاڑ ویرانیوں میں اوروں کے لئے نارسائیاں زرد پتیوں کے سائے روٹھی آوازیں' بین کرتی صدائیں ماتم کرتی سسکیاں یاسیت وناآسودگی پھیلاتا ہوا خود فنا و بقا سے ماورائے کوہستانوں کی سنگلیوں پھیلتی شفق کے نقوش راکھ اڑاتی آندھیوں اور آتش فشانی حدت کی طرح ہمارے لشکریوں کے حملوں سے اپنا آپ بچا کر نکل جاتا تھا' جب وہ حملہ آور ہوتا تھا تو ایک موقع پر میں نے اسے دیکھا کہ وہ اس طرح ہماری لشکریوں پر حملہ آور ہورہا تھا جیسے وہ تلوار کے ساتھ رقص کررہا ہو یا کڑکتی گرتی برق کی طرح لپک رہا ہو بہرحال اپنے لشکر کے بیچ میں رہتے ہوئے میں نے بڑے غور سے اس کی کچھ کارروائیوں کا جائزہ لیا تھا اور میں اس کے کارناموں سے متاثر بھی ہوا تھا۔''

یہاں تک کہتے کہتے رانا سانگا نے سر کو جھٹکا پھر کہنے لگا۔

''کرشن دیو میں اس موضوع سے ہٹ گیا تھا جس موضوع پر میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا تھا' میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کے لشکر کی طرف اپنے دو آدمیوں کو بھیجو اور وہ سلطان مظفر کے سالاروں سے خاص کر قیصر خان سے کہہ کہ میری بیٹی راج کماری کوشلیا کو واپس کردیں۔'' یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا رکا تب کچھ سوچتے ہوئے فکرمندی کے انداز میں کرشن دیو بول اٹھا تھا۔

''رانا جس جگہ جنگ ہوئی تھی اس سے ہم کئی میل ادھر آچکے ہیں اس وقت سورج غروب ہوگیا ہے جو قاصد ہم سلطان مظفر لشکر کی طرف بھیجیں گے وہ قاصد اگر تیزی سے بھی سفر کریں تب بھی رات کا کافی حصہ گزرنے کے بعد وہ ان کے لشکر میں پہنچیں گے۔ رانا آپ کی گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ مسلمانوں کے سالار قیصر خان سے متعلق آپ کے جذبات آپ کے احساسات' اس کی بہادری اور جرات مندی کی وجہ سے بہت اچھے ہیں جنگ کے دوران اس نے راج کماری کوشلیا کو گرفتار کیا تھا' میں

نے صرف یہ پوچھنا ہے کہ اس دوران اگر بھگوان نہ کرے راج کماری کوشلیا کو اس کی عزت سے محروم کردیا گیا تو پھر آپ کا کیا ردعمل ہوگا۔''

''اگر ایسا ہوا تو پھر کسی بھی طریقہ سے مجھے قیصر خان کا خاتمہ کرنا پڑا اسے کروں گا ضرور۔''

رانا سانگا کا یہ جواب سن کر کرشن دیو خوش ہوگیا تھا۔ چنانچہ وہاں پڑاؤ کرکے پہلے لشکر کے کھانے کا اہتمام کیا گیا اس طرح رات کا کافی حصہ وہی گزر گیا' اس کے بعد دو قاصدوں کو رانا سانگا نے اپنی بیٹی کی واپسی کا پیغام دے کر سلطان مظفر کے سالاروں کی طرف روانہ کیا تھا۔

رانا سانگا کے وہ دونوں لشکری شاید رات کے وقت مسلمانوں کے لشکر میں داخل نہیں ہونا چاہتے تھے' اپنے لئے خطرہ محسوس کرتے تھے لہٰذا وہ اس رفتار سے آگے بڑھے تھے کہ دن کی روشنی میں سلطان مظفر کے لشکر میں شامل ہوں۔

اگلے روز ایک چھوٹا سالار قیصر خان کے خیمے کے دروازے پر آیا' دروازے کا پردہ اس نے نہیں ہٹایا باہر ہی کھڑے ہوکر اس نے آواز دی۔ ''راج کماری کوشلیا اگر تم نے صبح کا کھانا کھالیا ہو تو پھر باہر آجاؤ۔''

اس کے ساتھ ہی وہ چھوٹا سالار پیچھے ہٹ گیا تھا تھوڑی دیر بعد راج کماری کوشلیا خیمے سے نکلی' چھوٹا سالار سامنے کھڑا تھا اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''کیا بات ہے تم نے مجھے خیمے سے باہر کیوں بلایا۔'' اس پر اس سالار نے اس خالی گھوڑے کی طرف اشارہ کیا جو وہاں کھڑا تھا جس پر زین کسی تھی' اس گھوڑے کے آگے دو مسلح جوان تھے پیچھے بھی دو مسلح جوان کھڑے تھے جو پوری طرح مسلح تھے اس گھوڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ سالار کہنے لگا۔

''خاتون یہ چار مسلح ساتھیوں کے بیچ میں خالی گھوڑا کھڑا ہے' سوار ہوجاؤ۔'' اتنا کہنے کے بعد چھوٹا سالار بھی اپنے گھوڑے میں ہو بیٹھا تھا' راج کماری کوشلیا وہیں کھڑی رہی کہنے لگی۔ ''کیوں سوار ہوجاؤں تم لوگ مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو۔''

اس پر وہ چھوٹا سالار گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے کہنے لگا۔ ''خاتون آپ جانتی ہیں ہمارے سالار قیصر خان آپ کو وعدہ دے چکے ہیں کہ آپ کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا' آپ کی جان آپ کی عزت وغیرہ سب محفوظ رہیں گے۔ ہم آپ کو اپنے سالار قیصر خان کے پاس ہی لے کر جارہے ہیں یہ ان کا حکم ہے۔''

اس پر راج کماری کوشلیا اڑ گئی۔ ''اگر میں نہ جاؤں تو پھر.....'' اس پر اس سالار کا لہجہ کس قدر تلخ ہوگیا اور کہنے لگا۔ ''کیونکہ یہ ہمارے سالار قیصر خان کا حکم ہے اگر آپ نہ کہتی خاتون تو ہم تمہیں زبردستی لے کر جاتے گے' ایسی صورت میں ہم تمہارے ہاتھ تمہاری پشت پر باندھ دیں گے تمہیں گھوڑے پر بیٹھا دیں گے اور جس سمت ہم نے لے کر جانا ہے' اس سمت چل پڑیں گے' میں مزید وضاحت کردوں کہ یہاں سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر ہمارے سالار قیصر خان ایک بستی کے اندر موجود ہوں گے ہم وہیں تمہیں لے کر جائیں گے۔''

راج کماری کوشلیا نے کچھ سوچا پھر آگے بڑھ کر چپ چاپ گھوڑے پر سوار ہوگئی اور وہ چھوٹا سالار اور مسلح جوان اپنے گھوڑوں کی ایڑھ لگا کر اسے ایک طرف لے جانے لگے تھے۔

دوسری طرف قیصر خان اپنے پڑاؤ کے قریب ہی اچھوتوں اور شودروں کی ایک بستی میں داخل ہوا اس کے ساتھ ایک مسلح دستہ بھی تھا' اس کے اس طرح آنے پر بستی کے لوگ پریشان فکرمند اور خوفزدہ ہوگئے تھے پھر قیصر خان نے بستی کے ایک آدمی کو مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

''تمہاری بستی کا جو ٹھاکر ہے اسے بلا کر لاؤ۔''

وہ نوجوان بھاگا بھاگا گیا اور ایک شخص کو بلا کر لایا جو ڈھلی ہوئی عمر کا تھا' جب وہ قریب آیا تو اسے آتا دیکھ کر قیصر خان اپنے گھوڑے سے اتر گیا تھا' اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے ساتھ جو مسلح جوان تھے وہ بھی اپنے گھوڑوں سے اتر گئے تھے۔

ٹھاکر جب قریب آیا تب قیصر خان اسے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں گجرات کے سلطان مظفر کے لشکر کا سالار ہوں' قریب ہی ہمارے لشکر نے پڑاؤ کر رکھا ہے پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم گھر کے کتنے افراد ہو۔''

ٹھاکر کچھ چونکا عجیب سے انداز میں قیصر خان کی طرف دیکھنے لگا تھا پھر ہکلاتی سی آواز سے کہنے لگا۔

''ہم گھر کے تین ہی افراد ہیں میں اور دو میری بیٹیاں ہیں' میری بیوی مر چکی ہے' میرا بیٹا ہے یہیں کہیں ان دو بیٹیوں ہی کو میں اپنا بیٹا خیال کرتا ہوں ان کے نام روپ متی اور پارمتی ہیں۔''

قیصر خان نے کچھ سوچا اور اس سے پوچھا۔

''تمہارا نام کیا ہے۔''

''نام میرا چندر سین ہے۔''

''اپنی دونوں بیٹیوں کو بلاؤ۔''

چندر سین پیلا ہو گیا تھا' وہاں کھڑے لوگ پریشانی کا اظہار کر رہے تھے اس موقع پر چندر سین نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ قیصر خان نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے پھر ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا کہنے لگا۔

''تم ہمارے باپ کی جگہ ہو تم اپنی دونوں بیٹیوں کو بلاؤ ان کی حیثیت ہماری نگاہوں میں ہماری بہنوں کی سی ہو گی' ہم انہیں نقصان نہیں پہنچائیں گے ان سے ایک کام لیں گے' پہلے یہ بتاؤ کہ کیا چند دن پہلے رانا سانگا تمہاری ان بستیوں پر حملہ آور ہوا تھا۔''

چندر سین کو کچھ حوصلہ ہوا کہنے لگا۔

''کیا پوچھتے ہیں مالک..... ایسا حملہ ہوا اس بستی کے لوگوں کے پاس جس قدر جانور تھے اس نے لوٹ لئے نقدی وغیرہ بھی چھین کر لے گئے وہ ہمیں کنگال کر کے چلے گئے۔''

اس پر چندر سین کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خان کہنے لگا۔

''ہم تمہارے نقصان کا ازالہ کریں گے تم فکر مند نہ ہو میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تمہاری دونوں بیٹیوں کی حیثیت میری بہنوں کی سی ہو گی۔''

چندر سین کو کچھ حوصلہ ہوا قریب کھڑے ایک لڑکے کو اس نے اشارہ کیا وہ بھاگتا ہوا وہاں سے چلا گیا' تھوڑی دیر کے بعد دو لڑکیاں آئیں وہ اپنے چہروں کو ڈھانپے ہوئے تھیں اور دونوں بیچاری سہمی سہمی اور ڈری ڈری چندر سین کے دائیں بائیں کھڑی ہو گئی تھیں۔

قیصر خان نے انہیں مخاطب کیا۔

''میری بہنو پریشان فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں یا اس بستی کے کسی فرد کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا ہاں تم سے ایک کام لیا جائے گا ایک ایسا کام جس میں تم لوگوں کی بہتری ہو گی۔''

یہاں تک کہتے کہتے قیصر خان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کے مسلح جوان اور چھوٹا سالار راجکماری کوشلیا کو لے کر وہاں آ گئے تھے' کوشلیا کو دیکھتے ہوئے ہلکا سا تبسم قیصر خان کے چہرے پر نمودار ہوا پھر وہ چندر سین کے علاوہ وہاں کھڑے سب لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ لڑکی جو گھوڑے پر سوار ہے اسے جو مسلح آدمی لے کر آئے ہیں' یہ مسلح جوان میرے لشکری ہیں لڑکی کا نام کوشلیا ہے اور یہ رانا سانگا کی راج کماری ہے۔''

اس موقع پر کوشلیا عجیب سے انداز میں قیصر خان کی طرف دیکھے جا رہی تھی یہاں تک کہ قیصر خان نے وہاں کھڑے لوگوں کو مخاطب کیا۔

''تم لوگوں میں سے کسی کے ہاں اگر بچا ہوا تھوڑا سا کھانا ہو تو لے کر آئے۔''

اس پر ایک جوان وہاں سے حرکت میں آیا اور وہ بھاگتا ہوا چلا گیا تھا' تھوڑی دیر بعد وہ دو برتنوں میں کھانے لے کر آیا کھانے کے برتن لے کر قیصر خان چندر سین کی دونوں بیٹیوں کی طرف بڑھا پھر دھیمے سے لہجہ میں کہنے لگا۔

''میری دونوں بہنو! فکر مند نہیں ہونا رانا سانگا نے اس بستی پر حملہ آور ہو کر ایک انتہائی قبیح فعل اور جرم کیا تھا چنانچہ اس کے جرم کی سزا اسے ملنی چاہیے' دیکھو تمہیں شودر اور اچھوت خیال کیا جاتا ہے اور

تمہیں نچلی ذات کا سمجھا جاتا ہے' تمہارے برتن اور تمہارے قابل استعمال کی کسی بھی چیز کو بھی چھونا پسند نہیں کرتے بلکہ تم لوگوں کو اپنے پاس بھی یہ بیٹھنا ناگوار خیال کرتے ہیں' میں رانا سانگا کی راج کماری کوشلیا کو تمہارے ہاں کا کھانا کھلانا چاہتا ہوں' اس طرح میں اس کی اور اس کے باپ رانا سانگا کی انا پر ضرب لگانا چاہتا ہوں' چندر سین اب تم سمجھ گئے ہو کہ میں نے تمہاری دونوں بیٹیوں کو کیوں بلایا۔''

چندر سین خوش ہو گیا تھا کہنے لگا۔

''واہ مالک کمال کر دیا آپ نے یہ بات پہلے کہتے تو مجھے اتنی خوشی ہوتی کہ میرے جسم میں کئی قطرہ خون بڑھ جاتے۔'' پھر اپنی بیٹیوں کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''بھائی اسے کھانے کے برتن لے لو میری بچیوں جس طرح یہ کہتے ہیں ویسے ہی کرو۔''

دونوں لڑکیاں خوشی کا اظہار کر رہی تھیں' ایک ایک برتن انہوں نے لے لیا پھر قیصر خان چڑھا روپ متی اور پاروتی دونوں بہنیں اس کے پیچھے تھیں کوشلیا کے قریب جا کر قیصر خان رکا اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''خاتون گھوڑے سے نیچے اترو۔''

کوشلیا فوراً اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گئی پھر روپ متی اور پاروتی دونوں نے جو کھانے کے برتن پکڑے ہوئے تھے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قیصر خان کہنے لگا۔

''ان برتنوں سے کھانا کھاؤ اچھوتوں کے ہاں کا کھانا کھاؤ۔''

''یہ شودروں کی بستی ہے' کھانا کھانا تو دور کی بات اگر میں اسیر نہ ہوتی تو اس بستی میں داخل ہونا بھی پسند نہ کرتی۔''

کوشلیا کے ان الفاظ کو قیصر خان نے ناپسند کیا تھا غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''کھانا تو تیرے باپ کو بھی کھانا پڑے گا اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھا' بایاں ہاتھ کوشلیا کی گردن پر رکھا اسے اس قدر دبایا کہ کوشلیا چیخ چلا اٹھی یہاں تک کہ قیصر خان نے پوچھا۔

''کھانا کھاتی ہو کہ نہیں۔''

کوشلیا نے فوراً کہہ دیا کہ کھاتی ہوں۔

اس پر روپ متی اور پاروتی کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خان کہنے لگا۔

''دونوں بہنیں دو لقمے بناؤ اور اس کے منہ میں ڈالو اور تین دفعہ باری باری اس کے منہ ڈالتے ہیں۔''

اس پر ایک بہن نے لقمہ بنایا' کوشلیا کے منہ میں ڈالا کوشلیا کھانے لگی اس کی گردن پر قیصر خان نے گرفت ڈھیلی کر دی تھی ایک لقمہ کھانے کے بعد قیصر خان نے اسے دو لقمے اور کھلائے پھر اس کی گردن چھوڑ دی کہنے لگا۔ ''اپنے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ۔''

کوشلیا غصے میں سرخ پاؤں پٹختی ہوئی گھوڑے پر ہو بیٹھی تھی۔

قیصر خان وہاں سے روانہ ہونے والا ہی تھا کہ دو گھڑ سوار گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آئے قریب آ کے وہ رکے پھر قیصر خان کے ایک لشکری کو مخاطب کر کے ان دو میں سے ایک کہنے لگے۔

''سلطان مظفر کے لشکر کے سالار قیصر خان کون ہے۔''

اس لشکری نے جب قیصر خان کی طرف اشارہ کیا تب وہ سوار قیصر خان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

''ہم رانا سانگا کے سفیر ہیں اپنی راج کماری کوشلیا کو لینے آئے ہیں' پہلے ہم آپ کے لشکر میں گئے وہاں ہم نظام الملک کی خدمت میں حاضر ہوئے وار راج کماری کوشلیا کا مطالبہ کیا اس نے ہم پر وضاحت کی کہ ہمارا سالار دائیں جانب کی قریبی بستی میں گیا ہو اپنے کوشلیا بھی وہیں ہے اور راج کماری کوشلیا کو رہا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار قیصر خان ہی کو ہے۔''

اس پر قیصر خان کہنے لگا۔

''تم دونوں نے آ کر ایک طرح سے میری مشکل حل کر دی ہے یہ تمہاری راج کماری کھڑی ہے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اسے اپنے ساتھ لے جاسکتے ہو۔"

آنے والے وہ دونوں خوش ہوگئے تھے یہاں تک کہ قیصر خان چونکا پھر اس نے راج کماری کوشلیا کی طرف دیکھا اور کس قدر فکر گیر سے لہجے میں کہنے لگا۔

"رانا سانگا کی بیٹی کیا تم ان دونوں کو جانتی ہو جو تمہارے باپ کے قاصد ہونے کا دعویٰ کررہے ہیں۔"

کوشلیا نے نفی میں گردن ہلائی پھر کہنے لگی۔

"میں ان دونوں کو نہیں پہچانتی نہ جانتی ہوں۔"

اس پر قیصر خان کہنے لگا۔

"جس راج کماری کو تم لینے آؤ ہو جب یہ تمہیں پہچانتی نہیں تو ہم کیسے اسے تمہارے ساتھ بھیجوا دیں' اگر تم رانا سانگا کے دشمن ہوئے اور راج کماری کو کہیں اور لے جاؤ تو پھر راج کماری کا یوں ہمارے یہاں سے کہیں اور جانا ہمارے لئے بدنامی اور بے عزتی کا باعث ہوگا' دوسرے یہ کہ راج کماری کوشلیا کو ہم اس کی جان عزت اور عفت کی حفاظت کی ضمانت دے چکے ہیں لہٰذا اسے باحفاظت اس کے باپ تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے گو ہم اسے اس کے پاس سے نہیں لائے' جنگ کے دوران گرفتار کیا تھا اور ایک اسیر کی حیثیت سے اسے ہم اپنے پاس روک بھی سکتے تھے لیکن اسے روک کر ہم کوئی فائدہ حاصل نہیں کرنا چاہتے اور پھر اس کا باپ اس کی وجہ سے پریشان ہوگا لہٰذا اسے اپنے باپ کے پاس جانا چاہیے۔"

پھر قیصر خان نے اپنے تین لشکریوں کو اپنے قریب بلایا اور کہنے لگا۔

"تم ان دونوں کے ساتھ جاؤ راج کماری کوشلیا کو باحفاظت اس کے باپ تک پہنچا کر واپس آنا اور اگر راستے میں راج کماری کوشلیا کے سلسلے میں یہ دونوں کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کریں تو ان دونوں کے سر کاٹ دینا اور راج کماری کو باحفاظت رانا سانگا کے پاس پہنچا کر واپس چلے آنا۔"

اس کے ساتھ ہی وہ لشکری تیار ہوگئے پھر وہ تینوں وہاں سے روانہ ہونے ہی لگے تھے کہ قیصر خان نے راج کماری کوشلیا کو مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

"میں جانتا ہوں تمہارے دو بھائی ہیں جے مل اور رام داس اور تمہاری اس گرفتاری پر وہ یقیناً سیخ پا ہوں گے اگر جوابی کارروائی کرنے کی کوشش کریں تو انہیں سمجھا دینا زیادہ پھیلیں گے تو اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔"

یہاں تک کہتے کہتے قیصر خان کو رک جانا پڑا اس لئے اس کی بات..... کاٹتے ہوئے راج کماری کوشلیا بول اٹھی تھی۔

"میرے دو نہیں تین بھائی ہیں ایک جے مل' دوسرا رام داس یہ دونوں چھوٹے ہیں ہمارے سب سے بڑے بھائی کا نام رتنسی ہے اور وہ ان علاقوں کا حاکم ہے جو علاقے سلطنت دہلی کی حدود سے ملتے ہیں' ہمارے باپ کے بعد ہماری سلطنت کا وہی حکمران اور وارث ہوگا۔" قیصر خان نے کوشلیا کی طرف دیکھے بغیر کہہ دیا۔

"تمہارے بھائی دو ہوں یا تین مجھے ان سے کوئی غرض نہیں بلکہ میں نے جو جملہ تم سے کہا ہے ان سے کہنا ضرور ورنہ دو نہیں تینوں نقصان اٹھائیں گے۔" اس کے بعد قیصر خان کے کہنے پر اس کے تینوں لشکری راج کماری کوشلیا اور دونوں قاصدوں کو لے کر روانہ ہوگئے تھے۔

رانا سانگا اپنی بیٹی راج کماری کوشلیا کے انتظار میں اپنے لشکر کے ساتھ وہیں پڑاؤ کئے ہوئے تھا کہ راجکمار بھوج نرمل ایک کافی بڑا لشکر لے کر وہاں پہنچ گیا' اس کی آمد سے پہلے جب کہ ابھی وہ رانا کے لشکر سے چند میل دور ہی ہوگا' رانا سانگا کے مخبروں نے اطلاع دے دی تھی کہ نہروالا کا راجکمار بھوج نرمل رانا سانگا کی مدد کے لئے آرہا ہے چنانچہ جب وہ رانا سانگا کے پڑاؤ کے پاس آیا تو رانا سانگا نے شاندار انداز میں اس کا استقبال کیا' بھوج نرمل اپنے گھوڑے سے اتر کر بڑی عقیدت اور ارادت مندی کے ساتھ رانا سانگا سے ملا رانا اپنے سینا پتی کرشن دیو اور دوسرے سالاروں کے ساتھ بھوج نرمل کو اپنے خیمہ

میں لے گیا پھر گفتگو کا آغاز بھوج نرمل ہی نے کیا اور رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"مجھے خبر ہوئی کہ گجرات کے سلطان مظفر کے ایک سالار قیصر خان کے ہاتھوں آپ کے لشکر کو متسلسل کئی شکستوں کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ آپ نے ایدر کا علاقہ فتح کرلیا لیکن ایدر میں میدان جنگ سجا جس میں قیصر خان نے آپ کو شکست دی میں اسی لئے آیا ہوں کہ ایک بار پھر خم ٹھونک کر مسلمانوں کے لشکر سے ٹکراتے ہیں پھر میں دیکھتا ہوں سلطان مظفر کا وہ سالار کیسے لگاتار کامیاب ہوتا ہے اور اپنے فتح دامن میں سمیٹتا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اس بار شکست اس کا مقدر بن کر رہے گی۔"

بھوج نرمل جب خاموش ہوا تب رانا سانگا نے خوش کن سے انداز میں اپنے سینا پتی کرشن دیو کی طرف دیکھا پھر کرشن دیو مسکراتے کہنے لگا۔

"بھوج نرمل کا کہنا ٹھیک ہے ہمیں یہاں سے واپس اپنے مرکزی شہر نہیں جانا چاہیے ایک بار پھر پیش قدمی کرنی چاہیے اور مسلمانوں سے ٹکرانا چاہیے' بھوج نرمل کے آنے سے نہ صرف ہماری طاقت وقوت میں اضافہ ہوا ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں ہمارے لشکریوں کے حوصلے بھی بلند ہوگئے ہیں لہٰذا میرا دل کہتا ہے اس بار کامیابی اور فتح ہماری ہی ہوگی' کرشن دیو کا یہ جواب سن کر رانا سانگا خوش ہوگیا تھا جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ جو قاصد رانا سانگا نے اپنی راجکماری کوشلیا کا مطالبہ کرنے کے لئے بھیجے تھے ایک رانا سانگا کے خیمہ کے دروازے پر نمودار ہوا اور کہنے لگا۔

"رانا ہم راج کماری کو اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں راجکماری اب پڑاؤ میں داخل ہورہی ہے چونکہ راجکماری مجھے اور میرے ساتھی کو چہروں سے نہیں پہچانتی تھی لہٰذا مسلمانوں کے سالار قیصر خان نے اسے ہمارے ساتھ بھیجنا مشکوک خیال کیا اس نے اپنے تین لشکریوں کو راجکماری کی حفاظت کے لئے ساتھ بھیجا ہے اور تھوڑی دیر تک راجکماری آپ کے خیمہ میں ہوگی۔"

یہ الفاظ سن کر رانا سانگا کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی اس موقع پر بھوج نرمل بولا اور کہنے لگا۔

"راجکماری کوشلیا کا کیا معاملہ ہے۔" جواب میں مختصر سے الفاظ میں جو کچھ کوشلیا کے ساتھ پیش آیا تھا وہ رانا سانگا نے بتا دیا تھا پھر اس پر بھوج نرمل بے پناہ غصے اور غضب ناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے پھر وہ مسلمانوں کا وہ سالار جس کا نام قیصر خان ہے واجب القتل ہوچکا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی رانا سانگا اٹھ کھڑا ہوا' اس کی طرف دیکھتے ہوئے بھوج نرمل اور کرشن دیو اور دوسرے سالار بھی کھڑے ہوگئے پھر خیمے سے باہر آئے سانے راجکماری کوشلیا رانا سانگا کا دوسرا قاصد اور قیصر خان کے بھیجے ہوئے تین مسلح جواں آتے دکھائی دیئے۔ قریب آکر راجکماری بھاگ کر اپنے باپ سے لپٹ گئی تھی' اس موقع پر قیصر خان کے مسلح جواں اپنے گھوڑوں سے اتر گئے تھے' بھوج نرمل بڑے غور سے ان کی طرف دیکھتا رہا پھر رانا سانگا کے آنے والے قاصد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کیا یہ تینوں لشکری مسلمانوں کے ہیں اور مسلمانوں کے سالار قیصر خان نے انہیں بھیجا ہے۔"

اس قاصد نے جب اثبات میں اپنی گردن ہلائی تب بھوج نرمل تیزی سے آگے بڑھا اپنی تلوار بے نیام کی اور ان تینوں مسلمان لشکریوں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رانا سانگا پریشان اور فکرمند ہوگیا تھا۔ جب کہ راجکماری کوشلیا غصے اور قہر بھرے انداز میں بھوج نرمل کی طرف دیکھے جارہی تھی یہاں تک کہ اپنے باپ کو مخاطب کر کے راجکماری کوشلیا کہنے لگی۔

"پتاجی یہ کون ہے جس نے میرے ساتھ محافظ کے طور پر آنے والے مسلمانوں کے تینوں لشکریوں کو قتل کردیا ہے۔"

اس پر رانا سانگا کہنے لگا۔

"بیٹی نہروالا کا راجکمار بھوج نرمل ہے اور اپنا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

لشکر لے کر ہماری مدد کے لئے آیا ہے' ایک بار ہم پھر واپس جائیں گے مسلمانوں کے لشکر سے ٹکرائیں گے' بھوج نرمل کا کہنا ہے کہ میں دیکھتا ہوں اس بار قیصر خان کیسے بچ کے بھاگتا ہے میرا دل کہتا ہے اس بار اگر ہم ٹکرائیں تو فتح و کامیابی ہماری ہوگی۔''

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب غصے کا اظہار کرتے ہوئے راجکماری کوشلیا پھر بول اٹھی۔ ''پتا جی یہ ایک علیحدہ موضوع ہے ایک بار پھر آپ مسلمانوں کے لشکر کے خلاف قسمت آزمائی کرنا چاہتے ہیں میں اس میں داخل انداز نہیں کروں گی پر پتا جی یہ جو تین لشکری میرے ساتھ آئے تھے' یہ تو مسلمانوں کے سالار قیصر خان نے میری حفاظت کے لئے بھیجے ہیں ان کا قتل ایک بہت بڑا پاپ ہے' میں آپ کو یقین دلاتی ہوں یہ بھوج نرمل زندہ نہیں رہے گا' قیصر خان اس کا تعاقب کرے گا یہ کہیں بھی چلا جائے اسے وہ ضرور موت کے گھاٹ اتار کر رہے گا۔''

اس موقع پر بھوج نرمل قریب آ گیا اور کہنے لگا۔

''ٹھکانے تو وہ مجھے اس وقت لگائے گا جب وہ زندہ رہے گا آنے والے ٹکراؤ میں اس کی زندگی ختم ہو جائے گی مجھ سے کون ٹکرانے والا ہوگا۔''

اس موقع پر رانا سانگا کچھ دیر سوچتا رہا پھر راجکماری کوشلیا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بیٹی تو ایک رات وہاں رہ کر آئی ہے اگر تم برا نہ مانو تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں وہاں.....!!

رانا سانگا اپنی بات مکمل نہ کر سکا راجکماری فوراً بول اٹھی۔

''پتا جی جس طرح آپ کے ساتھ رہتے ہوئے میری عزت میری آبرو میری ذات محفوظ تھی' بالکل وہاں بھی میری عزت محفوظ تھی مسلمانوں کے سالار قیصر خان نے اپنے لشکریوں سے کہا تھا کہ جو بھی میلی آنکھ سے اس راجکماری کوشلیا کی طرف دیکھے گا' زندہ نہیں رہے گا اس نے یہ بھی کہا تھا کہ میری جان میری عزت انہیں اپنی جان سے بھی عزیز ہے پتا جی میں جیسی آپ کے پاس تھی ویسی ہی لوٹ کر آئی ہوں' مسلمانوں میں سے کسی نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا' یہ ان کی مجھ پر بڑی مہربانی ہے میں چونکہ جنگ کے دوران گرفتار کر لی گئی تھی لہٰذا وہ میری گردن بھی کاٹ سکتے تھے مجھے اپنا اسیر بھی بنا سکتے تھے' لونڈی بنا کر کسی کے حوالے بھی کر سکتے تھے جواب تک میری عزت میری آبرو کو برباد کر چکا ہوتا لیکن بابا ایسا نہیں ہوا رات میں نے اکیلے مسلمانوں کے سالار قیصر خان کے خیمے میں بسر کی' میرے خیمے کے اردگرد کڑا پہرہ تھا اور اگلے روز آپ کے بھیجے ہوئے قاصد بھی پہنچ گئے اور میں واپس آپ کے پاس آ گئی۔''

رانا سانگا نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگا۔ ''بیٹی تو اب خیمے میں جا کر آرام کر تھوڑی دیر تک سورج غروب ہو جائے گا لشکر آج شب آرام کرے گا اور کل شام کے وقت یہاں سے کوچ کیا جائے گا اور اس رفتار سے آگے بڑھیں گے کہ صبح کے وقت ہم مسلمانوں کے سامنے پڑاؤ کریں اور دوبارہ ٹکرا کر بھوج نرمل کے کہنے پر قسمت کو آزمائیں۔''

اگلے روز رانا سانگا نے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا تھا پھر واپسی کا رخ کیا تھا' دوسری طرف مخبروں نے نظام الملک قیصر خان صفدر خان اور نصرت خان کو نہر والا کے راجکمار بھوج نرمل کے آنے اور رانا سانگا کو اپنے انگیخت کر کے پھر واپس لانے کی اطلاع کر دی تھی لہٰذا جہاں گزشتہ جنگ ہوئی تھی نظام الملک قیصر خان' اعتماد خان' صفدر خان اور نصرت خان نے اپنے لشکر کا وہی پڑاؤ کر لیا تھا اور رانا سانگا اور راجکمار بھوج نرمل کا استقبال کرنے کے لئے بالکل تیار اور مستعد ہو گئے تھے۔

اگلے روز صبح ہی صبح دونوں لشکریوں نے ایک دوسرے کے سامنے اپنی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔ جب صفیں درست ہو گئیں۔ سالار آگے آئے تب بھوج نرمل اپنے لشکر کے آگے آ کر پہلے رانا سانگا کے پاس آیا اس وقت کرشن دیو اور دوسرے سالار بھی وہاں کھڑے تھے' سب نے مل کر پہلے مسلمانوں کے لشکر کا جائزہ لیا' نظام الملک نے لشکر کو

تین حصوں میں تقسیم کیا تھا درمیانی حصے میں وہ خود رہا اس کے نائب کے طور کچھ چھوٹے لشکری کام کر رہے تھے' بائیں جانب صفدر خان اور نصرت خان دونوں تھے جبکہ لشکر کے دایاں پہلو قیصر خان اور اعتماد خان سنبھالے ہوئے تھے۔

اس موقع پر قیصر خان اپنے لشکر کے سامنے آ کر اپنے سر پر سرخ رنگ کی وہ موٹی پٹی باندھنے لگا تھا' جس کے سامنے اور دائیں بائیں خداوند قدوس کی تکبیر لکھی تھی سرخ پٹی باندھنے کے بعد اپنا خود اپنے سر پر رکھا اور خود کا نقاب چہرے پر ڈال لیا تھا۔

اس موقع پر راجکمار بھوج نرمل رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا آپ بتائیں گے کہ مسلمانوں کا وہ سالار نام جس کا قیصر خان ہے جس کی وجہ سے آپ کو شکستوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ کس سمت ہے۔''

اس موقع پر رانا سانگا کے بجائے کرشن دیو بول اٹھا۔

''سلطان مظفر کے سالاروں نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے' بیچ میں نظام الملک ہے بائیں طرف صفدر خان اور نصرت خان ہے جبکہ دائیں کی کمانداری قیصر خان اور اس کا نائب اعتماد خان کر رہے ہیں۔''

بھوج نرمل مسکرایا اور کہنے لگا۔

''تو پھر ہم بھی ایسا کرتے ہیں لشکر کے واسطی حصے میں رانا خود رہیں گے' میں بائیں جانب رہوں گا تاکہ برائے راست مسلمانوں کے سالار قیصر خان سے ٹکرا سکوں اور کرشن دیو تم اپنے لشکر کے دائیں پہلو کی کمانداری کرتے رہنا۔'' رانا سانگا نے اس سے اتفاق کیا پھر رانا سانگا کا اشارہ ملنے کے بعد اس کے لشکر کے اندر بڑے بڑے طبل بجے دوسری طرف مسلمانوں کے لشکر کے اندر بھی جنگی طبل بجنا شروع ہو گئے تھے۔

نہر والا کے راجکمار بھوج نرمل کے آنے کی وجہ سے رانا سانگا اپنے لشکر کی طاقت اور قوت خوب محفوظ اور مستحکم سمجھنے لگا تھا لہٰذا جب اس کے لشکر کی صفیں درست ہو گئیں تب اس نے حملہ آور ہونے کی ابتدا کی چنانچہ اپنے لشکر کو وہ ایک ساتھ حرکت میں لایا اور سلطان مظفر کے لشکر پر وہ روز و شب کی مسافتوں میں نفس نفس میں شوایدہ تختی بھرتی رقابت کی خوفناک آگ مہیب خوابوں کے سلسلوں میں عذاب الیم کی طرح وارد ہوتی ہے' آتشیں آندھیوں' پتھروں کے برفانی دیس کی خوفزدہ فضاؤں میں نفس پرستی کے طوفان کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دوسری طرف نظام الملک قیصر خان صفدر خان اعتماد خان اور نصرت خان نے بھی فوراً اپنے کام کی ابتدا کی اور وہ بھی رانا سانگا کے لشکر پر صحرائی گرد سے اٹھتے انوکھے انقلاب نو زندگی کی خوشکن خواہشوں میں صف بہ صف کاسیہ حیات میں خوف کے گوشے' سرسراتی فضا کے لمحات طلسماتی طوفان آلام اور چڑھتی آب جو کی لہروں اور وقت کے بدترین سانحے کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اس طرح دونوں لشکر کے ٹکرانے سے رزدگاہ میں تلخ آہیں' المناک چیخیں خوفناک گھٹن اور دلوں کی آندھی پامالیاں اپنا رنگ دکھانے لگی تھیں' الم نصیباں سرابوں کے صحرا ستم کی آگ برہنہ بنجر پیاس میدان جنگ میں رقص کرنے لگی تھیں۔

کچھ دیر تک دونوں لشکر اسی طرح ٹکراتے رہے حتیٰ کہ نہر والا کا راجکمار بھوج نرمل جو بڑے زور شور سے اور بھرپور انداز میں اس لشکر پر حملہ آور ہو رہا تھا جو قیصر خان اور اعتماد کی کمانداری میں جنگ میں مصروف تھا اچانک بھوج نرمل کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اس لئے کہ اس کے تیز حملوں کے سامنے اچانک قیصر خان اور اعتماد خان دونوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا تھا۔ بھوج نرمل نے یہ خیال کیا کہ اس کے حملوں کا بوجھ قیصر خان سنبھال نہ سکا لہٰذا پیچھے ہٹا ہے تاکہ پسپا ہو جائے گا اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اس کے لشکر کے دوسرے سالار بھی اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پسپا ہوں گے اور شکست اٹھا کر بھاگ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کھڑے ہوں گے اور ہم ان کا خوفناک انداز میں تعاقب کریں گے اپنی کامیابی اور فتح مندی کو آخری شکل دیں گے۔

چنانچہ جب قیصر خان اور اعتماد خان پیچھے ہٹنے لگے تب بھوج نرمل اور اس کے لشکریوں کے حوصلے بلند ہو گئے اور ایک نئے جذبے اور نئے اعتماد کے ساتھ قیصر خان کے لشکر پر آنکھوں کے صحنوں میں بے ضمیری کی کثافتیں بھرتے شکست وزوال کے معرکوں' غبار غبار فضاؤں میں ان دیکھے سفر کی گرد اڑاتے آندھیوں کے کالے رتھ اور سوچوں کی دہلیز پر رقص کرتے خوفناک آسیب اور اذیت کے سرابوں کی طرح حملہ آور ہونے لگے تھے۔

لیکن بھوج نرمل اور اس کے ساتھیوں کی کم بختی کہ وہ قیصر خان کے طریقہ جنگ سمجھ ہی نہیں پائے تھے' بھوج نرمل اندھا دھند حملے کرتے ہوئے جب آگے بڑھ کر اس حالت میں آ گیا کہ اس کے لشکر کے بائیں پہلو کی طرف اب نظام الملک کا لشکر تھا اور اس کے آگے پسپا ہوتا قیصر خان اور اعتماد خان کے حصے کا لشکر تھا ایسے میں اچانک قیصر خان اور اعتماد خان نے حوصلوں کے بدن کو زخمی زخمی کرتے تفکرات کے دھاروں کے دل کے دارالایمان میں میں آنا کے سرکش جذبوں کو روندھے بگولوں کے گرداب' حوصلوں کے بدن اور ثمر آور قوتوں کو مفلوج کر دینے والی آندھیوں بھری تڑتی برق کی طرح تکبیریں بلند کی تھیں' اس کے بعد قیصر خان کا لشکر جو پہلے پسپا ہو رہا تھا رک گیا پھر قیصر خان اور اعتماد خان نے اچانک اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا' یہ حکم ملتے ہی قیصر خان اور اعتماد خان اپنے لشکر کی رہنمائی کرتے ہوئے آگے بڑھے اور بھوج نرمل کے لشکر پر انہوں نے سربستہ رازوں پر برق کے تازیانے برساتے آندھیوں کے کالے رتھ' سکھ کی مثال اور قلب کے آنگنوں پر غموں کی بارش کرتی بنجر دنوں کی کالی راتوں دلوں کے معبد پر شکست کی مہریں لگاتی چھلکتے کردوہ کی لہروں کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

اس موقع پر نظام الملک کے لشکر کا ایک حصہ بھی فوراً علیحدہ ہوا شاید یہ معاملہ پہلے سے طے کر لیا گیا تھا لہٰذا نظام الملک کے لشکر کا حصہ جو علیحدہ ہوا تھا' وہ ایک دم اپنا رخ بدلتے ہوئے بھوج نرمل کے لشکر کے پہلو پر بے اعتمادی کی دھوپ پھیلاتے آندھی کالی راتوں کے جلتے خوف' روح وبدن کا تعلق ختم کرتے سمندر کے پیچ وتاب' دھول اڑاتے راستوں پر زرد پتوں کی کہانیاں رقم کرتی ہولناکی اور زیست کے شوریدہ سناٹوں میں بے خود کر دینے والی تباہی کے ریگستے ہجوم کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

قیصر خان اور اعتماد خان کے جھونکے کو طوفان ذرے کو صحرا' قطرے کو گرداب بتا دینے والے لشکری آب کر دیتی دھاڑتی آندھیوں کی طرح بھوج نرمل کے لشکر پر حملہ آور ہو رہے تھے اور اب ایک طرف سے نظام الملک کے لشکر کا ایک حصہ بھی ان کے لئے موت کا رقص ثابت ہو رہا تھا' اس طرح بڑی تیزی کے ساتھ بھوج نرمل کے لشکر کی حالت اب سرکتی آہوں' مجروح آرزوؤں' زخم زخم حوصلوں' ٹوٹتے خوابوں ڈوبے شہروں کی سی ہونا شروع ہو گئی تھی یہاں تک کہ بھوج نرمل جو اپنے لشکر کے وسطی حصے میں رہ کر اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے جنگ کے لئے ابھار کر رہا تھا ایک دم پلٹا اور بھاگ کر رانا سانگا کے لشکر سے جا ملا تھا اس کا یال تھا کہ رانا سانگا سے ملنے کے بعد وہ اپنے بچے کھچے لشکر کو پھر سے سنبھالے گا اور جوابی کارروائی کرے گا لیکن اس کی کم بختی اپنے لشکر کے ساتھ قیصر خان اور اعتماد خان اس کے پیچھے پیچھے تھے اور اس کے لشکریوں کی تعداد انہوں نے تیزی سے کم کرنا شروع کر دی تھی اس طرح جب بھوج نرمل بھاگ کر رانا سانگا کی طرف آیا تب رانا سانگا کے لشکر کی صفیں بھی درہم برہم ہونا شروع ہو گئیں' صفوں کا نظم ونسق خراب ہونے لگا ایسے میں نظام الملک نے اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی تھی جب کہ دوسری سمت صفدر خان اور نصرت خان بھی زوردار تکبیریں بلند کرتے ہوئے رانا سانگا کے لشکر کا

قتل عام کرنے لگے تھے اس طرح کچھ دیر تک گھمسان کا رن پڑا یہاں تک کہ رانا سانگا نے شکست قبول کی اور بھاگ کھڑا ہوا۔

میدان جنگ سے بھاگ کر رانا سانگا نے اسی جگہ جا کے پڑاؤ کیا جس جگہ سے وہ بھوج نرمل کے کہنے پر دوبارہ جنگ کرنے کے لئے آیا تھا وہاں اس نے چونکہ پہلے سے اپنے پڑاؤ کا کچھ سامان رکھا ہوا تھا اور وہاں کچھ دستے بھی تھے لہٰذا وہاں پڑاؤ کر لیا گیا تھا۔

جب لشکری آرام کرنے لگے تب رانا سانگا' بھوج نرمل' کرشن دیو اور دوسرے سالار ایک جگہ جمع ہوئے کچھ دیر تک خاموشی طاری رہی' اس موقع پر راجکماری کوشلیا بھی اپنے باپ رانا سانگا کے پہلو میں بیٹھی ہوئی تھی یہاں تک کہ گفتگو کا آغاز رانا سانگا نے کیا اور دکھ بھرے انداز میں وہ اپنے سارے سالاروں اور مینا پتی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سمجھ نہیں آتی ہر بار اس قیصر خان کی وجہ سے ہی ہمیں کیوں ناکامی اور شکست وہزیمت کا منہ دیکھنے پڑتا ہے اس بار تو بھوج نرمل قیصر خان کو دھکیل کر خوب پیچھے لے گیا تھا اور حیرت کی بات ہے کہ اس کے باوجود فتح ان کے حصے میں اور شکست ہمارے حصے میں آن پڑی۔''

اس موقع پر راجکماری کوشلیا نے دخل اندازی کی پہلے ایک طنزیا سی نگاہ اس نے بھوج نرمل پر ڈالی پھر اپنے باپ رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''پتا جی یہ بھوج نرمل قیصر خان طریقہ جنگ کو سمجھا ہی نہیں ہے' بھوج نرمل نے قیصر کو پسپا نہیں کیا بلکہ تھوڑی دیر جنگ کرنے کے بعد قیصر خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ خود ہی پسپا ہوا یہ اس کی بہترین جنگی چال تھی جسے بھوج نرمل سمجھا ہی نہیں اور بھوج نرمل آنکھیں بند کر کے اس کے پیچھے لگ گیا' اس کا خیال تھا اس نے قیصر خان کو پسپا کیا ہے لہٰذا اب شکست اس کے حصے میں آئے گی اور فتح ہمارے قدم چومے گی لیکن مناسب فاصلہ پر جا کر قیصر خان رک گیا اس بنے اور اس کے لشکریوں نے تکبیریں بلند کیں اور ان کی تکبیروں کی آوازیں ہمارے لشکر تک آئی تھیں پھر وہ پلٹا اور بھوج نرمل کے لشکر پر حملہ آور ہوا اور پھر آپ نے بھی دیکھا ہوگا کہ بھوج نرمل قیصر خان کے تیز اور جان لیوا حملوں کے سامنے تھوڑی دیر بھی جم کے مقابلہ نہیں کر سکا' بھاگ کر آپ کے لشکر میں آن ملا لیکن اب تاخیر ہو چکی تھی اور قیصر خان نے جو کچھ کرنا تھا وہ اس کی تکمیل کر چکا تھا بھوج نرمل کے پیچھے ہی پیچھے وہ آیا اس کے آنے کی وجہ سے اور بھوج نرمل کے آپ کے لشکر میں گھسنے کی وجہ سے آپ کے لشکر کی صفیں بھی درہم برہم ہو گئیں جنگ کا نظم ونسق خراب ہو گیا اس سے قیصر خان اور نظام الملک اور ان کے ساتھی سالاروں نے پورا فائدہ اٹھایا انہوں نے اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی اور اس طرح ان سب نے مل کر ہماری شکست کو یقینی بنا دیا۔

کوشلیا جب خاموش ہوئی تب بوکھلائے ہوئے بھوج نرمل نے ایک گہری نگاہ راجکماری کوشلیا پر ڈالی اس کے بعد رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''رانا میں نے تو سنا تھا راجکماری کوشلیا جنگ کا بہترین تجربہ رکھتی ہے' تیغ زنی اور گھڑ سواری اور تیر اندازی میں یہ اپنا جواب نہیں رکھتی لیکن اس جنگ میں' میں نے دیکھا اس نے جنگ میں عملی طور پر حصہ ہی نہیں لیا لشکر کے پچھلے حصے میں رہی اور دونوں لشکریوں کا ایک دوسرے سے ٹکرانے کا جائزہ لیتی رہی۔''

رانا سانگا نے بھونرمل کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اسے نظر انداز کر دیا یہاں تک اس نے موضوع بدلا اور اپنے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہاں اپنے لشکریوں کو صرف تھوڑی دیر ستانے کا موقع فراہم کیا جائے گا' اس کے بعد یہاں سے کوچ کیا جائے گا یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا ہمارے لئے ذلت اور خطرے کا باعث بھی بن سکتا ہے اگر رات کے وقت کہیں قیصر خان یا اس کے کسی ساتھی سالاروں میں سے کسی نے شب خون مار دیا تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔''

رانا سانگا کے سارے سالاروں نے اس سے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اتفاق کیا تھا لہٰذا لشکر کو تھوڑی دیر وہاں ستانے کا موقع فراہم کیا گیا اس کے بعد رانا سانگا اپنے لشکر کو لے کر واپس اپنے مرکزی شہر کی طرف ہولیا تھا۔

دوسری طرف مالوہ کے حکمران سلطان محمود خلجی کے علاقوں میں رانا سانگا کی وجہ سے دن بدن ابتری پھیلنا شروع ہوگئی تھی' اس ابتری کی وجہ اس کا وزیر میدنی رائے تھا' وہاں خود سلطان محمود خلجی کی غلطیاں بھی اس میں شامل تھیں۔

مورخین لکھتے ہیں کہ میدنی رائے جو سلطان محمود خلجی کا وزیر تھا ہر چیز پر چھایا ہوا تھا' ہر شے پر اس کا اقتدار تھا اور سلطان محمود خلجی اس کے اشارے اور حسب منشا امیروں اور لشکر کے سرداروں کا تقرر کرتا' اس کے کہنے پر ہی سالاروں اور سرداروں پر ظلم بھی ہوتا مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ میدنی رائے کے انگیخت کرنے پر سلطان محمود خلجی ہر روز کسی نہ کسی بے گناہ کو کسی ناکردہ جرم کی وجہ سے تلوار کے گھاٹ اتار دیتا تھا آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ سلطان محمود تمام امیروں بلکہ تمام مسلمانوں سے نفرت کرنے لگا اور یہ سب کچھ میدنی رائے کے ایک اقتدار اور سلطان محمود کی ہندو نوازی تھی۔

معاملہ یہاں تک بڑھا کہ سلطان محمود سے پہلے مالوہ میں ان تمام مسلمانوں کو جو دیوالی کی خدمت بجا لاتے تھے معزول کردیا اور ان کی جگہ میدنی رائے کے ہم مذہب اور رشتے داروں کو مقرر کیا' سلطان محمود خلجی یہ اقدام تمام امیروں کے لئے انتہائی مایوس کن تھا لہٰذا انہوں نے اپنے بال بچوں کو ساتھ لے کر دوسری مملکتوں کے مختلف شہروں کی طرف ترک وطن کرنا شروع کردیا تھا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ ایک وقت وہ بھی تھا کہ مالوہ کا مرکزی شہر مانڈو علم وفن کا گہوارہ تھا یہاں اسے علماء اور فضلاء تھے کہ جنہیں بجا طور پر انتخاب روزگار کہا جاسکتا تھا' سلطان محمود خلجی کی عاقبت نااندیشی کی وہ سے یہ لوگ اس جگہ سے کوچ کرکے دوسرے مقامات کی طرف چلے گئے تھے۔ اس طرح یہ شہر ہندوؤں کے قبضے میں چلا گیا تھا۔ ہندوؤں کا اقتدار یہاں تک بڑھا کہ وہ دربانی اور فیصل بانی کی خدمت بھی انہی کو سونپ دی گئی اور یہ سارے عہدے خود سلطان محمود کے تھے اور سلطان محمود خلجی کی طرف داری اور میدنی رائے کی شہ پر ہندوؤں نے موقع بہ موقع مسلمانوں کو خوب ذلیل وخوار کرنا شروع کردیا تھا۔

سلطان محمود خلجی کی ان حرکتوں سے سب سے زیادہ تنگ اس کا ایک پرانا سالار علی خان تھا' اس سے سلطان محمود خلجی اور اس کے وزیر میدنی رائے کی مسلم آزاد حرکتیں دیکھی نہ گئیں لہٰذا اس نے سلطان محمود خلجی کی مخالفت شروع کردی ایک روز سلطان محمود خلجی شکار کے لئے شہر سے باہر گیا ہوا تھا' امیر علی خان نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور مانڈو شہر اور قلعے پر قبضہ کرلیا شہر کے تمام لوگ جو راجپوتوں کی وجہ سے سخت پریشان تھے انہوں نے علی خان کا ساتھ دینا شروع کردیا۔

سلطان محمود خلجی کو جب اس کی اطلاع ملی تو وہ جلد از جلد واپس آیا اور اس نے قلعے کا محاصرہ کرلیا سلطان محمود نے محصورین کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں' علی خان اس اذیت کو برداشت نہ کرسکا اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قلعے سے نیچے اتر کر فرار ہوگیا' سلطان محمود خلجی قلعے میں داخل ہوا اس نے راجپوتوں کے ایک لشکر کو علی خان کے تعاقب میں روانہ کیا راجپوتوں نے علی خان کو گرفتار کرکے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس واقعہ کے بعد میدنی رائے کے اقتدار میں اور اضافہ ہوگیا اور اس میدنی رائے نے سلطان محمود خلجی کے خلاف مالوہ کے تمام امیروں اور منصب داروں و اپنا ہمنوا بنالیا' یہ معاملہ یہاں تک پھیلا کہ دربار کے ملازمین میں صرف دوسو باقی رہ گئے باقی تمام ہندو تھے بہ صورت حال سلطان محمود خلجی پر علی خان کے قتل پر کھلی سلطان محمود نے جب راجپوتوں کا یہ اقتدار دیکھا تو مورخین کہتے ہیں کہ اس کی آنکھیں کھلی اور وہ پریشان ہوا' میدنی رائے کے اقتدار کو ختم کرنے اور راجپوتوں کے غلبہ سے نجات پانے کی تدبیریں سوچنے لگا۔

اس موقع پر اس نے اپنے بہترین سالار اور اپنے ساتھی حبیب خان کو طلب کیا' حبیب خان جب سلطان محمود خلجی کے پاس آیا تو اس نے دیکھا سلطان محمود خلجی بڑا پریشان اور فکرمند تھا حبیب خان اس کے سامنے بیٹھ گیا' کچھ دیر خاموشی رہی پھر حبیب خان اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

''میں دیکھتا ہوں آپ خلاف معمول کچھ زیادہ سنجیدہ اور پریشان دکھائی دے رہے ہیں کیا معاملہ ہے۔''

سلطان محمود خلجی نے تیز نگاہوں سے حبیب خان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''کیا تمہیں نہیں معلوم کہ کیا معاملہ ہے۔''

اس پر جرات اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے حبیب خان کہنے لگا۔ ''اگر آپ کا اشارہ ہندو راجپوتوں کے غلبہ کی طرف ہے تو یہ غلبہ یہاں کے مسلمانوں نے نہیں بلکہ آپ نے انہیں دیا ہے اور اسے ختم بھی آپ ہی نے کرنا ہے اگر آپ اس غلبے کو ختم نہیں کریں گے تو میں پہلے سے ہی بتا دیتا ہوں کہ راجپوت ایک روز ہمیں اور آپ کو ختم کرکے رکھ دیں گے اور اس روز ہمارے پاس کچھ نہیں رہے گا۔''

حبیب خان کی اس گفتگو سے سلطان محمود خلجی پریشان اور فکرمند ہوگیا تھا پھر حبیب خان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''اب بتاؤں ان حالات پر قابو پالنے کے لئے کیا کرنا چاہیے۔'' کچھ سوچتے ہوئے حبیب خان کہنے لگا۔

''جب تک آپ میدنی رائے اور اس کے دست راست اور ساتھی سالباہن پر قابو نہیں پاتے' ان کا خاتمہ نہیں کرتے اس وقت تک آپ ہندو راجپوتوں کی یلغار ان کے بے جا حرکتوں پر بھی قابو نہیں پاسکتے۔

میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ سب سے پہلے میدنی رائے کو ملازمت سے برطرف کردیں' جب میدنی رائے ملازمت سے برطرف ہوجائے گا تو پھر اس کے پاس اقتدار نہیں رہے گا اور جو کچھ اب تک مسلمانوں کے خلاف اور ہندو راجپوتوں کے حق میں کیا ہے' وہ اس نے صرف آپ کے وزیر کی حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کیا ہے جب وہ وزیر ہی نہیں رہے گا تو پھر دوسرے علاقوں کے لوگوں کی طرح بے بس ہوجائے گا اور اس طرح اس کی سازشوں میں کمی آجائے گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد حبیب خان رکا دوبارہ سلطان محمود خلجی کو مخاطب کرکے وہ پھر کہہ رہا تھا۔

''میدنی رائے کی ملازمت سے برطرفی کے علاوہ دوسرا مشورہ میں آپ کو یہ دوں گا کہ کوئی مناسب موقع جان کر اس میدنی رائے اور سالباہن کی زندگی کا بھی خاتمہ کردیں نہیں تو یہ آپ کی زندگی کا خاتمہ کردیں گے لیکن انہیں مارنا بھی کسی جتن اور کسی عمدہ طریقہ سے ورنہ وہ بغاوت اٹھے گی کہ جس پر ہم قابو نہیں پاسکیں گے۔''

سلطان محمود خلجی نے حبیب خان کی اس تجویز کو پسند کیا تھا کہ یہاں تک حبیب خان پھر بولا اور کہنے لگا۔

''میں آپ کو ایک تیسرا مشورہ بھی دوں گا اس پر آج ہی سے عمل کرنا شروع کردیں' آپ کے لشکر کے اندر جس قدر مسلمان جنگجو ہیں ان پر ہاتھ رکھیں اور انہیں اپنے قیصر کے اردگرد جمع کریں اپنے قیصر کے اردگرد ان کی رہائش گاہوں کا بھی اہتمام کریں اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو کسی موقع پر یہ راجپوت میدنی رائے یا سالباہن کی وجہ سے یا ان کے کہنے پر بغاوت کھڑی کرتے ہیں تو اپنے ان مسلمان جنگجو ساتھیوں کی وجہ سے آپ بڑی آسانی سے ان کی بغاوت پر قابو پاسکیں گے۔''

سلطان محمود خلجی نے اپنے سالار حبیب خان کی ان تین تجویزوں پر اس کا انتہا درجہ کا شکریہ ادا کیا اور اس کی تعریف کی اس کے بعد حبیب خان وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

چند دنوں کا وقفہ ڈال کر سلطان محمود خلجی حرکت میں آیا اور میدنی رائے کو اس نے ملازمت سے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

برطرف کردیا اور برطرف اس طرح کیا کہ دکن کے اہل ہند کا دستور تھا کہ جب وہ اپنے ملازمین یا مہمانوں کو رخصت کرتے تھے انہیں پان پیش کرتے تھے سلطان محمود نے بھی میدنی رائے سے چھٹکارا پانے کے لئے یہ انداز اختیار کیا اس نے اپنے ایک سالار آرائش خان کے ہاتھ میدنی رائے کو پان کا بیڑا بھجوایا اور یہ پیغام دیا۔

"میں تمہیں اپنی ملازمت سے علیحدہ کرتا ہوں لہٰذا تم میری مملکت سے باہر چلے جاؤ۔"

میدنی رائے کی معزولی کے بعد جب مالوہ کے راجپوتوں کو میدنی رائے کی ملازمت سے برطرفی کی خبر ملی تب راجپوتوں نے اس جواب میں سلطان محمود خلجی کو پیغام بھیجا۔

"ہم راجپوت سپاہی تعداد میں چالیس ہزار ہیں اور ہم سب نے ہر ممکن طریقہ سے حضور کی خدمت کی ہے اور بڑی جانفشانی سے اپنے فرائض انجام دیئے ہیں، ہم نے کبھی کوئی ایسا حرکت نہیں کی جو حضور کے مزاج کے خلاف ہو آخر ہمارا قصور کیا ہے جو ہمیں اتنی بڑی سزا دی جارہی ہے۔"

اس کے بعد راجپوتوں نے آپس میں فیصلہ کیا کہ جس طرح بھی ہو سلطان محمود خلجی کو قتل کردیا جائے اور اس کو برائے نام بادشاہت کو ختم کرکے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی جائے۔

دوسری طرف خود سلطان محمود خلجی اس کا سالار حبیب خان دوسرا بڑا سالار آرائش خان بھی اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے بالکل تیار اور مستعد ہوگئے تھے۔

اس موقع پر میدنی رائے ایک علیحدہ تجویز رکھتا تھا، اس لئے کہ میرانی رائے بہت ہی چال باز اور ہوشیار آدمی تھا اس کی دوسر رس نظریں مستقبل پر لگی ہوئی تھیں اس لئے اس نے راجپوتوں کو اس ارادہ سے روکا اور کہا۔

"ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے ورنہ گجرات کا حکمران سلطان مظفر آپ پر حملہ کردے گا جس طرح بھی ہو ہمیں سلطان محمود خلجی کو خوش رکھنا چاہیے تاکہ اقتدار میں بدستور ہمارے ہاتھ میں رہے۔"

چنانچہ راجپوتوں کو سمجھانے بجھانے کے میدنی رائے سلطان محمود خلجی کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنی خطاؤں کی معافی طلب کی چنانچہ سلطان محمود خلجی نے مجبور ہوکر اس کو چند شرائط کے عوض معاف کردیا اور مورخین کہتے ہیں یہ شرائط تعداد میں تین تھیں۔

اول ان تمام کاموں پر پہلے کی طرح مسلمانوں کو مقرر کیا جائے جن پر اب تک راجپوت کام کرتے رہے ہیں۔

دوئم میدنی رائے ملک کی مہمات میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرے گا۔

سوئم اب تک جو راجپوت جو مسلمانوں پر ظلم کرتے رہے ہیں آج کے بعد راجپوت بے گناہ مسلمانوں پر ظلم کرنے سے باز رہیں گے۔

میدنی رائے نے سلطان محمود خلجی کی ان شرائط کو مان لیا اور سلطان محمود خلجی کو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا یقین دلایا جبکہ میدنی رائے کے دست راز اس کے ساتھی اور انتہائی کٹر ہندو راجپوت سالباہن پوربیہ جو صاحب اقتدار امیر تھا اس نے ان شرائط کو ماننے سے انکار کردیا اور سلطان محمود خلجی کی اطاعت سے منحرف ہوکر حسب سابق برے کاموں سے مشغول رہا۔

چنانچہ سلطان محمود خلجی کو جب سالباہن کی ان بغاوت آمیزش اور سرکشی پر مبنی حرکات کا علم ہوا تب اس نے حبیب خان اور آرائش خان اور اپنے چند سالاروں کو اپنے پاس طلب کیا جب یہ دونوں بڑے سالار دوسرے سالاروں کے ساتھ اسکے پاس آگئے تب سب سے پہلے حبیب خان کی طرف دیکھتے ہوئے سلطان محمود خلجی کہنے لگا۔

"تمہارے کہنے کے مطابق میں نے قیصر کے اردگرد اپنے سارے جنگجو مسلمان لشکریوں کو وہاں آباد کردیا ہے تمہارے کہنے پر ہی میں نے میدنی رائے کو معزول کیا اس نے آکے معافی مانگی تین

شرائطوں پر میں نے اسے معافی دے دی، ان کا ذکر میں تم لوگوں سے پہلے کرچکا ہوں لیکن تم جانتے ہو کہ سالباہن نے ان شرائط کو قبول کرنے سے انکار کردیا ہے اور وہ ایک عزم کے ساتھ سرکشی اور بغاوت پر اترا ہوا ہے اب بولو ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

یہ بات سن کر آرائش خان اور حبیب خان کے علاوہ دوسرے سالاروں بے پناہ غصے کا اظہار کررہے تھے یہاں تک کہ آرائش خان بولا اور غضب ناکی میں کہنے لگا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے اور وہ یہ کہ میدنی رائے اور سالباہن دونوں کا خاتمہ کردیا جائے۔"

آرائش خان کے یہ الفاظ سن کر سلطان محمود خلجی چونکا تھا حبیب خان اور دوسرے سالاروں نے آرائش خان کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر سلطان محمود خلجی نے آرائش خان کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"کیسے ان دونوں کا خاتمہ کیا جائے۔"

اس پر آرائش خان بڑی راز داری میں کہنے لگا۔ "آپ ایسا کریں کہ شکار کی ایک منصوبہ بندی کریں، میدنی رائے اور سالباہن کو بھی اپنے ساتھ شکار پر لے جائیں، میں اور آرائش خان اور دوسرے سالار بھی آپ کے ساتھ جائیں گے واپسی پر میدنی رائے اور سالباہن کا قصہ پاک کردیں گے اس کے لئے خاص آدمی مقرر کریں گے جو ان دونوں کو بڑی رازداری سے موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔"

سالار آرائش خان کی اس تجویز سے سلطان محمود خلجی نے اتفاق کیا تھا اور دوسرے سالاروں نے بھی اسے پسند کیا تھا چنانچہ سلطان محمود خلجی کے کہنے پر آرائش خان نے اپنے کچھ خاص آدمی مقرر کئے اور انہیں سلطان محمود خلجی نے یہ کام سونپتے ہوئے کہا۔

"میں چند روز تک شکار پر روانہ ہوں گا میدنی رائے اور سالباہن میرے ساتھ ہوں گے واپسی پر میں ان دونوں کو رخصت کرکے خود اپنے قیصر کی طرف چلا جاؤں گا چنانچہ جب وہ اپنے گھروں کو جائیں تم لوگ راستے میں کہیں گھات میں بیٹھ جانا جب یہ دونوں جارہے ہوں گے تو پیچھے سے ان پر حملہ کردینا اور ان کا خاتمہ کردینا۔"

یہ معاملہ طے کرنے کے بعد سلطان محمود خلجی نے شکار کرنے کی منصوبہ بندی کی اور اپنے بڑے سالاروں حبیب خان اور آرائش خان کے علاوہ میدنی رائے اور سالباہن کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا چنانچہ سب شکار کی طرف روانہ ہوئے۔

واپسی پر میدنی رائے اور سالباہن کو سلطان نے رخصت کردیا، اپنے سالاروں کے ساتھ وہ اپنے قیصر کی طرف چلا ایگ جو آدمی پہلے سے مقرر کئے ہوئے تھے وہ اس وقت حرکت میں آئے جس وقت میدنی رائے اور سالباہن اپنے گھروں کی طرف جارہے تھے وہ اپنی گھات سے نکلے اور ان دونوں پر حملہ کردیا۔

بقول مورخین سالباہن اسی وقت واصل جہنم ہوا البتہ میدنی رائے صرف زخمی ہوا، اسے اس کے ملازموں نے بچالیا اور اس کے گھر لے گئے۔

چنانچہ راجپوتوں کو جب سالباہن کے مرنے اور میدنی رائے کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی تو وہ جوق در جوق میدنی رائے کے مکان پر جمع ہونے لگے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ حادثہ سلطان محمود خلجی کے اشارے سے عمل میں آیا ہے لہٰذا انہوں نے میدنی رائے کو بتائے بغیر ٹکراؤ کا ارادہ کرلیا اس لئے کہ رانا سانگا ان کی پشت پناہی کررہا تھا اور مزید یہ کہ رانا سانگا کے کچھ دستے عملی طور پر بھی سلطان محمود خلجی کے خلاف کام کررہے تھے اور مالوہ کے راجپوتوں کو سلطان محمود خلجی کے خلاف ابھار اور بھٹکا رہے تھے۔

چنانچہ رانا سانگا ہی کی انگیخت اور اس کی طرف سے مدد کے وعدے کی بناء پر راجپوتوں کے ایک لشکر نے شاہی قیصر کا رخ کیا تاکہ اس سلسلے میں سلطان محمود خلجی سے باس پرس کی جائے اور اس پر حملہ کیا جائے۔

دوسری طرف سلطان محمود خلجی کو بھی ساری خبریں پہنچ رہی تھیں، مورخین کا کہنا ہے گو سلطان محمود خلجی اگرچہ عقل کا کچا تھا لیکن بہادری جرات مندی شجاعت میں اپنی مثال آپ تھا جب اسے راجپوتوں

Scanned And Uploaded By Mohammad Nadeem

کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس کے سالار حبیب خان اور آرائش خان چند دوسرے سالاروں کے ساتھ وہ بھی پہنچ گئے مسلمانوں کے لشکر کو تیار اور مستعد کر دیا اور بادشاہ کے قیصر کے اطراف میں جو جنگجو مسلمان آباد کئے گئے تھے وہ بھی بالکل تیار ہو گئے تھے اور مورخین یہ بھی کہتے ہیں کہ جب سلطان محمود خلجی کو راجپوتوں کی آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنے پیادوں اور سواروں کے ساتھ جذبہ شہادت سے سرشار ہو کر اپنے خلوت خانے سے باہر آیا چنانچہ اس موقع پر سلطان محمود خلجی کے مسلمان لشکری اور کئی ہزار راجپوت آپس میں ٹکرائے۔

مورخین یہ بھی کہتے ہیں کہ حملہ آور ہونے والے راجپوتوں میں سے ایک راجپوت لشکری جو اپنی بہادری کی وجہ سے بہت مشہور تھا سب سے پہلے میدان میں آیا اور اس نے سلطان محمود خلجی پر تلوار کا وار کیا' سلطان نے بڑی پھرتی سے اس کے وار کو روکا اور اس پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ اس کے ٹکڑے کر کے رکھ دیئے اس کے بعد ایک دوسرا راجپوت بادشاہ کے مقابل آیا اور حملہ آور ہوا سلطان محمود خلجی نے اس کے وار کو بھی روکا اور اس کا بھی کام تمام کر دیا اس کے بعد سلطان محمود خلجی کے سالار اور اس کے لشکری حملہ آور راجپوتوں پر چڑھ دوڑے ان میں سے کئی ایک کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس لڑائی کے متعلق مورخین مزید لکھتے ہیں اگر راجپوتوں نے بادشاہ کو اس جرات دلاوری لڑتے دیکھا تو انہوں نے جنگ کو طول دیئے بغیر واپسی کی ٹھان لی' میدنی رائے مکان کے وسیع احاطہ میں آ کر جمع ہو گئے چونکہ سلطان محمود خلجی کے مقابلے میں انہیں شکست اور پسپائی کا سامنا کرنا پڑا تھا لہٰذا انہیں شرمندگی بھی اٹھانا پڑی اور مورخین مزید کہتے ہیں کہ راجپوتوں نے دوبارہ ایک اور لشکر تیار کیا اور میدنی رائے سے سلطان محمود خلجی کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنے کی اجازت طلب کی اس طرح راجپوت یہ سمجھتے تھے کہ اگر میدنی رائے بھی اس میں شامل ہو گیا تو اس کی وجہ سے رانا سانگا وسیع پیمانہ پر مالوہ کے راجپوتوں کی مدد کرے گا اور سلطان محمود خلجی کو پسپا کرنے اور شکست سے دوچار کرنے کے لئے خاصی بڑی مدد دے گا۔

جب میدنی رائے سے راجپوتوں نے اجازت طلب کی تو اس نے کہا۔

''سلطان محمود خلجی نے اگرچہ مجھے قتل کروانے کی کوشش کی لیکن اس میں شک نہیں وہ میرا محسن ہے اور اس کا ہر فعل عین تھا' میں مستعد نہ ہوں میری خواہش کہ یہ ارادہ ترک کر دینا چاہیے بہتر یہی ہے کہ تم جنگ کا خیال میرا تھا۔'' میدنی رائے نے یہ مشورہ اس لئے دیا تھا کہ میدنی رائے کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر سلطان محمود خلجی نے مارا ہے مثلاً گجرات' خاں دیش اور برار وغیرہ اور اس کے فرمانروا طاقت اور قوت بھی رکھتے ہیں لہٰذا سلطان محمود خلجی کا انتقام لینے کے لئے وہ چڑھ دوڑیں گے۔''

اس بناء پر میدنی رائے نے ایک طرف راجپوتوں کو سمجھایا اور دوسری طرف سلطان محمود کو پیغام بھیجا اور کہلوایا۔

''چونکہ میں نے اب تک حضور کی نمک حرامی نہیں کی تھی اس لئے باوجود ان زخموں کے زندہ رہا اگر میری ہلاکت سے سلطنت کو کوئی فائدہ ہو سکتا ہے تو میں اپنی جان دینے کو تیار ہوں۔''

سلطان محمود خلجی کو خوب علم تھا میدنی رائے جو زخم آئے ہیں وہ ایسے کاری نہیں کہ وہ ہلاک ہو سکے' اس لئے اس نے بھی صلح صفائی کی روش اختیار کی اور اسے پیغام بھیجا۔

''اب میں نے اچھی طرح جان لیا ہے کہ تو ہر طرح سے میرا خیر خواہ اور وفادار ہے تو نے اپنی نیک چلنی سے راجپوتوں کو فتنہ اور فساد سے باز رکھا خدا کا شکر ہے کہ سالبا ہن انتہائی مغرور اور بدمزاج انسان تھا مارا گیا اب تو تمام امور سلطنت اچھی طرح انجام پائیں گے اور نا خوشگوار واقعہ پیش نہ آئے گا۔''

اس طرح دن گزرتے گئے میدنی رائے پھر

اپنے کام میں لگ گیا' سلطان محمود خلجی بھی اس واقعہ اور حادثے کو فراموش کر گیا مگر سلطان محمود خلجی کے گرد رانا سانگا کی طرف سے سازشوں کا ایک ایسا جال بنا جا رہا تھا جو سلطان محمود خلجی کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا اس لئے کہ رانا سانگا کے جنگجو جوق در جوق مالوہ میں داخل ہو کر دارالسلطنت سے دور رہتے ہوئے میدنی رائے سے رابطہ قائم کرتے جا رہے تھے اس طرح مالوہ میں باغیوں کی طاقت اور قوت میں دن بدن بڑی تیزی کے ساتھ اضافہ ہونے لگا تھا۔

اب صورت حال یہ تھی کہ میدنی رائے ظاہری طور پر سلطان محمود خلجی کی اطاعت اور وفاداری کا دم بھرتا رہا وہ گزشتہ واقعات کے بارے میں ایک لفظ نہ نکالتا جب بھی وہ سلطان محمود خلجی کی خدمت میں حاضر ہوتا تو بطور احتیاط کے وہ پانچ سو جنگجو راجپوت اپنے ساتھ رکھتا اسے یہ خطرہ تھا کہ نہ جانے کب کوئی واقعہ پیش آ جائے۔

دوسری طرف سلطان محمود خلجی اور اس کے دونوں سالاروں حبیب خان اور آرائش خان کو یہ خبریں پہنچ رہی تھیں کہ اس سلسلے میں رانا سانگا مالوہ کے معاملات میں بڑی سختی کے ساتھ مداخلت کر رہا ہے اور انہیں یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ اندر ہی اندر خفیہ طور پر رانا سانگا کے ہزاروں جنگجو مالوہ میں داخل ہو چکے ہیں وہ کسی بھی وقت سلطان محمود خلجی اور مسلمان سالاروں پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے سلطان محمود خلجی کو بھی یقین ہو گیا اب اس کے دن تھوڑے ہی رہ گئے ہیں اس لئے کہ راجپوتوں نے مالوہ کی سرزمینوں میں بڑی طاقت اور وقت پکڑ لی تھی' وہ کسی وقت بھی بارود کی طرح پھٹ پڑیں گے اور محمود خلجی کا خاتمہ کر کے رکھ دیں گے جس وقت میدنی رائے نے بروقت اپنے ساتھ پانچ سو جنگجو راجپوتوں کو رکھنا شروع کیا تھا اس کی اس حرکت سے سلطان محمود خلجی اور زیادہ پریشان ہوا۔

اسے یقین ہو گیا تھا کہ میدنی رائے اب چند ہی روز بعد کھل کر اس کے سامنے اس کے خلاف حرکت میں آئے گا اور اس کا خاتمہ کر دے گا۔

چنانچہ ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک روز سلطان محمود خلجی نے شکار کے بہانے میدنی رائے اور اس سے قریب رہنے والے راجپوتوں کے لشکر کو اپنے ساتھ لیا' شکار کے دوران انہیں خوب دوڑایا بھگایا اور تھکایا جب انہیں واپس لے کر آیا تو جب اس رات تھکاوٹ کے باعث راجپوت گہری نیند سو گئے تب سلطان محمود خلجی حرکت میں آیا' اپنی ایک انتہائی خوبصورت رانی نام جس کا کہنا تھا اسے اور چند سواروں کے علاوہ اور حبیب خان اور آرائش خان کو ساتھ لے کر وہ اپنے مرکزی شہر سے نکلا اور اپنی اپنے ساتھیوں کی جان بچا کر سلطان مظفر کے مرکزی شہر محمود آباد کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

سلطان مظفر ایک روز اپنے لشکریوں کی تربیت گاہ میں نظام الملک' قیصر خان' اعماد خان' صفدر خان' نصرت خان اور دیگر چھوٹے بڑے سالاروں کے ساتھ زیر تربیت لشکریوں کی تربیت کا جائزہ لے رہا تھا کہ اس کا ایک مخبر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا وہاں آیا' وہ بڑا پریشان اور فکرمند لگ رہا تھا' سلطان مظفر کے سامنے آ کر وہ گھوڑے سے اترا بلند آواز میں سب سے اسلام کیا اس کے بعد وہ سلطان مظفر کے نزدیک ہوا اور بڑی بے چینی اور بڑی بیتابی میں سلطان مظفر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''سلطان محترم میں ایک انتہائی بری خبر لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔'' اپنے اس مخبر کے ان الفاظ پر سلطان مظفر چونکا تھا پہلے اس نے باری باری ایک فکر گیر اور گہری نگاہ اپنے سامنے کھڑے سالاروں پر ڈالی پھر آنے والے مخبر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم کون سی بری خبر لے کر آئے ہو' کیا رانا سانگا یا ہمارے کسی اور دشمن نے ہماری سرحدوں پر ہمارے علاقوں پر حملہ کر دیا ہے۔'' اس پر آنے والے مخبر نے پہلے نفی میں گردن ہلائی پھر کہنے لگا۔

''سلطان محترم! مالوہ کا سلطان محمود خلجی انتہائی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

بے کسی کی حالت میں اپنے کچھ سالاروں اور مسلح دستوں کے ساتھ آپ کی طرف آرہا ہے' یہاں پہنچ کر وہ آپ سے مدد کا طلب ہوگا اس لئے کہ اس کے وزیر میدنی رائے کے ذریعے رانا سانگا نے مالوہ کے سلطنت کے اندرونی معاملات میں داخل دیا ہے رانا سانگا کے ان گنت جنگجو مالوہ کی حدود میں داخل ہوئے ہیں انہوں نے کئی شہروں پر پہلے ہی گرفت کرلی تھی' محمود خلجی میدنی رائے پر پہلے ہی مشکوک تھا اس کا خاتمہ کرانے کی بہت کوشش کی لیکن میدنی رائے کی خوش قسمتی وہ تو بچ گیا' اس کا ساتھی سالباہن مارا گیا اب میدنی رائے نے رانا سانگا کے ذریعے مالوہ میں راجپوتوں کی ایک بڑی تعداد کو جمع کرلیا ہے اور یہ سارے انتہا درجہ کے جنگجو ہیں چونکہ محمود خلجی نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا لہٰذا ایک رات بڑی رازداری سے وہ اپنے ہاں سے نکل کر ہماری طرف روانہ ہو چکا ہے اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ یہاں سے زیادہ سے زیادہ دو میل کے فاصلہ پر رہ گیا ہوگا۔'' اس کے بعد آنے والے مخبر نے جلدی جلدی میدنی رائے اور مالوہ کے حالات تفصیل سے کہہ دیئے تھے۔

اس موقع پر سلطان محمود خلجی کا بھائی صاحب خاں بھی سلطان مظفر کے سالاروں کے اندر کھڑا تھا سلطان مظفر کچھ دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اسے مخاطب کیا۔

''صاحب خاں! اب اپنے بھائی کے متعلق تمہارے کیا خیالات ہیں۔'' آنے والے مخبر کی ساری باتیں سن کر صاحب خاں پہلے ہی اداس اور فکر مند تھا چنانچہ اپنے ہونٹوں پر زبان پھرتے ہوئے بڑی عاجزی اور انکساری سے کہنے لگا۔

''سلطان محترم میں نے اب کیا کہنا ہے اگر میرے بھائی کو میدنی رائے نے رانا سانگا کے ساتھ سازش کرکے ہماری آبائی سلطنت سے محروم کردیا ہے تو اس موقع پر میں دل وجان سے اپنے بھائی کے ساتھ ہوں' سلطان محترم بھائی کے آنے سے پہلے میں بھی آپ سے گزارش کروں گا کہ رانا سانگا کے مقابلے میں ہماری مدد کی جائے تاکہ پھر اپنے علاقے واپس لینے میں کامیاب ہوجائیں۔''

صاحب خان کے ان الفاظ کا سلطان مظفر نے کوئی جواب نہ دیا پھر سارے سالاروں کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

''آؤ پہلے سلطان محمود خلجی کا شاندار انداز میں استقبال کرتے ہیں پھر اس کے ساتھ بیٹھ کر تفصیل سے گفتگو کریں گے۔''

اس کے ساتھ ہی سلطان مظفر وہاں سے ہٹ گیا کچھ آگے بڑھ کر تھوڑی دیر ایک جگہ کھڑا ہوا یہاں تک کہ سامنے کی طرف سے سلطان محمود خلجی اپنے سالاروں اور مسلح دستوں کے ساتھ آتا دکھائی دیا جب وہ قریب آیا تو سلطان مظفر اس کے سارے سالار اپنے گھوڑوں سے اتر گئے قریب آکر سلطان محمود خلجی اور اس کے ساتھی بھی اپنے گھوڑوں سے اتر گئے اسے دیکھتے ہی گجرات کے سلطان مظفر نے اپنے بازوؤں پھیلا دیئے تھے چنانچہ بھاگنے کے انداز میں سلطان محمود خلجی اس کی طرف بڑھا اور سلطان مظفر سے وہ گلے مل گیا تھا اس کے بعد سلطان مظفر کے سالار سلطان محمود خلجی کے علاوہ اس کے سالاروں سے مل رہے تھے۔

سارے قافلے کو لے کر سلطان مظفر اپنے قصر کی طرف روانہ ہوا سب ایک کمرے میں بیٹھ گئے پھر گفتگو کا آغاز سلطان مظفر نے کیا محمود خلجی کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

''محمود میرے بھائی اب بتاؤ معاملہ کیا ہے میرے پاس تو تمہاری طرف سے پہلے میرے مخبر یہ خبریں لے کر آئے تھے تم نے اپنے دو شہروں برودہ اور دھار کے باغی اور سرکش راجپوتوں کی بغاوت اور سرکشی کو بری طرح کچل کر رکھ دیا ہے' میں نے جب یہ خبریں سنی تھیں تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی' اس کے علاوہ جس وقت تم برودہ اور دھار کے غیر مسلم راجپوتوں کے خلاف برسرپیکار تھے' ان دنوں میں بھی

اپنے لشکر کے ساتھ تمہاری طرف کوچ کرچکا تھا تم سے ملنا چاہتا تھا اور تمہارے ساتھ صلح مشورہ کرکے میں تمہارے اور تمہارے بھائی صاحب خان کے درمیان جو دوریاں اور اختلافات پیدا ہوچکے ہیں ان کو حل کرنا چاہتا تھا لیکن میں تمہارے پاس اس لئے نہ آسکا کہ اجمیر میں راستے ہی میں تھا کہ ایدر کے راجہ نے ہمارے کچھ علاقوں پر یلغار کردی جس کی بناء پر مجھے رکھنا پڑا اور ایدر کے راجہ کو سخت خوب نمٹنے اور شکست فاش دی اور اپنے علاقوں سے اسے ہم نے نکال باہر کیا وہ اس وقت ہم چاہتے تو ایدر کے علاقوں پر بھی قبضہ کرسکتے تھے۔

اس کے بعد ہمارے لئے طرح طرح کے مسائل اٹھتے رہے ایک تو ہماری سرحدوں پر رانا سانگا کے لشکری یلغار کرتے ہوئے دوسرے ایک اہم حادثہ پیش آیا کہ رانا سانگا ایدر کے علاقوں پر حملہ آور ہوا ایدر کا راجہ رائے بھیم اور رانا سانگا کے درمیان ہولناک رن پڑا' اس رن کے دوران راجہ رائے بھیم مارا گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا بہادر مل ایدر کا راجہ بنا اور وہ اپنے لواحقین کچھ سرکردہ افراد کے ساتھ ہمارے ہاں آگیا اس نے مجھ سے التجا کی کہ رانا سانگا ایدر پر حملہ آور ہو کر سارے ایدر کے علاقے پر قبضہ کرچکا ہے۔

چنانچہ رانا سانگا کے ساتھ ہمارا ٹکراؤ ہوا رانا کو ہم نے شکست دی اور اب ایدر کا نیا راجہ بہادر مل اپنے علاقوں میں جاکر اپنے پہلے کی طرح اپنے باپ کی جگہ حکومت کررہا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سلطان مظفر رکا اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''محمود میرے بھائی! جب تم نے برودہ اور دھار میں راجپوتوں کی طاقت کو کچل دیا تھا تو پھر کیا ہوا تمہیں کیا مجبوری درپیش ہوئی کہ تمہیں ایک دم خالی ہاتھ اپنے علاقوں سے نکلنا پڑا۔''

اس موقع پر محمود خلجی نے کچھ دیر تک انتہائی بے بسی کے عالم میں سلطان مظفر کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا۔

''میں آپ سے کیا کہوں اگر میں کچھ کہوں گا تو میں اپنی حماقتیں ہی آپ سے بیان کروں گا' دراصل میرے وزیر میدنی رائے نے مجھے کہیں کا نہیں رکھا اس نے مجھے گمراہ کئے رکھا اور سلطنت کے تمام عہدے پر اس نے جنگجو ہندو راجپوتوں کو مقرر کرنے کا عمل شروع کیا اور یہ عمل کافی عرصے تک جاری اور دراز رہا' میں نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور جب میں برودہ اور دھادر میں راجپوتوں طاقت اور ان کی بغاوت سرکشی کو کچل چکا تب میرے کچھ مخبروں نے مجھے پر یہ انکشاف کیا کہ میدنی رائے اور اس کے دست راست اور میرے لشکر کے ایک سالار سالباہن کے پاس رانا سانگا کے مخبروں اور قاصدوں کا آنا جانا ہے اور وہ ان دونوں کو اطلاعات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ میرے خلاف کارروائیاں کرنے کے لئے ان کی مدد وحمایت بھی کرتا ہے۔

ان حالات میں' میں نے میدنی رائے اور سالباہن کا خاتمہ کرنے کیلئے منصوبہ بندی کی سالباہن تو مارا گیا میدنی رائے بچ گیا۔'' اس کے بعد جو حالات پیش آئے وہ محمود خلجی نے تفصیل کے ساتھ سلطان مظفر سے کہہ دیئے تھے۔

محمود خلجی جب خاموش ہوا تب اس کی طرف التجا بھرے انداز سے دیکھتے ہوئے سلطان مظفر بول اٹھا۔

''محمود تمہاری پہلی غلطی تو یہ تھی کہ تم نے اپنے وزیر میدنی رائے پر آنکھیں بند کرکے اعتبار کیا' دوسری غلطی یہ تھی کہ اپنی سلطنت کے عام عہدوں پر مسلمانوں کے بجائے تم راجپوتوں کو مقرر کرتے رہے اور تمہاری تیسری غلطی یہ تھی کہ تم نے اپنے سرحدوں علاقوں کی نگرانی نہیں کی جس کی وجہ سے رانا سانگا کے مسلح جواں اور جنگجو دستے تمہارے ہاں داخل ہوکر جنگجو راجپوتوں کی تعداد میں اضافہ کرتے رہے جس کے نتیجے میں تمہیں اپنی حکمرانی چھوڑ کر ہمارے پاس آنا پڑا۔

سلطان مظفر جب خاموش ہوا تب محمود خلجی کہنے لگا۔

''آپ نے جو کچھ کہا وہ بالکل درست ہے میں اپنی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

غلطیوں کو تسلیم کرتا ہوں میری کوتاہیوں ہی نے مجھے اس صورت حال کا سامنا کرنے پر مجبور کیا' اب میں ان غلطیوں کی تلافی کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے ادھر آنے کے بعد یہ خبریں بھی آئی ہیں کہ رانا سانگا کا ایک بہت بڑا لشکر مالوہ میں داخل ہو چکا ہے اور وہاں وہ راجپوتوں کی حکومت کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی کوشش کرے گا۔

سلطان محترم جب میں اپنے ماضی پر نگاہ دوڑاتا ہوں تو اپنے سامنے میری غلطیاں ہی غلطیاں' خامیاں ہی خامیاں اور ہر سو کوتاہیں ہی دکھائی دیتی ہیں اور اب میں ان کوتاہیوں کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ مالوہ کے لوگ رانا سانگا اور میدنی رائے کے ظلم اور ان کی ستم کی چکی تلے پستے رہیں۔''

محمود خلجی کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ.....'' اس کی بات کاٹتے ہوئے سلطان مظفر بول اٹھا کہنے لگا۔

''وہاں کے مسلمانوں کو میدنی رائے رانا سانگا کے مظالم و ستم کی چکی تلے پسنے نہیں دیا جائے گا ہم ان کی مدد کریں گے۔ رانا سانگا اگر مالوہ پر قبضہ بحال کرنے کے لئے بڑا لشکر بھی لے آیا تب بھی ہمیں امید ہے ہم مالوہ سے رانا سانگا کو مار بھگائیں گے۔ رانا سانگا اگر یہ خیال کرتا ہے کہ ان علاقوں میں وہ ایک ناقابل تسخیر طاقت اور قوت ہے تو یہ اس کی بھلو اس کی خود فریبی ہے' ماضی میں نہ صرف اسے بلکہ اس کے کئی لشکریوں کو میرا سالار قیصر خان بدترین شکست دے چکا ہے یہی نہیں شروع کے ایک موقع میں میرے سالار قیصر خان نے تو رانا سانگا کے سینا پتی رنبیر سنگھ کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ اس کے علاوہ رانا سانگا کی راجکماری کوشلیا ایک انتہا درجہ کی جنگجو اور حرب وضرب میں ہنرمندی رکھنے والی لڑکی ہے جنگوں میں لشکریوں کے دوش بدوش جنگی لباس پہن کر حصہ لیتی ہے میرے سالار قیصر خان نے دوبار اسے گرفتار کیا لیکن قیصر خان کی رحم دلی اور اس کی اخلاقی رفعت تھی کہ دونوں مرتبہ اس نے رانا سانگا کی راجکماری کو چھوڑ دیا حالانکہ میں نے سن رکھا ہے وہ انتہا درجہ کی خوبصورت لڑکی ہے اسے موقع پر کوئی حکمران' کوئی اور سالار ہوتا تو راجکماری کوشلیا کو اپنے ساتھ لاتا اور اسے اپنے حرم میں داخل کر لیتا لیکن میں اپنے سالار قیصر خان کے کردار اس کے اخلاق کو اسلام پیش کرتا ہوں کہ ایک تو اس نے اسے عورت جان کر اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا دوسرے اسے اپنے لئے بے خطر ان کر اسے معاف کر کے آزادی دے دی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سلطان مظفر رکا پھر محمود خلجی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''محمود میرے عزیز بھائی تم اور تمہارے ساتھ تھکے ہارے آئے ہو سب سے پہلے تمہیں آرام کرنا چاہیے لیکن مطمئن رہو تمہارے خلاف رانا سانگا اور میدنی رائے کی سازش کو ہم کامیاب نہیں ہونے دیں گے رانا سانگا اگر مالوہ کی سلطنت کی سرزمینوں میں گھس گیا ہے تو اسے وہاں سے نکالیں گے' میدنی رائے اگر تمہاری سلطنت کے اندر سازشوں کا منبع اور سرچشمہ ہے تو پھر اسے دو کاموں سے ایک کام کرنا پڑے گا یا اسے مالوہ کی سرزمین چھوڑنا ہوگی یا ہمارے ہاتھوں اپنی گردن کٹوانا ہوگی۔''

سلطان مظفر کے یہ الفاظ سن کر محمود خلجی خوش ہو گیا تھا یہاں تک کہ محمود خلجی نے اپنے بڑے سالار نظام الملک کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''نظام الملک اب تم اٹھو محمود خلجی اور اس کے سارے ساتھیوں کی آرہائش کا عہدہ اور بہترین اہتمام شاہی مہمان خانے میں کرو۔'' اس کے ساتھ ہی سلطان اٹھ کھڑا ہوا' اس کے اٹھنے کے ساتھ ہی باقی سب سالار بھی کھڑے ہو گئے۔ نظام الملک محمود اور اس کے ساتھیوں کو اپنے لے گیا تھا تاکہ ان کے آرام وقیام کا انتظام کرے۔

☆☆

راجکماری کوشلیا ایک روز اپنی بڑی بہن کوتلیا' ماں لکھاروتی دونوں بھائی جے مل اور رام داس کے ساتھ بیٹھی کسی موضوع پر گفتگو کر رہی تھی کہ رانا سانگا چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ سجائے اس کمرے میں

داخل ہوا اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے راجکماری کوشلیا اس کی ماں اور بھائیوں نے خوشی کا اظہار کیا بڑے غور سے رانا سانگا کی طرف دیکھنے لگے تھے رانا سانگا جب ان کے بیچ میں بیٹھ گیا تب راجکماری کوشلیا خوشی اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''پتا جی لگتا ہے آج آپ کو کہیں سے خوشیوں بھری خبریں ملی ہیں جو اس طرح آپ خوش خوش راج محل کے اس کمرے میں داخل ہوئے ہیں۔''

رانا سانگا نے مسکراہٹ ہوئے اپنا گلا صاف کیا پھر کہنے لگا۔

بیٹی تیرا کہنا درست ہے آج مجھے ایک ساتھ کئی خوشیاں ملی ہیں پہلی یہ کہ مالوہ میں میرا دست راست میدنی رائے اپنی سازشوں میں کامیاب رہا ہے' میں نے جو اپنے لشکریوں کے دستے مالوہ میں داخل کئے تھے ان کی وجہ سے مالوہ کے اندر ایک دم بدنظمی پھیل گئی تھی اور پھر جب میرے کہنے پر میدنی رائے نے ہر وقت اپنے پانچ سو جنگجو اپنے ساتھ رکھنے شروع کئے تب مالوہ کے سلطان محمود خلجی کو اپنے لئے خطرہ محسوس ہوا لہٰذا اس خطرہ سے بچنے کے لئے وہ اپنے کچھ ساتھیوں کو لے کر رات کی تاریکی میں مالوہ چھوڑ کر گجرات کے سلطان مظفر کی طرف بھاگ گیا ہے۔

دوسری اچھی خبر یہ کہ نہر والا کا راجکمار بھوج نرپل جو چند ہفتے پہلے چلا گیا تھا اس کی طرف سے کچھ خبر آئے ہیں کہ وہ ایک دو روز تک ایک بہت بڑا لشکر لے کر نہر والا سے ہماری مدد کے لئے پہنچ جائے گا تاکہ ہم گجرات کے سلطان مظفر سے اپنی گزشتہ شکستوں کا انتقام لیں۔

تیسری اچھی خبر یہ ملی ہے کہ میرا بڑا رتنسی اپنے سرحدی علاقوں سے ایک لشکر لے کر ایک دو روز تک یہاں پہنچ جائے گا جب ایسا ہو جائے گا تب خود ہی سوچو میری بیٹی ہمارے لشکر میں کیسی طاقت اور قوت آئے گی اور پھر ہم کسی طرح سلطان مظفر کو اپنے سامنے ذلیل وخوار کریں گے۔

اس کے علاوہ ایک چوتھی خبر بھی ہے اور وہ خبر فوائد کے لحاظ سے ہمارے لئے اچھی ہے اور خصوصیت کے لحاظ سے میری بیٹی کوتلیا کے لئے اچھی ہے خبر یہ ہے کہ اس کا شوہر رائے مل جو بیجاپور کے کوہستانی سلسلوں کی طرف بھاگ گیا تھا وہ بھی ایک خاصا بڑا لشکر لے کر چند دنوں تک پہنچنے والا ہے۔

ان ساری قوتوں کے آنے سے پہلے میں نے اپنے سینا پتی اور دوسرے سالاروں کے ساتھ مل کر ایک منصوبہ بندی بنائی ہے میری بیٹی چونکہ تو حرب وضرب کے فنون میں ماہر ہے لہٰذا میں اس منصوبہ بندی کا ذکر تم سے کرتا ہوں۔

جب میرا بڑا بیٹا رتنسی یہاں پہنچ جائے گا بھوج نرپل اور رائے مل بھی یہاں آ جائیں گے تب سب سے پہلا کام میں یہ کروں گا کہ اپنے کچھ دستوں کو یعنی اپنے لشکر کے ایک حصے کو سلطان مظفر کے سرحدی علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لئے کہوں گا میں چاہتا ہوں کہ سلطان کے بڑے سالار اسی سرحدی ٹکراؤ میں مصروف رہیں جب کہ ایک خاصا بڑا لشکر اپنے داماد رائے مل کے حوالے کروں گا تاکہ وہ ایدر کی طرف پیش قدمی کرے اور وہاں کے نئے راجہ بہادر مل پر حملہ آور ہو کر اسے مار بھگائے اور پہلے کی طرح ایدر پر قبضہ کرے۔

رائے مل کے لئے یہ کام آسان ہوگا اس لئے کہ اس وقت سلطان مظفر کے لشکری اور بڑے سالار ہمارے لشکر کے ساتھ اپنے سرحدی علاقوں کے اندر جھڑپوں میں مصروف ہوں گے لہٰذا رائے مل کو کامیابی ہوگی' یہ ایدر کے سارے علاقے پر قبضہ کر کے پہلے کی طرح وہاں حکومت کرنے لگے گا۔

تیسرا قدم میں یہ اٹھاؤں گا کہ ایک خاص بڑا لشکر لے کر میں خود اور میرا سینا پتی مالوہ کا رخ کریں گے اس لئے کہ مالوہ کا سابق سلطان محمود خلجی گجرات کے سلطان مظفر کے پاس پہنچ چکا ہے وہ یقیناً اس سے میدنی رائے کے خلاف مدد طلب کرے گا سلطان مظفر اس کی ضرور مدد کرے گا اور اپنے لشکر ذریعے مالوہ پر حملہ آور ہو کر وہاں محمود خلجی کی حکومت کو بحال

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کرنے کی کوشش کرے گا جب میں اور سینا پتی کرشن دیو دونوں میدنی رائے کی مدد کے لئے وہاں ہوں گے تو ہم سلطان مظفر کے لشکر کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے اس طرح مجھے امید ہے کہ سرحدی علاقوں کی جھڑپوں میں بھی ہم کامیاب ہوں گے۔ رائے مل ایدر کے علاقوں پر قابض ہو کر وہاں کا حکمراں بن جائے گا اور سلطان مظفر کو ہم پسپا کر کے اسے محمود خلجی کو مالوہ پر بحال بھی نہیں کرنے دیں گے۔''

رانا سانگا اس منصوبہ بندی کو سب نے پسند کیا تھا پھر چند روز کے بعد بھوج نرمل رائے مل اور رتنسی بھی وہاں پہنچ گئے تھے ان کے پہنچنے کے ایک ہفتہ بعد رانا سانگا نے اپنے بیٹے رتنسی اور بھوج نرمل کو مظفر کے سرحدی علاقوں پر چھیڑ چھاڑ کر کے لئے ایک بہت بڑا لشکر دے کر روانہ کر دیا جب کہ رائے مل جو لشکر لے کر آیا تھا اس میں اپنی طرف سے رانا سانگا نے کچھ دستوں کا اضافہ کر کے اس کی طاقت اور قوت میں اضافہ کیا اسے بھی روانہ کیا تا کہ وہ ایدر پر قبضہ کرے جب کہ ایک خاصا بڑا لشکر رانا سانگا نے اپنے مرکزی شہر میں حفاظت کے لئے رکھا اور اور بڑا لشکر وہ لے کر وہ سینا پتی کے ساتھ مالوہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

دوسری طرف سلطان مظفر کو بھی اس کے تیز رفتار مخبران سارے حالات سے آگاہ کر رہے تھے رانا سانگا کی ان منصوبہ بندی کی اطلاع جب سلطان مظفر کو ہوئی تو اس نے ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا جو صورت حال پیش آ رہی تھی وہ سب کے سامنے اس نے بیان کی چونکہ وقت کم تھا لہٰذا سلطان مظفر نے سب سے پہلے قیصر خان اور اعتماد خان کو اپنے سرحدی علاقوں کی طرف بھیجوایا جہاں رانا سانگا کا بڑا بیٹا رتنسی اور نہر والا کا راجکمار بھوج نرمل ایک لشکر لے کر حملہ آور ہونے والے تھے چنانچہ قیصر خان اور اعتماد خان بھی اپنے لشکر کو لے کر بڑی برق رفتاری سے رتنسی اور بھوج نرمل کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے سرحدی علاقوں کی طرف آندھی اور طوفان کی طرح بڑھے تھے۔

ان دنوں بڑے سالار نظام الدین الملک کی طبیعت کچھ خراب تھی سلطان مظفر ان سارے کاموں کی نگرانی قیصر خان کے حوالے کرنا چاہتا تھا لیکن رتنسی بھوج نرمل کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے وہ سرحدوں پر قیصر خان کی ضرورت زیادہ محسوس کرتا تھا اس بنا پر قیصر خان اور اعتماد خان کو اس نے سرحدی علاقوں کی حفاظت کے لئے روانہ کر دیا تھا۔

نظام الملک کو کچھ علیل تھا لیکن اس کے باوجود وہ سارے سالاروں کی جو مجلس سلطان نے طلب کی تھی اس میں شامل ہوا تھا اس موقع پر نظام الملک سے ایک غلطی ہوئی سلطان مظفر رانا سانگا کے داماد رائے مل پر حملہ آور ہو کر ایدر کے راجہ بہادر مل کی مدد کے لئے نصرت خان کو بھیجنا چاہتا تھا لیکن نظام الملک نے اس سلسلہ میں ظہیر خان کی سفارش کی کہ ظہیر خان کو فوراً ایک لشکر دے کر روانہ کر دیا گیا لیکن سلطان مظفر اس سے مطمئن نہ ہوا اس کے پیچھے نصرت خان کو بھی لشکر دے کر اس نے ایدر کی طرف روانہ کر دیا تھا۔

اس سلسلے میں جو سلطان مظفر نے آخری فیصلہ کیا وہ یہ تھا کہ وہ خود اپنے چند دیگر سالاروں محمود خلجی اور اس کے بھائی صاحب خاں کے ساتھ مالوہ کی طرف روانہ ہوا اور اپنی روانگی سے پہلے سلطان مظفر کے کہنے پر محمود خلجی نے اپنے دو بڑے سالاروں حبیب خان اور آرائش خان کو اپنے آگے آگے روانہ کیا تا کہ مالوہ کے وہ مسلمان لشکری جو ادھر ادھر سرگرداں اور بھٹک رہے ہیں انہیں یکجا کیا جائے اور انہیں میدنی رائے اور رانا سانگا کے لشکریوں کے خلاف استعمال کیا جائے۔

سب سے پہلے قیصر خان اور اعتماد خان کے کام کی ابتدا ہوئی جس وقت وہ برق رفتاری سے سرحدوں کا رخ کر رہے تھے راستے میں سلطان مظفر کے مخبروں نے انہیں اطلاع کر دی تھی کہ رانا سانگا کا بیٹا رتنسی اور نہر والا کا راجکمار بھوج نرمل کس سمت سے حملہ آور ہونا' لہٰذا قیصر خان اور اعتماد خان بھی بڑی تیزی اور سرعت کے ساتھ اس سمت بڑھے تھے۔

رتنسی اور بھوج نرمل سے پہلے ہی قیصر خان اور اعتماد خان سرحدی علاقوں پر پہنچ گئے اور وہاں انہوں نے اپنے لشکر کا پڑاؤ کر لیا تھا اس روز شام سے ذرا پہلے رتنسی بھوج نرمل بھی وہاں پہنچے انہوں نے بھی قیصر خان اور اعتماد خان کے سامنے پڑاؤ کیا اس طرح دونوں لشکریوں نے خاموشی کے ساتھ ایک رات بسر کی اور اگلے روز رتنسی اور بھوج نرمل نے بڑے جوش وخروش سے بڑے اطمینان کے ساتھ اپنے لشکر کے اندر جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے طبل بجوانے کا حکم دے دیا تھا دونوں خوش تھے اس لئے کہ انہوں نے دیکھا ان کو قیصر خان اور اعتماد خان کے لشکر پر بڑی عددی فوقیت حاصل تھی۔

کچھ دیر تک بڑے بڑے طبل بجتے رہے صفیں درست اور استوار ہوتی رہیں یہاں تک کہ رانا سانگا کا بیٹا رتنسی اور نہر والا کے راجکمار بھوج نرمل نے اپنے کام کی ابتدا کی اور وہ عذابوں کی کالی راکھ اڑاتی بے حرف وبیان درندگی' درد کی بے چہرگی کے پیوند لگاتی کرب خیز موسموں کی داستانوں' لفظوں سے ان کے معانی چھینتے خوف کی چٹاؤں کے دھوئیں ساعتوں میں بے حسی بصارتوں میں گرد بھرتے تشنہ کامی کے وسوسوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔

ان کے ساتھ ہی ساتھ قیصر خان اور اعتماد خان دونوں اپنے لشکر کو معانی کے گرداب لئے اپنا رنگ گھولتے الفاظ دلوں پر گہری تھکن روح پر بے انتہاء ملامت برساتے طوفانوں کی طرح آگے بڑھایا پھر وہ رتنسی اور بھوج نرمل کے لشکر پر صحراؤں کی وحشت' گرجتے بادلوں کے لمحوں میں جسموں کی ہریالی' روح کی خوشحالی چھینتے آلام کے مہیب سناٹوں آتے جاتے لمحوں کے آئینے میں زیست پر آخری ضربیں لگا کر جذبوں پر تاریک بدقسمتی طاری کر کے ولولوں شر کی تاریک درزیں شناسائی کے حروف کو بند کرتے اور آنسوؤں کی بوندوں کے تزاوز کھڑے کرتی درد بھری آہوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے سرحدی علاقوں میں درد کے شہر جاتی موت ومرگ کی آندھی چاپ رقص کرنے لگی تھی سوچوں کی تنظیم ہوس کے آدرش فرار ہونے لگے تھے فراز آدمیت سے گرتے ارادے گندی فطرت کی نفرت بھری یلغار نے اپنا رنگ دکھانا شروع کر دیا تھا۔

کچھ دیر تک دونوں لشکروں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا یہاں تک کہ وقت وحالات نے دیکھا قیصر خان اور اعتماد خان کے مقابلے میں رتنسی اور بھوج نرمل اور ان کے لشکریوں کی حالت تشدد کی خون رنگ صداؤں جنم جنم کے پیاسوں' موت کے سایوں حالات کی اندھی تلخیوں' اجالوں کو ڈستی پرچھائیوں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھیں۔

اس کے باوجود رانا سانگا کے بیٹے رتنسی اور بھوج نرمل نے کچھ دیر مزید مقابلہ کیا لیکن جلد ہی انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ ان کے لشکر کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہوتی جا رہی ہے اور سلطان مظفر کے سالار بڑی تیزی سے ان کی اگلی صفوں کا مکمل طور پر صفایا کرتے ہوئے ان کے قلب لشکر کا رخ کرتے چلے آ رہے ہیں چنانچہ جب انہوں نے دیکھا کہ قریب قریب ان کے لشکر کی تعداد قیصر خان اور اعتماد خان لشکر کے برابر ہوتی جا رہی ہے تب انہوں نے اپنے لئے خطرہ محسوس کیا موت کو اپنے سامنے رقص کرتے دیکھا اس کے بعد انہوں نے شکست قبول کی اور بھاگ کھڑے ہوئے۔

لیکن اس طرح بھاگنا بھی آسان نہیں تھا پوری قوت کے ساتھ قیصر خان اور اعتماد خان نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے ان کے لشکر کی تعداد مزید کم کی اس کے بعد وہ اس جگہ لوٹ آئے جہاں جنگ ہوئی تھی' رتنسی اور بھوج نرمل کے پڑاؤ کی ہر چیز پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

قیصر خان اور اعتماد خان نے چند روز تک اپنے لشکر کے ساتھ احتیاط کی خاطر وہیں قیام کیا انہیں خطرہ تھا کہ رتنسی اور بھوج نرمل کئی لوٹ کر کہیں سرحدی علاقوں کے اندر تک یلغار اور ترکتاز نہ کریں جب

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

مخبروں نے یہ اطلاع کی کہ شکست اٹھانے کے بعد رتنسی اور بھوج نرمل مالوہ کی سرزمینوں کی طرف رانا سانگا کی طرف چلے گئے ہیں تب قیصر خان اور اعتماد خان نے وہاں سے کوچ کیا چونکہ سلطان کے ساتھ ان کا معاملہ پہلے سے طے ہو چکا تھا کہ رتنسی اور بھوج نرمل سے نمٹنے کے بعد وہ سلطان کا رخ کریں گے لہٰذا وہ بھی ہاتھ آنے والی ہر چیز کو سمیٹتے ہوئے مالوہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

جہاں تک ایدر کے علاقے کا تعلق ہے تو اس کی طرف رانا سانگا کا داماد رائے مل ایک بہت بڑا لشکر لے کر روانہ ہوا تھا اس کے مقابلے میں نظام الملک نے چونکہ پہلے ظہیر خان کو بھیجا تھا لہٰذا ظہیر خان سب سے پہلے رائے مل کے سامنے آیا رائے مل کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی اس کے باوجود ظہیر خان کثرت وقلت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مقابلے پر ڈٹ گیا مورخین کا کہنا ہے کہ ابھی نصرت خان وہاں نہیں پہنچا تھا کہ ظہیر خان اور رائے مل کا ٹکراؤ ہو گیا بدقسمتی کی بات یہ کہ دونوں لشکر پوری طاقت اور قوت کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرائے اس ٹکراؤ کے نتیجے میں ظہیر خان کو رائے مل کے ہاتھوں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا' اس نے اپنے بچے کھچے لشکریوں کے ساتھ جانیں بچا کر پیچھے ہٹنا چاہا لیکن شکست دینے کے بعد رائے مل کے حوصلے بلند ہو گئے تھے لہٰذا اس نے ظہیر خان کا تعاقب کیا اور ظہیر خان کو اس نے میدان جنگ میں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

سلطان مظفر جو اس وقت مالوہ کا رخ کئے ہوئے تھا اسے راستے ہی میں پہلی خبر یہ ملی کہ قیصر خان اور اعتماد خان دونوں نے رانا سانگا کے بیٹے رتنسی اور بھوج نرمل کو بدترین شکست دی ہے ان کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا ہے اور یہ کہ رتنسی اور بھوج نرمل دونوں رانا سانگا کی طرف بھاگ گئے ہیں جو مالوہ کا رخ کئے ہوئے ہے۔

اس کے دوسرے روز ہی سلطان مظفر کو یہ بھی خبر ملی کہ ظہیر خان کو رانا سانگا کے داماد رائے مل کے ہاتھوں شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا ہے اور یہ کہ اس جنگ کے دوران ظہیر خان مارا جا چکا ہے۔

یہ خبر ملنے کے بعد سلطان مظفر نے تیز رفتار قاصد نصرت خان کی طرف روانہ کئے جو ظہیر خان کے پیچھے پیچھے ایدر کا رخ کئے ہوئے تھا سلطان نے اسے حکم دیا کہ جس لشکر کو لے کر ایدر کا کئے ہوئے ہو فی الحال اس لشکر کو لے جہاں ہو وہی رک جاؤ اور اس کے اگلے حکم کا انتظار کرو' یہ احکامات جاری کرنے کے بعد سلطان مالوہ کی طرف بڑھا اسے یہ خبر بھی پہنچ گئی تھی کہ قیصر خان اور اعتماد خان دونوں بڑی برق رفتاری سے سلطان سے ملنے کے لئے مالوہ کا رخ کئے ہوئے ہیں۔

مالوہ کی طرف جاتے ہوئے رانا سانگا نے اپنے لشکر کے ساتھ ایک جگہ پڑاؤ کیا تھا اسے پڑاؤ کئے دو دن ہو گئے تھے اور اس روز وہ پڑاؤ اٹھا کر دوبارہ مالوہ کی طرف پیش قدمی کا حکم دینے والا تھا کہ اس کا ایک مخبر اس کے پڑاؤ میں داخل ہوا' رانا سانگا کو یہ یہ اطلاع دی کہ ایک مخبر اس کے بیٹے رتنسی اور نہروالا کے راجکمار بھوج نرمل کے لشکر کی اطلاع لے کر آیا ہے تب رانا سانگا نے فی الفور اس مخبر کو اپنے خیمہ میں طلب کر لیا تھا۔

رانا کے خیمے میں اس وقت خود رانا سانگا' راجکماری کوشلیا' رانا سانگا کی پتنی لکھاروتی دونوں بیٹے جے مل اور رام داس بیٹھے ہوئے تھے یہاں تک کہ تھوڑی دیر بعد مخبر کو رانا سانگا کے خیمے میں اس کے سامنے پیش کیا گیا رانا سانگا نے پہلے بغور اس کا جائزہ لیا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا تم رتنسی اور بھوج نرمل کی کارگزاری اور معرکہ آرائی کے متعلق مجھے تفصیل سے بتاؤ گے۔''

اس پر دکھ بھرے انداز میں وہ مخبر بولا اور کہنے لگا۔

''رانا میں بری خبر لے کر آیا ہوں آپ کے بیٹے رتنسی اور بھوج نرمل دونوں کو سلطان مظفر کے لشکر کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے اور وہ دونوں بچے کھچے اپنے لشکر کو لے کر بھاگتے ہوئے آپ کی طرف آ رہے ہیں' ان کے پڑاؤ میں جو کچھ ان کے پاس تھا وہ سب کچھ سلطان مظفر کے سالار کے قبضے میں چلا گیا ہے۔''

یہ خبر سن کر رانا سانگا کچھ دیر تک گہری سوچوں اور تفکرات میں ڈوبا رہا' اس کے دونوں بیٹے جے مل' رام دس اور پتنی لکھاروتی سنجیدہ سے ہو کر اداسیوں میں ڈوب گئے تھے اس موقع پر راجکماری کوشلیا کے جذبات کا اندازہ لگانا مشکل تھا کچھ دیر خیمے میں خاموشی رہی یہاں تک کہ رانا سانگا آنے والے اس مخبر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا تم بتا سکتے ہو سلطان مظفر کے وہ کون سے سالار تھے جن کے ہاتھوں میرے بیٹے رتنسی اور بھوج نرمل کو شکست اور ہزیمت کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔''

جواب دینے سے پہلے اس مخبر نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری پھر اداس افسردہ سے لہجہ میں رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''رانا اس بار بھی ہمارے لشکر کو قیصر خان ہی کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے جس وقت رتنسی اور بھوج نرمل اپنے لشکر کو لے کر سلطان مظفر کے علاقوں کی سرحد پر پہنچے جس جگہ سے انہوں نے سلطان مظفر کے علاقوں میں شروع ہو کر کام کی ابتدا کرنا تھی تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلنا تھا ان علاقوں میں ان کے سامنے پہلے سے قیصر خان نے اپنے نائب اعتماد خان کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا چنانچہ رتنسی اور بھوج نرمل نے دونوں نے ان کے سامنے جا کر اپنے لشکر کا پڑاؤ کر لیا تھا۔

جنگ شروع کرنے سے پہلے رتنسی اور بھوج نرمل دونوں بڑے خوش اور مطمئن تھے اس لئے کہ سلطان مظفر کا سالار قیصر خان جو لشکر لے کر رتنسی بھوج نرمل کی راہ روکنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے آیا تھا اس پر ہمارے لشکر کو کافی حد تک عددی فوقیت حاصل تھی' اس عددی فوقیت کی بناء پر رتنسی اور بھوج نرمل نے خوشی کا اظہار کیا اور یہ اندازہ لگا لیا کہ اس بار فتح یقیناً ان کی ہو گی لیکن بدبختی نے وہاں بھی اپنا کام دکھایا رتنسی اور بھوج نرمل دونوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور ان کے پاس جس قدر سامان تھا وہ سارا میدان جنگ میں چھوڑ کر وہ اس سمت بھاگے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تب کچھ دیر خاموش رہ کر رانا سانگا سوچتا رہا یہاں تک کہ اس نے پھر مخبر کو مخاطب کیا۔

''کیا تم بتا سکتے ہو کہ ہمارے لشکر کا کس قدر نقصان ہوا ہو گا۔''

جواب دینے سے پہلے مخبر نے تھوڑی دیر تک خاموشی اختیار کئے رکھی شاید سوچ رہا تھا اندازہ لگا رہا تھا پھر کہنے لگا۔

''رانا جہاں تک میں اندازہ لگا پایا ہوں ہمارا آدھے سے زیادہ لشکر قیصر خان کے ہاتھوں ختم ہو چکا ہے اور بچے کھچے لشکر کو لے کر اب آپ کا بیٹا اور بھوج نرمل دونوں ادھر کا رخ کئے ہوئے ہیں۔''

رانا سانگا اس مخبر کو مخاطب کر کے مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس کے پڑاؤ میں شور مچ گیا رتنسی اور بھوج نرمل دونوں اپنے لشکر کو لے کر پڑاؤ میں داخل ہوئے ہیں' یہ آوازیں سننے کے بعد رانا سانگا نے اس مخبر کو فارغ کر دیا' تھوڑی دیر بعد رتنسی اور بھوج نرمل دونوں رانا سانگا کے خیمے میں داخل ہوئے' رانا سانگا نے انہیں اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے کہا جب وہ بیٹھ گئے تب کچھ دیر تک رانا سانگا دونوں کی طرف باری باری بڑی افسردگی سے دیکھتا رہا یہاں تک اس نے نہروالا کے راجکمار بھوج نرمل کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''بھوج نرمل کیا ہوا میں نے اپنے بیٹے اور تمہیں ایک خاصا بڑا لشکر دیا تھا اور میں تم دونوں سے یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ تم سلطان مظفر کے علاقوں میں دور تک یلغار اور تر کتاز کرتے ہوئے اپنے لئے ضروریات کا سامان اکٹھا کرو گے اس طرح ہمارے لئے فوائد کا ایک دروازہ کھلے گا لیکن ایسا نہیں ہوا کیا وہ ہے کہ تمہیں شکست کا کیوں سامنا کرنا پڑا۔''

رانا سانگا کے سوال کا جواب دینے سے پہلے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

بھوج نرمل نے ایک گہری نگاہ اپنے پہلو میں بیٹھے رانا سانگا کے بڑے بیٹے رتنسی پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

"رانا کچھ سمجھ نہیں آتی کہ مسلمانوں کا وہ سالار کس طرح حملہ آور ہوتا ہے کہ میرا اس سے دوسرا ٹکراؤ ہے پہلے بھی میں اس سے ٹکرا چکا ہوں پہلی بار بھی اس نے ایک جنگی ترکیب استعمال کر کے ہمیں بدترین شکست دی اور اس بار بھی ہمیں سلطان مظفر کے سالار قیصر خان کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا' حیرت کی بات یہ ہے کہ اس سے پہلے کئی لشکر اس سے ٹکرائے جو عددی لحاظ سے اس پر فوقیت بھی رکھتے تھے اس کے باوجود فتح اور کامیابی نے اسی کے قدم چومے اور شکست اور ناکامی ہمارے ہی حصے میں آئی اس بار مجھے اور رتنسی کو پورا یقین تھا کہ کامیاب رہیں گے بڑے ولولے کے ساتھ ہم نے ایک دوسرے کو یہ پیغام دیا تھا کہ مسلمانوں کے لشکر کو شکست دینے کے بعد ہم سلطان مظفر کے علاقوں میں دور تک یلغار کریں گے اور اپنے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے' الٹا ہمیں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور لشکر کے لئے ہمارے پاس جس قدر سامان تھا اس سے بھی ہم ہاتھ دھو بیٹھے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بھوج نرمل رکا کہنے لگا۔

"رانا میں جھوٹ نہیں بولوں گا اس کا مقابلہ کرنا بڑا مشکل ہے جب تک اس کا خاتمہ نہ کیا گیا اس وقت تک ہمارے لئے کامیابی کا در کھل نہیں سکتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بھوج نرمل خاموش ہوا کچھ سوچا پھر رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"رانا میرے خیال میں جب تک یہ سالار ہے ہمارے بھاگ میں وہ شکست ہی لکھتا رہے گا اس کا ایک ہی حل ہے کہ جنگ کے دوران نہیں بلکہ کہیں باہر جب وہ کہیں آ جا رہا ہو اچانک اس پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دینا چاہیے بس اس طرح اس سے جان چھوٹ سکتی ہے اور اس سے جان چھڑانے کے بعد ہی ہم کامیابی اور فتح مندی کا منہ دیکھ سکتے ہیں۔"

بھوج نرمل جب خاموش ہوا تب ناپسندیدہ سے انداز سے میں اس کی طرف دیکھے ہوئے راجکماری کوشلیا بول اٹھی۔

"میدان جنگ کے بجائے میدان جنگ سے باہر کہیں اچانک اور دھوکہ دہی سے حملہ آور ہو کر کسی کا خاتمہ کرنا آئین جوان مردی کے خلاف ہے میرے خیال میں ایسا کرنا اپنی بزدلی اپنی کمزوری کے اظہار کا ذریعہ ہوگا۔"

اس پر بھوج نرمل نے ایک گہری نگاہ راجکماری کوشلیا پر ڈالی اور پھر کہنے لگا۔

"راجکماری جب گھی سیدھی انگلی سے نہ نکلے تو پھر انگلی کو ٹیڑھا کرنا پڑتا ہے اور ٹیڑھی انگلی ہی کام دیتی ہے جب میدان جنگ میں ہم اسے زیر نہیں کر سکتے اور ہمیں کئی بار وہ شکست سے دوچار کر چکا ہے' ہمارے لشکریوں کا اس نے بڑا نقصان کیا ہے لہٰذا اس کا خاتمہ کرنے کے لئے اپنی انگلی ٹیڑھی کرنا پڑے گی اور اس پر نگاہ رکھی جائے گی کہ وہ اکیلا یا اپنے چند دستوں کے ساتھ اگر کبھی سفر کرتا ہے تو اچانک اس پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔"

بھوج نرمل کے ان الفاظ کے جواب میں راجکماری کوشلیا نے نفرت سے سر کو حرکت دی تھی اپنی رائے کا اظہار کرنا ہی چاہتی تھی کہ عین اسی لمحہ اس کے بڑا بھائی رتنسی بول اٹھا اور رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"پتا جی میرا اس سے پہلے قیصر نام کے سالار سے پالا نہیں پڑا تھا' اس جنگ کے دوران جس انداز سے میں نے اسے حملہ آور ہوتے ہوئے اور اپنے دستوں کے ساتھ ہمارے لشکر کے اندرونی حصے کی طرف بڑھتا دیکھا اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ایسے سالار کو شکست دینا بہت مشکل ہے وہ اپنے لشکر کے آگے رہتا ہے اور اس کے لشکری اس کے پیچھے پیچھے پیش قدمی کرتے ہیں اور اپنے پیچھے وہ دشمن کے لشکریوں کی لاشوں کی بساط بچھاتے چلے جاتے ہیں جب حملہ آور ہوتا ہے تو لگتا ہے کہ آتش فشانی لاوا پیش قدمی کر رہا ہو۔"

اتنا کہنے کے بعد رتنسی رکا اور اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"پتا جی ایک حیرت انگیز بات ہوئی جس وقت ہمیں شکست ہوئی اور ہم اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر میدان جنگ سے بھاگے اسی وقت سنسناتا ہوا ایک تیر بھوج نرمل کے گھوڑے کی زین میں آ کے پیوست ہوا تھا' وہ تیر کافی بڑا اور لمبی نوک والا تیر تھا اور اس کے پیچھے کوئی چیز بندھی ہوئی تھی۔

بھوج نرمل نے جب تیر کھینچا اس کے ساتھ باندھے ہوئے دھاگے کو کھولا تو دھاگوں کے اندر ایک کاغذ لپٹا ہوا تھا بھوج نرمل نے فوراً کاغذ نکالا اس پر جو عبارت تحریر کی تھی اسے پڑھ کر بھوج نرمل کے اوسان خطا ہو گئے تھے اس بناء پر بھوج نرمل نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ کسی مناسب موقع پر جنگ سے باہر مسلمانوں کے سالار قیصر خان پر حملہ آور ہوگا اس کا کام تمام کر دے گا۔

وہ تیر یقیناً مسلمانوں کے سالار قیصر خان نے ہی چلایا تھا اور اس کے ساتھ جو تحریر بندھی ہوئی تھی اس تحریر میں قیصر خان کی طرف سے بھوج نرمل کو یہ دھمکی اور تنبیہ کی گئی ہے کہ اس نے ان تین مسلمان سفیروں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا جنہیں اس نے ہماری بہن کوشلیا کے ساتھ ہمارے لشکر کی طرف روانہ کیا تھا اس خط میں بھوج نرمل کو یہ دھمکی دی گئی ہے کہ وہ کہیں بھی چلا جائے اس کے ہاتھوں مرنے والے ان تین مسلمانوں کا انتقام لیا جائے گا اور بڑے دردناک و بھیانک انداز میں بھوج نرمل کی گردن کاٹی جائے گی' اس میں یہ بھی درج تھا بھوج نرمل رانا سانگا کا ساتھ چھوڑ کر نہروالا کی طرف واپس چلا جاتا ہے تو نہروالا پر بھی چڑھائی کی جائے گی اور نہروالا کی اینٹ سے اینٹ بجا کر سارے شہر کو زمین بوس کر دیا جائے گا۔"

یہ الفاظ سن کر رانا سانگا پریشان ہو گیا تھا پھر بھوج نرمل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بھوج نرمل قیصر خان سلطان مظفر کے ان سالاروں میں سے ایک ہے جنہوں نے شکست کا منہ نہ دیکھنے کی سوگند کھائی ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں اسے زیر کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ایسا ہے کہ اب تم دونوں جا کے آرام کرو تمہاری وجہ سے میں تھوڑی دیر مزید اور قیام کروں گا اس کے بعد لشکر یہاں سے کوچ کر جائے گا۔"

رتنسی اور بھوج نرمل دونوں وہاں سے ٹہلنے ہی لگے تھے کہ رانا سانگا کے ایک اور مخبر کے آنے کی اطلاع دی گئی اس پر رانا سانگا ہی نہیں بھوج نرمل' رتنسی رانا سانگا کی بیوی لکھاروتی اور راجکماری کوشلیا بھی چونکی تھی بھوج نرمل اور رتنسی باہر جاتے جاتے رک گئے تھے یہاں تک کہ رانا سانگا کے حکم پر نئے آنے والے مخبر کو رانا کے سامنے پیش کیا گیا تب مخبر رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں آپ کے لئے دو اچھی خبریں لے کر آیا ہوں پہلی یہ کہ آپ کے داماد رائے مل نے ایدر کے راجہ بہادر مل کو شکست فاش دی' بہادر مل اپنے بچے کھچے لشکریوں کے ساتھ نہ جانے کدھر کو بھاگ گیا ہے' اس کے بعد سلطان مظفر کا ایک لشکر جس کی کمان داری اس کا سالار ظہیر خان کر رہا تھا وہ آپ کے داماد رائے مل پر حملہ آور ہونے کے لئے آیا اس طرح دونوں لشکریوں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اس رن کے نتیجے میں رائے مل نے نہ صرف یہ کہ سلطان مظفر کے لشکر کو شکست دی بلکہ اس کے سالار ظہیر خان کو میدان جنگ میں موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اس طرح رائے مل نے ایدر کے سارے علاقوں پر پہلے کی طرح قبضہ کر لیا ہے۔"

یہ خبر سن کر رانا سانگا اور وہاں بیٹھے سارے افراد کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی کچھ دیر تک سب اس خوشی سے لطف اندوز ہوتے رہے آخر رانا سانگا نے مخبر کو مخاطب کیا۔

"آتے ساتھ تم نے کہا تھا تم میرے لئے دو اچھی خبریں لے کر آؤ پہلی خبر تو میں سن چکا ہوں اب دوسری خبر کہو۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اس پر وہ قاصد بولا اور کہنے لگا۔

"آپ کی بڑی راجکماری کوتلیا تھوڑی دیر تک آپ کے لشکر میں آ شامل ہوگئی اس لئے کہ ایدر کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد رائے ملنے راجکماری کوتلیا کو آپ کی طرف روانہ کردیا ہے تاکہ وہ آپ کے پاس رہے۔ ایسا اس نے کوتلیا کے تحفظ کے لئے کیا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اب جبکہ اس نے ایدر کے علاقوں پر قبضہ کرلیا ہے اور سلطان مظفر کے سالک سالار ظہیر خان کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو آنے والے دنوں میں کسی بھی وقت اس کی سلطان مظفر کے کسی لشکر کے ساتھ گھمسان کی جنگ ہوسکتی ہے لہٰذا ان حالات میں کوتلیا آپ کے پاس محفوظ رہے گی۔ راجکماری کوتلیا ہمارے ساتھ ہی آئی ہے میں گھوڑے کو تیز دوڑا کر آپ کے پاس پہلے پہنچ گیا ہوں کہ آپ کو یہ خبر سناؤں۔"

یہاں تک کہتے کہتے مخبر کو رک جانا پڑا کہ اسی لمحہ کوتلیا رانا سانگا کے خیمے میں داخل ہوئی تھی اس کی آمد پر سب خوشی کا اظہار کرنے لگے اور اسے ملنے لگے جب کہ وہ مخبر وہاں سے نکل گیا تھا سب کچھ دیر تک وہیں بیٹھ کر کوتلیا سے ایدر کی جنگ کے حالات سنتے رہے اس کے بعد بھوج نرمل اور رتنسی وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے تاکہ آرام کرسکیں اس موقع پر لکھاروتی کو راجکماری کوشلیا کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

"کوشلیا میری بیٹی تو ذرا جا کوتلیا کے لئے کھانے کا اہتمام کر اس کے لئے اچھی اچھی چیز تیار کروانا میں یہی بیٹھ کر اس سے باتیں کرتی ہوں۔"

راجکماری کوشلیا وہاں سے اٹھ کر باہر نکل گئی تھی اس کے جانے کے بعد ایک گہری نگاہ لکھاروتی نے اپنے پتی رانا سانگا پر ڈالی پھر کہنے لگی۔

"میں نے کوشلیا کو جان بوجھ کر باہر بھیجا ہے اس لئے میں اس کی ذات کے متعلق آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں ورنہ کوتلیا کے لئے میں کھانا کا اہتمام خود کرتی حالانکہ کوتلیا کہنے لگی تھی کہ اس وقت کھانا رہنے دیں میں کوشلیا کو باہر بھیجنا چاہتی تھی۔

میں دیکھتی ہوں ان دنوں کوشلیا کچھ سست سست اور ماندی رہنے لگی ہے شاید سلطان مظفر کے لشکروں کے ہاتھوں جو ہمیں لگاتار شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے ان شکستوں نے اسے دلبرداشتہ کردیا ہے میں چاہتی ہوں اسے اس حالت سے نکالنے کے لئے اس کا بیاہ کردیا جائے۔"

لکھاروتی کے ان الفاظ پر رانا سانگا اور بڑی راجکماری کوتلیا دونوں چونکے تھے یہاں تک کہ رانا سانگا نے اپنی رانی لکھاروتی کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"یوں ہی کوشلیا کو کسی کے پلو نہیں باندھ دیں گے پہلے اس کے لئے مناسب رشتہ تلاش کرو پھر دیکھیں گے۔"

اس موقع پر لکھاروتی کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور کہنے لگی۔

"رشتہ تو ہمارے پاس ہے بلکہ یوں کہئے ہمارے لشکر کے اندر گھومتا پھرتا ہے اگر آپ برا نہ مانئے تو کوشلیا کو ہم بھوج نرمل سے بیاہ دیں، بھوج نرمل راجکمار ہے اور پھر نہر والا کی پوری طاقت اور قوت کو لے کر ہمارے ساتھ آن ملا ہے اور دشمن کے خلاف ہماری پوری پوری مدد کررہا ہے بھوج نرمل دلیر ہے جواں ہے صاحب ثروت ہے حکمران طبقہ سے تعلق رکھتا ہے اس کے علاوہ ہمیں اور کیا چاہیے۔"

لکھاروتی کے خاموش ہونے پر رانا سانگا نے اس کی طرف غور سے دیکھا پھر کہنے لگا۔

"لکھاروتی تمہارا کہنا درست ہے بھوج نرمل راجکمار ہے طبیعت اور مزاج کا بھی بہت اچھا ہے اور پھر ہمارے ساتھ پورا تعاون کررہا ہے لیکن اس کے ساتھ بیاہ کرنے سے پہلے راجکماری کوشلیا کی رضامندی جاننا انتہائی ضروری ہے اگر اس نے بھوج نرمل کی زندگی کا ساتھی بننے کے لئے ہاں کہہ دی تو میں جانوں گا ہم خوش قسمت ہیں اور اگر اس نے نہ کردی پھر کسی بھی صورت اس کا بیاہ بھوج نرمل سے نہیں ہوگا میں کوئی بھی کام اپنی راجکماری کوشلیا کی مرضی کے خلاف نہیں کرنا چاہتا۔"

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کوتلیا کہنے لگی۔

"ماتا! پتاجی ٹھیک کہتے ہیں ان علاقوں میں میری بہن کوشلیا جیسی کوئی خوبصورت لڑکی نہیں ہے لہٰذا اس کی شادی اس کا بیاہ اسی سے ہوگا جہاں وہ چاہے گی یا جس کو وہ پسند کرے گی۔"

لکھاروتی مسکرائی اور کہنے لگی۔

"تم دونوں باپ بیٹی ٹھیک کہتی ہو میں بھی اس کی حامی ہوں دیکھو کوتلیا میری بیٹی میں یہ کام تمہارے ذمہ لگاتی ہوں تم اس موضوع پر کوشلیا سے بات کرو اگر وہ بھوج نرمل سے شادی کرنے پر رضامند ہو جائے تو میں جانو گی ہمارے لئے یہ ایک بہت بڑی خوشی کا موقع ہوگا۔"

لکھاروی ان کے الفاظ کے جواب میں رانا سانگا یا راجکماری کوتلیا کچھ کہنا ہی چاہتے تھے اسی لمحہ راجکماری کوشلیا خیمے میں داخل ہوئی تھی لہٰذا انہوں نے موضوع بدل لیا تھا خیمے میں آتے ہی کوشلیا نے اپنی ماں لکھاروتی کو مخاطب کیا اور کہنے لگی۔

"میں کھانے کے لئے کہہ آئی ہوں ابھی تھوڑی دیر تک ہر چیز پک کر آجاتی ہے۔" اس کے ساتھ ہی جس نشست سے وہ اٹھی تھی اس پر بیٹھ گئی تھی اور چاروں اپنے گھریلو موضوع پر گفتگو کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ایک عورت کھانے کا طشت لے کر آگئی کوتلیا نے پہلے کھانا کھایا پھر جو خاتون کھانا رکھ کر گئی تھی برتن بھی اٹھا کر لے گئی اس کا ایسا کرنے کے بعد کوتلیا نے کوشلیا کی طرف دیکھا پھر اپنی جگہ سے اٹھی کوشلیا کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور کہنے لگی۔

"تم میرے ساتھ آؤ میں تمہارے خیمے میں تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

کوشلیا کے چہرے پر کچھ فکرمندی کے آثار نمودار ہوئے باری باری اس نے جواب طلب سے انداز میں رانا سانگا اور اپنی ماتا لکھاروتی کی طرف دیکھا اور اس کے بعد وہ اٹھ کر کوتلیا کے ساتھ ہولی۔

دونوں بہنیں ایک خیمے میں داخل ہوئی تھیں وہ خیمہ راجکماری کوشلیا کا تھا دونوں جب وہاں بیٹھ گئیں تب کوشلیا خاموش رہی یہاں تک کہ کوتلیا نے اپنی چھوٹی بہن کوشلیا کو مخاطب کیا اور کہنے لگی۔

"کوشلیا تو جانتی ہے تو مجھے کتنی عزیز اور پیاری ہے آج میں تم سے ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

چاہتی ہوں میری بہن مجھ سے کچھ مت چھپانا' یہ تمہارے مستقبل' تمہاری زندگی کے آنے والے دنوں کا سوال ہے اسلئے کہ ماتا اور پتا دونوں اب تمہاری شادی کرنے کے درپہ ہیں اس کے لئے انہوں نے تمہارے لئے ایک بر بھی تلاش کیا ہے۔''

کوتلیا کے ان الفاظ پر کوشلیا چونکی تھی تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

''میرے لئے انہوں نے بر اور رشتہ تلاش بھی کرلیا ہے اور مجھے خبر ہی نہیں ہے۔''

کوشلیا کے ان الفاظ پر کوتلیا مسکرائی دی اور کہنے لگی۔

''میری بہن ابھی صرف بر تلاش ہی کیا ہے تمہارے رشتے کی حامی تو نہیں بھری ماتا پتا اب تمہاری شادی کرنے کے لئے سنجیدہ ہیں اس بناء پر انہوں نے مجھے تم سے اس موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے کہا ہے۔ دیکھو میری بہن تم سے زبردستی تو نہیں کی جائے گی ماتا پتا دونوں نے میرے سامنے کہہ دیا ہے کہ کوشلیا جہاں بھی رشتے کیلئے ہاں کرے گی' وہیں اس کی شادی ہوگی اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا جائے گا میں سمجھتی ہوں اس سے بڑھ کر تمہیں اور کیا چاہیے بہرحال انہوں نے ایک رشتہ تلاش کیا ہے اسی سے متعلق میں تم سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں اگر اس کے لئے تم نے ہاں کہہ دی تو شادی کا اہتمام کیا جائے گا ورنہ جہاں تم کہوگی وہاں معاملہ کو آخری حیثیت دی جائے گی۔''

اس موقع پر چند لمحوں کے لئے کوشلیا نے تیز نگاہوں سے کوتلیا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''میری بہن پہلے یہ بتاؤ کہ میرے ماتا پتا نے میرے لئے رشتہ کہاں تلاش کیا ہے کسے وہ میرے لئے برسمجھ بیٹھے ہیں اور کہاں مجھے بیاہنا چاہتے ہیں۔''

اس موقع پر کوتلیا نے اپنے خوبصورت ہونٹوں پر زبان پھری پھر کہنے لگی۔

''کوشلیا میری بہن دیکھ ماتا پتا جس سے تمہارا رشتہ طے کرنا چاہتے ہیں وہ ہمارے لشکر میں شامل ہے اور وہ بھوج نرمل ہے ماتا پتا کا کہنا ہے کہ وہ نہروالا کا راجکمار ہے اعلیٰ شخصیت کا مالک ہے صاحب ثروت ہے پھر ان دنوں نہروالا کی پوری عسکری قوت کے ساتھ وہ ہماری مدد کے لئے ہمارا حلیف بنا ہوا ہے اگر تمہارا بیاہ اس سے کردیا جائے تو میرا اپنا بھی اندازہ ہے کہ وہ تمہیں خوش اور مطمئن رکھے گا۔''

کوتلیا کے ان الفاظ پر کوشلیا بھڑک اٹھی کہنے لگی۔

''یہ بھوج نرمل بزدل ہے اس کو تو میں اپنے کتوں کا رکھوالا رکھنا پسند نہ کروں۔'' کوشلیا کے ان الفاظ پر راجکماری کوتلیا چونکی تھی پھر حیرت سے کوشلیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میری بہن تم کیا کہہ رہی ہو۔''

''وہی کچھ کہہ رہی ہوں جو تم نے سنا ہے۔'' کوشلیا نے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دیا تھا۔

کوتلیا کچھ دیر خاموش رہی پھر کہنے لگی۔

''اس کا مطلب ہے تم بھوج نرمل کے رشتہ سے انکار کرتی ہو۔''

''ہاں انکار کرتی ہوں ایک بار نہیں سو بار انکار کرتی ہوں۔'' کوشلیا نے غصے میں جواب دیا تھا۔

''کیا تم اپنا رشتہ کہیں اور چاہتی ہو۔'' غور سے کوشلیا کی طرف دیکھتے ہوئے کوتلیا نے پوچھا لیا تھا۔

کوشلیا کے منہ سے کچھ نہ بولی تاہم اثبات میں گردن ہلادی تھی۔

اس سے کوتلیا کو تقویت ہوئی دوبارہ اس نے پوچھا۔

''جہاں تم اپنا رشتہ کرنا چاہتی ہو کیا وہ بھوج نرمل سے بھی بہتر ہے۔''

کوشلیا نے ہونٹوں پر زبان پھری کہنے لگی۔

''بھوج نرمل اس کے پاؤں کی خاک کے برابر نہیں ہوگا جسے میں اپنے جیون کا ساتھی چنوں گی۔''

''جہاں تم اپنا رشتہ چاہتی ہو یا شادی کرنا چاہتی ہو کیا تم نے اسے دیکھ رکھا ہے کیا تم اسے پسند کرتی ہو۔''

کوشلیا کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا کہنے لگی۔

''میں نے اسے نہ دیکھ رکھا ہے نہ اسے پسند کرتی ہوں اور نہ اس سے محبت کرتی ہوں اس لئے کہ ابھی اس کا وجود ہی نہیں۔ ابھی تو میں نے چناؤ کرنا ہے۔''

''کیا تم بتاؤ گی کہ وہ خوش قسمت کون اور کس سمت کا ہوگا۔ تم نے آخر کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی کو تو اپنے من میں ٹھہرا رکھا ہوگا۔''

کوشلیا کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا اور کہنے لگی۔

''یہی وہ سوالات ہیں جن کا میں ابھی جواب نہیں دے سکتی میرا دل کہتا ہے وہ عنقریب وقت آئے گا جب میں اس کا نام بھی بتاؤں گی' وہ کہاں رہتا ہے اس کا بھی انکشاف کروں گی لیکن ابھی اور اس وقت نہ میں اس کا نام بتا سکتی ہوں نہ مجھے نام کا پتہ ہے بہرحال میں نے تم سے یہ کہہ دیا ہے کہ میں جسے پسند کروں گی اسی سے شادی کروں گی۔''

کوشلیا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کوتلیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''اچھا میری بہن تم تو یہی بیٹھو میں تمہارے اس جواب سے ماتا پتا کو آگاہ کرکے آتی ہوں تاکہ اس موضوع میں وہ بھوج نرمل سے بات نہ کریں اور اس کے بعد میں تمہارے پاس آکے بیٹھتی ہوں۔''

کوشلیا مطمئن ہوگئی تھی کوتلیا اپنی جگہ سے اٹھی اور خیمے سے نکل گئی تھی دوبارہ وہ اپنے ماتا پتا کے خیمے میں داخل ہوئی اسے دیکھ کر رانا سانگا اور لکھاروتی دونوں بڑے غور سے اس کی طرف دیکھنے لگے تھے کوتلیا نے ان کے سامنے بیٹھ گئی پھر کہنے لگی۔

''بھوج نرمل کے معاملے پر میں نے کوشلیا سے تفصیل کے ساتھ بات کی ہے وہ بھوج نرمل کو ناپسند کرتی ہے اور اس سے بیاہ کرنے کے لئے کسی بھی صورت تیار نہیں۔''

یہ الفاظ سن کر رانا سانگا اور لکھاروتی دونوں چونکے تھے لکھاروتی نے پوچھا۔

''کوشلیا اس کی وجہ کیا بتاتی ہے۔''

جواب میں کوتلیا نے کوشلیا کے خیمے میں جو گفتگو ہوئی تھی اس کی تفصیل بتادی تھی۔

یہ جواب سن کر لکھاروتی اور رانا سانگا دونوں مطمئن ہوگئے تھے یہاں تک کہ رانا سانگا بول اٹھا۔

''کوتلیا میری پیاری بیٹی اگر وہ بھوج نرمل سے بیاہ نہیں کرنا چاہتی تو ٹھیک ہے اس کا ذاتی معاملہ ہے وہ اسے ناپسند کرتی ہے اس کی مرضی ہے ہم کوئی اعتراض کھڑا نہیں کریں گے لیکن جس کو وہ پسند کرتی ہے اس سے اس کا نام تو پوچھو وہ کہاں رہتا ہے۔''

جواب میں کوتلیا کہنے لگی۔

''پتاجی میں نے اس سے بہت پوچھا لیکن اس کا کہنا ہے کہ ابھی اس کا نام پتہ بتانے کا وقت نہیں آیا جب آئے گا تو وہ بتادے گی۔ وہ یہ بھی اشارہ دیتی ہے کہ ابھی کسی کو پسند ہی نہیں کیا جب کروں گی تو بتا دوں گی۔''

کوتلیا کے یہ الفاظ سن کر رانا سانگا خاموش ہورہا جب کہ لکھاروتی بولی اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''میرے لئے یہ اطمینان اور خوشی کا مقام ہوگا جب میری بیٹی کوشلیا کسی کو پسند کرے گی بہرحال کوتلیا میری بچی تم اس کے پیچھے پڑی رہو اسے کریدتی رہنا اور اس سے یہ جاننے کی کوشش کرنا کہ وہ کس کو پسند کرتی ہے۔ جسے پسند کرے گی اس ہی کو اس کا جیون ساتھی بنادیں گے۔''

کوتلیا نے اس کی حامی بھری اس کے بعد وہ رانا سانگا کے خیمے سے نکل کر کوشلیا کے خیمے کی طرف چلی گئی تھی۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

سلطان مظفر نے جب محمود خلجی اور اس کے بھائی صاحب خاں کے ساتھ لشکر کے ایک حصے کے ہمراہ مالوہ کے مرکزی شہر مانڈو کا رخ کیا تھا۔ تب میدنی رائے کو اس کے مخبروں نے سلطان مظفر کے آنے کی اطلاع کر دی تھی' میدنی رائے مطمئن تھا اس لیے کہ رانا سانگا بھی اس کے علاقوں میں داخل ہو چکا تھا اور رانا سانگا نے پہلے ہی اپنی آمد کی اطلاع میدنی رائے کو کر دی تھی۔ معدنی رائے کو جب سلطان مظفر کے آنے کی اطلاع ہوئی تب اس نے اپنے سارے سالاروں کو جمع کیا' کافی دیر تک ان کے ساتھ صلاح مشورہ کرتا رہا اس کے ساتھ ہی اس نے فیصلہ کیا کہ سلطان مظفر کے لشکر کی طاقت اور قوت دو حصوں میں تقسیم کر کے کمزور کر دیا جائے اس مقصد کے لیے ایک لشکر اس نے اپنے پاس رکھا اور دوسرا اپنے بیٹے تھورائے کی کمانداری میں دیا۔

مورخین اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ معدنی رائے کو جب دونوں بادشاہوں کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے مانڈو شہر اور قلعہ کو اپنے بیٹے تھورائے کے سپرد کیا اس کے تحت اس نے بارہ ہزار بہترین راجپوتوں کا لشکر اور بے شمار پیادہ لشکری رکھے تاکہ وہ بڑے احسن طریقے سے مالوہ کے مرکزی شہر مانڈو کی حفاظت کر سکے اور خود میدنی رائے بقول مورخین ایک بہت بڑا لشکر لے کر دھار نام کے شہر کی طرف چلا گیا تھا اور وہاں قیام کر کے اس نے اس قلعہ کے استحکام اور مضبوطی کو اور زیادہ تقویت دینا شروع کر دی تھی۔

سلطان مظفر اور محمود خلجی کو بھی یہ خبریں پہنچ چکی تھیں کہ میدنی رائے نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے' ایک حصہ اس نے اپنے بیٹے تھورائے کی کمانداری میں رہنے دیا ہے جب کہ دوسرے لشکر کو اس نے اپنے پاس رکھا ہے' تھورائے کو اس نے مانڈو میں مقیم کیا ہے اور خود دھار شہر اور اس کے قلعہ کی طرف چلا گیا ہے۔

یہ خبریں ملنے کے بعد سلطان مظفر اور محمود خلجی نے پہلے دھار شہر کا رخ کیا تاکہ وہاں پہلے میدنی رائے سے نمٹا جائے۔ دھار شہر کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں قیصر خاں اور اعتماد خاں بھی سلطان سے آن ملے تھے۔ سلطان مظفر نے قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں کو گلے لگا کر ان کی پیشانیاں چومتے ہوئے انہیں ان کی شاندار فتح پر مبارک باد دی۔ سلطان کے بعد محمود خلجی اور اس کا بھائی صاحب خاں بھی ان دونوں سے ایسے ہی ملے اس کے بعد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے دوبارہ دھار کی طرف پیش قدمی کی تھی۔

قیصر خاں اور اعتماد خان کی آمد کی وجہ سے سلطان مظفر کی نسبت محمود خلجی اور اس کا بھائی صاحب خاں زیادہ خوش اور مطمئن تھے۔ وہ یہ خیال کر رہے تھے کہ ان دونوں کی آمد سے ان کے لشکر کو مزید تقویت پہنچی ہے اور اب میدنی رائے سے ٹکراتے ہوئے اگر رانا سانگا اپنا کوئی لشکر اس کی مدد کے لیے بھیجتا ہے تو پھر بڑی آسانی کے ساتھ اس سے نمٹا جا سکے گا۔

دھار کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے اچانک سلطان مظفر کو کوئی خیال گزرا اور سنجیدہ سی آواز سے قیصر خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''قیصر خاں میرے بیٹے ایدر پر رانا سانگا کے داماد رائے مل پر قبضہ کر لیا ہے' وہاں ہمیں خاصا نقصان ہوا ہے تمہاری موجودگی میں ہی یہ فیصلہ ہوا تھا بلکہ یہ فیصلہ نظام الملک کا تھا کہ پہلے ظہیر خاں کو اس سے ٹکرانے کے لیے روانہ کیا جائے جب کہ میں نصرت خاں کو بھیجنا چاہتا تھا۔ ظہیر خاں نے اپنا نام پیدا کرنے کے لیے نصرت خاں کا انتظار نہیں کیا' بڑی تیزی سے آگے بڑھ کر رائے مل سے ٹکرایا اور رائے مل نے اسے شکست دی اور اس ٹکراؤ کے نتیجہ میں ظہیر خاں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ نصرت خاں بھی ادھر ہی پیشقدمی کر رہا تھا لیکن میں نے تیز رفتار قاصد بھیج کر نصرت خاں کو روک دیا ہے کہ وہ میرے اگلے حکم تک کوئی عملی قدم نہ اٹھائے۔

بیٹے فی الحال میں نے ایدر کی مہم کو التوا میں ڈال دیا ہے پہلے مالوہ کے حالات درست کیے جائیں گے' میدنی رائے بہت پھیل چکا ہے اس نے ایک نہیں کئی بڑے بڑے لشکر تیار کر لیے ہیں۔ اس کے علاوہ رانا سانگا اس کی پشت پناہی کر رہا ہے چنانچہ میدنی رائے اور رانا سانگا کے ان لشکریوں سے نمٹنے کے بعد اس نے داماد رائے مل کا رخ کریں گے پھر میں دیکھوں گا وہ کب تک ہمارے سامنے ایدر کے علاقوں پر قابض رہتا ہے۔ میرے مخبروں نے یہ بھی اطلاع کر دی ہے کہ ایدر کا راجہ بہادر مل ایک بار پھر بھاگ کر ہمارے علاقوں میں داخل ہو گیا ہے اور وہاں اس نے پناہ لے لی ہے فی الحال اس سلسلے میں ہم نے کچھ نہیں سوچنا اس وقت ہمارے سامنے صرف اور صرف میدنی رائے کی مہم ہے میدنی رائے کو ہم نے وہ سبق سکھانا ہے جسے وہ زندگی بھر یاد رکھے۔''

قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں نے سلطان مظفر کی اس تجویز پر اتفاق کیا تھا پھر لشکر پہلے کی طرح تیز اور برق رفتاری سے دھار شہر کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

دھار شہر میں میدنی رائے کے پاس ایک بہت بڑا لشکر تھا اس کا ایک بیٹا اس کے ساتھ بھی تھا اپنے بڑے بیٹے تھورائے کو اس نے مانڈو میں رکھا تھا اور اس کے ساتھ اپنے دوسرے بیٹے یعنی تھورائے کے چھوٹے بھائی کو کر دیا تھا اس طرح میدنی رائے کو امید تھی کہ وہ سلطان مظفر کے خلاف کامیاب رہے اس لیے کہ رانا سانگا کے لشکر کے کچھ دستے بھی میدنی رائے سے آن ملے تھے کچھ دستے اس کے بیٹے تھورائے کی مدد کرنے کے لیے مانڈو پہنچ چکے تھے۔

میدنی رائے نے پہلے اپنے سالاروں سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ دھار شہر میں وہ محصور رہ کر سلطان مظفر اور محمود خلجی کا مقابلہ کرے گا اور اس کے سارے سالاروں کی یہی رائے تھی کہ اگر ہم محصور رہ کر مقابلہ کرتے ہیں تو اسی میں ہمارا تحفظ ہے اس طرح باہر سے ہمیں رانا سانگا کی طرف سے مدد بھی مل سکتی ہے۔

وقتی طور پر میدنی رائے نے پہلے اس فیصلہ کو قبول کر لیا تھا لیکن جلد ہی اسے کچھ احساس ہوا اور اس نے اس ارادہ کو بدل دیا اس کا خیال تھا اگر وہ محصور ہو کر مقابلہ کرتا ہے اور اسے سلطان مظفر کے مقابلے میں شکست کا سامنا پڑتا ہے اور سلطان مظفر شہر پر قبضہ کرنے کے بعد قلعہ پر بھی قبضہ کر لیتا ہے تو پھر وہ میدنی رائے اور اس کے ساتھ کام کرنے والے اس کے بیٹے کے علاوہ اس کے ان گنت لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔

لہٰذا ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے فیصلہ میں میدنی رائے نے تبدیلی کر لی' اس نے سوچا کہ وہ شہر سے باہر سلطان مظفر اور محمود خلجی کا مقابلہ کرے گا۔ اگر اسے فتح ہوئی تو وہ ان دونوں کا دور تک تعاقب کر کے ان کی عسکری طاقت اور قوت کو کچل دے گا تاکہ آنے والے دور میں وہ کبھی مالوہ کا رخ کرنے کی کوشش نہ کریں اور اگر ان دونوں کے مقابلے میں خود اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا تو وہ کم از کم اپنے بچے کھچے لشکریوں اور اپنے جانثاروں کو لے کر رانا سانگا کی طرف بھاگ جائے گا اور اپنے آپ کو محفوظ کرے گا۔

بہرحال سلطان مظفر جب اپنے لشکر کے ساتھ دھار شہر کے نواح میں پہنچا تو اس نے دیکھا اس کا مقابلہ کرنے کے لیے میدنی رائے شہر سے باہر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھا تاہم ابھی تک اس نے اپنے لشکر کی صفیں درست نہیں کی تھیں۔

اس کے سامنے جا کر سلطان مظفر نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ میدنی رائے کو چونکہ پہلے ہی سلطان مظفر کی اطلاع ہو چکی تھی لہٰذا پڑاؤ کرنے کے بعد وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ مستعد تھا۔

جب پڑاؤ قائم ہو گیا تب سلطان نے اپنے بڑے سالاروں کے علاوہ محمود خلجی اور اس کے بھائی صاحب خاں دونوں کو اپنے خیمے میں طلب کر لیا جب سارے سالار سلطان کے خیمے میں جمع ہو گئے تب

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

گفتگو کا آغاز سلطان نے کیا اور سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میدنی رائے کے لشکر کا تم جائزہ لے چکے ہو اس کے پاس کافی بڑا لشکر ہے اور اسی بڑے لشکر کے زعم میں وہ دھار شہر سے باہر نکل کر ہم سے ٹکرانے کا عزم کر چکا ہے ہماری آمد پر جو اس نے اپنے لشکر کے اندر کوئی حرکت اور ہلچل پیدا نہیں کی اس کا مطلب ہے آج جنگ کی طرح نہیں ڈالے گا کل صبح دیکھیں گے اگر اس نے جنگ کی ابتدا کرنا چاہی تو درست اگر اس نے ایسا نہ کیا تو ہم خود اپنے لشکر کی صفیں درست کریں گے اور جنگ کی ابتدا کریں گے اور اسے بتائیں گے کہ مالوہ کے اندر سازش کر کے رانا سانگا کے کہنے پر محمود خلجی کو کیسے بھاگنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔"

تھوڑی دیر تک سلطان مظفر کا ایک بار سب کا جائزہ لیا پھر فیصلہ کن انداز سے بولا اور کہنے لگا۔ "کل اگر دونوں لشکر آپس میں ٹکراتے ہیں تو ہم اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے ایک حصہ میرے پاس رہے گا محمود خلجی اور صاحب دونوں میرے ساتھ رہیں گے اس کے علاوہ صفدر خاں بھی میرے ساتھ کام کرے گا۔

جہاں تک لشکر کے دوسرے حصے کا تعلق ہے تو اس کی کمانداری قیصر خاں کے ہاتھ میں ہوگی اور قیصر خاں کے ساتھ اس کے نائب کی حیثیت سے اعتماد خاں....."

یہاں تک کہتے کہتے سلطان مظفر کو رک جانا پڑا اس لیے کہ اس کے خیمے کے دروازے پر اس کا چوبدار نمودار ہوا اور سلطان مظفر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سلطان محترم اپنا سالار نصرت خاں آیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔"

یہ الفاظ سن کر سلطان مظفر چونکا تھا اپنے چوبدار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔

"نصرت خاں کو فوراً میرے پاس بھیجو۔" وہ پیچھے ہٹ گیا تھوڑی دیر بعد نصرت خاں اس خیمے میں داخل ہوا سلطان نے اسے اپنے قریب بیٹھایا اور پھر جواب طلب سے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

"میں نے تو تمہیں ایدر کے علاقے کے قریب رکھنے کے لیے کہا تھا تم کیسے ادھر چلے آئے۔" اس پر نصرت خاں بولا اور کہنے لگا۔

"سلطان محترم ظہیر خاں کی جنگ میں کام آنے کے باعث رانا سانگا کے داماد رائے مل کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے اپنے لشکر کے ساتھ ایدر کی سرحدوں پر ہی قیام کیا ہوا تھا لیکن رانا سانگا کے کہنے پر رائے مل نے آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہونے کی منصوبہ بند کر لی تھی آپ کا حکم یہ تھا کہ میں نے صرف رکنا ہے رائے مل سے ٹکرانا نہیں لہٰذا یہ خبریں ملنے کے بعد میں اپنے لشکر کو لے کر آپ کے پاس چلا آیا تاکہ رائے مل اگر حملہ آور ہو تو ہمارے لشکر کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد نصرت خاں جب خاموش ہوا تب ہلکا سا تبسم سلطان مظفر کے چہرے میں نمودار ہوا کہنے لگا۔

"نصرت خاں تم نے بہت اچھا کیا مجھے تم سے ایسے ہی ردعمل کی امید تھی۔"

سلطان رکا پھر نصرت خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"نصرت خاں تمہاری آمد سے پہلے ہم میدنی رائے سے نمٹنے کی گفتگو کر رہے تھے ابھی یہی تک پہنچے تھے کہ لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا ایک حصہ میرے پاس رہے گا محمود خلجی اور اس کا بھائی صاحب خاں اور صفدر خاں میرے ساتھ کام کریں گے دوسرے لشکر کی کمانداری قیصر خاں کو سونپی گئی اور قیصر خاں کے ساتھ اعتماد خاں اور تم اس کے نائب کی حیثیت سے اس کے ساتھ کام کرو گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سلطان مظفر خاموش ہوا پھر سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "یہ جو منصوبہ بندی میں نے پیش کی ہے اس پر اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو بولے۔"

سب سالاروں نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا تب سلطان مظفر بھی خوش ہو گیا تھا اس کے بعد سلطان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "اب آؤ لشکر کے کھانے کا اہتمام کرتے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی سب سلطان مظفر کے ساتھ اس کے خیمے سے نکل گئے تھے۔

اگلے روز میدنی رائے اور اس کے لشکر کی طرف سے کوئی ہلچل نہ ہوئی۔ میدنی رائے شاید وقت گزارنا چاہتا تھا لیکن تھوڑی دیر بعد سلطان مظفر نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کیں یہ صورت حال دیکھتے ہوئے میدنی رائے نے بھی اپنے لشکر کے اندر طبل بجانے کا حکم دے دیا تھا چنانچہ میدنی رائے کے لشکر کے اندر بڑے بڑے طبل خوفناک انداز میں گونج اٹھے تھے تھوڑی دیر ایسا ہی سماں رہا لشکر استوار ہوتے رہے صفیں درست ہوتی رہیں یہاں تک کہ میدنی رائے نے اپنے کام کی ابتداء کی شاید وہ حملہ آور ہونے میں پہل کر کے سلطان مظفر لشکر پر ایک نفسیاتی دباؤ ڈالنا چاہتا تھا اس بنا پر اس نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا پھر وہ سلطان مظفر کے لشکر پر شفق آلود دھرتی پر حشر برپا کرتی آگ کی زہریلی لو ربط و ضبط کے آداب سے عاری اپاہج کی طرح دست و پا کر دینے والے کڑے لمحوں کے طوفانوں رینگتے خیالوں کے ہجوم اور تفکرات کے دھاروں کو منجمد کرتی اندھی راتوں کی آندھیوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

میدنی رائے کے ساتھ ہی ساتھ سلطان مظفر بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور وہ جسموں کی ساری بافندگی بدنوں کی ساری بنت کاری تباہ برباد کرتی بھٹکی بلکتی رندھی صدیوں کی داستانوں انت کے بھید کھولتی عزم کی ان مٹ تحریروں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

سلطان مظفر کے ساتھ ہی ساتھ قیصر خاں نے بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اپنے کام کی ابتدا کی اور وہ بھی سوچوں کے بدن لہولہان اور برسوں سے پلٹی خواہشوں کو ریزہ ریزہ کر دینے والے عناصر ہوس کی بوندا باندی پر لہو میں تنہائی کہانیوں کا نزول کرتی ستم کی رندھی برسات کہے ان کہے حروف کی ثمر آوری کو مانند اور ستاروں کی چمک کو تعبیروں کے دکھ میں بدل دینے والے بے نام سحر کے اجالوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

دھار شہر کے نواح میں دونوں لشکروں کے اس طرح ٹکرانے سے سرمدی لطافتیں وجدان کے نیلم دکھ کے استعاروں کا شکار ہوئے لگے تھے۔ نغموں کو گوہر گل رنگ صدائیں زہر کے قلزموں اور نفرت کی سلگاہٹوں میں ڈوبنے لگی تھیں۔

دھار شہر کے نواح میں کچھ دیر تک ہولناک اور تباہ کن ٹکراؤ ہوتا رہا' میدنی رائے کو بڑی امید تھی کہ سلطان مظفر کے لشکر کو پسپا کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس لیے کہ رانا سانگا کے لشکر کے دستے بھی اس کی مدد کے لیے پہنچے ہوئے تھے لیکن میدنی رائے کی بدقسمتی کہ تھوڑی دیر بعد اسے اپنی شکست کے آثار اس وقت دکھائی دینے شروع ہوئے جب اس نے دیکھا اس کے لشکریوں کی حالت معطل احساس خاموش گویائی اداسی کے غبار ٹوٹے خوابوں' مجروح آرزوؤں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

میدنی رائے نے ایک بار اپنے لشکر کو سنبھالتے ہوئے زوردار حملے کیے لیکن اس کے زوردار حملوں کا سلطان مظفر اور قیصر خاں کے لشکر پر کوئی اثر نہ ہوا اور الٹا انہوں نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ اپنے حملوں میں تیزی اور شدت پیدا کر لی جس کے نتیجہ میں میدنی رائے کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اس کے لشکر کی کافی تعداد کو سلطان مظفر اور قیصر خاں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا باقی لشکر کو لے کر وہ شکست کا بوجھ اٹھائے بھاگ کھڑا ہوا اور رانا سانگا کی طرف چلا گیا تھا سلطان مظفر نے آگے بڑھ کر میدنی رائے کے شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

☆☆

رانا سانگا ایک روز اپنی بیٹی راجکماری کوشلیا اور اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھا اپنی کسی گھریلو موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ اسے میدنی رائے کے آنے کی اطلاع دی گئی میدنی رائے کی آمد کا سن کر رانا سانگا انتہا درجہ کا پریشان اور فکر مند ہو گیا تھا کچھ سوچتے ہوئے اس نے میدنی رائے کو بلایا۔ میدنی رائے اس کے خیمہ میں داخل ہوا' رانا سانگا نے اسے اپنے قریب بیٹھایا معدنی رائے کی اس وقت بری حالت ہو رہی تھی۔ کچھ دیر تک رانا سانگا بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے بڑے نرم لہجہ میں مدنی رائے کو مخاطب کیا۔

''معدنی رائے کیا ہوا تمہاری حالت سے مجھے پتہ چلتا ہے کہ تمہارے حق میں کچھ اچھا نہیں ہوا۔''

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب میدنی رائے دکھ بھرے انداز میں بولا اور کہنے لگا۔

''رانا آپ کی رائے کے مطابق میں نے اپنی ساری عسکری طاقت کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ مانڈو میں اپنے بیٹے نتھو رائے کی سرکردگی میں چھوڑا باقی آدھے کو لے کر میں دھار پہنچا دھار میں میرے پاس بڑا جرار اچھا خاصا لشکر تھا میرا انداز یہ تھا کہ گجرات کا سلطان مظفر پہلے میرے مرکزی شہر مانڈو کا رخ کرے گا لہٰذا اس کی دھار کی طرف آمد سے پہلے پہلے میں اپنے لشکر میں مزید اضافہ کر لینا چاہتا تھا لیکن مانڈو کی طرف جانے کے بجائے سلطان مظفر نے دھار میں میرا رخ کیا۔

میں نے محصور رہ کر مقابلہ کرنا بیکار سمجھا اس لیے کہ میرے مخبروں نے مجھ اطلاع دے دی تھی' دھار شہر میں جس قدر لشکر میرے پاس ہے سلطان مظفر کا لشکر اس سے زیادہ نہیں ہے اس بنا پر میں نے فیصلہ کیا کہ دھار شہر سے باہر نکل کر سلطان مظفر کا مقابلہ کروں میں نے ایسا ہی کیا لیکن بدقسمتی اور ان ہونی ہمارے خلاف تھی جنگ کے دوران میں نے بڑی کوشش کی کہ اپنے لشکریوں کو سنبھالا دوں انہیں جنگ پر ابھاروں اس سلسلے میں میں نے اپنی پوری کوشش بھی کی لیکن حیرت کی بات یہ کہ اس کے باوجود شکست کا سامنا کرنا پڑا' اس جنگ میں میرا بیٹا بھی شامل تھا اور شکست کے بعد مجھے پتا نہیں کہ وہ کدھر گیا میں نے اپنی زندگی میں اس سے پہلے بہت سی جنگیں دیکھی لیکن یہ بھی عجیب و غریب جنگ تھی میں نے جوں جوں اپنی کوششوں میں شدت پیدا کی کہ سلطان مظفر کے لشکر کو پسپا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں تو ان کے حملوں میں بھی شدت آتی گئی اور وہ میرے لشکر کی تعداد بڑی تیزی کے ساتھ کم کرتے چلے گئے۔ لگتا ہے سلطان مظفر اب ہمیں کہیں نکلنے نہیں دے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد میدنی رائے خاموش ہو گیا تھا اس کی ساری گفتگو کے جواب میں رانا سانگا کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اسی دوران میدنی رائے کے کسی کے آدمی کے آنے کی اطلاع دی گئی چنانچہ رانا سانگا نے بھی اسے بھی اندر طلب کر لیا جب وہ رانا کے سامنے آیا تب رانا نے اس کی طرف دیکھتے ہی پوچھ لیا۔

''کیا تم کوئی نئی خبر لے کر آئے ہو لشکر کو دھار کے مقام پر شکست تو ہو گئی ہے۔'' اس پر آنے والا دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''اس میں کوئی شک نہیں ہمیں شکست کا منہ دیکھنا پڑا لیکن اس سے بھی بری خبر یہ ہے کہ اس لڑائی میں محترم میدنی رائے کا بیٹا بھی ان کے ساتھ تھا اور وہ اس جنگ میں کام آ گیا ہے میں یہی خبر لے کر آیا ہوں۔''

یہ خبر سن کر میدنی رائے کی حالت اور بری ہو گئی تھی رانا سانگا اور اس کے اہل خانہ بھی اس کی طرف ہمدردی سے دیکھ رہے تھے کچھ دیر گہری کاٹ کھانے والی خاموشی رہی پھر میدنی رائے نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہنے لگا۔

''اب آپ مجھے مشورہ دیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔'' میدنی رائے کے اس سوال پر رانا سانگا نے

کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

''اس موقع پر جب تمہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے میں دو کام کرنے لگا ہوں پہلا یہ کہ اپنے لشکر کا ایک حصہ میں تمہارے بیٹے نتھو رائے کی مدد کے لیے مانڈو کی طرف روانہ کروں گا۔''

یہاں تک کہنے بعد رانا سانگا رکا اپنے چوبدار کو بلایا چوبدار جب اس کے سامنے آیا تب رانا سانگا نے اسے حکم دیا کہ فوراً اس کے سینا پتی کرشن دیو اور بھوج نرمل کو بلا کر لائے' اس پر وہ وہاں سے ہٹ گیا تھا تھوڑی دیر بعد سینا پتی کرش دیو بھوج نرمل اس خیمے میں داخل ہوئے' خالی نشستوں پر رانا سانگا نے جب اشارہ کیا تو وہ وہاں بیٹھ گئے۔

رانا سانگا نے ان دونوں سے پہلے میدنی رائے کے حالات بتائے یہ سن کر وہ دونوں اداس اور افسردہ ہو گئے تھے یہاں تک رانا سانگا نے رخ بدلا اور اور کہنے لگا۔

''میرے کہنے پر میدنی رائے نے اپنے سارے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا' ایک حصہ اس نے اپنے بیٹے نتھو رائے کمانداری میں اپنے مرکزی شہر مانڈو میں چھوڑا اور دوسرے آدھے لشکر کو لے کر دوسرے شہر دھار کے دفاع کے لیے چلا گیا تھا۔

دھار کے نواح میں اس کا مقابلہ سلطان مظفر کے لشکر سے ہوا اور جس کے نتیجے میں اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا اب میں چاہتا ہوں کہ اگر دھار میں اسے شکست ہوئی ہے تو کم از کم مانڈو میں اس کا بیٹا فتح مند اور کامیاب رہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے لشکر کا ایک حصہ بڑے خفیہ طور پر مانڈو کی طرف روانہ کریں ظاہر ہے کہ سلطان مظفر اب تک دھار پر قبضہ کر چکا ہوگا اور وہاں کا نظم و نسق درست کرنے کے بعد وہ یقیناً مالوہ کے مرکزی شہر مانڈو کا رخ کرے گا وہاں ایک لشکر کے ساتھ میدنی رائے کا بیٹا نتھو رائے مقیم ہے۔ میں چاہتا ہوں ہمارا تو لشکر یہاں سے کوچ کرے وہ مانڈو کے نواح میں کسی مناسب جگہ گھات لگا لے اور اس کی آمد اور گھات لگانے کے متعلق میدنی رائے کے بیٹے نتھو رائے کو پہلے سے آگاہ کر دیا جائے چنانچہ دھار سے نکل کر سلطان مظفر جب اپنے لشکر کے ساتھ مانڈو کا رخ کرے تو نتھو رائے شہر میں محصور رہ کر مقابلہ نہ کرے۔ اس طرح اسے نقصان اٹھانا پڑے گا اس لیے کہ سلطان مظفر اس شہر کا محاصرہ کرے گا ایسی صورت میں اس لشکر سے جو ہم یہاں سے بھیجیں گے اس کا مکمل رابطہ نہیں رہے گا اور اس کی افادیت ختم ہو جائے گی نتھو رائے شہر سے باہر نکل کر سلطان مظفر کا مقابلہ کرے اور جب جنگ چھڑے تب جو لشکر یہاں سے روانہ ہوگا وہ اپنی گھات سے نکل کر سلطان مظفر کے لشکر پر ٹوٹ پڑے ایسی صورت میں سلطان مظفر کا لشکر دو طرفہ حملے کو برداشت نہیں کر سکے گا اور میرا اندازہ ہے کہ نتھو رائے فتح مند رہے گا۔

اگر نتھو رائے کامیاب رہتا ہے اسے فتح نصیب ہوتی ہے تو یقیناً سلطان مظفر پیچھے ہٹے گا جب وہ پیچھے ہٹے گا تو اتنی دیر تک میدنی رائے کی کمانداری میں اہم ایک اور لشکر یہاں سے روانہ کریں گے جو دھار شہر کا رخ کرے گا دھار شہر کا نظم و نسق درست کرنے کے لیے یقیناً وہاں سلطان مظفر نے کچھ دستے چھوڑے ہوں گے ان پر حملہ آور ہوگا اور دھار شہر ایک بار پھر واپس لے لیا جائے گا اگر ایسا ہوتا ہے تو پھر میرے خیال میں سلطان مظفر اگر اپنے لشکر کو لے کر واپس نہ گیا تب مالوہ کی سرزمینوں میں اس کے لیے ایسا مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے جنہیں وہ سنبھال نہیں پائے گا' روز بروز اس کے لیے ہم کچھ مسائل بڑھاتے رہیں گے اور ایک روز مالوہ کو اپنے حال پر چھوڑ کر محمود خلجی کے ساتھ واپس اپنے مرکزی شہر چلا جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا کا پھر غور سے باری باری کرش دیو اور بھوج نرمل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ تم دونوں صلاح مشورہ کرنے بعد مجھے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

یہ بتاؤ کہ جو لشکر یہاں سے روانہ ہوگا اس کی کمانداری کیسے سونپ دی جائے۔" رانا سانگا کے اس سوال پر بھوج نرمل بغیر توقف کے فوراً بول اٹھا۔

"رانا اس میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں سمجھتا ہوں میں اور کرشن دیو دونوں اس لشکر کو لے کر مانڈو کا رخ کریں گے اور گھات سے نکل کر سلطان مظفر پر ایسی ضرب لگائیں گے کہ اپنی گزشتہ شکستوں کا انتقام لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

بھوج نرمل کا جواب سن کر رانا سانگا خوش ہو گیا تھا' کرشن دیو نے بھی اس سے اتفاق کیا تھا اس کے بعد رانا سانگا نے اپنے پہلو میں بیٹے اپنے بیٹے رتنسی کی طرف دیکھا بڑی رازداری سے اس کے ساتھ کچھ دیر گفتگو کی پھر اس نے کرشن دیو اور بھوج نرمل کو مخاطب کر کے کہا۔

"اب تم دونوں میرے بیٹے رتنسی کے ساتھ جاؤ یہ اس لشکر کے کوچ کا اہتمام کرتا ہے جسے لے کر تم نے مانڈو کے نواحی علاقوں کی طرف کوچ کرنا ہے۔"

رانا سانگا کے ان الفاظ کے ساتھ ہی کرشن دیو اور بھوج نرمل اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے بڑے بیٹے رتنسی کے ساتھ خیمے سے نکل گئے تھے۔

ان تینوں کے جانے کے بعد رانا سانگا کچھ دیر خاموش رہا اس کے بعد وہ میدنی رائے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میدنی رائے پریشان اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے نہ ہی اپنا جی چھوڑو ہلکان ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے ابھی معاملہ دھار اور مانڈو تک محدود ہے ابھی تمہارے پاس کافی شہر اور علاقے ہیں تمہارے پاس چندیری ہے کالپی ہے رائیسن ہے بھیلسہ ہے اور سارنگ پور ہے ان علاقوں میں تم لشکر جمع کر کے سلطان مظفر کا مقابلہ کر سکتے ہو میں نے خود بھی مزید لشکر جے پور سے طلب کر لیے ہیں اور اگر معاملہ زیادہ خراب ہوا تو تم دیکھو گے میں خود دم ٹھونک کر سلطان مظفر کے مقابلے میں آؤں گا اور اپنی گزشتہ تمام ناکامیوں اور شکستوں کا انتقام لوں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا کا پھر میدنی رائے کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میدنی رائے اس موقعہ پر میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ اپنے جس بچے کھچے لشکر کو لے کر تم آئے ہو اس کے ساتھ تم چندیری اور کالپی کا رخ کرو وہاں اپنا قیام رکھو دو بڑے شہر تمہارے ہیں وہاں بہت بڑا لشکر جمع کرنے کی کوشش کرو رائسین بھیلسہ اور سارنگ پور والوں سے بھی تم رابطہ کر کے وہاں سے بھی جگ جوا کٹھے کر سکتے ہو اس طرح کالپی یا چندیری دونوں میں سے ایک شہر میں ایک پڑاؤ کر کے ایسا تربیت یافتہ لشکر تیار کرو جو آنے والے دور میں تمہاری کامیابیوں کی وجہ بن سکے۔"

میدنی رائے نا رانا سانگا کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا چنانچہ اس نے بھی اجین شہر کے نواح میں جہاں رانا سانگا نے قیام کیا ہوا تھا ایک گیا تا کہ چند دن بعد وہ دو بڑے شہروں چندیری اور کالپی کی طرف کوچ کر کے ایک جرار لشکر تیار کرے۔

☆☆

اسی روز کرشن دیو اور بھوج نرمل بھی ایک لشکر لے کر مانڈو شہر کے کسی نواحی گم نام علاقے کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

ادھر سلطان مظفر نے دھار شہر فتح کرنے کے بعد چند روز تک وہاں قیام کر کے شہر کے نظم و نسق کو درست کیا اس دوران اس کے لشکریوں کو آرام کرنے اور ستانے کا خوب موقع مل گیا تھا اور پھر جس روز سلطان نے اپنے لشکر کے ساتھ دھار سے مانڈو شہر کی طرف روانہ ہونا تھا اس روز جب سلطان مظفر اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا تب قیصر خاں سلطان کے خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا اور ہلکی سی آواز سے سلطان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سلطان محترم کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔"

اس موقع پر سلطان نے گھورنے کے انداز میں قیصر خاں کی طرف دیکھا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر کہنے لگا۔

"قیصر خاں بڑے افسوس کی بات ہے تمہاری حیثیت میرے بیٹوں جیسی ہے یوں جانو تم میرے بیٹے ہو اس لحاظ سے تمہیں میرے خیمے میں آنے کے لیے میری اجازت کی ضرورت نہیں ہے آج تم پہلی بار اس طرح میرے خیمے میں آئے ہو۔ میں سمجھتا ہوں تمہارا یہ آنا کسی علت اور وجہ کے بغیر نہیں ہے اس کے ساتھ ہی سلطان نے اپنی نشست پر بیٹھتے ہوئے ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کیا جس پر قیصر خاں آگے بڑھ کر وہاں بیٹھ گیا تھا۔

جب دونوں بیٹھ گئے تب سلطان نے قیصر خاں کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"بیٹے اب بتاؤ تیرا آنا کیسے ہوا۔ تجھے کسی شے کی ضرورت ہے۔ کیا تجھے مجھ سے کوئی شکوہ اور شکایت ہے' کیا ہاتھ آنے والے مال غنیمت سے تجھے ترا مناسب حصہ نہیں ملا اور تیرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔" جب تک سلطان مظفر بولتا رہا قیصر خاں مسکراتا رہا سلطان کے خاموش ہونے پر بولا اور کہنے لگا۔

"سلطان محترم مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں آپ جانتے ہیں میں اکیلا ہوں اور پھر میں بے ضرورت سا انسان۔ ہوں مجھے کچھ بھی نہ ملے تب بھی سلطان محترم میں حرف شکایت زبان پر لانے والا نہیں ہوں۔ آپ میری ماضی سے پوری طرح واقفیت ہیں۔ غلام تھا' غلامی کے دور میں تو ہمیں کچھ بھی نہیں ملتا تھا بس کھانا کھا لیا اور اللہ کا شکر ادا کیا دن بھر اپنے مالک کے کام کیے اور جب فرصت ملتی تھی تو تیغ زنی کی مشق کر لیتے تھے۔"

قیصر خاں کے یہ الفاظ سن کر سلطان مظفر کسی حد تک دکھی اور افسردہ سا ہو گیا تھا کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی قیصر خاں بول اٹھا اور کہنے لگا۔

"سلطان محترم میں ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ سلطان محترم میں ایک رائے پیش کرنا چاہتا ہوں' ہو سکتا ہے کہ میری وہ رائے غلط ہو اور اس پر آپ عمل کرنا پسند نہ کریں۔"

قیصر خاں کو خاموش ہو جانا پڑا اس لیے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے سلطان مظفر بول اٹھا۔ "میں تمہاری رائے پر عمل نہ کرنا' ایک جرم خیال کرتا ہوں تم میرے وہ سالار ہو جس پر میں ہر حالت میں کچھ بھی کہہ سکتے ہو' برے سے برے حالات میں بھی مکمل طور پر اعتماد اور بھروسہ کر سکتا ہوں اب کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

سلطان مظفر کے ان الفاظ سے قیصر خان خوش ہو گیا تھا' گلا صاف کیا پھر کہنے لگا۔

"سلطان محترم جو خبریں آپ تک ہمارے مخبروں نے پہنچائی ہیں ان کے مطابق ہمارے ہاتھ سے شکست اٹھانے کے بعد میدنی رائے رانا سانگا کی طرف چلا گیا ہے۔ رانا سانگا نے ان دنوں اپنے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اجین کے مقام پر قیام کیا ہوا ہے اس کا قیام اس شاہراہ کنارے میں جو شاہراہ اجین سے اظلام وہاں سے جھورہ پھر اودھے پور وہاں سے بیوار پھر سیدھی آگے شمال کی طرف جاتے ہوئے جے پور کی طرف نکل جاتی ہے' سلطان محترم ہم دھار سے نکل کر مانڈو کا رخ کریں گے میرا اندازہ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ میرے خدشات ہیں کہ اب کسی نہ کسی طریقے سے رانا سانگا ہمارے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کرے گا' اس لیے کہ میدنی رائے دھار کے نواح سے شکست کھا کر اس کے پاس پہنچ چکا ہے اور اس نے رانا سانگا کے ساتھ مل کر کوئی کھچڑی ضرور پکائی ہو گی اب ہمارے لیے دو تین مواقع اہم یا یوں کہہ سکتے ہیں پر خطر ہو سکتے ہیں۔

ہو سکتا ہے جب ہم یہاں سے مانڈو جانے کے لیے کوچ کریں تو راستہ میں میدنی رائے اور رانا سانگا کے لشکر کسی اہم موقع پر ہم پر شب خون مارنے کی کوشش کریں یا اس وقت تک ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے جس وقت ہم سفر کی حالت میں ہوں۔

لیکن میرا یہ اندازہ ہے کہ ایسا وہ کم ہی کریں گے مجھے یہ بھی خطرہ ہے کہ جس وقت یہاں سے نکل

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کر ہم مانڈو پہنچیں گے اور مانڈو والوں سے ٹکرائیں گے تب میدنی رائے یا رانا سانگا کا کوئی لشکر ہمارے لشکر کے کسی بھی پہلو یا پشت کی طرف حملہ آور ہو کر مانڈو میں میدنی رائے کے بیٹے رائے نتھو کی مدد کر سکتا ہے اس بنا پر ہمیں محتاط رہنا ہوگا۔"

قیصر خاں جب خاموش ہوا تب کچھ سوچتے ہوئے سلطان مظفر کہنے لگا۔

"تمہارے خدشات اپنی جگہ درست ہیں اگر یہ معاملہ ہے تو پھر جب ہم یہاں سے رخصت ہوں گے میدنی رائے یا رانا سانگا دھار پر بھی حملہ آور ہو سکتے ہیں یا ہم دھار میں انتظامی امور کے لیے چند دستے چھوڑ کے جائیں گے تو ہماری غیر موجودگی ان دستوں پر میدنی رائے یا رانا سانگا حملہ آور ہو کر ان دستوں کا خاتمہ کر کے دھار پر بھی قبضہ کر سکتے ہیں۔"

قیصر خاں نے جواب میں نفی میں گردن ہلائی پھر کہنے لگا۔

"سلطان محترم میرا اندازہ ہے کہ وہ ایسا نہیں کریں گے اس لیے کہ وہ جانتے ہیں اگر انہوں نے ایسا کیا تو مانڈو کی طرف جاتے ہوئے ہم پلٹ پڑیں گے اور ان دونوں قوتوں کو پیس کر رکھ دیں گے۔ یہ پہلی وجہ ہے ان کے دھار پر حملہ آور نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جب ہم دھار سے مانڈو کا رخ کریں گے تو مانڈو میں اس وقت میدنی رائے کا بیٹا رائے نتھو ہے میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ دھار کے نواح میں میدنی رائے سے جو ہماری جنگ ہوئی اس جنگ کے دوران مدنی رائے کا ایک بیٹا مارا جا چکا ہے۔ وہ بیٹا اس کے ساتھ اس جنگ میں شامل تھا لہٰذا میدنی رائے دھار کی طرف کوئی توجہ نہیں دے گا ایسا مشورہ وہ رانا سانگا کو بھی دے گا اس لیے کہ میدنی رائے مانڈو میں اپنے بیٹے رائے نتھو کو بچانے کی کوشش کرے گا اس کی ہر طرح سے یہ جدوجہد ہوگی کہ مانڈو کے نواح میں ہونے والی جنگ میں اس کا بیٹا رائے نتھو کامیاب ہو وہ جانتا ہے وہ کامیاب نہ ہوا تو اس کی زندگی کے لالے پڑ جائیں گے ان کے لیے وہ رانا سانگا سے مدد ضرور لے گا۔"

سستا چکنے بعد قیصر خاں رکا دوبارہ سلطان مظفر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سلطان محترم مانڈو شہر میں میدنی رائے کے بیٹے رائے نتھو کو تین طرح سے مدد مل سکتی ہے پہلی یہ کہ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی رانا سانگا اپنا کوئی لشکر رائے نتھو کی طرف روانہ کر دے اور رائے نتھو اپنے اور رانا سانگا کے لشکر کے ساتھ ہم سے ٹکرائے ممکن ہے کہ رانا سانگا اپنے کسی سالار کو بھی اپنے لشکر کے ساتھ روانہ کرے تاکہ وہ اس طرح رائے نتھو کی کامیابی کو یقینی بنائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ جس وقت ہم مانڈو پہنچیں تو رائے نتھو ہمارا مقابلہ کرنے کے لیے نکلے تو رانا سانگا کا کوئی لشکر جو پہلے سے مانڈو میں پہنچ چکا ہو وہ شہر کے کسی دوسرے دروازے سے نکل کر ہمارے لشکر کے پہلو پر آ کر اپنی صفیں درست کرے اس طرح سامنے اور پہلو کی طرف سے وہ ہم پر ضرب لگا سکتے ہیں۔

اور تیسرا طریقہ سلطان محترم جو آخری ہے اور جس کی زیادہ امید کی جا سکتی ہے اس لیے کہ رانا سانگا کا کوئی سالار ایک لشکر کے ساتھ رائے نتھو کی مدد کے لیے کہیں گھات میں بیٹھ جائے اور جب رائے نتھو سے ہمارا ٹکراؤ شروع ہو وہ اچانک اپنی گھات سے نکل کر ہماری ناکامی کو اور اپنی فتح مندی کو یقینی بنانے کی کوشش کرے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں جب خاموش ہوا تب سلطان مظفر کچھ دیر تک بڑے توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا اس موقع پر اس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم بھی نمودار ہو رہا تھا پھر قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بڑی اپنائیت شفقت بھری آواز میں کہہ رہا تھا۔

"قیصر خاں میرے بیٹے اس سلسلے میں میں تم سے کچھ نہیں کہوں گا میرا تم پر مکمل بھروسہ اور اعتماد ہے دشمن جس جس طریقے سے ہم پر حملہ آور ہو سکتا ہے ان ان کے

ہے ان سے نمٹنے کی ساری ذمہ داری بیٹے میں تم پر ڈالتا ہوں اس سلسلے میں بیٹے جو بھی تم قدم اٹھاؤ گے وہ میرے لیے آخری ہوگا اور امید ہے کہ دشمن کے ان حربوں سے نمٹنے کے لیے جو منصوبہ بندی کرو گے یقیناً وہ ہمارے دشمنوں کے ہاتھ میں خطرناک بلکہ شکست کا باعث ہوگی۔"

سلطان مظفر کے ان الفاظ سے قیصر خاں خوش اور مطمئن ہو گیا تھا وہ سلطان سے اجازت لے کر خیمے سے نکل گیا تھا اگلے روز صبح ہی صبح سلطان نے اپنے لشکر کے ساتھ دھار سے مانڈو کی طرف کوچ کیا تھا شام کے وقت سلطان مظفر اپنے لشکر کے ساتھ مانڈو پہنچ گیا جب پڑاؤ قائم ہو گیا تب قیصر خاں اپنے خیمے میں بیٹھا تھا کہ اس کا ایک لشکری اس کے خیمہ کے دروازے پر آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آپ کو سلطان نے طلب کیا ہے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی قیصر خاں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس لشکری کے ساتھ ہی وہ سلطان مظفر کے خیمے کی طرف ہو لیا تھا جب وہ خیمے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا خیمے میں پہلے ہی سلطان مظفر کے علاوہ محمود خلجی اس کا بھائی صاحب خاں بڑے سالاروں میں سے اعتماد خاں نصرت خاں' صفدر خان' بھارز خاں اسد خاں' نظام الملک اور کچھ دیگر سالار بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جب وہ خیمے میں داخل ہوا تو سلطان نے اپنے قریب ایک نشست پر ہاتھ مارا قیصر خاں آگے بڑھ کر اس نشست پر بیٹھ گیا تھا۔

خیمے میں کچھ دیر خاموشی رہی اس خاموشی کے دوران سلطان اپنے سارے سالاروں کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے گفتگو کا آغاز کیا۔

"سب سے پہلے میں قیصر خاں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ دھار شہر میں قیام کے دوران اس نے اپنے جن خدشات کا اظہار کیا تھا وہ درست ثابت ہوئے ہیں اس لیے کہ رانا سانگا کا ایک لشکر مانڈو شہر کے نواح میں آ کر گھات لگا چکا ہے اس لشکر کی کمانداری رانا سانگا کا بڑا بیٹا رتنسی اور نہر والا کا راجکمار بھوج نرمل دونوں کر رہے ہیں انہوں نے میدنی رائے کے بیٹے رائے نتھو سے رابطہ بھی کر لیا ہے رائے نتھو بھی مانڈو شہر کا دفاع کر رہا ہے اور ان دونوں قوتوں کے درمیان طے پایا ہے کہ کل صبح رائے نتھو اپنا لشکر لے کر مانڈو شہر سے نکلے گا اور ہمارے ساتھ ٹکرائے گا جب یہ ٹکراؤ شروع ہوگا تو اس کی تھوڑی دیر بعد رانا سانگا کا بیٹا رتنسی اور بھوج نرمل دونوں اپنی گھات سے نکل کر ہم پر حملہ آور ہوں گے اور اپنی کامیابی کو یقینی بنائیں گے۔"

اس موقع پر ہلکا سا تبسم قیصر خاں کے چہرے پر نمودار ہوا پھر سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"سلطان محترم وہ بھلے رائے نتھو سے رابطہ قائم کرتے رہیں اپنی منصوبہ بندی کو آخری شکل دیتے رہیں لیکن جس جگہ انہوں نے گھات لگا رکھی ہے گھات والی اس جگہ سے انہیں نکلنا نصیب ہوگا تب ہی وہ میدنی رائے کے بیٹے رائے نتھو کی مدد کر سکیں گے جب وہیں سے انہیں واپس اجین کی طرف مار بھگایا جائے گا تو نہ رائے نتھو سے ان کا رابطہ رہے گا اور نہ کل ہونے والی لڑائی میں وہ رائے نتھو کی کوئی مدد کر سکیں گے۔"

اس کے بعد قیصر خاں اپنا منہ سلطان کے قریب لے گیا پھر رازداری میں کہنے لگا۔

"سلطان محترم جن خدشات کا آپ سے اظہار کیا تھا اگر وہ درست ثابت ہوئے ہیں تو ان خدشات کو رفع میں ہی کروں گا سلطان محترم اگر آپ اجازت دیں تو میں اعتماد خاں کو ساتھ لے کر رات کی تاریکی میں رانا سانگا کے بیٹے رتنسی اور کھوج نرمل کے لشکر پر ضرب لگاؤں مجھے امید ہے کہ ان کی گھات کی جگہ میں ان کا سر کچلنے میں کامیاب ہو جاؤں گا اور انہیں واپس اجین کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دوں گا جہاں رانا سانگا نے ان دنوں اپنا پڑاؤ قائم کیا ہوا ہے۔"

سلطان مظفر نے اس سے اتفاق کیا تھا اس کے بعد سارے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"سارے لشکریوں سے کہیں کہ آج کی شب آرام کریں ستالیں اس لیے کہ جو منصوبہ بندی میدنی رائے کے بیٹے رائے نتھو کی ہے اس کے مطابق کل وہ اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے نکل کر ہم سے ٹکرائے گا۔" اس کے ساتھ ہی سلطان نے سب کو آرام کرنے کا مشورہ دیا تھا جب کہ قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں لشکر کو لے کر انسی اور بھوج نرمل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

☆☆

رات ہر چیز کو اپنے اندھیروں کی ردا میں لپیٹتی ہوئی چلی جا رہی تھی چاروں طرف سناٹا اور گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی مانڈو شہر کے نواح میں انتہائی مناسب اور مضبوط جگہ رتنسی اور بھوج نرمل نے گھات لگا رکھی تھی اور وہ بڑے مطمئن اور آسودہ تھے کہ آنے والی صبح کو جب رائے نتھو کا لشکر سلطان مظفر کے لشکر سے ٹکرائے گا تو وہ اچانک اپنی گھات سے نکل کر سلطان مظفر کے لشکر پر حملہ آور ہو کر اپنی فتح کو یقینی بنائیں گے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ فطرت ایک پر ہول عذاب کی طرح ان کے درپے تھی۔

جس وقت رات آدھی کے قریب جا چکی تب اچانک قیصر خاں اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اور رتنسی اور بھوج نرمل کے لشکر پر تعصب کے اندھیروں میں روشنی بکھرتی کرنوں کی انیوں' تن کے گوشہ احساس میں لا انتہا پیاس بھرتے بپھرے بے انت طوفانوں اور وہم و گمان کے سیاحوں پر وحشت بھری قوتی دستک کرتی دکھ کی بڑھتی پھیلتی میعاد کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

رتنسی اور بھوج نرمل اس شب خوں کی امید ہی نہیں رکھتے تھے وہ تو اپنی جگہ بڑے مطمئن اور آسودہ تھے کہ جس منصوبہ بندی کو انہوں نے آخری شکل دی ہے اس میں وہ تقریباً کامیاب ہوتے دکھائی دے رہے ہیں لیکن جب رات کی گہری تاریکی میں قیصر خاں نے ان پر شب خوں مارا تب اندھیروں اور سناٹوں کے اندر تقدیر تدبیر کی کشمکش میں جسموں کی زنجیریں کٹنے لگی تھیں فوق الفطرت اور ساحرانہ رسوم کے جھگڑنری کو جیتی خوشی کو غم میں تبدیل کرنے لگے تھے زندگی و موت فتح و شکست نیکی و بدی اور سزا و جزا ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے تھے۔

رتنسی اور بھوج نرمل نے بڑی مشکل سے اپنے لشکر کو سنبھالا جوابی کاروائی کرتے ہوئے وہ بھی جن کے بھوتوں اور حالات کی تلخیوں' مستقبل کے اندیشوں' قضا کی رندھی دیمک خوف کی کپکپی چیخوں نے کہرام کی طرح جوابی کاروائی کر رہے تھے لیکن اس وقت تک جو کام قیصر خاں کرنا چاہتا تھا اس کا بہت سا حصہ مکمل کر دیا گیا تھا اور اب وہ اپنے ساتھی اعتماد خاں کے ساتھ انسی اور بھوج نرمل کے لشکر پر اس طرح حملہ آور ہو رہا تھا جیسے ذہن کے ہر روزن میں کرب کی تیرگی پھیلاتی موت جھانکتی ہے۔ جیسے آنکھوں کے کواڑوں اور خرد کے دریچوں پر قہر بھرے تصورات کی ٹھوکریں دستک دیتی ہیں۔ میدان جنگ کے اندر طلسمات کی کمانوں سے مہیب گہری ہزیمتیں رقص کرنے لگی تھیں' لشکریوں کی حالت زرے زرے کو قطرے قطرے کو تشنہ ذہنی کا شکار کرتی ہلاکت خیزیوں سی ہونا شروع ہو گئی تھی رگ رگ میں کھولتی مرگ اپنا رنگ دکھانے لگی تھی سانسوں میں زہر گھولتی قضا زوال کی گھڑیوں کی طرح رقص کرنا شروع ہو گئی تھی۔

کچھ دیر تک الم ناک اور ہولناک کیفیت چھائی رہی گھات کی جگہ جہاں کچھ دیر پہلے سناٹا اور خاموشی تھی وہاں اب چیخوں کی پکار کا عالم تھا اور یہ چیخیں قرب و جوار کی بستیوں اور قصبوں کے اندر بڑا درد ناک سماں برپا کر رہی تھیں آخر کار رتنسی اور بھوج نرمل نے محسوس کر لیا کہ ان کے لشکر کا کافی نقصان ہو چکا ہے اور یہ کہ شب و خوب مارنے والے اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب رہے ہیں اور انہوں نے ان کے لشکر کی طاقت اور قوت کو اپنے پاؤں تلے روندھ کر رکھ دیا ہے چنانچہ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے رتنسی اور بھوج نرمل اپنے بچے کھچے لشکر کو لے

کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

رات کی گہری تاریکی میں قیصر خاں اور اعتماد خاں نے ان کا تعاقب نہیں کیا بلکہ بڑی تیزی سے وہ اپنے لشکر کے علاوہ ہاتھ لگنے والی ہر چیز کو سمیٹتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف چلے گئے تھے۔

رتنسی اور بھوج نرمل دونوں صبح ہونے تک ان کی طرف بھاگتے رہے یہاں تک کہ سورج جب طلوع ہو گیا تب وہ اجین شہر کے نواح میں پہنچ گئے تھے جہاں رانا سانگا نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا اس موقع پر بھوج نرمل نے اپنے لشکر کو روک دیا۔ اس کے ایسا کرنے پر رانا سانگا کا بڑا بیٹا رتنسی اس کے قریب آیا اور افسردہ سے لہجے میں کہنے لگا۔

"بھوج نرمل تم نے لشکر کو رک دیا ہے خیریت تو ہے۔"

بھوج نرمل رتنسی کے قریب ہوا اور بڑی راز داری اور سرگوشی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"رتنسی میرے بھائی بات یہ ہے کہ سلطان مظفر کے لشکر کے ہاتھوں ہمیں کئی بار شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے میں تمہیں بتاؤں یہ ہم پر جو شب خون مارا گیا ہے شب خون مارنے والا سلطان مظفر کا سالار قیصر خاں تھا میں اسے خوب پہچانتا ہوں حملہ آور ہوتے وقت وہ اپنے خود کا نقاب اپنے چہرے پر ڈالے رکھتا ہے اور اسے کوئی مشکل سے پہچانتا نہیں ہے یہی وہ شخص ہے جو اس سے پہلے کئی بار ہماری شکستوں اور ہماری ناکامیوں کا باعث بن چکا ہے۔

دیکھ میرے بھائی تھوڑی دیر تک ہم رانا کے پاس پہنچ جائیں گے کیا میں اور تم رانا کو یہ کہیں گے کہ ہم گھات لگا کر سلطان مظفر کے لشکر کی ناکامی کو یقینی بنانے گئے تھے الٹا ہم پر شب خون مارا گیا اور ہمارے لشکر کو تباہ برباد کر دیا گیا اور ہم شکست اٹھا کر ادھر بھاگ آئے ہیں۔

میرے بھائی حقیقت یہی ہے لیکن میں چاہتا ہوں اس حقیقت میں ہم اپنی طرف سے اگر تھوڑا سا رنگ بھر دیں تو پھر تمہارے پتاجی مطمئن ہو جائیں گے بلکہ ہمارے سارے لشکریوں کے اندر خوشی اور آسودگی کی لہر دوڑ جائے گی اور آنے والے دور میں وہ زیادہ ولولے اور جوانمردی کے ساتھ سلطان مظفر کے لشکر کا مقابلہ کر سکیں گے۔"

بھوج نرمل جب خاموش ہوا تب پریشانی کے عالم میں کچھ دیر تک انسی اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

"بھوج نرمل میرے عزیز بھائی میں تمہاری باتوں کو بالکل نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتے ہو شکست تو ہمیں ہو گئی ہے اور اس کی اطلاع ہم نے پتاجی کو دینی بھی ہے اب تم اس کے اندر کون سا رنگ بھرنا چاہتے ہو کہ شکست والا معاملہ کچھ ہمارے حق میں ہو جائے۔"

بھوج نرمل نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری اور پھر پہلے جیسے انداز میں سرگوشی اور راز داری میں کہنے لگا۔

"رتنسی اگر واپس جا کر ہم رانا سے یہ کہہ دیں کہ ہم نے گھات لگائی تھی تاکہ اگلی صبح میدنی رائے کے بیٹے رائے نتھو کی مدد کریں پھر رات کے وقت ہم پر اچانک شب خون مارا گیا اس شب خون کی کیوں کہ ہم امید ہی نہیں کر سکتے تھے لہٰذا شروع میں ہمارے لشکر کا کافی نقصان ہوا آخر ہم سنبھلے اور جوابی کاروائی کی اب ہم نے جو اس میں ملاوٹ کرنی ہے یہ کرنی ہے جب ہم نے جوابی کاروائی کی تو ہم نے دیکھا مسلمانوں کا سالار شب خون مارنے والے لشکر کی نمائندگی کر رہا تھا وہ اپنے لشکر کے آگے تھا اپنے چہرے پر خود کا نقاب گرائے ہوئے تھا لہٰذا جب ہم نے زوردار انداز میں حملہ کرتے ہوئے جوابی کاروائی کی تو مسلمانوں کا وہ سالار نام جس کا قیصر خاں ہے وہ بھی ہماری لپیٹ میں آ گیا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہ زخمی ہو کر وہ اپنے گھوڑے سے گرا ہم اس کی لاش یا اسے زخمی حالت میں گرفتار کرنا چاہتے تھے اچانک ایک طرف سے اس کے لشکریوں کے ایک گروہ نے ہم پر زوردار حملہ کیا ہمیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا اور اس

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

حالت میں وہ اس سالار کو اٹھا کر پیچھے لے گئے جس کا نام قیصر خاں ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بھوج نرمل رکا پھر کہنے لگا۔

"رتنسی میرے بھائی اگر یہ بات ہم کہہ دیں تو ہرج کوئی نہیں ہے رانا نے یا ہمارے کسی دوسرے سالار یا کسی لشکری نے جا کر یہ نہیں دیکھا کہ مسلمانوں کا وہ سالار جس کے ہاتھوں لگاتار شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اور نام جس کا قیصر خاں ہے وہ زخمی ہوا ہے کہ نہیں اب بولو تم کیا کہتے ہو۔"

اس موقع پر رتنسی کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا اور وہ توصیفی انداز میں بھوج نرمل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بھوج نرمل یوں جانا تو تم ایک معرکہ سر کر لیا ہے اگر واپس جا کر پتا جی کو ہم یہ کہانی سنا دیں تو وہ ہماری شکست کو بھول کر قیصر خاں کے زخمی ہونے پر خوشی کا اظہار کریں گے۔"

رتنسی کا جواب سن کر بھوج نرمل بھی خوش ہو گیا تھا چنانچہ دونوں پھر حرکت میں آئے اور اجین شہر کے نواح میں رانا سانگا کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

☆☆

اگلے روز صبح ہی صبح میدنی رائے کے بیٹے رائے نتھو نے اپنے لشکر کو مانڈو شہر سے نکالا اور سلطان مظفر کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کیا اس وقت اس کے لشکر میں بڑے بڑے طبل اور دفیں بج رہی تھیں آخر اس نے جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔

دوسری طرف سلطان مظفر نے اپنے لشکر کو دو حصوں تقسیم کیا تھا ایک حصے اپنے پاس رکھا اور دوسرا حسب معمول قیصر خاں کی کمانداری دیا گیا تھا اور اپنے لشکر کی صفیں درست کر کے وہ بھی مقابلہ کرنے کے لیے تیار اور مستعد ہو گیا تھا۔

آخر کام کی ابتدا رائے نتھو کی طرف سے ہوئی اور رائے نتھو سلطان مظفر کے لشکر پر قضا کے گرد زہریلے لمحات' درد و کرب کی آہٹیں کھڑی کرتی جبرو استعداد کی آندھیوں' خون سمیٹتے میدانوں میں جسموں کو رعشہ اور بخار زدہ کرتی نفرت و کردی کی آگ اور قسمتوں کے حروف لہو لہو کرتے جبر کے سوکھے موسموں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

دوسری طرف جوابی کارروائی پہلے سلطان مظفر نے کی اور اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وہ بھی رائے نتھو کے لشکر پر شام الم کی پنہائیوں میں اعصابی ہیجان' تباہی کی طغیانیوں' صحراؤں کی وحشتوں کو نگلت موت کے سکوت دوام اور بربادی کی علامت بنتی نئے انداز کی سحر کاری اور خونی لمحوں کی داستانوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

سلطان کے پہلو بہ پہلو اس کے ساتھ ہی ساتھ قیصر خاں نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی وہ بھی شب کی تلخیوں کے اندر کسی ویرانہ صحرا سے اٹھتے مصائب کے ہجوم' زیست کے دروازوں پر دستک دیتے آسیب زدہ موت کے لمحات' منزلوں کا کرب زندگی کے خونی سائے دکھ کے ساگر انتقام کی لہریں کھڑی کرتی سفاک تلواروں کی دھاروں اور ستم کی خونی برسات کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

مانڈو شہر کے نواح میں دونوں لشکریوں کے اس طرح ٹکرانے سے بربادی کی علامتیں بے مرہم زخم اجل گر لمحات نفرت کے سلگتے جذبے' جوش زن موت کے مناظر اپنا رنگ دکھانے لگے تھے میدان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک فنا کے آنچل پھیلائے غیر فانی جذبے نفرت کے طوفان' عناد کی آگ' کرب و الم کی یلغار' آسیبی سائے اور مقدرات کی نحوست رقص کرنے لگی تھی۔

دوپہر سے کچھ دیر پہلے تک جنگ جاری رہی آخر اس جنگ کے نتیجے میں میدنی رائے کے بیٹے رائے نتھو کو بدترین شکست ہوئی اس کے لشکر کی کافی تعداد کو سلطان اور قیصر خاں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور رائے نتھو بچے کھچے لشکر کے ساتھ شکست قبول کرتے ہوئے مانڈو شہر میں محصور ہو گیا تھا۔

سلطان مظفر نے اپنے لشکر کو پیچھے ہٹایا لشکر کا ایک حصہ بالکل تیار اور مستعد کر دیا جب کہ باقی لشکر زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے کے ساتھ ساتھ آرام بھی کرنے لگا تھا۔

☆☆

رانا سانگا اپنے اہل خانہ کے ساتھ بیٹھا سلطان مظفر کے ساتھ پیش آنے والی جنگ کے متعلق ہی گفتگو کر رہا تھا کہ اس کے چوبدار نے ایک مخبر کے آنے کی اطلاع دی اس پر رانا سانگا اسے مخاطب کیا اور کہنے لگا۔ "جس مخبر کا تم ذکر کر رہے ہو وہ کس طرف سے آیا ہے اور کس نے بھیجا ہے۔"

اس پر اس کا چوبدار بولا اور کہنے لگا۔ "آنے والا مخبر آپ کے بیٹے رتنسی اور بھوج نرمل کا کوئی پیغام لے کر آپ کے پاس آیا ہے۔"

ان الفاظ پر وہاں بیٹھے جستجو میں پڑھ گئے تھے رانا سانگا بولا اور کہنے لگا۔

"اسے فوراً میرے پاس بھیجو۔"

تھوڑی دیر بعد ایک شخص کو رانا سانگا کے سامنے پیش کیا گیا رانا سانگا نے پہلے سر سے پاؤں تک اس کا جائزہ لیا پھر کہنے لگا۔

"اگر تمہیں میرے بیٹے رتنسی اور راجکمار بھوج نرمل نے بھیجا ہے تو بتاؤ کیا بات ہے۔"

جواب میں اس مخبر نے اپنے ہونٹوں پر اپنی زبان پھیری پھر کہنے لگا۔

"رانا جس طرح بھوج نرمل نے میرے ہاتھ آپ کو پیغام پہنچایا ہے' اس کے مطابق میرے پاس آپ کے لیے دو خبریں ہیں ایک خبر اچھی ہے اور ایک بری۔ بری خبر یہ ہے کہ مانڈو شہر کے نواح میں جہاں رتنسی اور بھوج نرمل نے گھات لگائی تھی وہاں انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اپنے لشکر کا ایک بہت بڑا حصہ وہ گنوا بیٹھے ہیں اور اب وہ آپ کا رخ کیے ہوئے ہیں میرا خیال ہے وہ تھوڑی دیر تک آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔"

قاصد یہ کہہ کر خاموش ہوا تب رانا سانگا کس قدر بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے بول اٹھا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ انہیں نے شکست کا سامنا کیسے کرنا پڑا۔" اس پر مخبر بولا اور کہنے لگا۔

"آپ کے بیٹے رتنسی اور بھوج نرمل نے مانڈو کے نواح میں بڑی اچھی جگہ گھات لگائی تھی انہیں صبح ہونے کا انتظار تھا کہ سلطان مظفر اور میدنی رائے کے بیٹے رائے نتھو کے لشکر آپس میں ٹکرائیں تو وہ اپنی گھات سے نکل کر اپنی کارروائی کی ابتدا کریں لیکن ہوا یوں کہ آدھی رات کے وقت ان پر سلطان مظفر کے لشکر نے شب خون مار دیا اس شب خون کے نتیجے میں رتنسی اور بھول نرمل دونوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور ان کے لشکر کا خاصا نقصان ہوا۔"

رانا سانگا کچھ دیر تک ہونٹوں پر زبان پھیرنے کے بعد خاموش رہا سوچتا رہا دوبارہ اس نے پوچھا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو شب خون مارنے والا کون تھا۔" اس پر وہ قاصد بولا اور کہنے لگا۔ "رانا شب خون مارنے والا سلطان مظفر کا سالار قیصر خاں تھا۔"

رانا سانگا کے چہرے پر غصے کے آثار پیشانی پر غضبناکی کے بل پڑ گئے تھے کہنے لگا۔

"آخر سلطان مظفر کا یہ سالار نام جس کا قیصر خاں ہے یہ ہمارے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑ گیا ہے یہ ہماری کمزوری کیوں بن گیا ہے ایسا کیوں ہے کہ جب بھی کئی ٹکراؤ ہوتا ہے فتح مندی اور کامیابی اس کے قدم چومتے ہیں اس کے مقابلے میں ہمیں ہر دفعہ شکست اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔" یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا خاموش ہو گیا اور کچھ دیر سوچا پھر اس قاصد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اپنی آمد کے ساتھ ہی تم نے کہا تھا کہ تمہارے پاس ایک بری اور ایک اچھی خبر ہے بری خبر تو تم اب کہہ چکے ہو اچھی خبر کہو کیا ہے۔" رانا سانگا کے اس استفسار پر اس قاصد نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری پھر کہنے لگا۔

"رانا اچھی خبر یہ ہے کہ سلطان مظفر کے سالار کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

یہ خبر سن کر رانا سانگا ایک طرح سے خوشی میں اپنی جگہ پر اچھل پڑا تھا' جے مل رام داس لکھارو تی اور بڑی بیٹی کوتلیا کی بھی یہی حالت تھی' اس موقع پر کوتلیا نے کنکھیوں سے اپنی چھوٹی بہن کوشلیا کی طرف دیکھا لیکن اس کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات نہیں تھے جنہیں دیکھ کر کوتلیا کسی قسم کا کوئی اندازہ لگاتی جس طرح لکھارو تی جے مل اور آرام داس خوشی کا اظہار کر رہے تھے اسی طرح کی خوشی کا اظہار وہ بھی کر رہی تھی۔

کوشلیا کے یہ حالت دیکھتے ہوئے کوتلیا ایک طرح سے حیرت اور تعجب میں مبتلا ہوگئی تھی دوسری طرف رانا سانگا کچھ دیر تک اپنی خوشی سے لطف اندوز ہوتا رہا پھر کہنے لگا۔

''کیا تم اس کی تفصیل کہو گے۔''

جواب میں قاصد بولا اور کہنے لگا۔

''رانا جو کچھ مجھے بتایا گیا ہے اس کے مطابق اس جنگ کے دوران بھوج نرمل اور قیصر خاں کا آمنا سامنا ہوگیا قیصر خاں اس پر حملہ آور ہوا تھا جیسے بھوج نرمل نے روک دیا اور جوابی کاروائی کرتے ہوئے بھوج نرمل نے اسے اپنی شمشیر کا نشانہ بنا دیا اس موقع پر ارد گرد گھمسان کا رن تھا لہٰذا بھوج نرمل اپنے ان دستوں کو جن دستوں کے ساتھ وہ قیصر خاں پر حملہ آور ہوا پیچھے ہٹا کر لے گیا تھا تاہم بھوج نرمل نے مجھے بتایا کہ اس نے خود اپنی آنکھوں سے قیصر خان کو اپنے گھوڑے سے گرتے دیکھا اور پھر اس کے ساتھی اس کی لاش کو اٹھا کر پیچھے لے گئے تھے۔''

قاصد جب خاموش ہوا تب رانا سانگا نے کچھ سوچا دوبارہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔ ''اگر اس شب خون کے دوران بھوج نرمل نے قیصر خاں کا قصہ پاک کر دیا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں اس میں رتنسی اور بھوج نرمل کو شکست کا سامنا نہیں کرنا پڑھا یہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے قیصر خاں وہ سالار ہے جو مسلسل ہماری ناکامیوں اور اپنی فتح مندی کا ایک نشان بنا ہوا تھا اس کا خاتمہ ہمارے لیے کئی کامیابیوں کے در کھول دے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا خاموش ہوگیا اس قاصد کو اس نے جانے کی اجازت دے دی اس کے جانے کے بعد کچھ دیر تک خاموشی رہی یہاں تک کہ راجکماری کوشلیا اپنے باپ رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''پتا جی یہ جو قیصر خاں کا قصہ تمام کرنے کی بات ہے اس کا معاملہ میں سمجھی نہیں۔'' رانا سانگا نے تیز نگاہوں سے کوشلیا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''کیوں بیٹی کیا معاملہ ہے جو تمہاری سمجھ میں نہیں آیا میں نے تو اپنے دل میں ٹھان لی ہے کہ اگر بھوج نرمل نے قیصر خاں کا قصہ پاک کر دیا ہے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو بیٹی میں تمہیں بھوج نرمل سے بیاہ دوں گا اس لیے کہ ہم نے اعلان کیا تھا کہ جو تیغ زن بھی قیصر خاں کا خاتمہ کرے گا راجکماری کوشلیا کو اس سے بیاہ دیا جائے گا۔''

اس موقع پر کوشلیا کے چہرے پر ناپسندیدہ آثار نمودار ہوئے تھے یہاں تک کہ وہ رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''پتا جی پہلے یہ سوچیں اگر بھوج نرمل نے آگے بڑھ کر قیصر خاں پر حملہ کیا اور اس کا قصہ تمام کر دیا اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے قیصر خاں کے ساتھی اس کی لاش کو اٹھا کر لشکر کے پچھلے حصے کی طرف لے گئے تو پھر پہلا سوال یہ اٹھتا ہے رتنسی اور بھوج نرمل کو شکست کا سامنا کیسے کرنا پڑا تھا اگر قیصر خاں ختم ہی ہو چکا تھا تو اس کے خاتمہ پر اس کے لشکریوں میں ایسی بد دلی اور ایسی بدحواسی پھیلتی کہ وہ سر پر پاؤں رکھ کر رات کی تاریکی میں اپنی جانیں بچانے کے لیے بھاگ جاتے اور رتنسی اور بھوج نرمل ان کا تعاقب کرتے لیکن بتانے والا یہ بتا گیا ہے کہ اس جنگ میں بری خبر یہ ہے کہ رتنسی اور بھوج نرمل دونوں کو اس شب خوں کے نتیجے میں شکست اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے ایک طرف یہ پیغام دیا گیا ہے کہ قیصر خاں کا قصہ تمام کر دیا گیا اس کا قصہ تمام ہونے کے ساتھ ہی رتنسی اور بھوج نرمل کی فتح مندی کا طبل بج جانا چاہیے تھا لیکن چونکہ ایسا نہیں ہوا دونوں نے اپنی شکست کا پیغام بھیجا ہے لہٰذا میں سمجھتی ہوں یہ خبر ہی بے بنیاد ہے۔''

یہاں تک کہتے کہتے راجکماری کوشلیا کو رک جانا پڑا اس لیے کہ باہر پڑاؤ میں رتنسی اور بھوج نرمل کی آمد کی صدائیں بلند ہونا شروع ہوگئی تھیں ان صداؤں کے جواب میں رانا سانگا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے دونوں بیٹے دونوں بیٹیاں اور بیوی بھی اٹھ کر اس کے پیچھے ہو لیے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد رتنسی اور بھوج نرمل ان کے قریب آ کر اپنے گھوڑوں سے اترے رانا سانگا نے باری باری رتنسی اور بھوج نرمل کو گلے لگایا پیشانیاں چومی اس موقعہ پر رانا سانگا کے دونوں بیٹے جے مل اور رام داس بھی آگے بڑھ کر اسی کے انداز میں سے ملے تھے پھر رتنسی بھوج نرمل اور دوسرے سارے فراد کو لے کر رانا سانگا اپنے خیمے میں داخل ہوا وہ خیمے میں بیٹھ گیا تھا سب سے پہلے بھوج نرمل کو مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

''بھوج نرمل تمہارا بھیجا ہوا قاصد تفصیل کے ساتھ سارے حالات بتا گیا ہے میں سمجھتا ہوں اس شب خون کے نتیجے میں تم دونوں کو ناکامی نہیں فتح مندی نصیب ہوئی ہے تمہارے ہاتھوں قیصر خاں کا خاتمہ وہ معرکہ ہے جسے ہم اپنے لیے ایک عظیم فتح اور شاندار کامیابی سمجھیں گے بھوج نرمل تمہاری حیثیت میری نگاہوں میں ایسی ہوگئی ہے کہ جس کا تم اندازہ نہیں کر سکتے عنقریب میں تمہیں ایک ایسی خبر سناؤں جس سے تمہارا جیون سارا خوشیوں سے بھر جائے۔''

رانا سانگا یہیں تک کہہ پایا تھا رک گیا اس لیے کہ ایک بار پھر چوبدار اس کے خیمے کے دروازے پر آ کر کہنے لگا۔

''رانا ایک اور قاصد مانڈو کی طرف سے آیا ہے۔''

مانڈو کا نام سن کر رتنسی اور بھوج نرمل کچھ پریشان اور فکر مند سے ہوگئے تھے رانا نے جب قاصد کو بلانے کے لیے کہا تب تھوڑی دیر بعد قاصد آیا اور رانا کے سامنے آن کھڑا ہوا رانا نے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''کہو کیا خبر لائے ہو۔''

رانا سانگا کے یوں پوچھنے پر قاصد نے کہنا شروع کیا۔

''رانا مانڈو شہر کے نواح میں میدنی رائے کے بیٹے رائے نتھو اور سلطان مظفر کے لشکر کے درمیان ٹکراؤ ہوا اس ٹکراؤ کے نتیجے میں رائے نتھو کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ مانڈو شہر میں محصور ہوگیا ہے۔''

یہ خبر سن کر رانا سانگا اداس ہوگیا تھا کچھ دیر خاموش رہا پھر کہنے لگا۔

''میں تو یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کے خاتمہ کے بعد کامیابیاں اور فتح مندیاں ہمارے دروازوں پر دستک دیں گی کہ لیکن رائے نتھو کی شکست نے ہمیں چونکا کر رکھ دیا ہے۔''

رانا سانگا کے ان الفاظ پر آنے والے اس قاصد نے جستجو بھرے انداز میں رانا کو مخاطب کیا۔

''رانا آپ سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کا ذکر کر رہے ہیں یہ کون سا قیصر خاں ہے جس کا خاتمہ ہو چکا ہے۔''

اس پر رانا سانگا بولا اور کہنے لگا۔

''میرے بیٹے رتنسی اور بھوج نرمل نے مانڈو کے نواح میں جو گھات لگائی تھی اس گھات پر سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں نے جو شب خون مارا تھا کیا اس شب خون کے نتیجے میں قیصر خاں ہلاک نہیں ہو چکا۔''

ان الفاظ کے جواب میں آنے والے اس قاصد کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کہنے لگا۔

"آپ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں قیصر خاں نے شب خون مارا اسی شب خون کے نتیجے میں رتسی اور بھوج نرمل کو وہاں سے ہٹ کر ادھر آنا پڑا اور جہاں تک قیصر خاں کا تعلق ہے اس نے تو اپنی کامیابیوں کی فہرست مزید طویل کر دی ہے اس لیے کہ اگلے روز جب رائے نتھو اپنا لشکر لے کر شہر سے نکلا تو سلطان مظفر کے اپنے لشکر کو استوار کیا تو اسے دو حصوں میں تقسیم کیا تھا ایک حصہ سلطان مظفر کے پاس تھا اور دوسرے حصے کی کمانداری اس کا نامور سالار قیصر خاں ہی تو کر رہا تھا پھر آپ کس قیصر خاں کی بات کر رہے ہیں کہ جسے شب خون کے کہ میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے جہاں تک مانڈ کے نواح میں ہمیں خبریں ملی ان کے مطابق تو وہ آپ کے بیٹے رتسی اور بھوج نرمل پر کامیاب اور بہترین شب خون مارنے کے بعد واپس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سلطان مظفر کے پڑاؤ میں چلا گیا تھا اور اس موقع پر اس شب خون میں اس کا ساتھی سالار اعتماد خاں بھی اس کے ساتھ تھا۔"

قاصد رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

"رانا اس وقت مانڈو کے نواح میں ایک اور بھی خبر گردش کر رہی ہے اور وہ یہ کہ بھوج نرمل نے جو تین مسلمان لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا جو راجکماری کوشلیا کو حفاظت کے ساتھ قیصر خاں کی طرف سے لے کر آئے تھے ان کی خبر چونکہ قیصر خاں کو پہلے ہی مل چکی تھی لیکن اب یہ خبریں گردش کر رہی ہیں کہ قیصر خاں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ بھوج نرمل کہیں بھی چلا جائے قیصر خاں اسے اس کے جرم کی سزا دے گا اور اس کے تین لشکریوں کے قتل کی وجہ سے بھوج نرمل کو ہر صورت مارے گا اور اس کی گردن کاٹے گا یہ خبریں بھی پھیلی ہوئی ہیں کہ بھوج نرمل خواہ اپنی راج دھانی تہروالا کی طرف چلا جائے یا پناہ لینے کے لیے ہندوستان کے کسی دوسرے خطے کا رخ کرے قیصر خاں اس کا تعاقب کرے گا اور اس کی گردن ضرور کاٹے گا۔"

یہ الفاظ سن کر بھوج نرمل کا رنگ پیلا ہو گیا تھا اور اس موقعہ پر شکوہ بھرے انداز میں رانا سانگا نے رتسی اور بھوج نرمل دونوں کو طرف دیکھا پھر جواب طلب انداز میں کہنے لگا۔

"تم نے تو میری طرف قاصد بھجوایا تھا کہ تم نے قیصر خاں کو ختم کر دیا ہے اور قاصد کا کہنا ہے قیصر خاں زندہ ہے اور وہ رائے نتھو کی شکست کا بھی باعث بن گیا ہے۔"

رتسی اور بھوج نرمل نے کوئی جواب نہ دیا دونوں کی گردنیں جھک گئی تھیں۔

رانا سانگا نے پھر قہر بھرے انداز میں کہنے شروع کیا۔

"تم دونوں کی جھکی گردنیں بتاتی ہیں کہ تم دونوں جھوٹے ہو لہٰذا جاؤ اپنے خیمے میں جا کر آرام کرو۔" اس کے ساتھ ہی رتسی بھوج نرمل وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔

رانا سانگا نے پھر اپنے چوبدار کو بلایا جب اس کے سامنے آیا تب کچھ سوچتے ہوئے رانا سانگا دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔

"ذرا میدنی رائے کو بلا کر لاؤ۔"

داروغہ وہاں سے ہٹ گیا تھا تھوڑی دیر بعد اپنے ساتھ میدنی رائے کو لے کر آیا اور میدنی رائے کو اپنے سامنے رانا سانگا نے ایک خالی نشست بٹھایا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میدنی رائے لگتا ہے حالات ہمارے حق میں بہتر نہیں اس سے پہلے دھار شہر کے نواح میں ہمیں سلطان مظفر کے ہاتھوں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا مانڈو میں تمہارے بیٹے رائے نتھو کے پاس ایک بہت لشکر تھا اور مجھے امید تھی کہ اس کی لشکری طاقت قوت سے وہ سلطان مظفر کے لشکر کو شکست دے مار بھگائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا جو قاصد وہاں آئے ہیں مجھے خبر دی ہے کہ تمہارے بیٹے رائے

مانڈو شہر کے نواح میں سلطان مظفر کے مقابلے میں شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے اور رائے نتھو بچے کھچے لشکر کے ساتھ مانڈو شہر میں محصور ہو گیا ہے۔" یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا رکا اس کے بعد وہ میدنی رائے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میدنی رائے دو کام کرو ایک کام تو میں پہلے بتا چکا ہوں اور تم اس کی طرف روانہ ہونے والے تھے لیکن اس کے لیے اب انتظار نہ کرو آج ہی روانہ ہو جانا یہاں سے نکل کر سیدھے چندیری کا کرون اور بھیلسین کے علاوہ بھیلسہ اور سارنگ پور شہروں کا وفائی دورہ کر دیہ سارے شہر تمہارے ہیں وہاں سے نیا لشکر تیار کرو ایسا لشکر جو آنے والے دور میں سلطان مظفر کے سامنے ناقابل تسخیر ثابت ہو دوسرا کام یہ کرو کہ اپنے بیٹے رائے نتھو کے نام اپنے کسی معتبر سے بڑی راز داری کے ساتھ بھیجو اور اسے کہو کہ کسی حیلے کسی حربے سے کام لیتے ہوئے وہ سلطان مظفر کو کئی ہفتوں تک روکے رکھے اس دوران میری طرف سے ایک لشکر جس میں ہم ہاتھی بھی شامل ہوں گے اس کی مدد کے لیے پہنچ جائے گا اگر پھر بھی کامیابی نہ ہوئی تو میں خود بھی حرکت میں آؤں گا اتنی دیر تک تم نیا ایک لشکر تیار کر لینا اور مجھے امید ہے کہ جب دو طرف سے ہم سلطان مظفر پر ضرب لگائیں گے تو اپنی جیت کو یقینی بنا کر رکھ دیں گے۔"

میدنی رائے نے اس سے اتفاق کیا تھا پھر رانا سانگا کے کہنے پر وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا اسی روز اس نے ایک بھروسہ کا قاصد اپنے بیٹے رائے نتھو کی طرف مانڈو روانہ کیا تھا جب کہ خود وہ اپنے چند محافظ سواروں کے ساتھ تیزی سے سفر کرتا ہوا چندیری شہر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ تاکہ آنے والے دور کے لیے ایسا لشکر تیار کر سکے جو اس کے اور رانا سانگا کے فتح و کامرانی کے در کھول سکے۔

☆☆

چونکہ رانا سانگا کو اس کی سازشوں اور اس کی شب کاریوں کے باوجود مانڈو اور دھار میں پسپائی کا سامنا کرنا پڑا تھا لہٰذا اپنی حالت کو مزید مضبوط اور مستحکم کرنے کے لیے وہ اجین شہر سے اٹھ کر وہ اپنے مرکزی شہر کی طرف چلا گیا تھا۔

اس کے بعد رانا سانگا نے بڑی تیزی سے بڑی سرعت کے ساتھ عسکری طاقت اور قوت میں مزید اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا سلطان مظفر کو شکست دینا اس نے اپنی زندگی کا حاصل اور زیست کا مقصد بنا کر رکھ لیا تھا۔

دوسری طرف راجکماری کوشلیا ایک روز اپنی خواب گاہ میں اکیلی بیٹھے نا جانے کن سوچوں میں غرق تھی کہ اس کی خواب گاہ میں اس کی ماتا لکھاروتی اور بہن کوتلیا داخل ہوئی تھیں۔

ان کی آمد پر وہ اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑی ہوئی دونوں آگے بڑھ کر جب خالی نشستوں پر بیٹھ گئیں تب کوشلیا بھی بیٹھ گئی لکھاروتی اور کوتلیا دونوں ماں بیٹی کچھ دیر تک معنی خیز انداز میں راجکماری کوشلیا کی طرف دیکھتی رہیں پھر گفتگو کا آغاز لکھاروتی نے کیا اور راجکماری کوشلیا کو مخاطب کر کے بڑے پیار اور شفقت میں کہنے لگیں۔ "بیٹی میں دیکھتی ہوں تو ان دنوں کچھ زیادہ اداس اجھی اجھی پریشان اور فکر مند رہنے لگی ہے میں تیری اس حالت کا اندازہ گزشتہ کئی ہفتوں سے لگا رہی ہوں لیکن اپنے تجربہ کے باوجود میں اس کی وجہ نہیں جان سکی دیکھ میری بچی میں تیری ماں ہوں مجھ سے کوئی بات نہ چھپانا بول کیا بات ہے۔"

کوشلیا مسکرا دی کہنے لگی۔

"ماتا! آپ اور کوتلیا دونوں کو غلط فہمی ہوئی ہے اس سے پہلے میری بہن کوتلیا بھی اس موضوع کی طرف اشارہ کر چکی ہے اب آپ بھی اسی موضوع پر گفتگو کرنے آ گئی ہیں۔"

راج کماری کوشلیا کے خاموش ہو جانے پر لکھاروتی پھر بولی اور کہنے لگی۔

"کوشلیا تو میری بیٹی ہے اگر میں تیری حالت کے متعلق فکر مند نہ ہوں گی تو اور کون ہوگا۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"بتا معاملہ کیا ہے اگر تو یہ کہے اس کی وجہ کوئی نہیں ہے تو اسے میں کسی بھی صورت ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد لکھاروتی رکی اور اپنا ہاتھ بڑھ کر اس نے کوشلیا کی خوب صورت ٹھوڑی کے نیچے رکھا پھر اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا لیا۔

"بتا کیا تم کہیں دل لگا بیٹھی ہو کسی کو پسند کرنے لگی ہو جس کی وجہ سے تیری یہ حالت ہوگئی ہے۔"

اس موقع پر کوشلیا کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہنے لگی۔

"ایسا ہرگز نہیں ہے نہ میں نے کسی کو چاہا ہے نہ میں نے کسی کو اپنے دل میں بٹھایا ہے میں نے جو اس سے پہلے ساتول داس اور سورج مل کے سلسلے میں یہ پیش کش کی تھی کہ ان میں سے جو کوئی قیصر خاں کا سر قلم کرے گا میں اس سے شادی کرلوں گی اگر میں نے کسی سے دل لگایا ہوتا کسی کو پسند کیا ہوتا تو میں ایسا ہرگز نہ کرتی۔"

لکھاروتی نے پھر غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

"ہوسکتا ہے اس واقع کے بعد تمہارے ساتھ کوئی ایسا حادثہ پیش آ گیا ہو جس نے تمہاری یہ حالت کردی ہو۔"

کوشلیا نے کچھ سوچا اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری پھر اپنی ماں کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔

"ماتا میں اس بات کو تسلیم کرتی ہوں کہ ان دنوں میں پہلے کی نسبت اداس اور فکر مند اور سنجیدہ رہنے لگی ہوں اور اس کی دو وجوہات ہیں۔"

لکھاروتی اور کوتلیا دونوں ماں بیٹی کو کچھ حوصلہ ہوا شاید وہ اصل مقصد کی طرف اور کوئی انکشاف کرنے کی گفتگو کرے گی لیکن چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کوشلیا نے پھر کہنا شروع کیا۔

"جب دو واقعات کا میں ذکر کررہی ہوں انہی دو واقعات کی وجہ سے میری حالت ان دنوں ایسی ہو رہی ہے۔"

لکھاروتی کوتلیا دونوں پریشان ہوگئی تھیں یہاں تک کہ اس بار کوتلیا نے پوچھ لیا۔

"میری بہن ہم وہی جاننے کے لیے آئی ہیں کہ تمہاری پریشانی اور تمہاری اس افسردگی کی وجوہات کیا ہیں اب جب کہ تم نے مان لیا ہے کہ اس کی دو وجوہات ہیں تو پھر کہو وہ کیا ہیں۔"

کوشلیا نے پھر اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری اور کہنے لگی۔

"پہلی تو وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے سالار قیصر خاں کے ہاتھوں ہمیں لگاتار شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے حالانکہ میرے پتاجی اور ہماری مملکت کے لوگوں کو یہ احساس تھا کہ راج کماری کوشلیا جیسا کوئی تیج زن نہیں ہے لیکن مسلمانوں کے اس سالار نام جس قیصر خاں ہے برابر ہمیں شکست دے کر ہمارے چہروں پر شکست کے داغ لگا دیے ہیں ایک موقع اس نے مجھے اپنے گھوڑے سے اٹھا کر زمین پر پٹخ تھا نیزہ مار کر میرا خاتمہ کرنا چاہتا تھا کہ میں بچ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگئی اس وقت ہی میں ارادہ کیا تھا کہ اس شخص کی گردن میں ضرور کاٹوں گی لیکن اس وقت میں اتنی پریشان اور فکر مند نہیں تھی مجھے امید تھی کہ ایک نہ ایک روز مسلمانوں اس سالار سے ہم انتقام لینے میں ضرور کامیاب ہوجائیں گے۔

اس کے بعد جب پتاجی خود ایک جنگ میں کے مقابلہ پر گئے اور سورج مل کو اس کے مقابلے لیے نکالا تو اس نے سورج مل کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس جنگ میں اس نے کمند ڈال کر مجھے گرفتار کرلیا تھا اور وہ مجھے اپنے پڑاؤ میں لے گیا میں وہاں ایک دن اور ایک رات رہی۔" کوشلیا تک کہنے پائی تھی کہ اس کی ماں لکھاروتی جستجو بھر انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے بول اٹھی۔

"بیٹی اس دوران کیا اس کے ہاتھوں تیری عزت محفوظ رہی تھی۔"

کوشلیا کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی ناپسندیدگی کے انداز میں اس نے اپنی ماں لکھاورتی کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

"ماتا میں نے اسی کے خیمہ میں قیام کیا تھا وہ کسی دوسرے خیمہ میں چلا گیا تھا اس نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا اور مجھے فخر ہے کہ میں جیسے گئی تھی ویسے ہی واپس آئی ہوں لیکن وہاں قیام کے دوران میرے ساتھ ایک ایسا سلوک ہوا جس نے میری اداسی میری افسردگی میں اضافہ کردیا اور میں نے اپنے من میں یہ بات ٹھان لی کہ حالات کچھ بھی ہو جائیں میں قیصر خاں کی گردن ضرور کاٹوں گی۔"

"وہاں تمہارے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا۔" کوتلیا نے پریشانی کے عالم میں اپنی بہن کوشلیا سے پوچھ لیا تھا۔

اس پر کوشلیا پھر بولی اور کہنے لگی۔

"ماتا اور میری بہن کوتلیا مجھے غور سے سننا جن دنوں پتاجی نے ایدر پر حملہ کیا تھا اور ایدر کے راجہ کا خاتمہ کردیا گیا اور ایدر کا نیا راجہ بہادر مل سلطان مظفر کے پاس امداد حاصل کرنے کے لیے چلا گیا تو ایدر کی فتح پر میرے باپ نے اپنے لشکر کے اندر جشن منایا تھا جشن کے دوران ایدر کی کچھ ایسی بستیوں کو لوٹ لیا گیا جو اچھوتوں اور شوردوں کی تھی انہوں نے ہمارے اس سلوک کی شکایت مسلمانوں کے سالار قیصر خاں سے کی تھی شاید یہ حالات ایدر کے نئے راجہ بہادر مل نے جا کر سلطان مظفر سے کہے ہوں گے اور سلطان مظفر نے یہ باتیں اپنے سالار قیصر خاں سے کہہ دی ہوں گی۔

چنانچہ جس روز مجھے لڑائی کے دوران کمند پھینک کر گرفتار کیا گیا مجھے مسلمانوں کے پڑاؤ میں لے جایا گیا وہاں میں نے رات بسر کی اور اگلے روز صبح ہی صبح کچھ مسلح جوان آئے مجھے گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے کہا جب میں نے کہا اگر میں سوار نہ ہو تب تو انہوں نے کہا ہم زبردستی ہاتھ باندھ کر بھی لے جائیں گے۔

اس پر میں گھوڑے پر سوار ہوگئی اور وہ مسلح جواں مجھے شوردوں کی ایک بستی میں لے گئے اس بستی میں پہلے مسلمانوں کا سالار قیصر خاں اور اس کے کچھ محافظ دستے موجود تھے چنانچہ جب میں وہاں پہنچی تو قیصر خاں کے کہنے پر اس بستی کی دو لڑکیوں نے مجھے کھانا کھلانا چاہا میں نے انہیں شودر جان کر جب انکار کردیا تو قیصر خاں غصے میں آ گیا اس نے میری گردن پکڑ کر اس انداز میں دبائی کہ میری چیخ نکلنے والی تھی ساتھ ہی اس نے پوچھا میں کھانا کھاتی ہوں کہ نہیں۔ اگر وہ میری گردن کو مزید دباتا تو شاید میری جان نکل جاتی لہٰذا میں نے ہاں کرلی میری ہاں کرنے کے بعد دو شودر لڑکیوں نے لقمے بنا کر میرے منہ میں ڈالے اس طرح ان کے ہاتھوں سے میں نے تین چار لقمے کھائے یا یوں جانو مجھے زبردستی کھلائے گئے اور میں نے اپنی جان بچانے کی خاطر کھالیے میرے ساتھ جب یہ سلوک ہوا تب میرے دل میں جو مسلمانوں کے سالار قیصر خاں کے جذبات تھے ان میں آگ بھڑک اٹھی تھی میرا دل چاہتا تھا کہ مجھے پر لگ جائیں میں اس کے پاس پہنچوں اور سوتے میں اس کی گردن کاٹ کر رکھ دوں لیکن میں ایسا نہ کرسکی اور مجھے شوردوں کا کھانا کھلانے کے بعد اپنے کچھ محافظوں کے ساتھ مجھے پتاجی کے پاس بھجوا دیا وہ تین محافظ وہی تھے جنہیں بھوج نرپل نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ جس روز مجھے ان شودر لڑکیوں کے ہاتھوں کھانا کھلایا گیا تھا اسی روز سے میری حالت بدل گئی' میں اداس اور افسردہ رہنے لگی کہ میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا گیا مجھے شوردوں کی طرح ناپاک اور نجس کردیا گیا اور اب اس نجس ہونے کا انتقام میں کسی نہ کسی وقت قیصر خاں سے لوں گی اور جس وقت میں اس سے یہ انتقام لوں گی میری ماتا اور میری بہن اس روز میری زندگی کی کھوئی ساری خوشیاں میرے پاس واپس آجائیں گی' اب بولو تم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

دونوں کیا کہتی ہو۔"

راجکماری کوشلیا جب خاموش ہوئی تب ہلکی سی مسکراہٹ میں لکھاروتی کہنے لگی۔

"میری بچی میں اور تیری بہن کوتلیا تو پریشان اور فکر مند ہوگئی تھیں کہ تم نے کسی مسلمان سے دل ہی نہ لگالیا ہو بیٹی ہم دونوں ماں بیٹی تم سے چھپائیں گی نہیں میں اور کوتلیا دونوں یہ سمجھ رہی تھیں کہ تمہیں مسلمانوں کا سالار قیصر خاں اٹھا کر لے گیا تھا وہاں تم اس کے ساتھ رہی ہو سکتا ہے اس کے سلوک اور اس کی جوان مردی اور اس کی شخصیت سے متاثر ہو کر تم نے اسے چاہنا شروع کر دیا ہو جس کی بنا پر تمہاری یہ حالت ہوگئی ہو۔

لیکن اب تم نے جو کہہ دیا ہے کہ اس روز تمہیں سکون ملے گا اس روز تمہاری خوشیاں لوٹ کے آئیں گی جس روز تم قیصر خاں کو قتل کرو گی تو میری بچی میں اور کوتلیا مطمئن ہوگئی ہیں اس کے باوجود تم سے کہیں گی میری بچی خوش رہا کرو پریشاں ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ایسا وقت ضرور آئے گا کہ مسلمانوں کے سالار قیصر خان سے تمہارا انتقام ضرور لیں گے۔"

لکھاروتی جب خاموش ہوگی تب کچھ دیر خاموشی رہی پھر کوشلیا نے غور سے اپنی ماں لکھاروتی اور بہن کوتلیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"ماتا اور میری بہن اب تک میں نے اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہیں کیا تھا تم دونوں چونکہ میری حالت دیکھ کر پریشان ہوگئی تھیں اور کسی غلط فہمی کا بھی شکار ہو رہی تھیں اس بنا پر مجھے بتانا پڑا پتا جی یا بھائیوں میں سے یا رائے مل اور بھوج نرمل کسی پر بھی یہ انکشاف مت کرنا اگر تم دونوں نے ایسا کر دیا تو وہ ان اچھوتوں کی بستیوں پر چڑھ دوڑیں گے انہیں تباہ و برباد کر دیں گے اگر ایسا ہوا تو پھر مسلمانوں کے سارے سالار شودروں کے ساتھ ہوں گے اور قیصر خاں خصوصیت کے ساتھ یہ سمجھے گا چونکہ شودروں کی بستی میں مجھے لے جا کر کھانا کھلایا گیا تھا لہٰذا میں نے ہی جا کر اپنے پتا جی سے شکایت کی ہوگی اس بنا پر ان شودروں کی بستیوں کو تباہ و برباد کیا گیا ہے لہٰذا ایسا ہونے کے بعد جس طرح قیصر خاں نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ اس نے قسم کھا رکھی ہے کہ وہ بھوج نرمل کو ضرور قتل کرے گا چاہے وہ کہیں بھی چلا جائے اس لیے کہ اس نے قیصر خاں کے تین سو جوانوں کو قتل کیا تھا یہ وہی جوان تھے جو مجھے پتا جی کے پاس چھوڑنے کے لیے آئے تھے اور اگر اس پر یہ انکشاف ہوگیا کہ شودروں کی بستیوں کو ہم نے اجاڑا ہے تو وہ یہ بھی قسم کھالے گا کہ راجکماری کوشلیا کو بھی وہ اپنے ہاتھ سے قتل کرے گا ماتا جی اگر ایسا ہوگیا تو بہت برا ہوگا اس لیے کہ میں نے قیصر خاں کے متعلق وہاں قیام کے دوران سن رکھا ہے جس بات کا یو جو کام کرنے کا عہد کر لیتا ہے ہر صورت میں اسے پورا کر کے رہتا ہے لہٰذا بھوج نرمل کے ساتھ ساتھ ایک نہ ایک روز وہ میری بھی گردن کاٹ کر رکھ دے گا آپ دونوں سے میری التماس ہے کہ اس واقع کا کسی سے ذکر نہ کیجیے گا کہ قیصر خاں نے اچھوتوں کی بستیوں میں مجھے لے جا کر اچھوت لڑکیوں کے ہاتھوں کھانا کھلا کر نجس کیا تھا۔"

کوشلیا جب خاموش ہوئی تب بڑی نرمی اور بڑی شفقت میں لکھاروتی اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"میری بچی تم مطمئن رہ ہم اس کا ذکر کیوں کریں گی ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی کہوں گی کہ میری بیٹی تو بھی خوش رہا کر پریشاں اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے میرا دل کہتا ہے کہ ایسا سماں ضرور آئے گا کہ مسلمانوں کے سالار قیصر خاں کے خلاف تمہاری خواہش ایک نہ ایک روز اپنی تکمیل کو ضرور پہنچے گی۔"

لکھاروتی کے ان الفاظ پر کوشلیا اور کوتلیا دونوں بہنیں خوش ہوگئی تھیں اس کے بعد تینوں بیٹھ کر اپنے گھریلو موضوع پر گفتگو کرنے لگی تھیں۔

☆☆

میدنی رائے کا بیٹا رائے نتھو سلطان مظفر کے ہاتھوں مانڈو شہر کے نواح میں بدترین شکست اٹھانے کے بعد شہر میں محصور ہوگیا تھا گو ابھی اس کے پاس بہت بڑا لشکر تھا لیکن اب وہ باہر نکل کر سلطان مظفر سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں پا رہا تھا۔

اپنے کچھ سالاروں کے ساتھ ایک روز رائے نتھو مانڈو شہر کی ایک فصیل کے ایک بروج کے اندر کھڑا فصیل کے احکامات کے علاوہ سلطان مظفر کے لشکر کا بھی گہری نگاہوں سے جائزہ لے رہا تھا جس نے ایک طرح سے مانڈو شہر کو محصور کر رکھا تھا ایسے میں اس کا ایک سالار نے رانا سانگا اور اس کے باپ میدنی رائے کی طرف سے ایک مخبر کے آنے کی اطلاع دی۔

یہ خبر سن کر رائے نتھو بے حد خوش ہوا اور آنے والے اس مخبر کو فی الفور اپنے پاس بلایا جب اس مخبر کو اس کے سامنے پیش کیا گیا تب رائے نتھو پورجوش انداز میں اس سے ملا پھر جستجو بھرے انداز میں اسے مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگا۔

"تم رانا سانگا اور میرے باپ کی طرف سے میرے لیے کیا پیغام لے کر آئے ہو۔" جواب میں وہ مخبر اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہنے لگا۔

"بات یہ ہے کہ رانا سانگا اور تمہارا باپ میدنی رائے دونوں کچھ مہلت مانگتے ہیں۔ تمہارا باپ میدنی رائے چندیری کا کردن راسین اور بھیلسہ کے علاوہ سارنگ پور کی طرف گیا ہے اور ان شہروں میں چند دن قیام کر کے ایک بہت بڑا لشکر وہاں ترتیب دے گا پھر اس لشکر کے ساتھ وہ مانڈو کی طرف کوچ کرے گا۔"

"اتنی دیر تک رانا سانگا بھی ایک بڑا لشکر ترتیب دے لے گا جب ایسا ہو چکے گا تب رانا سانگا اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر سے نکل کر اجین کے راستے ان علاقوں کا رخ کرے گا اور جو لشکر تمہارا باپ تیار کرے گا اس لشکر کو لے کر بھی دوسری سمت سے میدنی رائے لشکر کے ساتھ مانڈو کا رخ کرے گا اس طرح سلطان مظفر دو طرف کا حملہ کسی صورت برداشت نہیں کر سکے گا اور اس کے لشکر کو وہ تباہی کا سامنا کرنا پڑے گا جو اس سے پہلے کبھی دیکھی نہ ہو شکست اٹھانے کے بعد اگر اس نے بھاگنے کی کوشش کی تو بھاگ بھی نہ پائے گا اس لیے کہ ایک طرف سے رانا سانگا دوسری طرف سے تمہارا باپ میدنی رائے اس کی راہ روکے گے اور اس کا قصہ تمام کر کے رکھ دیں گے۔

تمہارے نام دونوں کا پیغام یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح ٹال مٹول سے کام لیتے ہوئے چند ہفتے گزارنے کی کوشش کرو سلطان مظفر کو کسی الجھن میں ڈال کر رکھو تاکہ چند ہفتے گزر جائیں اس کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہے گی دو بڑے لشکر تیار ہو جائیں گے جن کے ذریعے سلطان مظفر کو جھکنے پر مجبور کر دیا جائے گا۔"

آنے والے اس مخبر نے میدنی رائے کی طرف سے رائے نتھو کو ایک خط بھی پیش کیا تھا چنانچہ یہ ساری تجویز اور ساری منصوبہ بندی جان کر رائے نتھو خوش ہوگیا تھا جو خط میدنی رائے نے اپنے بیٹے رائے نتھو کو لکھا تھا اس کے متعلق مورخین لکھتے ہیں کہ اس خط میں جو تحریر تھی اس کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

میں رانا سانگا کے پاس گیا تھا اور اسے آمادہ کیا ہے میں راجپوتوں کے ہمراہ لے کر مدد کے لیے آ رہا ہوں تم یہ کرو کہ سلطان مظفر کو کسی نہ کسی طرح ایک مہینہ تک ٹرخاتے رہو۔

مورخین لکھتے ہیں کہ یہ خط پا کر رائے نتھو نے مکر و فریب کا جال بچھایا اور سلطان مظفر کی طرف قاصد بھیج کر اس معاملہ کو آخری شکل دینے کی کوشش کی۔

چنانچہ قاصد شہر سے باہر نکل کر سلطان مظفر کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں سلطان کے سامنے لے جایا گیا تب سلطان نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ تم میدنی رائے کے بیٹے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

رائے تھو کی طرف سے آئے ہو صلح صفائی پر گفتگو کرنا چاہتے ہو۔"

آنے والے ان قاصدوں نے کہا۔ "سلطان محترم آپ کا اندازہ درست ہے اور اگر اس سلسلے میں آپ کو بتایا گیا ہے تو صحیح بتایا گیا ہے دراصل ہم آپ کے ساتھ ٹکرانا نہیں چاہتے نہ ہی ہم آپ کا مقابلہ کر سکتے ہیں آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ مانڈو شہر میں کئی نسلوں سے راجپوت رہتے چلے آرہے ہیں رائے تھو نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سلطان ہمیں چند دنوں کی مہلت دے تاکہ مانڈو شہر میں آباد راجپوت اپنے بال بچوں کو ساتھ لے کر کسی دوسرے مناسب علاقے میں جا کر آباد ہونے کی کوشش کریں جب سارے راجپوت شہر سے نکل جائیں گے تو سلطان محترم بغیر کسی لڑائی اور جنگ کے ہم مانڈو شہر آپ کے حوالے کر دیں گے۔"

اس سلسلے کو مورخین اپنے الفاظ میں کچھ اس طرح لکھتے ہیں۔

میدنی رائے کی طرف سے خط پا کر رائے تھو نے مکر و فریب کا جال بچھایا اور قاصدوں کو سلطان مظفر کے پاس بھیج کر پیغام دیا۔

چونکہ مانڈو ایک عرصے سے راجپوتوں کے قبضہ میں ہے اس لیے ان کے بال بچے اس جگہ قیام پذیر ہیں اگر آپ ایک منزل ہٹ کر قیام کریں تو ہم اپنے بال بچوں کو نکال کر قلعہ خالی کر دیں گے اور آپ کے حوالے کر دیں گے اس کے بعد میں بذات خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور آپ کے اطاعت گزاروں کی صف میں شامل ہو جاؤں گا۔

ساتھ ہی مورخین یہ بھی لکھتے ہیں۔

سلطان مظفر اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ پیغام محض ایک چال ہے دشمن کمک کا انتظار کر رہا ہے اس لیے یہ سوچ کر کہ سلطان محمود خلجی کے اپنے بال بچے اہل و عیال اور رشتے دار بھی مانڈو شہر میں مقیم ہیں اور انہیں کسی رائے تھو نقصان نہ پہنچائے لہٰذا سلطان مظفر رائے تھو کی درخواست منظور کر لی اور تین کوس پیچھے ہٹ کر قیام پذیر ہوا سلطان اپنے طور پر خیال کیے ہوئے تھا کہ رائے تھو قلعے سے نکل کر اس کی خدمت میں ضرور حاضر ہوگا اس طرح بغیر کسی ہنگامے اور محاذ آرائی کے مقصد حاصل ہو جائے گا۔

اسی دوران سلطان مظفر کو عسکری لحاظ سے ایک تقویت اور طاقت بھی ملی وہ یہ کہ اسیر اور برہان پور کے علاقوں کا حاکم عادل خاں فاروقی ایک خاصا بڑا لشکر لے کر سلطان مظفر کی مدد کے لیے پہنچ گیا تھا اس کی آمد پر سلطان نے خوشی کا اظہار کیا اور اسے اس کے لشکر سمت اپنے لشکر میں شامل کر لیا تھا۔

رائے تھو کے کہنے پر سلطان مظفر تین کوس پیچھے ہٹ گیا تھا اس طرح بیس دن گزر گئے اور مورخین لکھتے ہیں کہ بیس دن گزرنے کے بعد رائے تھو کی طرف سے نہ کوئی جواب آیا اور نہ رائے تھو تو سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سلطان نے مانڈو شہر سے تین کوس کے فاصلے پر ایک روز دوپہر کے وقت اپنے سارے سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا تھا اس اجلاس میں اسیر اور برہان پور کا حاکم عادل خاں بھی شامل ہوا تھا۔

جب سارے سالار سلطان کے پاس جمع ہو گئے تب سلطان نے مانڈو شہر اور رائے تھو کے متعلق مشاورت شروع کی۔

اس موقع پر سلطان کے دائیں پہلو کی طرف قیصر خاں اور بائیں پہلو کی طرف بروہاں پور کا حاکم عادل خاں فاروقی بیٹھے ہوئے تھے سلطان نے جب نئی صورت حال سے متعلق مشاورت شروع کی تب قیصر خاں سلطان مظفر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سلطان محترم میں سمجھتا ہوں اس تجویز سے بہتر کوئی تجویز ہو ہی نہیں سکتی تین لشکروں کا مقابلہ کرنے کے بجائے ہمیں اپنے آپ کو دو لشکروں تک محدود رہنا چاہیے اور تیسرے کا خاتمہ کرنے کے لیے فی الفور مانڈو پر حملہ آور ہو کر رائے تھو کو زیر کیا جائے اور مانڈو شہر پر قبضہ کر لیا جائے اگر ایسا ہو جاتا ہے تو مانڈو سے ہمیں رسد کے علاوہ دوسری ضروریات زندگی بھی ملتی رہیں گی اور ہم بہتر انداز میں میدنی رائے اور رانا سانگا کے دو مختلف لشکروں کا مقابلہ کر

سے اس نے ایک بہت بڑا لشکر جمع کرنا شروع کر دیا ہے ساتھ ہی مخبر ہمیں یہ بھی بتا چکے ہیں کیونکہ رانا سانگا بھی ایک خاصا بڑا لشکر جس میں ہاتھی شامل ہوں گے انہیں لے کر اجین کے راستے سے مانڈو کا رخ کرے گا۔

اس طرح ہمیں دو بڑی طاقتوں اور قوتوں کو روکنے اور انہیں مار بھگانے کے لیے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑے گا اور اگر اس وقت تک ہم نے مانڈو شہر فتح نہ کیا تو پھر ہمارے لیے تین اطراف سے خطرات اٹھ کھڑے ہوں گے ایک میدنی رائے سے دوسرا رانا سانگا اور تیسرا خود رائے تھو اپنے لشکر کو لے کر شہر سے نکلے گا اور ہم پر حملہ آور ہوگا اس لیے کہ اس وقت بھی مانڈو شہر میں رائے تھو کے پاس ایک بہت بڑا لشکر ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک سلطان توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اپنے سارے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"جو کچھ قیصر خاں نے کہا ہے تم سب سن چکے ہو اب اپنی رائے کا اظہار کرو کیا قیصر خاں نے جو کچھ کہا ہے اس پر عمل کرنا چاہیے یا تم میں سے کوئی اس سے بھی بہتر تجویز بھی دے سکتا ہے۔"

قبل اس کے کوئی سالار بولتا برہان پور کا حاکم عادل خاں بڑے غور سے قیصر خاں کی طرف دیکھنے کے بعد سلطان مظفر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سلطان محترم میں سمجھتا ہوں اس تجویز سے بہتر کوئی تجویز ہو ہی نہیں سکتی تین لشکروں کا مقابلہ کرنے کے بجائے ہمیں اپنے آپ کو دو لشکروں تک محدود رہنا چاہیے اور تیسرے کا خاتمہ کرنے کے لیے فی الفور مانڈو پر حملہ آور ہو کر رائے تھو کو زیر کیا جائے اور مانڈو شہر پر قبضہ کر لیا جائے اگر ایسا ہو جاتا ہے تو مانڈو سے ہمیں رسد کے علاوہ دوسری ضروریات زندگی بھی ملتی رہیں گی اور ہم بہتر انداز میں میدنی رائے اور رانا سانگا کے دو مختلف لشکروں کا مقابلہ کر کے انہیں مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

سلطان مظفر نے اس سے اتفاق کیا تھا اور فیصلہ کیا گیا کہ اگلے روز سے مانڈو شہر پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کر دینی چاہیے اس فیصلہ کے بعد سلطان نے اجلاس ختم کر دیا تھا اور اگلے روز سلطان مظفر مانڈو شہر پر حملہ آور ہونے کی تیاری کرنے لگا تھا۔

سلطان مظفر اپنے لشکر کے ساتھ جب مانڈو شہر کے پاس آیا اور فصیل کا جائزہ لیا تو اس نے دیکھا ان گنت لشکری فصیل کے اوپر چڑھے ہوئے تھے سب مسلح تھے ان میں سے بہت سے اپنی پشت پر ترکش باندھے تھے اور ہاتھوں میں کمانیں اور تیر تھے اپنے سالاروں کے ساتھ کچھ دیر تک پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوتے ہوئے سلطان نے شہر کی فصیل کا جائزہ لیا اس موقعہ پر سارے سالار اس کے دائیں بائیں کھڑے تھے کچھ سوچتے ہوئے سلطان نے اپنے سالاروں کو مخاطب کیا۔

"میرے خیال میں تم لوگ بھی شہر پناہ کا غور سے جائزہ لے چکے ہو گے اس موقع پر تم کیا رائے دیتے ہو کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

کچھ دیر خاموشی رہی یہاں تک کہ قیصر خاں دھیمے سے لہجہ میں سلطان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سلطان محترم اگر اجازت ہو تو میں کچھ کہوں۔"

قیصر خاں کے ان الفاظ پر سلطان مظفر چونکا تھا قیصر خاں کی طرف بڑھا گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"قیصر خان تم میرے لشکر کے اول درجے کے سالار ہی نہیں میرے بیٹے بھی ہو یہ الفاظ جو تم نے ادا کیے ہیں یہ تو اجنبی کرتے ہیں تمہاری میرے ہاں کیا حیثیت ہے شاید یہ تم بھی نہیں جانتے بچے جو کچھ تم نے کہنا ہوتا ہے بلا توقف میرے سامنے کہہ سکتے ہو بولو کیا کہنا چاہتے ہو۔"

سلطان کے ان الفاظ سے قیصر خاں کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

چہرے پر تبسم نمودار ہوا تھا پھر کہنے لگا۔

"سلطان محترم میرے پاس ایک تجویز ہے وہ قابل عمل ہے اگر آپ اسے پسند کریں میرا اپنا اندازہ ہے کہ شہر کو ہم بہت جلد فتح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور شہر کو جلد فتح کرنا بھی ضروری ہے اس لیے کہ ایک طرف سے رانا سانگا لشکر لیے امڈ رہا ہے اور دوسری طرف سے میدنی رائے ایک بہت بڑا لشکر جمع کرنے کے بعد ہم پر حملہ آور ہونے کے درپے ہے میں چاہتا ہوں مانڈو شہر فتح کرنے کے لیے ہمیں چار پانچ روز سے زیادہ نہیں لینے چاہیے اس وقت جو تجویز سلطان محترم میرے ذہن میں ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ ابھی سے شہر پر حملے شروع کر دیے اور لگاتار چار روز تک حملوں کا یہ سلسلہ جاری رکھا جائے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے ایک حصہ شہر پر دن کے وقت دوسرا رات کے وقت حملہ آور ہوتا ہے اس طرح رائے نتھو کے اس لشکر کو جو مانڈو شہر کے اندر محصور ہے تھکا دیا جائے لگاتار چار دن تک جنگ میں الجھنے کے بعد ایک دم آپ پیچھے ہٹ جائیں گے رائے نتھو اور اس کے سالار اور شہر کے لوگ یہ خیال کریں گے کہ شہر پر حملہ آور ہوتے ہوتے ہم تھک چکے ہیں اور ناکام رہنے کی وجہ سے چلے گئے ہیں۔

سلطان محترم یہ لوگ لگاتار چار دن تک جنگ میں مصروف رہنے کی وجہ سے تھکے ہارے ہوں گے آرام کرنے کے لیے غفلت میں چلے جائیں گے ان کی اس غفلت سے فائدہ اٹھانے کے لیے پلٹیں گے ایسے زوردار حملے کریں گے کہ رسیوں کی لڑھیوں سے فصیل پر چڑھنے کے بعد اندر اترے گے شہر پناہ کا کوئی سا دروازی کھولیں گے پھر میں دیکھتا ہوں رائے نتھو کا کون سا لشکر ہمیں شہر میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔"

سلطان مظفر کے علاوہ وہاں کھڑے سارے سالاروں نے قیصر خاں کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا سلطان نے بھی توصیفی انداز میں قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے اس تجویز پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ پہلے پڑاؤ قائم کیا گیا لشکر کی تقسیم کے کام کو آخری شکل دی گئی اس کے بعد شہر پر حملے شروع کر دیے گئے تھے بار بار سلطان مظفر کے لشکری شہر پناہ کے مختلف سمتوں سے حملہ آور ہوتے ڈالوں کی اوٹ میں شہر پناہ پر رسیوں کی سیڑھیاں پھینکی جاتی رہی اور پیچھے ہٹ جاتا رہا اس طرح سلطان مظفر نے یہ کھیل لگاتار چار دن تک رائے نتھو کے لشکر اور مانڈو شہر کے لوگوں کے ساتھ کھیلا سلطان چونکہ ان چار دنوں میں شہر میں داخل ہی نہیں ہونا چاہتا تھا صرف وہ راجپوتوں کو تھکا مارنا چاہتا تھا اس لیے کہ اس حالت میں اگر سلطان اپنے لشکر کو فصیل پر چڑھنا کا حکم دیتا تو اس کے لشکر کا خاصا نقصان ہوتا لہٰذا چار دن اپنے لشکر کو بچاتے ہوئے رائے نتھو کے لشکر کو جنگ میں خوب مصروف رکھا گیا اور پھر سلطان اپنے لشکر کو لے کر پیچھے ہٹ گیا۔

رائے نتھو اور اس کے راجپوت لشکری وہی سمجھے جس کا اندازہ قیصر خاں نے بتایا تھا وہ یہ جانے کہ سلطان چار دن شہر کی فصیل سے سر ٹکراتا رہا ہے اس نے اندازہ لگا لیا ہے کہ شہر فتح نہیں ہو سکتا لہٰذا وہ واپس چل دیا ہے۔

یہ اثر لینے کے بعد مانڈو شہر میں جو راجپوتوں کا لشکر تھا غافل ہو گیا آرام کرنے کے لیے انہوں نے ہتھیار کھول دیے تھے جو کچھ انہوں نے کیا تھا یہی سلطان مظفر بھی چاہتا تھا چنانچہ سلطان اپنے لشکر کے ساتھ پلٹا اور شہر پر وہ بے کراں خلاؤں کی وسعتوں میں خواہشوں کی سرپریدہ لاشیں بھڑکنے زیست کے المیوں کی جلتی آگ اور کرب ناک سناٹوں میں تعبیر سپنے پھیلاتے دم بخود کر دینے والے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

قبل اس کے غافل پڑے ہوئے راجپوت سمجھ اس وقت تک قیصر خاں اور دوسرے سالار اور ان لشکری رسیوں کی سڑھیوں کے ذریعے فصیل پر چڑھ گئے تھے اس کے بعد شہر پناہ کا ایک دروازہ کھول گیا تھا جس کی وجہ سے سلطان اپنے پورے لشکر

ساتھ شہر میں داخل ہو گیا تھا۔

شہر کے اندر رائے نتھو کے پاس ایک بہت بڑا لشکر تھا چنانچہ جب اس کے لشکر کو خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا سلطان شہر میں داخل ہو گیا ہے تب وہ جلدی جلدی تیار ہوئے اور پھر جوابی کرروائی کرتے ہوئے وہ تخریب کاری اور ویرانیاں پھیلاتی شوریدہ سر گرداں ظلمتوں ہر گام پر دوزخ نما درندگی کا مظاہرہ کرتے بھوکے خونخوار بھیڑیوں جیون کی شاہ رگ میں موت کو ترازو کر دینے والے وقت کے بھڑکتے آتشیں دھاروں کی طرح ٹوٹ پڑنے تھے۔

جوابی کاروائی کرتے ہوئے سلطان مظفر اور اس کے سالار بھی خواہشوں کی بستاں اجاڑتے حشر برپا کر دینے والے جذباتی ہیجان کڑوی کسیلی رتیں کھڑی کرتی فطرت کی پراسرار قوتوں موت کی وادیوں کی طرف دھکیل دینے والے تشنگی کے ابلتے سمندر اور فرقتوں کی سیاہ آندھیوں میں صف در صف نا مہرباں بخت کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

یوں مانڈو شہر کے اندر گھمسان کا رن پڑا تھا بڑے بڑے لشکریوں اور سورماؤں کو لوہے کی لگام میں چڑھنے لگی تھی گریباں چاک ہونے لگے تھے دل کے پیمانوں میں قرنوں کا قہر قیامت کا شور بھرنے لگا تھا آنکھوں کے دو آبوں میں امیدوں کی راکھ دکھ کے استعارے رنگ جمانے لگے تھے جسموں کے خدوخال پر اسرار کرایوں اور واہموں کی صورت اختیار کرنے لگے تھے۔

کچھ دیر تک ہولناک ٹکراؤ ہوا جس کے نتیجے میں سلطان مظفر کے سالاروں اور لشکریوں کے سامنے رائے نتھو کے سالاروں اور لشکریوں کی حالت زردہ چہروں لاغر جسموں افسردہ دلوں پرنم آنکھوں یوسی کے اندھیروں میں ہونا شروع ہو گئی تھی یہاں تک کہ وہ جنگ سے جی چرانے لگے تھے ان پر یہ کیفیت طاری ہوئی تو سلطان کے لشکریوں نے چاروں طرف سے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا اس طرح سلطان مظفر نے مانڈو شہر میں شاندار کامیابی حاصل کی اور شہر پر اس کا قبضہ ہو گیا تھا۔

اس جنگ اور مانڈو شہر کی فتح کے متعلق مورخین کچھ اس طرح رقم طراز ہوتے ہیں کہتے ہیں۔

سلطان مظفر نے لشکر کے سالاروں کو مناسب اور موزوں مقامات پر متعین کیا اور قلعہ پر حملہ کر دیا سلطانی لشکر نے بہادری کا ایسا مظاہرہ کیا کہ اہل قلعہ کو پورے چار دن تک چین سے نہ بیٹھنے دیا اور قلعہ پر لگاتار حملے ہوتے رہے پانچویں رات کو سلطان مظفر نے اپنے لشکر کو روک لیا راجپوت یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں نے حملہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا ہے بالکل غافل ہو گئے اور انہوں نے دشمن کی حرکات سکنات پر نظر نہ رکھی۔

مسلمانوں نے ان کی اس غفلت سے فائدہ اٹھایا جب رات پھر گزر گئی تو مسلمانوں کے ایک جماعت قلعہ کے نیچے پہنچی اہل قلعہ اس وقت سو رہے تھے مسلمان سیڑھیاں لگا کر قلعہ کے اوپر چڑھ گئے۔

مسلمانوں نے قلعہ کے دروازے کے نگہبانوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا اور دروازہ کھول دیا دروازہ کھلتے ہی بیشمار مسلمان لشکری قلعہ کے اندر داخل ہو گئے راجپوت امراء کو اس وقت ہوش آیا جب پانی سر سے اونچا ہو چکا تھا آخر ان لوگوں نے مجبور ہو کر اپنی قدیم رسم کی پابندی کی یعنی بیوی بچوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اعلیٰ اور قیمتی چیزوں کو جلا کر مسلمانوں سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے یہ جنگ چودہ صفر ہجری 924ء کو ہوئی اور سلطان مظفر نے صبح ہی صبح بقول مورخین 9000ء ہزار راجپوتوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور ان کے اکثر بیوی بچوں کو گرفتار کر لیا۔

چند روز تک سلطان مظفر شہر کے نظم و نسق میں مصروف تھا اس دوران اس کا اپنے مخبروں اور طلایہ گردوں برابر رابطہ تھا جو سلطان کو میدنی رائے اور رانا سانگا کے لشکریوں کی نقل و حرکت کے متعلق آگاہ کر رہے تھے۔

سلطان مظفر نے جب مانڈو کا نظم و نسق درست

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کر دیا تب ایک روز مانڈو کا سابق سلطان محمود خلجی سلطان مظفر کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان سے یہ جاننا چاہے کہ اب اس کے لیے کیا حکم ہے۔

اس موقع پر سلطان مظفر نے بڑے فراغ دلی کا مظاہرہ کیا اور جس طرح سلطان محمود خلجی پہلے مالوہ کا حکمران تھا سلطان مظفر نے اسی طرح اسے مالوہ کی حکومت سپرد کی اس موقع پر گجرات کے سلطان مظفر اور محمود خلجی کے درمیان جو گفتگو ہوئی اسے مورخین اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

جب سلطان مظفر راجپوتوں کے قتل سے فارغ ہوا تو سلطان محمود خلجی نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر مبارک باد دی اور پوچھا۔

"میرے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے۔"

اس موقع پر سلطان مظفر نے ایسے اخلاق اور مروت کا اظہار کیا جس کی مثال بادشاہوں میں بہت کم ملتی ہے اس نے سلطان محمود خلجی کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں نے جو محنت مشقت کی اس سے میری غرض صرف یہ تھی کہ تمہیں تخت حکومت پر بٹھاؤں خدا کا شکر ہے میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوا خدا تم کو مالوہ کی ولایت مبارک کرے۔"

چنانچہ مانڈو کا نظم و نسق سلطان مظفر نے محمود خلجی کے سپرد کر دیا جب کہ اپنے لشکر کے ساتھ خود اس نے مانڈو شہر سے باہر پڑاؤ کر لیا تھا ایسا اس نے اس لیے کیا تھا کہ مانڈو کے علاوہ مالوہ کے دوسرے شہروں پر میدنی رائے اور رانا سانگا کی طرف سے خطرات منڈلا رہے تھے۔

☆☆

سلطان مظفر ایک روز مانڈو شہر کے نواح میں اپنے لشکریوں کی احوال پرسی کر رہا تھا اس موقع پر سارے سالار اس کے ساتھ تھے کہ پڑاؤ میں اس کے کچھ مخبر داخل ہوئے ان کی آمد پر انہیں اسی وقت سلطان کے سامنے پیش کیا گیا جس وقت سلطان اپنے پڑاؤ کے اندر گھوم پھر کر لشکریوں کے احوال کا جائزہ لے رہا تھا چنانچہ وہ مخبر جب سلطان کے سامنے گئے تب سلطان نے غور سے ان کا جائزہ لیا پھر پوچھا۔

"جو خبریں تم لاؤ ہو کہو تا کہ ان کے مطابق عمل کیا جائے۔" اس پر ان میں سے ایک بولا اور کہنے لگا۔

"سلطان محترم یوں جانئے ہم سب مل کر دو اطراف کی خبریں لے کر آئے ہیں رانا سانگا اپنے بہت بڑے لشکر کے ساتھ اجین کے راستے بڑی تیزی اور برق رفتاری سے ان علاقوں کی طرف آیا تھا لہٰذا میرا اندازہ ہے کہ چند روز تک اجین میں اپنے لشکر کے ساتھ ستانے کا موقع فراہم کرے گا اس کے بعد اپنے کسی ردے عمل کا اظہار کرے گا ابھی تک اسے یہ خبر نہیں ملی کہ مانڈو شہر آپ کے ہاتھوں ہو چکا ہے اور یہ مالوہ کا حکمران اب میدنی رائے اس کا بیٹا رائے تھو نہیں بلکہ سلطان محمود خلجی ہے۔

سلطان محترم یہ دو خبریں رانا سانگا کے متعلق ہیں دوسری طرف میدنی رائے نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا ہے چندیری کا کرون راسین بھیلسا سارنگ پور کے ان گنت اور بشمار سورما اور جنگجو راجپوت اس کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں اور اب تک یہ خبر بھی پہنچ چکی ہے کہ سلطان مظفر کے ہاتھوں مانڈو شہر فتح ہو چکا ہے اور شہر کے اندر ہزاروں راجپوتوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے اب میدنی رائے انتقامی صورت اختیار کر چکا ہے جس بنا پر وہ بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ مانڈو رخ کیے ہوئے ہے تاہم رانا سانگا اجین تک پہنچ کے بعد رک چکا ہے اور اسے مانڈو شہر کی فتح ابھی نہیں پہنچی۔"

سلطان کچھ دیر تک سوچتا رہا اس دوران نے شاید کچھ فیصلہ کیا پھر برہان پور کے حاکم عا خاں فاروقی اور قیصر خاں دونوں کی طرف باری دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں تم دونوں کے ذمے ایک انتہائی اہ

لگانے لگا ہوں۔ رانا سانگا نے اگر اب تک اجین میں قیام کر رکھا ہے تو وہ اتنی جلدی مانڈو کا رخ نہیں کر سکے گا لہٰذا میدنی رائے اس سے پہلے پہنچے گا اس وقت مالوہ میں صرف ہماری قوت ہے جو ان دونوں کا مقابلہ کر سکتی ہے ورنہ سلطان محمود خلجی تو ابھی مالوہ کا نظم و نسق سنبھالے گا کوئی لشکر تیار کرے گا اور اس کی تربیت کا کام سرانجام دے گا اس کے ادھر ادھر بکھرے ہوئے لشکری بھی اس میں آن ملیں گے تب کہیں جا کر وہ مالوہ کے دفاع کے قابل ہو سکے گا لیکن اس وقت ہم نے اس کی مخالف قوتوں سے نمٹنا ہے۔"

"قیصر خاں میں چاہتا ہوں کہ میدنی رائے کی یلغار کو تم خود روکو تمہارے ساتھ اعتماد خاں صفدر خاں اور نصرت خاں ہوں گے جس وقت تم سرحدوں پر کام کر رہے تھے جو لشکر اس وقت تمہارے اور صفدر خاں سرگردگی میں تھا اس لشکر کو تم لوگوں نے بڑی خوب تربیت دے رکھی ہے لہٰذا وہ لشکر لے کر تم میدنی رائے کا مقابلہ کرو لشکر کے سالار اعلیٰ تم ہی ہو گے تمہارا نائب اعتماد خاں ہو گا صفدر خاں اور نصرت خاں دونوں تمہارے ماتحت کام کریں گے اور مجھے امید ہے کہ تم میدنی رائے کی یلغار کو روکنے میں ضرور کامیاب ہو گے۔"

قیصر خاں نے اس سے اتفاق کیا تھا اس کے ان کہنے پر سلطان مظفر نے خوشی کا اظہار کیا پھر وہ برہان پور کے حاکم عادل خان فاروقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"عادل خاں فاروقی تمہاری ہمت جواں مردی بھی قابل تعریف ہے تمہیں میں اپنے ساتھ رکھوں گا آج نہیں تو کل اپنے لشکر کے ساتھ ہم رانا سانگا کی طرف بڑھیں گے تمہاری حیثیت میرے ہراول دستوں کی سی ہو گی تمہارے تحت ایک خاصا بڑا لشکر ہو گا اگر رانا سانگا ادھر پیش قدمی کرتا ہے تو پہلے تم اس سے ٹکراؤ گے اس کے بعد میں بھی باقی لشکر کے ساتھ پہنچوں گا اور رانا سانگا سے نمٹ لیں گے لیکن جہاں تک قیصر خاں کا تعلق ہے تو یہ آج ہی یہاں سے کوچ کرے گا تا کہ میدنی رائے کی سرگردگی میں جو طوفان اٹھ رہا ہے اسے مانڈو سے دور ہی روک کر اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔"

سلطان مظفر کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا تھا چنانچہ اسی روز قیصر خاں اپنے لشکر کو لے کر میدنی رائے کی طرف کوچ کر گیا تھا اسی روز سلطان مظفر نے اجین کی طرف پیش قدمی کرنا شروع کی تھی۔

میدنی رائے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مقدر کے رقص میں پوری وارفتگی سے بھڑکتی آگ، جاں کے معبد میں گونجتے شعلہ فشاں مرگ کے طوفانوں کی طرح مانڈو شہر کی طرف پیشقدمی کر رہا تھا وہ وقت ضائع کیے بغیر مانڈو پہنچ کر حالات کو اپنے حق میں کرنا چاہتا تھا اتنی دیر تک سامنے کی طرف سے قیصر خاں اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا اور میدنی رائے اور اس کے لشکر کی راہ روک کھڑا ہوا میدنی رائے چونکہ بڑی تیزی سے مانڈو کا رخ کیے ہوئے تھے لہٰذا قیصر خاں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اس پر حملہ آور ہونے میں دیر نہیں لگائے گا لہٰذا اس نے راستے ہی میں اس وقت اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا تھا جس وقت وہ مخبروں نے میدنی رائے کی پیش قدمی کی اسے اطلاع کر دی تھی۔

آدھا حصہ اپنے اور اعتماد خاں کے پاس رکھا دوسرے آدھے کو اس نے صفدر خاں اور نصرت خاں کی سرکردگی میں دے دیا تھا اور جوں ہی وہ میدنی رائے کے سامنے آئے میدنی رائے جو اس وقت انتہائی غصے اور برافروختگی کے عالم میں تھا آؤ نہ دیکھا نہ تاؤ اور وہ قیصر خاں کے لشکر پر وقت کے لامحدود سمندر میں نظروں میں زمانے بھر کی لاچارگیاں بھرتی تیز خنجروں کی باڑھ کرب رائیاں حشر انگیزیاں رسوائیوں کے میلے آنچل لہراتے موت کے شکنجے کستے عذابوں کی نئی سوغاتوں اور غموں کی نئی آزمائشوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

میدنی رائے کے اس جاں لیوا حملے کے سامنے قیصر خاں نے شعاعوں کے تبسم اجالوں کے سرور استقامت کے وقار شجاعت کے شرف قہرمانی کے قلزموں اور بھڑکتے آتش کدوں کی سی کیفیت کا مظاہرہ کیا تھا' اس نے میدنی رائے کے حملہ کو روکا اس کے بعد وہ اپنے ساتھی سالاروں اور لشکر کے ساتھ آرزوؤں کی شکستہ کامی اور بے بسی کو اڑا دینے والے طوفانوں' کہر آلود فضاؤں میں سکرد خود فراموشی اور زوال وفنا طاری کرتے موت ومرگ کے مناظر اور پیاس اور خوف کو دشمنوں کا اثاث البیت مناتے مشیت کے جزا وسزا کے عناصر کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا ساتھ ہی ساتھ قیصر خاں رعد سے مشابہہ آتش فشاں کے پھٹنے سے ملتی جلتی تکبیریں اس انداز میں بلند کرتا جارہا تھا جیسے وہ میدان جنگ میں نغمہ عبودیت الاپ رہا ہو۔

اس طرح دونوں لشکریوں سے میدان جنگ بھڑک اٹھا تھا ہر کوئی دوسرے کو اپنی جراتمندی کا غلام اپنی شجاعت کا اسیر اپنے ذوق ومیلان کا حدف اپنی ہنرمندی کا شکار کرنے کے درپے ہوگیا تھا میدان جنگ کے اندر جگر آشوبی جنونی وخفقانی کیفیت رنج والم کے اڑتے ہیولوں اور آگ اگلتی آتش فشاں کا ایک رقص سا شروع ہوگیا تھا۔

کچھ دیر تک دونوں لشکر جنگ کا مقابلہ کرتے رہے ہولناک کیفیت طاری رہی یہاں تک کہ میدنی رائے کے لشکر کے اندر بددلی کے آثار نمودار ہونا شروع ہوئے اور تھوڑی دیر بعد قیصر خاں نے اپنے سالاروں کے ساتھ مل کر میدنی رائے کے لشکر کی اگلی صفوں کا صفایا کر دیا تب میدنی رائے کے لشکریوں کی پچھلی صفیں بھی متاثر ہونا شروع ہوئیں اور لشکر کے اندر بدنظمی کے علاوہ افراتفری پھیلنا شروع ہوگئی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد میدنی رائے نے شکست قبول کی اور بھاگ کھڑا ہوا قیصر خاں نے کچھ دور تک بڑے خوفناک انداز میں میدنی رائے کا تعاقب کر کے اس کے لشکر کی تعداد مزید کم کی پھر وہ اس جگہ آیا جہاں جنگ ہوئی تھی میدنی رائے اپنے ساتھ سامان کے ڈھیر کے ڈھیر لے رہا تھا سارے سامان پر قیصر خاں نے قبضہ کرلیا احتیاط کے طور پر چند دستوں کو لشکر کے اردگرد احتیاطاً پھیلا دیا گیا تاکہ کوئی اور قوت حملہ آور ہو کوئی نقصان نہ پہنچائے اور باقی لشکر کو اس آرام کرنے کے ساتھ ساتھ زخمیوں کی دیکھ بھال کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا۔

سارے زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کے بعد قیصر خاں اعتماد خاں صفدر خاں اور نصرت خاں چاروں ایک جگہ جمع ہوئے پھر گفتگو کا آغاز قیصر خاں نے کیا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جس وقت ہم نے میدنی رائے کی طرف کوچ کیا تھا اس وقت سلطان کا ارادہ یہ تھا کہ میدنی رائے کا مقابلہ کریں گے اور خود سلطان برہان پور کے حاکم عادل خاں فاروقی رانا سانگا رخ کریں گے۔

میرا اپنا خیال ہے کہ ابھی تک سلطان سانگا کے نزدیک نہیں گئے ہوں گے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ آج بلکہ اس وقت کچھ قاصدوں کو اجین طرف روانہ کیا جائے وہ صورت حال سے آگاہ کریں کہ کہاں کس مقام پر رانا سانگا نے وقت پڑاؤ کئے ہوئے ہے میں چاہتا ہوں وقت سلطان اور عادل خاں فاروقی رانا سانگا ٹکرائیں تو ہم بھی وہاں پہنچے اور اچانک رانا کے لشکر کی پشت یا اس کے لشکر کے ایک پہلو پر آور ہو کر رانا سانگا کے خلاف اپنی کامیابی اور مندی کو یقینی بنائیں۔''

صفدر خاں کے علاوہ اعتماد خاں اور نصرت خاں نے بھی اس سے اتفاق کیا تھا لہٰذا تھوڑی بعد دو مخبروں کو سارے احوال جاننے کے لیے تیزی اور برق رفتاری سے اجین کی طرف روانہ دیا تھا جب کہ اس کے اگلے روز صبح ہی صبح قیصر نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا تھا اس کے کوچ اور پیشقدمی کی رفتار بڑی سست تھی اس لیے کہ اس کے پاس وہ ان گنت بار برداری کے جانور تھے جن پر وہ سامان لدا ہوا تھا جو میدنی رائے اپنے ساتھ لے کر مانڈو کا رخ کیے ہوئے تھا۔

دوسری طرف رانا سانگا اور میدنی رائے کے درمیان چونکہ پورا رابطہ اور ایک دوسرے کے ساتھ پیغام رسانی کا سلسلہ تھا لہٰذا قیصر خاں کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد میدنی رائے نے اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ ایک کاوا کاٹا اور پھر اپنے ساتھیوں کو لے کر وہ بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ اجین کے نواح میں رانا سانگا کی طرف بڑھا تھا۔

دوسری طرف رانا سانگا اپنی طرف سے یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ سلطان مظفر اس کے لشکر نے ابھی تک مانڈو ہی کا محاصرہ کر رکھا ہوگا اور جب سے یہ خبریں پہنچی کہ ایک طرف میدنی رائے اور دوسری طرف سے رانا سانگا اس کی طرف بڑھ رہے ہیں تو وہ نہ صرف یہ کہ مانڈو کا محاصرہ ترک کر دے گا بلکہ اپنی اور اپنے لشکر کی جانیں بچانے کی خاطر اپنی مرکزی شہر کی طرف چلا جائے گا۔

☆☆

رانا سانگا ایک روز جب معمول اپنی بیٹی کوشلیا کے ساتھ بیٹھا سلطان مظفر کے ساتھ جنگ کے متعلق گفتگو کر رہا تھا کہ اس نے کچھ سوچتے ہوئے کوشلیا کو مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

''بیٹی تمہارا کیا خیال ہے کہ اب حالات ہمارے حق میں کیا پلٹا نہیں کھائیں گے کل ہم یہاں سے اپنے لشکر کے ساتھ مانڈو کی طرف کوچ کریں گے اتنی دیر تک میدنی رائے بھی وہاں پہنچ جائے گا اور پھر کیا سلطان مظفر بیک وقت تین قوتوں کا مقابلہ کر سکے گا ایک ہماری دوسری میدنی رائے کی تیسری قوت میدنی رائے کے بیٹے رائے نتھو کے مانڈو شہر میں محصور ہے۔''

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب اپنے خوب صورت ہونٹوں پر کوشلیا نے زبان پھیری پھر کچھ دیر گہری سنجیدگی اس کے چہرے پر چھائی رہی یہاں تک کہ وہ کہنے لگی۔

''پتاجی! اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتی اس لیے کہ مسلمانوں کے سالار قیصر خاں نے جنگ کے متعلق میرے سارے اندازے میرے سارے پیمانے ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیے ہیں اس کی وجہ سے میں نے اب پرجوش انداز میں جنگوں میں حصہ لینا بھی بند کر دیا ہے وہ اس لیے کہ اب میرے دل اور میرے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ جو لشکر بھی اس سے ٹکرائے گا اسے شکست کا ہی سامنا کرنا پڑے گا لہٰذا جب تک سلطان مظفر کا سالار قیصر خاں اس کے لشکر میں ہے وہ سلطان مظفر کے لیے ناممکن کو ممکن بناتا رہے گا لہٰذا اس جنگ کے متعلق پہلے سے کوئی فیصلہ نہیں دیا جاسکتا میں سمجھتی ہوں۔''

یہاں تک کہتے کہتے پھر راجکماری کوشلیا کو رک جانا پڑا تھا اس لیے رانا سانگا کا جو چوبدار دروازے پر آیا اور ایک مخبر کے آنے کی اطلاع دی ساتھ ہی رانا سانگا نے جب اجازت دی تب مخبر کو چوبدار نے رانا سانگا کے سامنے لا کھڑا کیا تھا قبل اس کے کہ رانا سانگا گفتگو کا آغاز کر کے اس سے کچھ پوچھتا وہ خود ہی بول پڑا اور کہنے لگا۔

''رانا میں دو سمتوں سے خبریں لے کر آیا ہوں میں سمجھتا ہوں دونوں خبریں ہمارے حق میں کوئی اچھی نہیں ہیں۔''

رانا سانگا پھر بیچ میں کچھ پوچھنا چاہتا تھا کہ دم لیے بغیر آنے والا قاصد کہتے چلا گیا۔

''رانا پہلی خبر یہ ہے کہ سلطان مظفر نے مانڈو شہر فتح کرلیا ہے اور جہاں تک مجھے خبریں ملی ہیں ان کے مطابق مانڈو شہر کے اندر سلطان مظفر نے انیس ہزار راجپوتوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے میدنی رائے کے بیٹے رائے نتھو کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کدھر گیا ہے کہاں چلا گیا ہے۔''

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

یہ سن کر رانا سانگا کا چہرہ غصے میں سرخ ہوگیا تھا اس لیے کہ انیس ہزار راجپوتوں کی موت کا سن کر اس کے اپنے خون کے اندر ایک کھولن سی پیدا ہوگئی تھی یہاں تک کہ اس کی چپ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آنے والا وہ مخبر پھر بولا اور کہنے لگا۔

"رانا! دوسری خبر یہ ہے کہ میدنی رائے کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے مسلمانوں کے لشکر کے سامنے سے وہ بھاگ نکلا ہے اور ابھی تھوڑی دیر تک وہ اپنے بچے کھچے لشکریوں کے ساتھ آپ کے پڑاؤ میں داخل ہو جائے گا یوں جانئے میدنی رائے کی آگے ہی آگے ہم یہ خبریں دینے کے لیے آپ کی طرف آیا ہوں۔"

وہ مخبر یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اسی وقت میدنی رائے بھی رانا سانگا کے خیمے میں داخل ہوا تھا لہٰذا رانا سانگا نے اس مخبر کو جانے کی اجازت دے دی تھی اپنی جگہ سے اٹھ کر میدنی رائے سے بڑے پرجوش انداز میں ملا میدنی رائے نے پہلے راجکماری کوشلیا کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر رانا سانگا کے قریب ہی خالی نشست پر بیٹھ گیا تھا۔

رانا سانگا کچھ دیر تک غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی حالت کا اندازہ لگاتا رہا پھر کہنے لگا۔

"پہلے کچھ مخبر انکشاف کر چکے کہ سلطان مظفر نے مانڈو شہر پر قبضہ کرلیا ہے کہ تمہارے لشکر کو بھی شکست ہوئی اور بچے کھچے لشکر کو لے کر تم میری طرف آئے ہو کیا یہ دونوں خبریں درست ہیں۔"

رانا سانگا کے ان الفاظ کے جواب میں میدنی رائے کا چہرہ اداسی اور افسردگی میں لٹک گیا تھا دکھ بھری آواز میں کہنے لگا۔

"رانا ان حالات کی کوئی سمجھ نہیں آئی میں ایک بہت بڑا لشکر لے کر مانڈو کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا کہ مانڈو سے چند قدم دور سلطان مظفر کے ایک لشکر نے میری راہ روکی میں بڑا مطمئن تھا بلکہ یوں کہوں کہ میں خوش تھا اس لیے کہ جس لشکر نے میری راہ روکی تھی۔

تعداد کے لحاظ سے راہ روکنے والا لشکر میں لشکر سے آدھے سے بھی کم تھا اس بنا پر میں نے نہ تاخیر سے کام لیا نہ توقف کیا فی الفور اپنے لشکر کو درست اور ان پر حملہ آور ہوا لیکن جنگ شروع ہونے سے پہلے جو میں نے اپنے ذہن میں خوش فہماں پالی تھیں ساری راکھ ہوگئیں میرا اندازہ تھا کہ راہ روکنے والا لشکر جو تعداد سے میرے لشکر سے بہت کم ہے چند گھنٹے بھی میرے سامنے ٹھہر نہیں سکے گا لیکن حیرت کی بات کہ وہ لشکر اور ان کے سالار ایسے حیرت انگیز اور خونخوار انداز میں میرے لشکر پر حملہ آور ہوا کہ لمحوں کے اندر اس نے میرے لشکر کی اگلی صفوں کو بساط کی طرح زمین پر گرا دیا اس کے بعد اس نے میرے لشکر پر دائیں بائیں وسطی حصے میں کچھ ایسے تواتر و تسلسل کے ساتھ حملے کیے کہ میرے لشکر کے بڑے بڑے سورما بھی اس کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور اس نے اپنے سامنے آنے والے ہر لشکری ہر سالار کو دھو کر رکھ دیا میں نے جب اندازہ لگایا کہ حملہ آور تو بڑی تیزی سے میرے لشکر کی تعداد کم کرتا جا رہا ہے لہٰذا میں نے بہتری اسی میں سمجھی کہ بچے کھچے لشکر کو پسپائی اختیار کروں اور اسے لے کر آپ کے پاس پہنچوں لہٰذا میں نے آپ کا رخ کیا راستے میں مجھے خبر ملی تھی کہ میرے بیٹے رائے نتھو کو شکست ہو چکی ہے اور اس کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہے اور مانڈو شہر کے اندر لگ بھگ انیس ہزار راجپوتوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے رانا اسے راجپوتوں کا مانڈو شہر کے اندر قتل عام ہم راجپوتوں کے لیے بڑی شرمندگی عار اور بدنامی کا معاملہ ہے اور اس کا انتقام گجرات کے سلطان مظفر سے ضرور لیا جانا چاہیے۔"

میدنی رائے جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک رانا سانگا گہری سوچوں میں ڈوبا رہا پھر کچھ فیصلہ کرتے ہوئے اس نے میدنی رائے کو مخاطب کیا کہنے لگا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو سلطان مظفر کے جس لشکر نے تمہاری راہ روکی اور تمہیں شکست سے دوچار کیا اس کی کمان داری کون کر رہا تھا۔"

میدنی رائے بڑی بے بسی اور لاچارگی میں کہنے لگا۔

"جنگ شروع ہونے سے پہلے مجھے خبر نہ تھی کہ اس لشکر کی کمان داری کس کے پاس ہے جب میرے لشکر کا بے پناہ نقصان ہوا تب وہ سالار جو میرے لشکر کے وسطی حصے میں میرے ساتھ رہتے ہوئے اپنے لشکریوں کو ابھار رہے تھے انہوں نے مجھ پر انکشاف کیا کہ مسلمانوں کے لشکر کی کمان داری سلطان مظفر کا سالار قیصر خاں کر رہا تھا۔"

قیصر خاں کا نام سن کر رانا سانگا جھلا اٹھا تھا کچھ بیزاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ نام مسلسل ہماری بدنامی اور ہماری شکست اور ہماری ذلت کا باعث بن رہا ہے یہ سالار کہیں بھی شکست قبول نہیں کرتا اور کہیں بھی اپنے مقابل کو وہ شکست دینے سے چوکتا نہیں ہے جنگ کے دوران جان کی بازی لگا دیتا ہے اور اپنی فتح کو یقینی بنا جاتا ہے جب تک اس کا خاتمہ نہیں کیا جاتا یا اسے زندہ گرفتار کر کے ہم اپنے پاس نہیں لاتے اس وقت تک جنگ کا پانسہ ہمارے حق میں نہیں پلٹے گا۔"

میدنی رائے چونکا اور کہنے لگا۔

"اسے زندہ گرفتار کرنے سے کیا حاصل ایسے سالار کا تو خاتمہ کر دینا چاہیے۔"

رانا سانگا کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا اور کہنے لگا۔ "تم نے اپنی سوچوں کے مطابق درست ہی کہا ہے لیکن میری سوچیں سلطان مظفر کے اس سالار کے معاملے میں بالکل منفی یا تخریب کاری پر منحصر نہیں ہے دیکھو وہ ایک گوہر موتی ہے اور موتی کتنے بھی پتھروں کے اندر پڑا ہو اپنا رنگ ضرور دکھاتا ہے اور اپنا آپ ضرور ظاہر کرتا ہے اسی طرح سالار کتنے بھی کھڑے ہوں ان کے اندر جو نایاب بے مثال اور عجیب و غریب طلسماتی جرات مندی رکھنے والا سالار نمایاں ہو کر نظر آتا ہے ایسے ہی سلطان مظفر کا یہ سالار

اولاد کی تربیت

کسی نے سعدی شیرازی سے پوچھا۔ "اولاد کی تربیت کیسے کرنی چاہیے۔"

آپ نے جواب میں فرمایا۔

۱۔ اولاد کی سب سے بڑی تربیت یہ ہے کہ اس کا اخلاق اچھا ہو۔

۲۔ بچہ جونہی بولنا شروع کردے۔ دھیان رکھو کہ گالی اور بری بات منہ سے نہ نکالے۔

۳۔ دس برس کی عمر ہو تو ہر ایرے غیرے کی صحبت سے قطعی پرہیز کرائیں۔

۴۔ پڑھنے بیٹھے تو پہلے نرمی سے پڑھائیں۔ جب چل نکلے تو پھر سختی سے بھی نہ گھبراؤ۔

۵۔ ناز و نعمت اور لاڈ پیار عام طور پر بچوں کو تباہ کر دیتے ہیں اس لیے جہاں تک ممکن ہو سادہ عادتیں ڈالیں۔

۶۔ بزرگوں اور استادوں کا ادب سکھائیں ان کی ڈانٹ پر رنجیدہ نہ ہونے دیں۔

۷۔ بچوں کی کھانے پینے کی سب ضرورتوں کو پورا کریں لیکن روپیہ پیسہ ان کے ہاتھ میں نہ دیں کیوں کہ اکثر برائیاں پیدا ہونے کے امکان ہو سکتے ہیں۔

۸۔ ان کے ذہن میں علم ایک لازوال دولت ہے۔ صدقہ جاریہ ہے اس لیے ان کو صرف دنیاوی دولت کے حصول میں نہ پھنسا دیں۔

☆☆

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

۱۔ والد کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

۲۔ کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

۳۔ قرآن حکیم کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

۴۔ جس بھائی سے اللہ کے لیے محبت ہو اس پر نظر ڈالنا عبادت ہے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ہے نام جس کا قیصر خاں ہے اگر یہ میرے لشکر میں شامل ہو جائے تو میدنی رائے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کوئی بھی دشمن ہم سے ٹکرائے میں اسے لمحوں کے اندر اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دوں۔"

اتنا کہنے کے بعد رانا سانگا خاموش ہو گیا یہاں تک کہ میدنی رائے نے پھر رانا سانگا کو مخاطب کیا۔

"رانا میں نے سنا ہے مانڈو پر قبضہ کرنے کے بعد سلطان مظفر اپنے لشکر کو لے کر آپ کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے وہ براہ راست آپ سے ٹکرائے گا۔"

رانا مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میں نے بھی ایسا ہی سنا ہے میں سلطان مظفر ہی کا انتظار کر رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ جب وہ یہاں پہنچے گا اور ہمارے ساتھ ٹکرائے گا تو فتح ہماری اور شکست سلطان مظفر کی ہوگی اس لیے کہ سلطان مظفر نے اپنے لشکر کے اندر سے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کر کے اسے قیصر خاں کی سرکردگی میں دے کر تم پر حملہ آور ہونے کے لیے بھیجا تھا اور مخبروں نے ابھی تک جو اطلاع دی ہے وہ یہ ہے کہ قیصر خاں اور اس کا دست راست اعتماد خاں دونوں ابھی تک انہی میدانوں کے اندر ڈھیرے ڈالے ہیں جہاں تمہارے ساتھ ان کا ٹکراؤ ہوا تھا چنانچہ جب سلطان مجھ سے ٹکرانے کے لیے اجین کی طرف آتا ہے تو میں اسے ٹکرانے میں تاخیر سے کام نہیں لوں گا فوراً اس سے ٹکراؤ گا اور یہ ٹکراؤ میدنی رائے ہمارے حق میں کامیابی اور سلطان مظفر کے لیے ناکامی کا پیغام لے کر آئے گا اس لیے کہ اس جنگ میں سلطان مظفر کو اپنے نائب سالار قیصر خاں کی حمایت اور مدد حاصل نہیں ہوگی جس کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کامیابی ہمیں ہی ملے گی۔"

اس موقعہ پر رانا سانگا کی راجکماری کوشلیا بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"پتا جی اب تو قیصر خاں کے متعلق اس کی کامیابیاں اور اپنی ناکامیوں کی خبریں سن سن کر ہمارے کان پک گئے ہیں میرا جی تو اب اس موضوع پر بات سننے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتا ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم کسی ایک ٹکراؤ میں بھی اسے شکست دینا تو بہت دور کی بات پسپا کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے ایک موقع پر بھوج نرمل نے اس پر بڑھ چڑھ کر حملے کئے تھے تو اس نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ پسپا ہو رہا ہے لیکن یہ اس کی جنگی چال تھی اور بھوج نرمل کو ایک نرغے میں لے کر جب اس نے جوابی کاروائی کی تو بھوج نرمل کے آدھے سے زیادہ لشکر کو اس نے کاٹ کر رکھ دیا تھا اور اس کی یہی جنگی چال اس کی فتح مندی اور ہماری شکست کا باعث بن گئی تھی۔

لہٰذا میں سمجھتی ہوں کہ جہاں قیصر خاں ہوگا وہاں فتح اور کامیابی ہوگی اس لیے شاید اس کے بخت اور اس کے مقدر اس کی قسمت میں شکست اور ناکامیاں نہیں لکھی ہوتیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد راجکماری کوشلیا رکی پھر رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"پتا جی میں گھڑ دوڑ کے لیے جا رہی ہوں آپ کے پاس سے اٹھ کر میں اپنے خیمہ کی طرف جاؤں گی ہوں لباس تبدیلی کروں گی اس کے بعد گھڑ دوڑ کے لیے نکلوں گی میں جلد لوٹ آؤں گی میرے جانے کے بعد پریشان نہ ہوتے رہیے گا۔"

کوشلیا کے ان الفاظ میں رانا سانگا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی اس کے بعد کوشلیا رانا سانگا کے خیمے سے نکل کر اپنے خیمے میں گئی وہاں اس نے لباس تبدیل کیا اس کے بعد وہ گھڑ دوڑ کے لیے نکل گئی تھی۔

کافی دیر تک جب راجکماری کوشلیا گھڑ دوڑ سے واپس نہ آئی تب رانا سانگا پریشان ہوا ابھی تک وہ میدنی رائے کے ساتھ ہی سلطان مظفر کے ساتھ پیش آنے والی جنگ کے متعلق گفتگو کر رہا تھا اس موقع پر اس کا سینا پتی کرشن دیو بھوج نرمل اور بڑا بیٹا رتنسی اور کچھ دیگر سالار بھی بیٹھے ہوئے تھے اپنے بیٹے رتنسی کی طرف دیکھتے ہوئے رانا سانگا فکر کرسی آواز

میں کہنے لگا۔

"رتنسی بیٹے کوشلیا کافی دیر ہوئی گھڑ دوڑ کے لیے گئی تھی ابھی تک لوٹ کے نہیں آئی ذرا اٹھو اس کا پتہ کراؤ۔"

رتنسی اپنی جگہ سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ کچھ لوگ بھاگتے ہوئے رانا سانگا کے خیمے کی طرف آئے وہ تعداد میں چار پانچ تھے وہ عجیب طرح کا شور اور واویلا کر رہے تھے ان کا اس طرح شور کرنے پر رانا سانگا میدنی رائے اور خیمے کے اندر بیٹھے سب لوگ باہر آ گئے تھے۔

شور کرنے والے رانا سانگا کے پاس آئے اور کچھ کہنا چاہتے تھے کہ رانا سانگا نے پریشانی کے عالم میں ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

"تم شور کیوں کر رہے ہو کیا معاملہ ہوا کیا کسی کا کسی سے جھگڑا ہو گیا ہے۔"

اس پر آنے والوں میں سے ایک بولا اور دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

"رانا ہمارا کسی سے کوئی جھگڑا نہیں ہوا دراصل ہم راج کماری کوشلیا کے ساتھ گھڑ دوڑ کے لیے گئے تھے ایسا ہم ہر روز ہی کرتے ہیں اور راجکماری کے ساتھی جاتے ہیں لشکر کے ذرا فاصلہ پر یہاں درختوں کا ایک گھنا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے اس کے سامنے جو کھلا میدان ہے راجکماری کوشلیا جب سے یہاں آتی ہے وہیں گھڑ دوڑ کرتی ہے آج بھی گھڑ دوڑ کا سلسلہ وہاں جاری رہا۔

اچانک ایک موقع پر راجکماری اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے ہم سے ذرا فاصلے پر نکل گئی اس کے بعد ایسا لگا جیسے اس کا گھوڑا بدکا ہوا اور درختوں کے جھنڈ کے اندر گیا ہو اس کے ہی تھوڑی دیر بعد راجکماری کوشلیا کی ہمیں چیخیں سنائی دی وہ زور زور سے پکار رہی تھی بچاؤ! بچاؤ۔

راج کماری کی یہ چیخیں اور آوازیں سن کر ہم بے چین اور بے تاب ہو گئے اور اپنے گھوڑوں کو اس طرف دوڑایا جہاں راجکماری کوشلیا کا گھوڑا بدک کر درختوں کے جھنڈ میں داخل ہوا تھا اور جہاں سے راجکماری کی بچاؤ! بچاؤ کی آوازیں آئیں تھیں جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں کچھ بھی نہیں تھا ہم نے دو حصوں میں تقسیم ہو کر دائیں بائیں دور تک درختوں کے جھنڈ اور جنگل کو کھنگال مارا لیکن راج کماری کوشلیا ہمیں نہیں ملی اور جب ہم نے سوچا کہ ہم تو راجکماری کو تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں ہو سکتا ہے راجکماری درختوں کے جھنڈ کے اندر لمبا چکر اور کاوا کاٹ کر واپس اپنے پڑاؤ میں آ گئی ہو۔ لہٰذا جب ہم یہاں آئے اور راج کماری کے متعلق پوچھا تو پتا چلا راجکماری گھڑ دوڑ سے لوٹی ہی نہیں ہے۔" آنے والے ان سواروں کی یہ باتیں سن کر رانا سانگا پریشان اور فکر مند ہو گیا تھا رتنسی کا بھی منہ لٹک گیا تھا بھوج نرمل اور دوسرے سالار بھی اداس اور افسردہ ہو گئے تھے پھر رانا نے رتنسی سے کہا۔

"رتنسی میرے بیٹے سب جاؤ لشکر کا ایک حصہ بھی لے جاؤ اور اس جنگل کو کھنگال مارو جہاں میری بیٹی غائب ہوئی ہے۔"

اس پر رتنسی کرشن دیو بھوج نرمل سب حرکت میں آئے اور چند دستے لے کر اس جنگل کی طرف ہو لیے تھے جس میں راجکماری کوشلیا غائب ہوئی تھی شام تک یہ تلاش جاری اور جب سورج غروب ہونے لگا تب سب واپس آ گئے اور رانا کو اطلاع کر دی گئی کہ دور دور تک تلاش کرنے کے باوجود بھی راجکماری کوشلیا کا کسی نام و نشان تک نہیں ملا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

جس روز راجکماری کوشلیا غائب ہوئی تھی اور تلاش کے باوجود نہ ملی تھی' اسی شب کو سلطان مظفر اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچا جہاں رانا سانگا نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا اور رانا کے لشکر کے سامنے بڑی تیزی کے ساتھ سلطان نے پڑاؤ کر لیا تھا۔

رانا سانگا جانتا تھا کہ سلطان سفر کر کے آیا ہے لہٰذا اس کا لشکر تھکا ہارا ہوگا اس سے اس نے فائدہ اٹھانے کا تہیہ کر لیا تھا لہٰذا اگلے روز اس نے اپنے لشکر کے اندر طبل بجانے کا حکم دیا تھا' ساتھ ہی اس نے جنگ کی ابتداء کرنے کے لیے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سلطان کے علاوہ برھان پور کا حاکم عادل خان فاروقی اور سلطان کے دوسرے سالار بھی اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے لگے تھے تاکہ رانا سانگا سے ٹکرا سکیں۔

رانا سانگا اس کے سیتا پتی اس کے بیٹے رتنسی سہروالا کے راجکمار بھوج نرمل سب اپنے لشکر کے آگے کھڑے تھے انہوں نے دیکھا سلطان مظفر جو لشکر لے کر آیا تھا' تعداد کے لحاظ سے وہ رانا سانگا کے لشکر سے بہت کم تھا' رانا سانگا بھی کچھ دیر تک بڑے خوش کن انداز میں سلطان مظفر کے لشکر کی طرف دیکھتا رہا پھر اپنے اردگرد کھڑے اپنے سالاروں اور بیٹے رتنسی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اگر گجرات کا سلطان مظفر اپنے لشکر کو لے کر ہمارے سامنے اور ہم سے ٹکرانے کے لیے نہ آ رہا ہوتا تو میں اس کی طرف قاصد بھیجتا اور اسے یہ پیغام بھیجتا کہ اگر میری بیٹی کو اٹھا کر کسی نے اس کے لشکر میں پہنچایا ہے تو میری بیٹی کو واپس کر دیا جائے ورنہ وہ کہرام اٹھے گا جسے کوئی قوت برداشت نہیں کر سکے گی اگر میں جنگ سے پہلے یہ پیغام بھیجتا تو سلطان مظفر اسے میری بزدلی خیال کرتا کہ میں جنگ سے پہلو تہی کر رہا ہوں اس لیے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے اب یہ جنگ ہو کر رہے گی اس کے بعد میں دیکھوں گا مجھے میری بیٹی کہاں سے مل سکتی ہے۔"

کچھ دیر تک رانا سانگا اپنے لشکر کا بغور جائزہ لیتا رہا اس کے بعد اس نے اپنے لشکر کی تقسیم کو آخری شکل دی اور یہ کام سرانجام دینے کے بعد اپنے لشکر کو آشوب جسم و جان بنتے اور درد کا درمان چھینتے عذاب حادثات کی طرف آگے بڑھایا' اس کے بعد وہ سلطان مظفر کے لشکر پر دھواں دھواں ہواؤں' غبار غبار فضاؤں میں ان دیکھے کرب کی گرداڑاتی رگ رگ میں کھولتی مرگ' وقت کی سلاخوں میں تعصب کے زندان کھڑے کرتے بپھری موجوں کے بگولوں' اذیت کے سرابوں اور رقص ماتم خیز کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جواب میں سلطان مظفر نے بھی اپنے لشکر کو سنسان گزرگاہ حیات پر ہجر مسافتیں استوار کرتی وقت کی بے روک یلغار کی طرح آگے بڑھایا' اس موقع پر سلطان اور اس کے لشکریوں نے ایسے انداز اور ایسی آوازوں میں تکبیریں بلند کیں کہ بھاگتے کھردرے لمحوں کو نزار دلوں کے گوشوں کو ریزہ ریزہ اور برہم آندھیوں کی صداؤں تک کو خاموش کر دیں' اس کے بعد جوابی کارروائی کرتے ہوئے سلطان بھی اپنے لشکر کے ساتھ رانا سانگا کے لشکر پر زمین کے خشک چہرے پر ہر پل کو دکھ کے جگنوؤں' جسم و جاں کی کرب خیزی' تن کو آشوب زدہ کر دینے والی کرب والم کی یورش' نفس نفس کی امیدوں خیالات کے ہجوم عقیدتوں کی جنتوں نگاہ فکر کے زاویوں تک کو ادھیڑ دینے والی دہکتی آگ کی کھولن اور طلسماتی آندھیوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

میدان جنگ میں دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے زندگی کو ادھیڑتی روتی رلاتی آہیں جان کنی کے لمحات نازل کرنے لگی تھیں' فضا کی موجیں زمین پر خون کی خیرات بانٹنے لگی تھیں مرگ کے بھنور غم کا مداوا بنتی مسکراہٹوں کو درد کے لمحوں میں ڈھالنے لگے تھے۔

یہ انتہائی ہولناک جان لیوا ٹکراؤ تھا حرص و ستم کے میل فضا سے بڑے بڑے تیغ زن' شجاعت کے نگارخانوں جیسے سورما' محکم و مستحکم حصار جیسے جنگ جو تلواروں کی وحشتوں نیزوں کی ہولناکیوں کا شکار ہونے لگے تھے۔

جس وقت جنگ اپنے عروج پر آ گئی تھی دونوں طرف کے لشکری اپنی اپنی کامیابی اور اپنی اپنی فتح مندی کے لیے بھرپور کوشش کر رہے تھے' ایسے میں ایک طرف سے سانسوں کے جسموں میں روحوں کو معطر کرتی خوشبوؤں کے ڈھیر سناٹوں میں خیالات کی سرسوں کی طرح پھولتے محبت کی استعاروں کی طرح تکبیریں بلند ہوئی تھیں' اس کے ساتھ ہی ایک طرف سے قیصر خان اور اعتماد خاں دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ نمودار ہوئے اور قیصر خان اپنے لشکر کی کمانداری کرتے ہوئے رانا سانگا کے لشکر کے ایک پہلو پر فضا کی قہر مانیوں دکھ کی دلدلوں سے لیس نفرتوں کے نقوش' آسمان کی بلندیوں سے اتر کر طلسمات حیرت کھڑے کرنے اعصابی ہیجان' مقدر کی بے نامی وعریانی کو اپنا شکار کرتی دریاؤں کی طغیانیوں' بصارتوں اور سماعتوں سے محروم کر دینے والے بپھرے جذبوں کے پرتو کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

قیصر خاں کے اس حملے سے جنگ کا توازن بڑی تیزی سے بگڑنے لگا تھا' ان گنت تیغ زن کرم خوردہ کتابوں' خوف کے چتاؤں کے دھوئیں' آوارہ دھوئیں کی لکیروں' اذیتوں میں رچے جنونی تصورات اور ریت پر لکھے حروف کی طرح ختم ہونے لگے تھے۔

ایک طرف سے قیصر خاں کے حملہ آور ہونے سے بڑی تبدیلی نمودار ہونا شروع ہو گئی تھی' رانا سانگا پر پہلے ہی سلطان مظفر اور برھان پتوں کی حکمران عادل خاں فاروقی کے لشکر بھاری ثابت ہو رہے تھے اور جب قیصر خاں بھی حملہ آور ہوا تب رانا سانگا کے لشکر کے اندر چہروں کے نقش و نگار بدنوں کے روپ سنگار' ذات کی انا' جسموں کی آن' سینوں میں کھولتے الفاظ کے ڈھیر ہونے لگے تھے۔ میدان جنگ کے اندر آنکھوں کی کرب خیزیوں اور لبوں پر سناٹوں بھری آہیں اپنا رنگ جمانے لگی تھیں۔

اس دوطرفہ حملے کے سامنے رانا سانگا زیادہ دیر ٹھہر نہ سکا شکست قبول کی اور اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان مظفر اور قیصر خاں نے رانا سانگا کے لشکر کا پیچھا کرنا شروع کیا اور وہ آگ و خون کے سحاب' موت کی سرگرداں گرد احساس کے سوزاں شعلوں موسموں کو جھلساتی آگ محرومیوں بھری الجھنوں' بربادی کے کھلے باز باتوں کی طرح بڑی شدت بڑی تختی کے ساتھ رانا سانگا کے لشکر کا تعاقب کرنے لگے تھے۔

کچھ دور تک یہ تعاقب جاری رہا پھر سلطان مظفر نے اپنے لشکر کو رک دیا' رانا سانگا چند میل مزید آگے گیا وہاں اس نے بھی اپنے لشکر کو اک دیا اور اس کے لشکر کے اندر جو زخمی تھے ان کی مرہم پٹی اور دیکھ بھال کا کام کرنا شروع کر دیا گیا جب کہ سلطان مظفر اور قیصر خاں لشکر کو لے کر پلٹے جہاں جنگ ہوئی وہاں پہنچے اور وہاں انہوں نے پڑاؤ کرنا شروع کر دیا تھا۔ رانا سانگا کے پڑاؤ کی ہر چیز بھی ان کے قبضہ میں آ گئی تھی' اس کے بعد قیصر خاں اور اعتماد خاں سلطان مظفر اور دوسرے سالاروں کو وہ سامان دکھانے لگے تھے جو وہ میدانی رائے کو شکست دینے کے بعد اپنے ساتھ لائے تھے۔

رانا سانگا کو جب خبر ہوئی کہ تعاقب ترک کر کے سلطان مظفر واپس چلا گیا ہے تب اس نے سکھ کا سانس لیا' یہ ایسی بدترین شکست تھی کہ اس سے پہلے شاید رانا کو کہیں نہ ہوئی ہوگی' اب تک جو اس نے ایدر کے علاوہ مالوہ اور دوسری علاقوں میں اپنی سازشوں کے جال پھیلائے تھے ان سب سازشوں کی سزا اسے خوب ملی تھی' جس وقت لشکر کا ایک حصہ زخمی ہونے والوں کی دیکھ بھال کر رہا تھا' رانا سانگا اور اس کے سالار ایک جگہ جمع ہوئے اس لیے کہ رانا سانگا نے سب کو اپنے پاس بلایا تھا جس جگہ رانا سانگا بیٹھا تھا وہاں چند چٹانوں کے بڑے بڑے پتھر تھے ان پر سب بیٹھ گئے کچھ دیر تک سب ان چٹانوں پتھروں ہی کی طرح خاموش رہے' یہاں تک کہ رانا سانگا کی دلگیر غم بھری سی آواز سنائی دی۔

"یہ جو جنگ ہوئی ہے اس میں مجھے یقین تھا کہ ہم سرخرو ہو کر نکلیں گے' جنگ شروع کرنے سے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

پہلے میں نے اپنے لشکر کا بھی جائزہ لیا تھا' سلطان مظفر کے لشکر پر بھی گہری نگاہ ڈالی تھی اور اس وقت میرا دل کہتا تھا کہ کامیاب ہم ہی ہوں گے لیکن وقت کی ستم ظریفی ہمارے مقدر میں ناکامی کے ہی نقوش پھیلائے گئے اور میں سمجھتا ہوں یہ ہماری زندگی کی بہت بڑی ناکامی ہے اس لیے کہ....." یہاں تک کہتے کہتے رانا سانگا کو رک جانا پڑا اس لیے کہ اس کا سینا پتی کرشن دیو بول اٹھا۔

"یہاں آ کر رانا ہمیں جو دکھوں کا سامنا کرنا پڑا ہے ایک تو ہم اپنی راجکماری سے محروم ہو چکے ہیں اور ابھی تک یہ نہیں پتا چلا کہ راجکماری کدھر گئی ہے اور کون اسے اٹھا کر لے گیا ہے دوسری یہ کہ آج کی شکست ہمارے لیے بڑی بدترین شکست ہے اور ہماری اس شکست کا آج بھی ذمہ داری قیصر خاں ہی ہوا ہے۔

ہم ڈٹ کر اور بڑے عمدہ انداز میں سلطان مظفر کے لشکر کا مقابلہ کر رہے تھے ہم یہی خیال کیے ہوئے تھے کہ قیصر خاں جو میدانی رائے سے ٹکرایا تھا اور میدانی کو اس نے شکست دی تھی وہ کہیں دور اس شاہراہ کے کنارے پڑاؤ کیے ہوگا جو سارنگ پور کو جاتی ہے ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ وہاں سے اپنا پڑاؤ اٹھائے گا اور بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ ادھر کا رخ کر کے ہماری کامیابی اور ہماری کامرانی کو شکست اور ناکامی کے ڈھیر تلے دبا کر رکھ دے گا۔

اگر وہ ہمارے لشکر کے ایک پہلو پر خوفناک انداز میں حملہ آور نہ ہوتا تو یقیناً ہم کامیاب رہتے' حملہ آور ہونے سے ہمارے لشکر کی ان گنت صفوں میں افراتفری صفوں کا نظم وضبط خراب ہو گیا اور اس خرابی کا اثر دوسری صفوں پر بھی پڑا اور یہ تاثر ہمارے لشکر کے وسطی حصے تک پہنچا تھا اور پھر قیصر خاں نے ایسے تیز حملے کیے کہ ہمارے ایک پہلو کو ایک طرح سے اس نے بالکل مفلوج اور ناکارہ بنا کر رکھ دیا تھا یہ سب کچھ ہماری شکست اور ناکامی کا سبب بنا۔"

اس ساری گفتگو کے جواب میں کچھ سوچتے ہوئے رانا سانگا کا بڑا بیٹا رتنسی بولا اور اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"پتا جی کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم بھاری رقم کے عوض اس قیصر خاں کو خرید کر اپنا ہم نوا بنا لیں' اپنے لشکر میں شامل کر لیں اگر ایسا ہو جائے تو جس طرح وہ سلطان مظفر کے لیے کامیابیوں اور فتح مندی کا نشان بنتا ہے ایسے وہ ہمارے لیے بھی کامیابیوں کے در کھول سکتا ہے۔"

اپنے بیٹے رتنسی کے ان الفاظ کے جواب میں رانا سانگا کا چہرے پر ہلکا مگر طنزیہ سا تبسم نمودار ہوا تھا پھر وہ دکھ بھرے انداز میں بولتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے بیٹے! یہ تمہاری بھول تمہاری غلط فہمی ہے ایسے بے مثال جنگجو طاقت ور بگولوں کے سامنے ریت کی طرز اں دیوار بننا نہیں چاہتے' اس قسم کے جنگجو روز و شب کے بیکراں سلسلوں میں پرخوف بگولوں کی طرح نئے موسموں کی بشارت تو دے سکتے ہیں مگر بکتے نہیں ہیں۔

جس طرح کا تیغ زن اور سالار قیصر خاں ہے ایسے تیغ زن برفانی راتوں' برق کے کوندوں اور خزاں کے سایوں اور بہار کی خوش کن یادوں میں بھی اپنے منزل کے نقوش کو فراموش نہیں کرتے' رتنسی میرے بیٹے یاد رکھنا فصل گل گلاب سے محروم ہو سکتی ہے' فکر وفنا کتاب سے محروم ہو سکتے ہیں چشم خوبان خواب سے محروم ہو سکتی ہیں' نامہ پر کسی کے جواب سے محروم رہ سکتی ہے لیکن ایسے جنگجو لا انتہا کرب خیزیوں' بے انت زمانے کے عذابوں میں بھی بربادی کے بادبان درد کے دکھتے نشان تو بن جائیں گے پر اپنے نفس کا سودا کرتے ہوئے بکتے نہیں ہیں۔"

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب خدشات کا اظہار کرتے ہوئے سینا پتی کرشن دیو بول اٹھا اور کہنے لگا۔

"رتنسی میرے بھائی ایسا جنگجو ایسا سالار اگر بکنے والا بھی ہوتا اور وہ ہمارے ہاتھوں بکنے کے لیے تیار بھی ہو جاتا تب بھی اسے ہم نہ خریدتے اس لیے کہ اس کی خریداری ہمارے لیے باعث عذاب بن جاتی' میرے بھائی اگر ہم یہ سودا بازی کرتے ہیں اور کسی نہ کسی طرح قیصر خاں کو بھاری رقم کے عوض اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں تو یہ خیال رکھنا یہاں پہنچنے کے ساتھ ہی قیصر خاں جو پہلی کارروائی کرے گا وہ یہ ہوگی کہ بھوج نرمل کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔"

کرشن دیو کے ان الفاظ پر بھوج نرمل کا چہرہ بھی پیلا ہو گیا تھا کچھ کہنا چاہتا تھا کہ کرشن دیو پھر بول اٹھا۔

"بھوج نرمل یہ الفاظ ادا کرنے سے میں تمہاری دل شکنی نہیں کرنا چاہتا تھا پر میں تم سے یہ بھی کہوں گا آئندہ جنگوں کے علاوہ ادھر ادھر جاتے ہوئے بھی بڑے محتاط اور ہوشیار رہنا اس لیے کہ قیصر خاں کہیں نہ کہیں کبھی نہ کبھی تمہیں اپنا ہدف بنانے کی کوشش کرے گا۔" کرشن دیو کے ان الفاظ پر بھوج نرمل مزید بجھ گیا تھا یہاں تک کہ رتنسی نے اس کی حالت کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے باپ رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"پتا جی ہمیں راج کماری کوشلیا کا بھی کچھ کرنا چاہیے اسے کہیں تلاش کرنا چاہیے' ٹھیک ہے اس وقت ہم کوئی قدم نہیں اٹھا سکے تھے اس لیے کہ سلطان مظفر اپنے لشکر کے ساتھ ہماری طرف پیش قدمی کر رہا تھا لیکن اب تو ہمیں اپنی بہن کو تلاش کرنا چاہیے۔"

رتنسی کے ان الفاظ پر رانا سانگا چونکا تھا پھر رتنسی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "بیٹے اپنے کچھ آدمیوں کو ادھر ادھر پھیلا دو' ساتھ ہی اپنے دو قاصدوں کو سلطان مظفر کی طرف روانہ کرو اور اسے یہ پیغام دو کہ اگر ہماری بیٹی راجکماری کوشلیا کو کوئی اٹھا کر اس کے لشکر میں لے گیا ہے تو ہماری بیٹی کو واپس کر دیا جائے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا کا پھر کہنے لگا۔

"ویسے میرا دل کہتا ہے کوشلیا مسلمانوں کے لشکر میں نہیں گئی آپ لوگوں کو یاد ہوگا کہ اس سے پہلے ایک بار قیصر خاں کوشلیا کو جنگ میں اسیر بنا کر اپنے ساتھ لے گیا تھا سزا کے طور پر اسے ایک رات اپنے پڑاؤ میں رکھا اور بڑی عزت اور احترام کے ساتھ واپس کر دیا تھا اور سب سے عجیب اور حیرت کی بات یہ کہ میری بیٹی کی عزت اس کی عصمت کی بھی حفاظت کی گئی تھی۔"

بہر حال رانا سانگا کے کہنے پر رتنسی اٹھا اپنے کچھ لشکریوں کو مخاطب سمتوں میں راجکماری کوشلیا کو تلاش کرنے کے لیے بھیجا اور دو قاصدوں کو اس نے سلطان مظفر کی طرف بھی روانہ کر دیا تھا۔

اگلے روز سلطان مظفر کی طرف بھیجے گئے قاصد واپس آئے اور انہوں نے رانا سانگا سے آ کر یہ انکشاف کیا کہ وہ سلطان مظفر کے پڑاؤ سے ہو کر آئے ہیں' سلطان سے راجکماری کوشلیا کے گم ہونے کے متعلق گفتگو کی اور سلطان کا جواب یہ ہے کہ ہم دوسروں کی بیٹوں کو بھی اپنی بیٹی خیال کرتے ہیں لہٰذا کسی کی بیٹی کو اٹھا کر اپنے لشکر میں لانے کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔

سلطان کا یہ جواب سن کر رانا سانگا مطمئن ہو گیا تھا اور پھر اس وقت جو بھوج نرمل کرشن دیو رتنسی اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"وہی ہوا جس کا میں اندازہ لگا رہا تھا اس لیے کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی راجکماری کو اٹھا کر مسلمانوں کے پڑاؤ میں لے جاتا تو اب تک راجکماری ہمارے پاس واپس آ چکی ہوتی ہمیں دکھ اور صدمہ دینے کے لیے کسی اور نے یہ حرکت کی ہے ہر حال جو آدمی ہم نے بھیجے ہیں وہ کہیں نہ کہیں تو راجکماری کوشلیا کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب کچھ سوچتے ہوئے بھوج نرمل بول اٹھا۔

"رانا اب آپ کا کیا خیال ہے کیا آپ گجرات کے سلطان کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد خاموش ہو کر بیٹھ جائیں گے۔"

غصے کی حالت میں رانا سانگا نے نفی میں گردن ہلائی کہنے لگا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ایدر کے علاقوں پر میرا داماد رائے مل قابض ہو چکا ہے وہاں نہ صرف یہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کہ اس نے اپنی حالت مستحکم اور مضبوط کر لی ہے بلکہ ایک جرار لشکر بھی تیار کر لیا ہے ہم بھی اب یہاں سے واپس اپنے مرکزی شہر کی طرف جائیں گے خود مسلمانوں کا سلطان بھی اپنے لشکر کو سمیٹ کر اپنی مرکزی شہر محمود آباد کی طرف چلا گیا ہے۔"

رانا سانگا جب رکا تب بھوج نرمل دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔

"آپ کے ساتھ میں بھی آپ کے مرکزی شہر جاؤں گا وہاں چند روز قیام کروں گا' اس کے بعد میں اپنے شہر نہر والا کا رخ کروں گا وہاں مزید لشکری بھرتی کر کے ایک خاصا بڑا لشکر لے کر آپ کی طرف آؤں گا اور مجھے امید ہے آنے والے دور میں کہیں نہ کہیں ہم مسلمانوں کو شکست دے کر اپنی گزشتہ جنگوں کا انتقام ضرور لیں گے میں شکستوں اور ناکامیوں کا بوجھ اٹھا کر جینے والا انسان نہیں ہوں انسان کو لگاتار اور تسلسل کے ساتھ کوشش کرنی چاہیے ایک نہ ایک روز کامیابی ضرور قدم چومتی ہے۔"

رانا سانگا نے مسکراتے ہوئے بھوج نرمل کی تجویز سے اتفاق کیا تھا چنانچہ اسی روز رانا سانگا بھی اپنے لشکر کو سمیٹتا ہوا واپس اپنے مرکزی شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

سلطان مظفر نے کئی ماہ تک اپنے لشکریوں کو سستانے اور آرام کرنے کا موقعہ فراہم کیا تھا' ایسا سلطان اس لیے چاہتا تھا کہ آنے والے دور میں اس نے پہلی مہموں کے مقابلے میں بھی ایک بڑی مہم کو سر کرنا تھا وہ ایدر کی مہم تھی' ایدر پر پھر رانا سانگا کا داماد رائے مل قابض ہو چکا تھا اور وہاں اس نے اپنی حالت بڑی مضبوط اور مستحکم کر لی تھی اور اگر سلطان فی الفور وہاں حملہ آور ہوتا تو یقیناً رانا سانگا اپنے داماد رائے مل کی مدد کو نکلتا' اس بنا پر سلطان مظفر اپنے لشکر کو بالکل تازہ دم کر کے نئی مہم کا آغاز کرنا چاہتا تھا۔

جہاں تک قیصر خاں کا تعلق ہے تو ابھی تک اس نے اپنی رہائش محمد آباد کے مستقر کے ایک کمرے میں رکھی ہوئی تھی ایک روز اسی کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ سلطان مظفر کا ایک اہلکار اس کمرے کے دروازے پر آیا اور قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آپ کو سلطان نے طلب کیا ہے۔"

اس اہلکار کے ان الفاظ پر قیصر خاں چونکا تھا فوراً اٹھا کھڑا ہوا اپنے سر پر اپنا عمامہ درست کیا پھر کمر پر سرخ رنگ کی پیٹی باندھی اور چپ چاپ وہ اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔

قیصر خاں اس کے ساتھ قیصر کے احاطے میں داخل ہوا ایک جگہ قیصر خاں رک گیا اور اس قاصد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"پہلے سلطان کو جا کر میری آمد سے مطلع کرو۔" چنانچہ وہ سیدھا کمرے کے دروازے پر گیا' اندر سلطان مظفر اس وقت تک اکیلا بیٹھا شاید قیصر خاں کا ہی انتظار کر رہا تھا اپنے قاصد کو یوں اکیلا کھڑے دیکھ وہ چونکا تھا کچھ کہنا چاہتا تھا اس سے پہلے ہی وہ بولا اور کہنے لگا۔

"سلطان محترم میں قیصر خاں کو اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں آپ کی اجازت ہو تو انہیں اندر بھیجوں۔"

سلطان اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا کسی قدر خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"قیصر خاں کو اندر آنے سے روکا کس نے ہے۔"

قاصد بیچارا کانپنے لگ گیا تھا کہنے لگا۔

"افسوس صد افسوس بیٹا ہو کر یوں اجنبیوں کی طرح میرے کمرے سے ہٹ کر انتظار میں کھڑے ہو جاتے ہو کہ میں تمہیں اندر آنے کی اجازت دوں حالانکہ میں نے اس سے پہلے منع بھی کیا تھا کہ تمہاری حیثیت جو میرے دل اور میرے شعور میں ہے اسے کوئی جان پہچان نہیں سکتا' میرے بیٹے میں نے آج تمہیں دو کاموں کے سلسلے میں بلایا ہے۔" اس کے بعد سلطان تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا اس دوران قیصر خان نے کمرے کا جائزہ لیا کمرہ شاندار حد تک آراستہ اس کی زیبائش کا بہترین انتظام کیا گیا تھا' اچانک قیصر خاں چونکا اس کمرے میں جو دروازہ تھا

جو دوسرے کمرے کو ملاتا تھا اس پر جو پردہ لگا تھا اس پردے کے پیچھے کوئی کھڑا تھا' جو بھی کھڑا تھا پردے کے پیچھے وہ ہیولہ سا لگتا تھا لیکن صرف اس کے پاؤں دکھائی دے رہے تھے' پاؤں یہ بتا رہے تھے کہ وہ کوئی انتہا درجہ کی خوب صورت اور حسین لڑکی تھی وہ بالکل جم کر پردے کے پیچھے کھڑی تھی اتنے میں سلطان بولا اور قیصر خاں چونک اٹھا اور اس پردے سے وہ نگاہیں ہٹا کر سلطان کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

سلطان بولا اور کہنے لگا۔ "پہلا کام جس کے لیے میں نے تمہیں بلایا ہے وہ یہ کہ آپ آج کے بعد تم مستقر میں قیام نہیں کرو گے جو قاصد تمہیں بلا کر لایا ہے تھوڑی دیر تک وہی تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گا' تمہاری رہائش کے لیے میں نے ایک حویلی تیار کی ہے گزشتہ کئی ہفتوں سے اس کی آرائش کا کام جاری تھا میں نے تم سے ذکر اس لیے نہیں کیا کہ جب اس کی آرائش پوری ہو جائے گی پھر تمہیں مطلع کیا جائے گا آج وہ کام چونکہ ہو چکا ہے اس لیے میں نے تمہیں بلایا ہے لہٰذا آج سے تم اس حویلی میں قیام کرو گے جو تمہارے نام کر دی گئی ہے اور وہاں رہنے سہنے کی سارے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔"

سلطان مظفر کے ان الفاظ کے جواب میں قیصر خاں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ سلطان مسکرایا اور کہنے لگا۔

"اب تم کچھ مت بولنا میں جانتا ہوں تم لشکر پے بہت اور ممنونیت کے پل باندھ دو گے میں تمہاری طرف سے کچھ نہیں سننا چاہتا' میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں تمہیں دو کاموں کے سلسلے میں بلایا ہے' ایک کام میں نے تمہیں بتا دیا ہے تمہارے لیے حویلی کا اہتمام کر دیا گیا ہے اور اب مستقر کے بجائے آج سے تم اپنی حویلی میں قیام کرو گے۔"

سلطان رکا اور اس کے بعد اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتا ہوا وہ پھر کہہ رہا تھا۔

"اب میں دوسرے کام کی طرف آتا ہوں جو انتہائی اہم ہے اور تمہارے لیے ایک طرح کا خوشی کا پیغام بھی ہے۔

دیکھو بیٹے میں تمہارا گھر آباد کرنا چاہتا ہوں میری ایک بیٹی ہے ہمیشہ پردے میں رہی ہے کبھی باہر نہیں نکلی' میرے قصر کے ملازموں تک نے اس کا چہرہ کبھی نہیں دیکھا' وہ سامنے والے کمرے کے دروازے پر جو پردہ لگا ہے اس کی طرف سے غور سے دیکھو وہ اس وقت پردے کے پیچھے کھڑی ہے' ایسا کرنے کے لیے میں نے اسے خود کہا ہے تاکہ میرے اور تمہارے درمیان جو گفتگو ہو اسے سن سکے۔ بیٹے میں اپنی بیٹی کو تم سے بیاہ دینے کا فیصلہ کر چکا ہوں بشرطیکہ تم اس پر رضامند ہو۔"

سلطان کے ان الفاظ پر قیصر خان چونکا تھا چہرے کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی کچھ دیر سوچتا رہا پھر وہ انتہائی عاجزی اور انکساری میں سلطان مظفر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سلطان محترم آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں میں تو وہ شخص ہوں جو ایک غلام کی حیثیت سے اب تک جراحتوں کے ماحول' ستم کے الاؤ' خونی لمحوں کی کہانیوں' مضطرب تشنگی کے نوحوں میں زندگی بسر کر چکا ہوں۔ یہ آپ کی مہربانی اور آپ کا احسان ہے کہ آپ نے ہمیں ہیبت ناک کرگسوں کے عذاب سے نکال کر عنابوں کی ہریندیہ جست و خیز میں لا کھڑا کیا۔ سلطان محترم میرا تعلق غز ترکوں سے ہے اور مختلف وحشی خون خوار قبائل کے ٹکرانے سے میرے ماں باپ' دادا دادی' نانا نانی دوسرے عزیز و اقارب ان وحشی ٹکراؤ کے دوران اس وقت ہی ہاتھ دھو بیٹھے تھے جب میں ابھی چھوٹا بچہ تھا' لہٰذا میں نے اپنے بچپن سے لے کر جوانی تک دربدری کے عذابوں راتوں کی اتھاہ سیاہی' منزلوں کے قرب سے دور گہنائی شب میں زندگی بسر کی ہم لوگ غلام کی حیثیت سے نصابوں میں لکھی سچائیوں صداقتوں کے علوم سے بالکل بے بہرہ رہے اسم دنیا کی سولیوں پر لوگ ہم سے تشنگی کے بیج کاشت کراتے رہے۔

سلطان محترم آپ نے جو میرے لیے اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کیا ہے اس کے متعلق میرے شعور میرے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ذہن میں الفاظ ہی نہیں ہیں کہ میں آپ کو اس کا کیا جواب دوں بس دل یہی کہتا ہے کہ آپ کے وفا پرستی کے حروف خلوص کے موتی جان کر چوم لوں' سلطان محترم ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ آپ خود سوچئے کہ میں اس رشتے کے قابل ہوں ایک ایسا شخص جس کی جوانی تک اس کے جسم کے سارے زاویوں تجسیم کے سارے گمانوں شعور کی ساری آگہی میں زہریلے عذابوں ان گنت ہجر کی رتوں کے سوا کچھ نہ رکھا گیا ہو جس نے انتہائی بے بسی کے عالم میں نقش چارہ گر نشان منزل کو تلاش کیا ہو۔

سلطان محترم غلام کی حیثیت سے ہم ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ بکتے یا یوں کہہ سکتے ہیں بے بس بے پر و پرواز پرندوں کی طرح ایک گھر سے دوسرے گھر سے در و بام کھٹکھٹاتے رہے اور غم دہر کی محراب تلے پستے رہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں کو خاموش ہوجانا پڑا' اس لیے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے' آواز بھرا گئی تھی سلطان کی آنکھیں بھی نم دار ہوچکی تھیں اور وہ اپنے عمامے سے آنکھیں صاف کر رہا تھا قیصر خاں اس وقت چونک اٹھا جب سامنے والے پردے کے پیچھے کھڑی اس دوشیزہ کی ہچکیوں اور سسکیوں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔

کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا یہاں تک کہ اپنے عمامے کے پلو سے قیصر خاں نے اپنی آنکھیں صاف کی پھر کہنے لگا۔

"سلطان محترم آپ کی اس عنایت آپ کے اس انعام اور آپ کے اس رشتے سے میں انکار کرنے کی جرات اور جسارت نہیں کرسکتا لیکن یہ بھی سوچیں کہ ایک غلام کی حیثیت سے جس ماحول میں نے زندگی بسر کی ہے' وہاں بے ثمر کر دینے والے بگولوں' موسموں سے سلوٹیں ڈال کر آندھیوں بھری کڑکتی برق' کراہتی دھاڑتی آندھیاں حیات کی نبض کو ڈبوتی سرکتی آہیں مجروح آرزوئیں حوصلوں کے بدن تک کو زخم زخم کرتے ناسور جیسا ماحول جہاں خواب ٹوٹ جاتے ہیں' عذاب لوٹ لیتے ہیں سلطان محترم ایسے ماحول میں زندگی بسر کرنے کے بعد کیا آپ کی وہ لڑکی جس نے گلوں کے موسموں کی رعنائی سکوں کے نوخیز سویروں بے خود کرتی تشنہ لہروں بوندوں کی جلترنگ' شفق رنگوں کے روپ صبح کے اجالوں نغموں کے حسین فراز ستاروں کے پیغامات کے شوق ہنستی کی تو رنگ پھوار مہتاب چھاؤں کی نوید کے سے ماحول میں زندگی بسر کی ہے کیا میں ایک غلام جو اس ماحول کا عادی اور پروردہ نہیں ہوں اسے خوش رکھ سکوں گا۔"

قیصر خاں کے ان الفاظ پر ہلکا سا تبسم اس موقعہ پر سلطان مظفر کے چہرے پر نمودار ہوا پھر وہ کہنے لگا۔

"بیٹے جہاں تک میں تمہیں جان اور سمجھ پایا ہوں تم ہر کام کرسکتے ہو تم بڑے سے بڑے بدسے بدسورما سے سورما لشکر کو شکست دے سکتے ہو تو میری لڑکی کو کیوں خوش نہیں رکھ سکتے میرے بیٹے عاجزی انکساری اور زیادہ کسر نفسی سے کام نہ لو یہ مت خیال کرنا کہ تمہیں بیٹا کہہ کر میں اپنی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کر رہا ہوں ہرگز نہیں میری بیٹی کی اپنی خواہش ہے اور اگر تم اس کا عملی مظاہرہ دیکھنا چاہتے ہو تو میری بیٹی خود اس کا ثبوت دے گی۔"

پھر پردے کی طرف دیکھتے ہوئے سلطان مظفر بڑی نرم آواز میں کہنے لگا۔

"میری بیٹی اگر تو اپنی مرضی اپنی رضامندی سے اور اپنی خوشی سے قیصر خاں کی زندگی کی ساتھی بننا چاہتی ہے تو پردے کے پیچھے سے اپنا ہاتھ آگے کر کے دو انگوٹھیاں آگے کردے ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے قیصر خاں کو پہنا دے دوسری یہ تمہیں پہنائے گا تاکہ یہ جان لے کہ یہ جو رشتہ ہو رہا ہے یہ زبردستی کا رشتہ نہیں اس میں میری بیٹی کی رضامندی اور خوشی شامل ہے۔"

تھوڑی دیر تک پردے کے پیچھے سرسراہٹ ہوتی رہی پھر ایک انتہائی خوب صورت ہاتھ پردے کے پیچھے سے نکلا اور اس ہاتھ کی ہتھیلی میں دو انتہائی قیمتی ہیرے جڑی انگوٹھیاں تھیں اس موقع پر سلطان مظفر نے قیصر خاں کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"اب اٹھو وہ بچی خود اس بات کا ثبوت دے رہی ہے کہ تمہارے ساتھ اس کا رشتہ اس کی رضامندی اس کی خوشی سے ہو رہا ہے ایک انگوٹھی لے کر اسے پہناؤ دوسری انگوٹھی وہ تمہیں خود پہنائے گی۔"

اس موقع پر انتہائی بے بسی میں قیصر خاں نے سلطان مظفر کی طرف دیکھا اس پر سلطان مظفر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

"اٹھو اس میں شرمانے کی کیا بات ہے۔"

قیصر خاں اٹھا اور اس لڑکی کی ہتھیلی سے ایک انگوٹھی نے اسی لمحہ لڑکی کا دوسرا ہاتھ باہر آیا اور اس نے دوسری انگوٹھی لے لی ساتھ ہی اپنے ہاتھ کی ایک انگلی آگے کردی تھی اور قیصر خاں نے وہ انگوٹھی پہنا دی تھی پھر اس لڑکی کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا ہاتھ ایسا تھا جیسے سفید رنگ کی کسی چیز میں ملے گلابی رنگ گول دیے گئے ہوں' اس ہاتھ نے ایک انگوٹھی قیصر خاں کو پہنا دی تھی۔

یہاں تک کہ قیصر خاں اپنی نشست پر آکر بیٹھ گیا سلطان مظفر نے پھر اسے مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

"قیصر خاں میری بیٹی کا نام عذرا خاتون ہے اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ تمہیں خوش رکھے گی ابھی تم دونوں کی منگنی کا اہتمام کر دیا گیا ہے اور کسی مناسب موقع پر خدا کے فضل و کرم سے اگر تم چاہو گے تو سادگی سے اور چاہو گے تو دھوم دھام سے شادی کا اہتمام کیا جائے گا اور پھر میرے بیٹے یاد رکھنا۔"

یہاں تک کہتے کہتے سلطان مظفر کو رک جانا پڑا تھا اس لیے کہ اس کا چوبدار اس کے کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا اور سلطان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "سلطان محترم ایک مخبر آیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ کہنا چاہتا ہے۔"

یہ الفاظ سن کر پردے کے پیچھے کھڑی عذرا خاتون پیچھے ہٹ گئی تھی سلطان نے اس مخبر کو بھیجنے کے لیے کہا اس پر تھوڑی دیر بعد مخبر اندر آیا اور آتے ہی سلطان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سلطان محترم میرے پاس ایک انتہائی اہم خبر ہے جس وقت آپ اپنے لشکر کے ساتھ میدنی رائے اور رانا سانگا کے ساتھ مانڈو اور دوسرے علاقوں میں الجھے ہوئے تھے رانا سانگا کے داماد نے ایدر پر قبضہ کر لیا تھا پہلے تو ایدر کا راجہ بہادر رائے بھاگ کر ہمارے علاقوں کی طرف چلا گیا تھا لیکن بعد میں خبریں آئیں کہ واپس چلا گیا ہے جب ہم نے اس کی تصدیق کی تو پتہ چلا کہ ایدر کا راجہ بہادر رائے بھی رائے مل کے ساتھ مل گیا ہے یوں جانو کہ ایدر پر رائے مل اور بہادر رائے دونوں مل کر حکومت کر رہے ہیں اور ان کا ارادہ یہ ہے کہ اگر آنے والے دور میں مسلمانوں کے سلطان نے ایدر پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو ایسی طاقت اور قوت سے مقابلہ کیا جائے گا کہ کسی کو بھی ایدر میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔"

سلطان مظفر نے کچھ سوچا اس کے بعد اس نے بڑی توجہ اور انہماک سے اپنے قریب بیٹھے قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔ "اب بولو بیٹے تم کیا کہتے ہو۔"

قیصر خاں کہنے لگا۔ "سلطان محترم پہلے سارے سالاروں سے مشورہ کرتے ہیں اس کے بعد ایدر کو ہم یوں نہیں چھوڑیں گے سلطان محترم اس موقع پر میں یہ کہوں گا کہ ایدر پر ایسی ضرب لگائی جائے کہ آنے والے دور میں یہ علاقہ ہمارے لیے دردسر نہ بنے۔ اب وہاں رانا سانگا کا داماد رائے مل حکومت کرے نہ ہی بہادر رائے ایدر کو فتح کرنے کے بعد وہاں ہم اپنا حاکم مقرر کریں گے۔ ساتھ ہی مستقر میں جا کر اس لشکر کی تیار بھی شروع کر دینی چاہیے جس کے ساتھ ہم نے ایدر پر ضرب لگانی ہے۔"

سلطان نے قیصر خاں کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر سلطان اور قیصر خاں دونوں قیصر کے کمرے سے نکل گئے تھے۔

☆☆

چند دنوں کی تیاری کے بعد سلطان اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر سے نکلا اب اس نے ایدر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کے علاقوں کا رخ کیا تھا جہاں رانا سانگا کا داماد رائے مل حکمراں بن چکا تھا اور وہاں کے راجہ بہادر رائے کو بھی اس نے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔

یہ خبریں رانا سانگا کو اس کے مخبر اور ہرکارے پہنچا چکے تھے کہ ایدر پر حملہ آور ہونے کے لیے سلطان مظفر ایک جرار لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر سے نکل کر ایدر کی طرف روانہ ہوا ہے ساتھ ہی رانا سانگا کو یہ بھی اطلاع کر دی گئی تھی کہ ایسا ہی ایک لشکر اپنے بزرگ سالار نظام الملک کی سرکردگی میں سلطان نے اپنے مرکزی میں بھی چھوڑا ہے تاکہ اس کی غیر موجودگی میں اس کا کوئی دشمن حالات سے فائدہ نہ اٹھانے پائے۔

چنانچہ یہ خبر ملے کے بعد رانا سانگا بڑی تیزی اور برق رفتاری سے حرکت میں آیا اور ایک جرار لشکر لے کر وہ بھی اپنے داماد رائے مل کی مدد کے لیے پہنچ گیا۔

جس وقت سلطان مظفر ایدر کی حدود کے قریب پہنچا تب سرحدی علاقوں میں پہلے سے سلطان کی راہ روکنے کے لیے رائے مل بہادر رائے رانا سانگا اور بھوج نرمل کا ایک لشکر وہاں پڑاؤ کیے ہوئے تھا جونہی سلطان ان کے سامنے پہنچا اور اپنا پڑاؤ لگانا شروع کیا' رانا سانگا نے مسلمانوں کی تھکاوٹ سے فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ جنگ کی ابتداء کرنے کے لیے اس نے اپنے لشکر میں بڑے بڑے طبل بجوانے کا حکم دے دیا تھا یہ حکم ملتے ہی سارے لشکریوں میں جن میں رانا سانگا رائے مل بہادر رائے اور بھوج نرمل کے لشکر شامل تھے سب میں بڑے بڑے طبل بجنے لگے تھے۔

سلطان نے بھی تاخیر نہیں کی بڑی تیزی سے اس نے اپنا پڑاؤ قائم کیا لشکر کی صفیں درست کیں لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک حصہ حسب سابق سلطان نے اپنے ساتھ رکھا برہانپور کے حاکم عادل خاں کو اپنے نائب کے طور پر اپنے حصے میں رکھا اور عادل خاں کے علاوہ کچھ اور سالار بھی سلطان نے اپنے ساتھ رکھے تھے اور ان کے ماتحت لشکر کے چھوٹے چھوٹے حصے بھی کر دیے تھے تاکہ کسی موقع پر اگر لشکر کے کسی پہلو میں کمزوری کے آثار نمودار ہوں تو کسی بھی سالار کے حصے کو اس طرف لگا کر اس کمزوری کو دور کر دیا جائے۔

دوسرے حصے کی کمانداری قیصر خاں کو سونپی گئی تھی اور قیصر خاں کے تحت اس وقت اعتماد خاں صفدر خان اور نصرت خاں کام کر رہے تھے چنانچہ سلطان اور قیصر خاں دونوں نے اپنے لشکر کی صفیں درست کر لی تھیں یہاں تک کہ رانا سانگا رائے مل اپنے لشکر کو حرکت میں لائے حملہ آور ہونے کی انہوں نے ابتداء کرنے کا فیصلہ کیا اپنے لشکر کو آگے بڑھایا پھر وہ فہم و ادراک کی برتری کو عہد فراموشی کی صداؤں میں تبدیلی کرتے مرگ کے خونیں ہاتھوں' حریم جان کے حلقوں میں غضبناک وحشتیں بھرتے ان گنت ڈستے لمحوں اور تیزی کے ساتھ خود سری بکھیرتی کڑوی ہزیمتوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

جوابی کاروائی کرتے ہوئے پہلے سلطان نے اپنے کام کی ابتداء کی پہلے اس نے جبر کے صف بستہ دائروں میں سچائیوں کی خوشبو اور خلیل جان کی آخری سیڑھیوں تک روحوں کی شادابیاں پھیلا دینے والے انداز میں تکبیریں بلند کیں اس کے بعد وہ دشمن کے لشکر پر بے انتہا گہرائی رکھنے والے کھولتے بپھرتے بحر ان دیکھے طاغوتی ہاتھوں اور لہو میں بھاگتی خواہش کو منجمد کر دینے والے انتقام کے آبشاروں اور ذہن کے اوطاقوں میں کے اندر حزن و ملال کی شدتیں پھیلاتے مضطرب کشتگی کے نوحوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

سلطان کے بعد قیصر خاں اس طرح اپنی حصے کے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا جیسے موت کے میدانوں میں جراتوں کا کوہ پیشوا بے حسی کی مشق خونخواری میں شجاعتوں کا کوئی بادی طوفانی راتوں کو ٹھٹھرے سکوت میں بیباکی کا کوئی معلم خونی جھیلوں کی ہولناک لمبی راتوں میں قربانیوں کی تابانی کا کوئی نقیب داخل ہوتا ہے اس کے بعد تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد قیصر خاں نے اپنے سالاروں اور لشکریوں کے ساتھ

روحوں کے گوشوں کو نشاط انگیزی سوچوں کی لہروں کی دھنک رنگ تابندگی قید و زندان کی جراحتوں کو شیر و شکر کی لذت اور سیاہ پوش راتوں کو روشنی کی انوکھی نوید بخش دینے والے انداز میں تکبیریں بلند کیں۔ اس کے بعد وہ دشمن کے لشکر پر قلب پر وحشت و دل فگاری طاری کرتی ستم کی خونی برسات جرم و سزا کی کھلیانوں اور درد کی پھیلتی کہر کو محدود کر دینے والے سنگ ریزوں کے طوفانوں اور گھپ اندھیروں گم سم کرب میں لپکتی آتش کی طرح گھس جانے والے سرگرداں قہر کے انگاروں اور برق و باراں کے رقص کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

دونوں لشکریوں کے اس طرح ٹکرانے سے میدان جنگ کی حالت ان آبادیوں اور ایسے کاروانوں کی طرح دھواں دھواں دھول دھول ہونا شروع ہو گئی تھی جس کا آغاز درس آمیز اور جن کا انجام عبرت خیز لکھا جا چکا ہو میدان جنگ کی تپش ریزی' شرر ریزی میں بڑے بڑے جفاکش تیغ زن بلند ہمت شمشیر زن سکر و مستی سی خود فراموشی میں زوال وفنا کا شکار ہونا شروع ہو گئے تھے۔

رانا سانگا بہادر رائے رائے مل اور بھوج نرمل نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ یہ جنگ طول نہ پکڑنے پائے اور جس قدر جلد ممکن ہو وہ سلطان مظفر کو وہ بدترین شکست دے کر میدان جنگ سے بھاگنے پر مجبور کریں اور پھر بڑے خونخوار انداز میں اس کا اور اس کے لشکر کا تعاقب کریں لیکن ان کی بدقسمتی وقت کے ہاتھ اور قدرت اس معاملے میں کچھ اور ہی فیصلے رقم کر چکی تھی۔

اس کے بعد رانا سانگا اور اس کے داماد رائے مل نے دیکھا کہ تھوڑی دیر پہلے جہاں اس کے لشکری اور سالار بڑھ چڑھ کر سلطان مظفر کے لشکر پر حملہ آور ہو رہے تھے اب ان کی وہ حالت نہ رہی تھی اس لیے کہ سلطان مظفر اور ان کے سالاروں اور لشکریوں نے اپنے حملوں میں پہلے کی نسبت اور زیادہ تیزی اور شدت پیدا کر لی تھی پھر آہستہ آہستہ اور لحہ بہ لحہ ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہونا شروع ہوئی اور رانا سانگا اور اس کے داماد نے دیکھا کہ اس کے لشکریوں کی حالت اب سلطان مظفر کے سامنے بے بال و پر طیور' سوکھے پیلے پتوں' لحد کے ٹوٹے کتبوں' تشنہ دھرتی پر بے حرمت جسموں' بسولی پر لٹکتی روحوں اور پیاسی ریت کی داستانوں کی سی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

یہی صورت حال دیکھتے ہوئے رانا سانگا ہی نہیں اس کے داماد کو بھی یقین ہو گیا تھا کہ اگر اس طرح جنگ طول پکڑتی رہی تو پھر سلطان مظفر اس کے سالار اس کے لشکری ان کے لشکر کا خاتمہ کر دیں گے اور پھر ان کی تلواریں ان پر اس انداز سے برسیں گی کہ کسی کو بھی بچ کر بھاگنے کا موقع نہ ملے گا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رانا سانگا اور رائے مل جو اپنے لشکر کے وسطی حصے میں تھے انہوں نے بھوج نرمل بہادر رائے اور رئیسی سے مشورہ کیا اپنے لشکر کی حالت دیکھتے ہوئے سب کا یہی خیال تھا کہ میدان جنگ سے فی الفور نکل جانا چاہیے اور اگر ایسا نہیں کیا جائے گا تو پھر لشکر کا خاتمہ ہو جائے گا۔

چنانچہ اپنے سالاروں کی طرف سے یہ جواب ملنے کے بعد رانا سانگا اور اس کے داماد رائے مل نے شکست قبول کی اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

سلطان نے کچھ دور تک بڑی شدت اور بڑی قہرنیت سے ان کا تعاقب کیا اس کے بعد سلطان اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ آیا جہاں جنگ ہوئی تھی چونکہ سلطان کے آتے ہی رانا سانگا نے جنگ کرنے کی ابتدا کر دی تھی اور سلطان کو وقت نہیں دیا تھا کہ سلطان اپنے خیمے نصب کر کے اچھی طرح پڑاؤ کرے چنانچہ اس جگہ پہنچنے کے بعد سلطان نے سب سے پہلے خیمے نصب کرنے کا حکم دیا زخمیوں کو خیموں میں منتقل کر کے اور ان کی دیکھ بھال کا کام شروع کر دیا گیا ساتھ ہی لشکر کے ایک حصے کو چوکس کر دیا گیا تاکہ دشمن ان کی غفلت سے فائدہ اٹھانے کی خاطر پھر پلٹ کر ان پر حملہ آور نہ ہو جائے۔

جنگ کی وجہ سے ان علاقوں کا کافی نقصان ہوا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

تھا اس بنا پر سلطان مظفر چاہتا تھا کہ کچھ عرصہ قیام کر کے تباہ محبتوں اور قصبوں کی پھر سے آبادکاری کا سلسلہ شروع کردے اس بنا پر اپنے لشکر کے ساتھ اس نے وہیں پڑاؤ کرلیا تھا۔

دوسری طرف رانا سانگا شکست اٹھا کر واپس اپنے مرکزی شہر پہنچا اور دو دن بعد اس نے اپنے راج محل میں اپنے سارے سالاروں اور امراء کا اجلاس طلب کرلیا تھا جب سب لوگ اس کے پاس جمع ہوگئے تب سب سے پہلے تو رانا سانگا نے سلطان مظفر کے لشکر کے ہاتھوں اپنی شکست اور ناکامی کے دکھ کا اظہار کیا اور اپنے سالاروں سے یہ رائے طلب کی کہ سلطان مظفر کے لشکریوں کے سامنے رانا سانگا کے لشکری بددل ہوچکے ہیں اور ان کا مقابلے کرتے ہوئے کتراتے ہیں جس کی بنا پر ہر موقع پر انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے چونکہ شروع سے ہی سلطان مظفر کے سالار قیصر خان کے ہاتھوں پے در پے شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اور ساتھ ہی ایک موقع پر رانا سانگا کے سیناپتی رنبیر سنگھ کی بھی گردن کاٹ دی تھی اس لیے سلطان مظفر کے لشکریوں کی ایک طرح سے رانا سانگا کے لشکر پر دھاک اور خوف بیٹھا ہوا ہے۔

اپنے سالاروں اپنے امراء سے یہ ساری باتیں سننے کے بعد رانا سانگا نے ان کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا کہ کسی طرح اگر ہمیں ایک موقعہ پر بھی سلطان مظفر کے لشکر کے مقابلے میں اچھی فتح اور کامیابی نصیب ہوجائے تو اس کے لشکریوں کے حوصلے بلند ہوسکتے ہیں اور پھر آنے والے دور میں وہ سلطان مظفر کے لشکر کو ایک شکست کے بعد دوسری شکست سے دوچار کرسکتے ہیں۔

رانا سانگا کے ان الفاظ کے جواب میں کچھ دیر تک راج محل مین گہری خاموشی طاری رہی یہاں تک کہ پھر میدنی رائے نے رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

”رانا میرے ذہن میں اس وقت ایک ایسی تجویز ہے جس سے ہمارے لیے فتح مندی اور کامیابی کے دروازے کھل سکتے ہیں۔“

میدنی رائے کے ان الفاظ پر سارے امراء اور سالار ہی نہیں رانا سانگا بھی چونکا تھا پھر اس نے میدنی رائے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

”میدنی رائے تمہارے پاس اگر ایسی کوئی تجویز ہے تو کہو اس پر عمل کیا جائے گا تاکہ ہم ماضی کی اپنی شکستوں کے داغ دھو سکیں۔“

میدنی رائے کے چہرے پر اس وقت بڑی مکروہ مسکراہٹ تھی اپنے ہونٹوں پر اس نے زبان پھیری پھر وہ عیارانہ لہجہ میں رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”رانا‘ مالوہ کو ہم نے فتح کرلیا تھا لیکن برا ہو حالات اور وقت کا کہ جب مالوہ کا سلطان محمود خلجی بھاگ کر گجرات چلا گیا اس وقت تو ہم بڑے مطمئن تھے کہ سلطان محمود خلجی اب دوبارہ مالوہ کا رخ نہیں کرے گا اور مالوہ کا سارا علاقہ ہمارا ہوگا اور ہم وہاں آرام وچین سے حکومت کریں گے لیکن سلطان مظفر کے لشکر نے سارے معاملے کو بگاڑ کر رکھ دیا اور ہمیں شکست دے کر مالوہ میں سلطان محمود کی حکومت کو بحال کردیا۔

میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس وقت سلطان محمود خلجی مالوہ میں لشکر کی تربیت اور تیاری کے عمل سے گزار رہا ہے یہ ایک طویل عمل ہے جس کے بعد ہی وہ کوئی اچھی طاقت اور قوت پکڑ سکتا ہے اگر ہم اس وقت مالوہ پر لشکر کش کردیں اور مالوہ کو فتح کر کے سلطان محمود خلجی کا کام تمام کردیا جائے اور وہاں اپنی حکومت قائم کرلی جائے تو یہ ہمارے حق میں بہتر ہوگا اس لیے کہ ماضی میں صرف میں اور میرا بیٹا مالوہ میں حملہ آور دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے ہیں گو آپ نے ہماری مدد خوب کی تھی لیکن خفیہ طور پر کی تھی اور یہ ظاہر نہیں ہوا تھا کہ آپ کے لشکری بھی ہمارے ساتھ کام کررہے ہیں اس موقعہ پر جب ہم مالوہ کو فتح کرلیں سلطان محمود خلجی کا خاتمہ کرلیں تو مالوہ میں ایک بڑا اور ایک بہترین لشکر رکھا جائے اور مزید لشکر

تیار کیے جائیں ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گا کہ اپنی ماضی کی غلطیوں کو نہ دہرایا جائے ماضی میں رانا آپ اپنا لشکر کے ساتھ اجین میں قیام رکھے ہوئے تھے اگر آپ اپنے اس لشکر کے ساتھ مالوہ کی طرف پیش قدمی کرتے تو بھی صورت حال مختلف ہوتی اور اگر ایسا آپ نہ بھی کرتے اور اپنے لشکر کے ساتھ آپ سلطان مظفر کے مرکزی شہر کا رخ کرتے تب بھی مالوہ کی طرف بڑھتے ہوئے سلطان مظفر کے لشکریوں کے قدم رک جاتے‘ وہ اپنے مرکزی شہر کی حفاظت کی طرف توجہ دیتے ایسی صورت میں مالوہ کے اندر ہمیں اپنی حالت مضبوط مستحکم کرنے کا موقع مل جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔

اب میں چاہتا ہوں کہ مالوہ پر فی الفور حملہ کردیا جائے اس وقت سلطان مظفر ایدر میں اپنے سالاروں اور امراء کے ساتھ وہاں کے حالات درست کرنے میں مصروف ہے اس سے فائدہ اٹھا کر ہم مالوہ پر قبضہ کر کے سلطان محمود خلجی کا خاتمہ کرسکتے ہیں اور جب یہ خبریں سلطان مظفر کے پاس پہنچے اگر وہ مالوہ پر حملہ آور ہونا چاہے تب اس پر دو طرف سے حملہ کیا جائے ایک مالوہ کی طرف سے دوسرا آپ کی طرف سے ایسی صورت میں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ فتح ہماری ہوگی‘ اس لیے کہ مالوہ کو فتح کرنے کے بعد آپ کے لشکریوں کے حوصلے بلند ہوجائیں گے اور وہ جان جائیں گے کہ اگر وہ ہمت جرات مندی سے کام لیں تو فتح ان ہی کی ہے لہٰذا مالوہ کی فتح کے بعد اگر سلطان مظفر ہمارے مقابل آتا ہے تو ہمارے لشکریوں کے حوصلے بڑھے ہوں گے وہ بڑی ہمت اور بے جگری سے مقابلہ کریں گے جس کی بنا پر ہم اپنی فتح کو یقینی بنا سکتے ہیں۔“

میدنی رائے مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بیچ میں رانا سانگا بول اٹھا اور کہنے لگا۔

”میدنی رائے تمہاری تجویز بہت اچھی ہے اس پر عمل بھی کیا جاسکتا ہے لیکن میں تمہاری ایک تجویز سے اتفاق نہیں کرتا پہلی بات یہ کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر یہاں سے کوچ کیا جائے گا اور مالوہ پر حملہ کیا جائے گا یہ ایک عمدہ تجویز ہے جو تم نے پیش کی ہے اور مالوہ کی فتح سے ہمارے لشکریوں کے حوصلے یقیناً بڑھیں گے۔

تمہاری جس تجویز پر عمل نہیں کیا جاسکتا وہ یہ ہے کہ سلطان محمود خلجی کی شکست کے بعد جب اسے گرفتار کیا جائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ قیدی بنا لیا جائے گا اگر ہم نے سلطان محمود کو قتل کردیا تو میدنی رائے یاد رکھنا آنے والے دور میں گجرات کے سلطان مظفر کا سب سے بڑا کام اور اس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہی رہے گا کہ مجھے اور تمہیں دونوں کو زندہ گرفتار کر کے ہمارے سر قلم کردیے جائیں اور میں تمہیں یہ بھی کہوں کہ اس وقت سلطان مظفر کے پاس ایسے سالار ہیں جو یہ کام کرگزریں گے مثال طور پر قیصر خاں ہے جس نے جنگ میں ہمارے سیناپتی رنبیر سنگھ کی گردن کاٹ دی تھی لہٰذا سارے لشکریوں کو یہ حکم جاری کردیا جائے گا کہ جو بھی سلطان محمود خلجی کو گرفتار کرے اسے کوئی ضرر نہ پہنچائے بلکہ اسے گرفتار کر کے میرے پاس لایا جائے۔“

رانا سانگا کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا تھا لہٰذا پورا ایک ہفتہ تیاری کی گئی اس کے بعد رانا سانگا نے اپنے لشکر کے ساتھ مالوہ کا رخ کیا تھا‘ میدنی رائے رانا سانگا کا بیٹا رتنسی بھوج نرمل کرشن دیو اور دوسرے چھوٹے بڑے سالار سب لشکر میں شامل تھے اس طرح رانا سانگا نے بڑے طوفانی انداز میں مالوہ کا رخ کیا تھا۔

رانا سانگا نے اپنے اس کوچ کو ایک طرح سے راز میں رکھا تھا مالوہ کی طرف اس نے پیش قدم ان راستوں سے کی تھی جو کم نام تھے جن پر کوئی تجارتی کارواں یا مسافر سفر نہ کرتے تھے اس بنا پر اس کے لشکر کی اس پیش قدمی کی اطلاع آس پاس اور اردگرد کے علاقوں میں نہ پھیلی تھی اسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رانا سانگا بڑی برق رفتار سے مالوہ کی حدود میں داخل ہوا تھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

دوسری طرف سلطان محمود خلجی کو جب خبر ہوئی کہ رانا سانگا اس پر حملہ آور ہونے کے لیے آرہا ہے تب بڑی تیزی اور بڑی جلدی سے اس نے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دی اور جس قدر لشکر اس وقت اس کے پاس تھا اسے لے کر اس نے اپنی سرحدوں کی طرف پیش قدمی کی ایک طرح سے وہ خم ٹھونک کر رانا سانگا کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو گیا تھا۔

یوں مالوہ کی سرزمینوں میں رانا سانگا اور سلطان محمود خلجی کے لشکر دونوں آمنے سامنے آئے تو انہوں نے وہاں پڑاؤ کر لیا تھا ایک دن تک دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑے تھے اگلے دن رانا سانگا نے اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

دونوں لشکر آخر کار ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہونے لگے اور لشکریوں کے اندر جنگ کے طبل بجنے لگے تھے ایسے موقعہ پر رانا سانگا اپنے لشکر کے سامنے آیا اس کے ساتھ اس کا پتی کرشن دیو بھوج نرمل اس کا بیٹا رتنسی میدنی رائے اور کچھ دوسرے سالار تھے۔

سب کھڑے ہو کر اپنے سامنے سلطان محمود خلجی کے لشکر کا جائزہ لینے لگے سلطان محمود نے چونکہ نیا نیا لشکر تیار کیا تھا اس نے اپنے لشکر کا سپہ سالار بھی نیا مقرر کیا تھا جس کا نام آصف تھا چنانچہ سلطان محمود خلجی نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا اور دوسرا اس نے اپنے سالار آصف کے حوالے کیا تھا' اس طرح اپنے پورے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے سلطان محمود خلجی نے رانا سانگا ٹکرانے کا عزم کیا تھا۔

رانا سانگا کچھ دیر تک گہری نگاہوں سے سلطان محمود کے لشکر کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے لشکر کی تقسیم کا جائزہ لیتا رہا پھر اپنے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سلطان محمود خلجی کے لشکر کا جائزہ تم بھی لے چکے ہو لشکر کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک حصہ کے سامنے وہ خود آیا ہے دوسرے حصے کے سامنے اپنے کسی سالار کو اس نے مقرر کیا ہے لہٰذا میں بھی چاہتا ہوں کہ ہم بھی لشکر کو دو حصوں میں تقسیم رکھیں ایک حصہ میرے پاس رہے گا' میدنی رائے اور میرا بیٹا رتنسی میرے ساتھ رہے گا دوسرے حصے کی کمانداری سیناپتی کرشن دیو کے ہاتھ میں ہوگا اور بھوج نرمل اس کے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔"

چنانچہ اپنے لشکر کی اس ترتیب کو آخری شکل دینے کے بعد آخر رانا سانگا نے اپنے لشکر کو دور تک پھیلتی کرب کی ریت مسلسل عذاب لمحوں' تلاطم خیز وحشی لہروں کی طرح آگے بڑھایا پھر وہ سلطان محمود خلجی کے لشکر پر کوہستانوں کی وحشت ناکیوں میں بربادیوں کا کھیل کھیل کر قدم اکھاڑتے طوفانوں الفاظ معانی کو شکن شکن قلب و جگر کو ریزہ ریزہ کرتی زمین کی ان بجھی پیاس ضبط کی ساری توانائی ختم کر کے چاروں طرف دکھ کے گرانبار ڈھیر بربریت کی دھڑکنیں کھڑی کرتی رسم ابلیسی کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

جوابی کاروائی کرتے ہوئے سلطان محمود خلجی بھی سانسوں کی آمد و رفت کے کشکول میں موت مرگ کے سکے گراتے قضا کے اندھے غبار خواہشوں کی خام خیالیوں کو زرد پتوں کی کہانیوں میں بدلتے تباہی کے کالے سمندر چہروں کو پریشان روحوں کو ویران کرتے ملال و حزن کے بگولوں اور چیختی چلاتی اذیتوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

مالوہ کی سرزمینوں میں نیلے آسمان تلے زمین کی الجھنیں ظلم کی طیلسان پھیلانے لگی تھیں جبر کے سوکھے موسم سیاہ لمحوں کی داستانیں چہروں کی پریشانیاں اپنا رنگ جمانے لگی تھیں میدان جنگ کے اندر قضا اپنی پوری رعونیت موت اپنی پوری نحوست کے ساتھ رقص کرنے لگی تھی۔

رانا سانگا نے جب دیکھا کہ سلطان محمود خلجی ان کے مقابلے میں ڈٹ گیا ہے اور شکست قبول ہی نہیں کرتا' اس نے یہ بھی دیکھا کہ تعداد میں کم ہونے کے باوجود سلطان محمود خلجی سر پر کفن باندھ کر جنگ میں حصہ لے رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اپنے لشکریوں کو للکار رہا تھا۔ رانا سانگا پریشان تھا کہ سلطان محمود خلجی نے رانا سانگا کے لشکر کو آگے نہ بڑھنے دیا تھا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رانا سانگا کچھ پریشان ہوا چونکہ اس کے لشکر کی تعداد زیادہ تھی لہٰذا اس نے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کر کے اس کی کمانداری اپنے سیناپتی کرشن دیو کو دی اور اسے حکم دیا کہ وہ سلطان محمود خلجی کے لشکر کے ایک پہلو پر حملہ آور ہو جائے۔

چنانچہ کرشن دیو جب اپنے لشکر کے بڑے حصے سے علیحدہ ہو کر ایک دم سلطان محمود خلجی کے لشکر کے پہلو پر حملہ آور ہوا تب سلطان محمود خلجی کا لشکر افراتفری کا شکار ہوا' اس کے لشکر کی صفیں درہم برہم ہونا شروع ہو گئی جنگی تنظیم بڑی تیزی سے خراب ہونے لگی تھیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سلطان محمود خلجی کو رانا سانگا کے مقابلے میں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور سلطان محمود خلجی کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔

رانا سانگا نے سلطان محمود خلجی کو گرفتار کرنے کے بعد نقصان نہیں پہنچایا بلکہ قیدی اور اسیر بنا لیا تھا اور اس کے ساتھ سلوک بھی اچھا کیا تھا اس کی آؤ بھگت اور اس کی تواضع ہونے لگی تھی۔ اس طرح رانا سانگا اور میدنی رائے نے مل کر مالوہ کی سرزمینوں پر قبضہ کر لیا تھا سلطان محمود خلجی کو گرفتار کر کے اور کڑا پہرا لگا دیا گیا تھا۔

یہ سارے کام سرانجام دینے کے بعد رانا سانگا بڑے جوش اور ولولے سے مالوہ کے مرکزی شہر مانڈو میں داخل ہوا اس کے داخلہ کے وقت شہر کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا شہر میں داخل ہونے کے بعد رانا سانگا نے اپنے سارے سالاروں اور اس وقت جو اس کے لشکر میں امراء شامل تھے ان کو اپنے پاس بلایا جب سب جمع ہو گئے تب رانا سانگا نے انہیں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"ہم نے جو تجویز مرتب کی تھی اس میں ہم کامیاب ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس فتح مندی کی وجہ سے ہمارے لشکریوں حوصلے بلند ہوئے ہیں اور اپنی تجویز کے مطابق ہم نے سلطان محمود خلجی کو شکست دے کر اسے زندہ گرفتار بھی کر لیا ہے اب ہمیں پہلے کی نسبت زیادہ محتاط رہنا ہوگا۔

پہلی بات یہ کہ سلطان محمود خلجی کی گرفتاری اور مالوہ پر ہمارے قبضہ کی خبریں جب سلطان مظفر کو پہنچ گئیں تو یاد رکھنا وہ ضرور حرکت میں آئے گا اور مالوہ کے ان حالات کا ہم سے انتقام لینے کی کوشش کرے گا ایسی صورت میں ہمارا ردعمل اور ہمارا لائحہ عمل یہ ہوگا کہ ہمارے لشکر کا ایک حصہ تو مالوہ میں ہی رہے گا اور اس لشکر کا مقابلہ کرے گا جو لشکر سلطان مظفر کی طرف سے حملہ آور ہونے کے لیے آئے گا اور لشکر کا دوسرا حصہ بڑی رازداری کے ساتھ گم نام راستوں سے ہوتا ہوا سلطان مظفر کے مرکزی شہر کا رخ کرے گا جب ایسا ہوگا تو ردعمل ہمارے سامنے آئیں گے۔

اول یہ کہ سلطان محمود کی رہائی اور مالوہ دوبارہ اسے دلانے کے لیے سلطان مظفر کا لشکر مالوہ کی طرف پیشقدمی کرتا رہے گا ایسی صورت میں ہمارا دوسرا لشکر آگے بڑھ کر سلطان مظفر کے مرکزی شہر پر حملہ آور ہو کر اگر شہر پر قبضہ نہ کر سکا تو شہر کو نقصان پہنچا کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتا ہے اور اگر شہر پر قبضہ ہو گیا تو یوں جانو سلطان مظفر کا بھی قصہ پاک اسے ہم اس کے بعد ہیں قدم جمانے نہیں دیں گے۔

اور اگر سلطان مظفر کے مخبروں کو اطلاع ہو جاتی ہے کہ ہمارے لشکر کا ایک حصہ اس کے مرکزی شہر کا رخ کیے ہوئے ہے اور اس کا لشکر مالوہ کی بجائے اس لشکر سے نمٹنے کے لیے جاتا ہے تب یہ خبر اس لشکر کو پہنچے گی جہاں وہ ہوگا وہی رک جائے گا اور جب ہمارے مخبر اس سے اطلاع دیں گے کہ سلطان مظفر کا لشکر پندرہ بیس میل کے فاصلے پر رہ گیا ہے تب ہمارے لشکر کا وہ حصہ بڑی تیزی سے پلٹ کر ہمارے پاس آجائے گا اس طرح وقتی طور پر ہم سلطان مظفر کے حملوں سے بچ جائیں گے اس کے بعد بھی اگر سلطان مظفر نے پھر مالوہ کا رخ کیا تو ہم وہی کام کریں گے یعنی لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

حصے کو یہاں رکھے گا اور دوسرا کو اس کے مرکزی شہر کی طرف روانہ کریں گے جب ہم بار بار ایسا کریں گے تو یاد رکھنا سلطان مظفر ہمیشہ کے لیے مالوہ کو فراموش کر دے گا اور اپنے علاقوں کی حفاظت تک محدود رہ جائے گا جب یہ کام ہو جائے گا تب سلطان محمود خلجی کو کچھ دن زندان میں ڈال دیں گے اور مالوہ پر اپنی حکومت اور اپنی راج کو مضبوط اور مستحکم کر لیں گے۔"

رانا سانگا کے سارے سالاروں اور امراء نے اس سے اتفاق کیا تھا لہٰذا احتیاط کے طور پر پہلے ہی رانا سانگا نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

☆☆

سلطان مظفر نے ابھی تک لشکر کے ساتھ ایدر کے علاقوں میں قیام کیے ہوئے تھا کہ اس کے مخبر اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مالوہ پر رانا سانگا کے حملے سلطان محمود خلجی کی شکست اور اس کی گرفتاری اور اس کے سپہ سالار آصف کے بیٹے تک جنگ میں کام آنے کی خبریں کہہ دی تھیں۔

یہ خبریں سن کر سلطان مظفر اور اس کے سارے سالار اور امراء پریشان ہو گئے تھے یہاں تک کہ اس مخبر نے پھر سلطان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"سلطان محترم رانا سانگا نے مالوہ پر تو قبضہ کر لیا ہے سلطان محمود خلجی کی شکست کے بعد وہ مانڈو شہر میں آیا تھا۔

لیکن اب پھر وہ مانڈو شہر سے نکل کر ایک مناسب جگہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر چکا ہے سلطان محترم ہمارے خلاف بھی رانا سانگا نے ایک جنگی منصوبہ بندی تیار کر رکھی ہے رانا سانگا نے اپنے سالاروں اور اپنے امراء کے ساتھ مشورہ کیا تھا کہ مالوہ کو تو ہم نے فتح کر لیا ہے اگر یہ خبریں سن کر سلطان مظفر اپنے کسی لشکر کو مالوہ پر حملہ آور ہو کر سلطان محمود خلجی کو بحال کرنا چاہتے ہیں تو پھر رانا سانگا سے کہنا تھا کہ وہ اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرے گا ایک حصہ اس لشکر کا مقابلہ کر کے مالوہ کا دفاع کرے گا جو لشکر مالوہ پر حملہ آور ہونے کے لیے پیش قدمی کرے گا اور اس کے لشکر کا دوسرا حصہ ہمارے مرکزی شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے بڑھے گا اس طرح ایک ہی وقت میں رانا سانگا دو فوائد حاصل کرنا چاہتا ہے اس کا خیال ہے کہ جب اس کے لشکر کا ایک حصہ ہمارے مرکزی شہر کی طرف بڑھے گا تو جو لشکر مالوہ کی طرف بڑھ رہا ہوگا اس کے قدم رک جائیں گے کہ ہمارے مرکز پر حملہ ہو گیا ہے اور اگر ہمارے لشکر جو مالوہ کی طرف پیشقدمی کر رہا ہوگا نہ رکا تب رانا سانگا کا دوسرا لشکر ہمارے مرکزی شہر پر حملہ آور ہو کر فتح کرنے کی کوشش کرے گا اگر ایسا نہ کر سکا تو وہ شہر کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا اور شہر کے اردگرد جو آبادیاں ہیں وہاں تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تو اس موقعہ پر سلطان مظفر کے چہرے پر قہر اور غصہ بھری مسکراہٹ سی نمودار ہوئی تھی کچھ دیر گہری سوچوں میں ڈوبا رہا پھر اپنے سالاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"جو کچھ مخبر نے کہا ہے تم لوگ سن چکے ہو میں سمجھتا ہوں اس رانا سانگا کا کوئی بڑا بندوبست کرنا پڑے گا یہ دن بہ دن پھیلنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سلطان مظفر جب خاموش ہوا تو تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں بول اٹھا۔

"سلطان محترم رانا سانگا اگر اپنا لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے ایک حصہ وہ مالوہ میں رکھتا ہے تاکہ اس لشکر کا مقابلہ کرے جو لشکر ہماری طرف سے مالوہ کا رخ کرے گا اور دوسرے لشکر کے ساتھ وہ ہمارے مرکزی شہر کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے سلطان محترم ہم کیوں نہ ایسا قدم اٹھائیں جس سے رانا سانگا کے ساتھ جنگ کی نوبت ہی نہ آئے اور رانا سانگا بوکھلا کر انتہائی پریشانی اور فکرمندی میں مالوہ کی حکومت سلطان محمود خلجی کے حوالے کرنے کے بعد بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ جائے۔"

قیصر خاں جب خاموش ہوا تب سلطان مظفر کچھ دیر تک مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

"قیصر خاں میں جانتا ہوں تم ایسا کر گزرو گے اور بیٹے ذرا اس کی تفصیل بتاؤ کہ کیسے اور کس طرح بغیر جنگ اور لڑائی کے رانا سانگا سلطان محمود خلجی کو اس کے علاقوں پر بحال بھی کر دے اور پھر اپنے سارے لشکر کو سمٹ کر اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ جائے۔"

سلطان مظفر کے اس استفسار پر قیصر خاں نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"سلطان محترم رانا سانگا نے اس وقت اپنے بہت بڑے لشکر کے ساتھ مالوہ کی سرزمینوں میں قیام کیا ہوا ہے میں چاہتا ہوں جو لشکر اس سے پہلے میرے اور اعتماد خاں کے ساتھ کام کرتا رہا ہے وہ لشکر میں اور اعتماد خاں لے کر یہاں سے کوچ کرتے ہیں اور رانا سانگا کے مرکزی شہر کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں یہ پیش قدمی بڑی آہستہ روی سے کی جائے گی ساتھ ہی ہمارے کوچ سے قبل مالوہ کی سرزمینوں تک یہ خبریں پہنچا دی جائیں گی کہ سلطان محمود خلجی کی مدد کے لیے سلطان مظفر کی طرف سے کوئی لشکر مالوہ کا رخ نہیں کر رہا بلکہ سلطان مظفر کا ایک لشکر بڑی تیزی اور برق رفتاری سے رانا سانگا کے مرکزی شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے پیش قدمی کر رہا ہے۔

سلطان محترم مالوہ کی سرزمینوں میں جب رانا سانگا کو یہ خبر ہوگی کہ سلطان مظفر کا تو کوئی لشکر مالوہ کا رخ نہیں کر رہا بلکہ سلطان نے اس کے مرکزی شہر پر ضرب لگانے کا فیصلہ کر لیا ہے تب رانا سانگا اپنے پورے لشکر کو سمٹ کر اپنی سرزمینوں کی طرف بھاگے گا اور یقیناً مالوہ کا علاقہ سلطان محمود خلجی کے حوالے کر دے گا۔

اس کے علاوہ بھی وہ ایک قدم اٹھا سکتا ہے جب اسے خبر ہوگی کہ ہمارا ایک لشکر اس کے مرکزی شہر کا رخ کر رہا ہے تب وہ اپنے لشکر کا کوئی حصہ مالوہ میں ہی چھوڑ سکتا ہے اور باقی لشکر کو لے کر وہ اپنے مرکزی شہر کے دفاع کے لیے واپس جے پور کا رخ کر سکتا ہے دونوں صورتوں میں ہمارا فائدہ ہوگا جب ہمارے مخبر یہ اطلاع دیں گے کہ رانا سانگا مالوہ سے نکل کر بڑی تیزی سے اپنی سرزمینوں کا رخ کر رہا ہے تب میں اور اعتماد خاں دونوں اپنے لشکر کو لے کر واپس آ جائیں گے اس طرح میرے خیال میں بڑی آسانی کے ساتھ ہم رانا سانگا کو مالوہ سے نکلنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔"

سلطان مظفر نے قیصر خاں کی اس تجویز پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا تھا باقی سارے سالاروں اور امراء نے بھی اسے پسند کیا تھا چنانچہ چند دن تک اپنی تیاری کو آخری شکل دینے کے بعد قیصر خاں اور اعتماد دونوں اپنے لشکر کو لے کر اپنے مرکزی شہر سے کوچ کر گئے تھے۔

قیصر خاں اور اعتماد خاں کے کوچ سے پہلے جو مخبر سلطان مظفر نے مالوہ کی سرزمینوں کی طرف روانہ کیے تھے انہوں نے وہاں یہ خبریں مشہور کر دی تھیں کہ سلطان مظفر کی طرف سے کوئی بھی لشکر سلطان خلجی کی مدد کے لیے مالوہ کا رخ نہیں کر رہا بلکہ سلطان کا ایک بہت بڑا لشکر جس کی کمانداری اس کا سالار قیصر خاں کر رہا ہے وہ رانا سانگا کے مرکزی شہر کی طرف بڑھا ہے۔

یہ خبریں سن کر رانا سانگا کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی لہٰذا اس نے اس موقع پر کچھ سوچتے ہوئے محمود خلجی کو اس کے منصب پر بحال کیا اس کے بعد رانا سانگا نے جب یہ سنا کہ سلطان مظفر کا سالار قیصر خاں اس کے مرکزی شہر کی طرف بڑھا ہے تب اسے یقین ہو گیا کہ قیصر خاں اگر اس کے مرکزی شہر کے قریب پہنچ گیا تو یقیناً اس کا مرکزی شہر خطرے میں پڑ جائے گا اور قیصر خاں اسے فتح کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

یہ خبریں سننے کے بعد رانا سانگا کا برتاؤ سلطان محمود خلجی کے ساتھ یکسر ہی بدل گیا مورخین لکھتے ہیں کہ رانا سانگا اور راجپوت لشکریوں نے سلطان محمود کی بے حد تعریف کرنا شروع کی اس کی بہادری کو بہت سراہنے لگے یہاں تک کہ رانا سانگا فوراً حرکت میں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

آیا' اس نے سلطان محمود خلجی کی بڑی عزت افزائی کی وہ اسے اس کے مرکزی شہر مانڈو لے گیا اور اسے اس کے منصب پر بٹھانے کے بعد مورخین لکھتے ہیں خود رانا سانگا بڑی عاجزی کے ساتھ اس کے سامنے دست بدستہ کھڑا ہوا اس کے علاوہ رانا سانگا نے محمود خلجی کا علاج بھی کروایا کیونکہ وہ زخمی ہو گیا تھا۔

رانا سانگا کے ساتھ جنگ میں وہ سلطان محمود خلجی کے بہت لشکری دشمن کے ہاتھوں مارے گئے تھے' سلطان محمود خلجی اپنی فطری بہادری کی وجہ سے دشمن کا مردانہ وار مقابلہ کرتا رہا تھا جنگ جس وقت بڑھک اٹھی تھی تب سلطان محمود خلجی نے اپنے گھوڑے کو بڑھایا اور دشمن کی صفیں چیرتا ہوا آگے بڑھ گیا' اس نے بجلی کی تیزی کے ساتھ بے شمار راجپوتوں کو قتل کیا چنانچہ جنگ کے دوران بھی راجپوت سلطان محمود کی بہادری پر عش عش کر اٹھے تھے جب تک سلطان محمود خلجی میں طاقت رہی وہ لڑتا رہا اس کے جسم پر بے شمار زخم آئے اس نے ان کی پرواہ نہ کی اور برابر جنگ کرتا رہا جہاں تک کہ راجپوتوں نے اس کو گھیر کر گھوڑے سے گرا دیا اور گرفتار کر لیا' یوں سلطان محمود بری طرح زخمی ہوا تھا۔

چنانچہ رانا سانگا نے اسے اب اہمیت دینا شروع کی اس کا بہترین علاج کروایا اسے مانڈو شہر میں اس کے منصب پر بٹھایا اپنے لشکر کا ایک حصہ مالوہ کی حفاظت کے لیے اس نے مالوہ میں چھوڑا اور باقی لشکر کو لے کر وہ بڑی تیزی اور برق رفتاری سے اپنے مرکزی شہر کی حفاظت کے لیے کوچ کر گیا تھا۔

یہ ساری خبریں قیصر خاں اور اعتماد خاں کو بھی مل گئی تھیں چنانچہ ان کے مخبروں نے جب یہ اطلاع دی کہ رانا سانگا نے اپنے لشکر کا ایک حصہ تو مالوہ میں ہی چھوڑا ہے تاکہ مالوہ پر اس کی گرفت جاری رہے جب کہ لشکر کے بڑے حصے کو لے کر وہ اپنے مرکزی شہر کی طرف چلا گیا ہے تب قیصر خاں اور اعتماد خاں اپنے لشکر کو لے کر واپس اپنے مرکزی شہر کی طرف ہو لیے تھے۔

جب وہ محمد نگر میں داخل ہوئے تب سلطان مظفر نے اپنے سالاروں امراء کے ساتھ بہترین انداز میں ان کا استقبال کیا اور لشکریوں کو آرام کرنے کا حکم دیا گیا تھا جب کہ سلطان مظفر قیصر خاں اور اعتماد خاں اور دیگر سالاروں اور امراء کو اپنے قصر میں لے گیا تھا جب سب قیصر کے کمرے میں بیٹھ گئے تب سلطان نے ایک توصیفی نگاہ قیصر خاں پر ڈالی اور کہنے لگا۔

"قیصر خاں میرے بیٹے تم نے جو منصوبہ بندی کی تھی اس میں ہم مکمل طور پر کامیاب ہوئے ہیں جنگ لڑے بغیر رانا سانگا اپنے لشکر کے ایک بہت بڑے حصے کو لے کر اپنے مرکزی شہر کی طرف چلا گیا ہے لیکن اپنا ایک لشکر وہ مالوہ پر گرفت جاری رکھنے کے لیے چھوڑ گیا ہے۔"

سلطان مظفر کے ان الفاظ کے جواب میں قیصر خاں بولا اور کہنے لگا۔

"سلطان محترم آپ کی اجازت ملنے کے بعد میں اپنے لشکر کو صرف تین دن یہاں روکنے اور آرام کرنے کا موقعہ فراہم کروں گا' اس کے بعد میں اور اعتماد خاں دونوں یہاں سے مالوہ کی طرف کوچ کریں گے رانا سانگا نے جو لشکر وہاں چھوڑا ہے اس پر حملہ آور ہوں گے مجھے امید ہے ہم اس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے جب ایسا ہو جائے گا تو وہ علاقہ سلطان محمود خلجی کے حوالے کرنے کے بعد ہم واپس آ جائیں گے۔"

سلطان مظفر کے علاوہ دیگر سالاروں نے بھی اس سے اتفاق کیا تھا چنانچہ تین دن بعد قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں اپنے لشکر کو لے کر مالوہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

مالوہ کا دفاع کرنے کے لیے سلطان محمود خلجی نے جو لشکر تیار کیا تھا وہ پھر تباہ برباد ہو گیا تھا اس سے پہلے اس کے لشکر کو میدانی رائے اور رانا سانگا کے متحد لشکر کے ہاتھوں جو نقصان اٹھانا پڑا تھا اس کا لشکر تقریباً ختم ہو کر رہ گیا تھا اور اب جو ایدر میں سلطان مظفر کی کو دیکھتے ہوئے رانا سانگا مالوہ پر حملہ آور ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا یہ دوسری بار تھی سلطان محمود خلجی کا لشکر ختم ہوا۔

چنانچہ ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رانا سانگا نے اپنی طرف سے وہاں ایک لشکر متعین کر دیا تھا لشکر کافی بڑا تھا اور اس کے ذمہ دو کام لگائے تھے پہلا یہ کہ سلطان محمود خلجی پر گہری نگاہ رکھی جائے اور اسے کوئی بڑا لشکر تیار کرنے کا موقعہ نہ دیا جائے۔

دوسرا یہ کہ مالوہ پر اگر سلطان محمود خلجی کی میں کوئی لشکر حملہ آور ہوتا ہے تو اس کا مکمل طور پر صفایا کر کے رکھ دیا جائے تاکہ آنے والے دور میں کسی کو مالوہ پر حملہ آور ہونے کی جرات نہ ہو۔

☆☆

رانا سانگا کے اسی لشکر کو لوٹنے کے لیے قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ مالوہ کی طرف بڑھے تھے ایک بستی کے قریب قیصر خاں نے لشکر کو رکنے اور وہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا تھا اس موقع پر ایک اعتماد خاں قیصر خاں کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"قیصر خاں میرے بھائی یہاں روکنے کی کوئی وجہ ہے ورنہ تو ہمیں تو آگے مالوہ کی طرف بڑھنا چاہیے جہاں تک لشکر کے ستانے اور آرام کرنے کا تعلق ہے تو پچھلی منزل پر ہم پورا ایک دن اور رات لشکر کو آرام کرنے کا موقع فراہم کر چکے ہیں۔"

اعتماد خاں اس سے آگے بھی کچھ کہنا چاہتا تھا کہ مسکراتے ہوئے قیصر خاں نے اس کی بات کاٹی اور کہنے لگا۔

"اعتماد خاں میرے بھائی تمہارا کہنا درست ہے جس بستی کے قریب میں نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا کہا ہے اس بستی میں میرے کچھ جاننے والے ہیں پڑاؤ میں نے ان سے ملنے کے لیے کیا ہے' یوں جانو وہ میرے محسن ہیں اعتماد خاں میرے بھائی تمہیں یاد ہو گا کہ جب تاجروں کے قتل کے سلسلے میں میں اور تم دونوں سلطان کے نگاہوں میں بے گناہ ثابت ہوئے تھے تمہیں تو سلطان نے رانا سانگا کے علاقوں کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا تھا اور مجھے ادھر محمود خلجی کے حوالے جانے کے لیے روانہ کیا تھا یہاں میں نے جو سامنے بستی دکھائی دے رہی ہے اس کے ٹھاکر کے ہاں قیام کیا تھا میرے بھائی میں تھوڑی دیر کے لیے ٹھاکر سے ملنا چاہتا ہوں اس کے بعد یہاں سے کوچ کر جائیں گے میری غیر موجودگی میں تم لشکر کا دھیان رکھنا۔"

اعتماد خاں نے اس سے اتفاق کیا تھا چنانچہ اسی وقت قیصر خاں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا سامنے دکھائی دینے والی بستی کی طرف ہو لیا تھا۔ وہ بستی ٹھاکر کلیاں مل تھی اس کے ہاں شروع میں قیصر خاں نے قیام کیا تھا۔

کلیان مل کی حویلی کے قریب جا کر قیصر خاں نے اپنے گھوڑو کو باندھا پھر آگے بڑھ کر اس نے کلیان مل کی حویلی کے دروازے پر دستک دی تھی۔

پہلی ہی دستک کے بعد کلیان مل کے بیٹے مترا سین نے دروازہ کھولا' دروازے پر قیصر خاں کو کھڑا دیکھ کر اس کی کوئی انتہا نہ تھی آگے بڑھا اور قیصر خاں سے گلے مل گیا تھا اس موقعہ پر حویلی کے اندرونی حصے سے کلیان مل اس کی بیوی دیوکی بیٹی گونتی بھی آ گئی تھیں اور سب باری باری قیصر خاں سے ملنے لگ گئے تھے۔

چنانچہ مترا سین قیصر خاں کا ہاتھ پکڑ کر اسے قریباً کھینچتا ہوا اندر لے گیا اور سب دیوان خانے میں بیٹھ گئے گفتگو کا آغاز کلیان مل نے کیا پھر کہنے لگا۔

"قیصر خاں تم ایک عرصے کے بعد ہماری طرف آئے ہو تمہارے متعلق ہم بہت اچھی خبریں بھی سنتے رہے ہیں میرا دل کہتا ہے کہ ہماری بستی کے قریب جس لشکر نے قیام کیا ہے وہ یقیناً تمہارا لشکر ہے ہم تک یہ بھی خبریں پہنچتی رہی ہیں کہ تم نے رانا سانگا کو متواتر کئی بار شکستوں سے دوچار کیا یہ خبریں سن کر یوں جانو میرے میری بیوی بیٹی اور بیٹے کے دل خوشی سے بھر جاتے تھے اور ہم فخر کرتے تھے کہ

Scanned And Uploaded By Mehmood Nadeem

قیصر خاں سے ہمارا ایک تعلق اور رابطہ ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کلیان مل جب رکا تب قیصر خاں بولا اور کہنے لگا۔

"آپ لوگوں کی بڑی مہربانی آپ میرے متعلق اس طرح سوچتے ہیں' آپ کا اندازہ درست ہے جس لشکر نے آپ کی بستی کے قریب قیام کیا ہے وہ میرا ہی لشکر ہے میں یہاں رکوں گا نہیں لشکر کو میں نے ٹھہرانے اور جمیے نصب کرنے کے لیے بھی نہیں کہا لشکر کو روکا ہے تھوڑی دیر بعد میں یہاں سے مانڈو کی طرف کوچ کروں گا۔"

اس کے ساتھ ہی قیصر خاں نے اپنے لباس کے اندر سے نقدی کی ایک تھیلی نکالی اور وہ تھیلی اس نے کلیان مل کی گود میں رکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"محترم کلیان مل جب میں نے آپ کے ہاں قیام کیا تھا تو آپ نے کئی بار مجھے بیٹا کہہ کر پکارا تھا اس وقت میری حالت بڑی سنگین تھی یوں جانو میں غلام تھا اگر غلام نہیں تھا تو بے دست و پا تھا اور ایک خاص کام پر مقرر کیا گیا تھا اور پھر مجھے سالار بنا دیا گیا اور میں خداوند قدوس کا نہایت شکر گزار اور ممنون ہوں کہ اس نے مجھے سلطان مظفر کے اچھے سالاروں میں لا کھڑا کیا ہے۔

یہ نقدی کی تھیلی ہے یہ لینے کے بعد آپ نہ میرا شکریہ ادا کریں گے اور نہ ہی یہ تھیلی لینے سے انکار کریں گے اگر آپ نے انکار کریں گے تو میں جانوں گا آپ میرے ساتھ کوئی تعلق واسطہ رابطہ نہیں رکھنا چاہتے اور جو رشتہ آپ نے مجھے پکارتے ہوئے میرے ساتھ قائم کیا تھا وہ عارضی اور ناپائیدار تھا۔"

قیصر خاں کے ان الفاظ پر کلیان مل عجیب سی کیفیت میں مبتلا ہو گیا تھا یہاں تک کہ قیصر خاں بول اٹھا۔

"محترم کلیان مل آپ خود تسلیم کر چکے ہیں کہ آپ کے ساتھ میرا ایک تعلق اور واسطہ ہے مترا سین میرا بھائی اور گونتی میری بہن ہے یہ جو نقدی کی تھیلی میں نے آپ کو دی ہے اس سے آپ ان دونوں بہن بھائی کی شادی ٹھاٹھ باٹ سے کریں اگر مجھے موقعہ ملا تو میں ان دونوں کی شادی میں شرکت ضرور کروں گا۔"

اس کے ساتھ ہی قیصر خاں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

"میں آپ لوگوں سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں زیادہ دیر یہاں رکوں گا نہیں۔" اس موقع پر کلیان مل کی بیوی دیوکی بول اٹھی اور کہنے لگی۔

"بیٹے یہ کیا بات ہوئی تم نے نہ کچھ کھایا نہ پیا اور بس نقدی کی ایک تھیلی ہمارے حوالے کر کے یہاں سے بھاگنے لگے ہو۔"

دیوکی کے ان الفاظ پر ہلکی سی مسکراہٹ قیصر خاں کے چہرے پر نمودار ہوئی پھر کہنے لگا۔

"آپ کا کہنا درست ہے میری کچھ ذمہ داریاں ہیں میرا لشکر قریب ہی رکا ہوا ہے اور مجھے اسے لے جا کر دشمن کے ایک خاصے بڑے لشکر سے نمٹنا ہے اور اس لیے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا' زندگی رہی تو پھر آپ سب سے ملاقات ضرور ہو گی اس موقعہ پر کلیان مل اور اس کی بیٹی گونتی بھی بہت کچھ کہنا چاہتے تھے پر قیصر خاں باہر نکلا سب سے الوداع کہا اور اپنا گھوڑا کھول کر اس پر سوار ہوا اور پھر اپنے لشکر کی طرف ہو لیا لشکر میں پہنچتے ہی لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور اب قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں مالوہ کے مرکزی شہر مانڈو کا رخ کر رہے تھے۔

☆☆

جے پور میں رانا سانگا ایک روز اپنے راج محل کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کمرے میں اس کی بیوی لکھارو تی تینوں بیٹے رتنسی جے مل رام داس رانا سانگا کا داماد رائے مل اور اس کی راجکماری کوشلیا داخل ہوئے تھے۔

انہیں اس طرح اکٹھا آتے دیکھ کر رانا سانگا اپنی جگہ پر چونکا ہی نہیں ٹھٹک بھی گیا تھا' کچھ دیر ان کا جائزہ لیا جب وہ نشستوں پر بیٹھ گئے تب رانا سانگا نے انہیں مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

"کیا کوئی غلط بات ہو گئی ہے یا آپ سب لوگ کوئی اچھی خبر تو لے کر آئے ہیں۔"

رانا سانگا کے ان الفاظ پر اس کی بیوی لکھارو تی بولی۔

"ہم سب کو راجکمار بھوج نرمل نے آپ کے پاس اکٹھے ہونے کے لیے کہا ہے' بھوج نرمل بھی تھوڑی دیر تک یہاں پہنچ جائے گا وہ آپ سے کسی انتہائی اہم سلسلے پر گفتگو کرنا چاہتا ہے اس مقصد کے لیے اس نے ہمیں آپ کے کمرے کی طرف بھیجا ہے تا کہ سب کی موجودگی میں وہ بات کرے اور پھر آپ لوگوں سے کوئی فیصلہ اور انصاف چاہے۔"

"کیسا فیصلہ اور انصاف....." غور سے اپنی بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے رانا سانگا نے پوچھ لیا تھا۔

اس پر لکھارو تی بولی اور کہنے لگی۔

"تھوڑی دیر تک بھوج نرمل خود آ رہا ہے اور سب کے سامنے وہ ہم سب سے گفتگو کرے گا ابھی تک اس نے ہم میں سے کسی پر انکشاف نہیں کیا کہ وہ ہم سب کی موجودگی میں کس موضوع پر وہ گفتگو کرنا چاہتا ہے لیکن مجھے ایک موضوع پر شک گزرتا ہے کہ وہ اس پر بات کرے گا۔"

"کس موضوع پر بات کرے گا۔" رانا سانگا نے غور سے اپنی پتنی لکھارو تی کی طرف دیکھا تھا۔

لکھارو تی نے بھی جواب میں کچھ سوچا اور پھر رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"میرا اندازہ ہے کہ بھوج نرمل ہماری راجکماری کوشلیا کا رشتہ حاصل کرنے کی گفتگو کرے گا۔"

ہلکی سی مسکراہٹ اس موقع پر رانا سانگا کے چہرے پر نمودار ہوئی۔ کہنے لگا۔ "کوشلیا نہ جانے کہاں [illegible] گئی ہے۔ اگر زندہ ہوتی تو لوٹ کر ہمارے پاس آتی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اور پھر جب کوشلیا ہمارے پاس ہے ہی نہیں تو بھوج نرمل اس کا رشتہ مانگ کر کیا حاصل کرنا چاہتا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔ "اگر وہ اسی موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہے اور آپ سب لوگوں کو بھی اس نے یہاں بھیجا ہے اور پھر وہ خود بھی یہاں آ کر گفتگو کرے گا' میں سمجھتا ہوں اسے گفتگو کرنے دو دیکھتا ہوں اس بات کو وہ کیسے اور کس طرح آگے بڑھاتا ہے اور کوشلیا کو کس طریقے سے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔"

رانا سانگا کے تینوں بیٹوں بیٹی اور داماد اور بیوی نے اس سے اتفاق کیا تھا پھر وہ خاموشی سے بھوج نرمل کی آمد کا انتظار کرنے لگے تھے۔ کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ بھوج نرمل کمرے میں داخل ہوا رانا سانگا نے اپنے پہلو کے قریب جو خالی نشست تھی اس پر ہاتھ مارتے ہوئے اسے وہاں بیٹھنے کے لیے کہا اس پر بھوج نرمل آگے بڑھ کر اس نشست پر بیٹھ گیا تھا کچھ تھوڑی دیر وہاں بیٹھے سب لوگوں کا بھوج نرمل جائزہ لیتا رہا پھر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی اس کی طرف دیکھتے ہوئے رانا سانگا بول اٹھا تھا۔

"بھوج نرمل تمہاری آمد سے تھوڑی دیر پہلے لکھارو تی نے مجھے پر انکشاف کیا ہے کہ تم ہم سب سے کچھ کہنا چاہتے ہو اسی بنا پر میرے سارے اہل خانہ یہاں جمع ہو گئے ہیں اب بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو کیا انکشاف کرنا چاہتے ہو۔"

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک اس کمرے میں سکوت طاری رہا یہاں تک کہ بھوج نرمل بولا اور کہنے لگا۔

"رانا آپ برا نہ مانئے گا میں آج آپ سے کچھ مانگنے لگا ہوں اور میری مانگ یہ ہے یا آپ ان الفاظ کو یوں کہہ سکتے ہیں کہ آپ سب سے میری گزارش یہ ہے کہ راجکماری کوشلیا کو میری زندگی کا ساتھی بنا دیا جائے۔"

بھوج نرمل کے یہ الفاظ سن کر ہلکی سی مسکراہٹ رانا سانگا کے چہرے پر نمودار ہوئی اس موقعہ پر سب لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ رانا سانگا بولا اور کہنے لگا۔

"بھوج نرمل یہ بات بھی تم نے خوب کہی اس وقت بولتے جب کوشلیا یہاں تھی تو ہم تمہیں کوئی جواب بھی دیتے اب جب کہ کوشلیا گزشتہ کئی ماہ سے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

غائب ہے اس کا اتہ پتہ بھی معلوم نہیں ہے تو اس حالت میں اس کے رشتے کی بات کرنا کیا بے بنیاد سی خواہش کا اظہار نہیں ہے۔"

بھوج نرمل مسکرایا پھر اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہنے لگا۔

"رانا میں جانتا ہوں کوشلیا کہیں کھو چکی ہے لیکن آپ اگر اسے مجھ سے منسوب کردیں اور میرے ساتھ وعدہ کریں کہ اسے میری زندگی کا ساتھی بنا دیا جائے گا تب میں اپنے کارندے اس کی تلاش میں لگاؤں گا اور وہ کارندے ایسے ہیں کہ راجکماری کوشلیا اگر زمین کی تہ میں بھی اتر گئی تب بھی وہ اس کا اتہ پتہ ضرور لگائیں گے۔"

بھوج نرمل کے ان الفاظ پر رانا سانگا ہی نہیں اس کے سارے بیٹے اور بیٹیاں بیوی تک پرشوق انداز میں بھوج نرمل کی طرف دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ رانا سانگا بولا اور کہنے لگا۔

"بھوج نرمل اگر یہ بات ہے تو میں اپنی بیوی اپنی بیٹی کوتلیا اور اپنے تینوں بیٹوں کے سامنے تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر راجکماری کوشلیا کو تم نے ڈھونڈ نکالا تو میں دو کام کروں گا۔

پہلا یہ کہ اسے تم سے بیاہ دوں گا دوسری یہ کہ جس کسی نے بھی میری بیٹی کو اغوا کیا اسے زندہ نہ رہنے دوں گا۔"

رانا سانگا کے ان الفاظ پر بھوج نرمل کے علاوہ وہاں بیٹھے سب افراد نے خوشی کا اظہار کیا تھا اس پر بھوج نرمل بولا اور کہنے لگا۔

"رانا آج آپ نے اپنے وعدے اور اپنی گفتگو سے میرا دل خوش کردیا ہے' میں آپ لوگوں کے سامنے جھوٹ نہیں بولوں گا میں جب نہروالا میں تھا تو نہروالا کے قیام کے دوران ہی میں نے آپ کی راجکماری کوشلیا کی خوب صورتی اور حسن کے چرچے سنے تھے اپنی چرچوں کی وجہ سے میں اپنا لشکر لے کر یہاں آپ کی مدد کے لیے پہنچا میں چاہتا تھا کہ مناسب موقعہ دیکھ کر کوشلیا کو آپ سے مانگوں گا لیکن جب میں نے کوشلیا کی خوب صورتی اس کے حسن اس کی شخصیت کو دیکھا تو رانا جھوٹ نہیں بولوں گا' میں اپنے آپ کو اس سے کم تر خیال کرنے لگا اس بنا پر مجھے آپ لوگوں سے اس کا رشتہ مانگنے کے لیے کچھ عرصہ کے لیے ہمت ہی نہ ہوئی تھی اب جب کہ وہ کہیں کھو چکی ہے میں اپنے کارندوں کے ذریعے اس کی تلاش کروں گا اور اگر آپ نے اس کو مجھ سے بیاہ دیا تو میں ساری زندگی آپ کا دست راست ہی نہیں مطیع اور فرمابردار بن کر رہوں گا۔"

رانا سانگا اور اس کے اہل خانہ بھوج نرمل کی اس گفتگو سے خوش ہوگئے تھے اس کے بعد رانا سانگا بھوج نرمل اور وہاں بیٹھے سب راجکماری کوشلیا کی گم شدگی اور اسے ڈھونڈ نکالنے کے متعلق گفتگو کررہے تھے۔

☆☆

قیصر خاں اپنے لشکر کے ساتھ کلیان مل کی بستی سے چند میل ہی دور گیا ہوگا کہ سامنے کی طرف سے وہ مخبر آتے ہوئے دکھائی دیے جنہیں مالوہ کی سرزمینوں میں مقیم رانا سانگا کے لشکر پر نگاہ رکھنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا چنانچہ جب وہ قریب آئے تب لشکر کو قیصر خاں نے روک دیا تھا آنے والے مخبر قیصر خاں اور اعتماد خاں کے قریب آکر رکے اور بلند آوازوں میں انہوں نے سلام کیا پھر ان میں سے ایک قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"امیر ہم آپ کے لیے ایک خبر لے کر آئے ہیں وہ اچھی ہے یا بری آپ خود ہی اس کا اندازہ کر لیجئے گا بات یہ ہے مالوہ کی سرزمینوں میں رانا سانگا نے جو اپنا لشکر رکھا ہوا ہے اسے آپ کی آمد کی اطلاع ہوگئی ہے رانا سانگا کے لشکر کے مخبروں نے یہ بھی اطلاع کردی ہے کہ سلطان مظفر نے جو لشکر ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا ہے وہ تعداد میں ان سے کم ہے اس بنا پر وہ خوش ہیں کہ آنے والے لشکر پر حملہ آور ہوکر اسے مار بھگائیں گے اس بنا پر انہوں نے دو فیصلے کیے ہیں۔

پہلا فیصلہ یہ کہ وہ مانڈو سے دور آپ سے ٹکرائیں گے۔ اور دوسرا فیصلہ انہوں نے یہ کیا ہے کہ وہ اس وقت آپ پر حملہ آور ہوں گے جس وقت آپ مانڈو کی طرف پیش قدمی کررہے ہوں گے اور آپ کو پڑاؤ نہیں کرنے دیں گے ایسا وہ شاید اس لیے چاہتے ہیں کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ چونکہ سفر کرتے آرہے ہیں آپ کے لشکر پر تھکاوٹ طاری ہوگی لہٰذا اس تھکاوٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنی کامیابی اور کامرانی کے در کھولنا چاہتے ہیں۔"

یہاں تک کہتے کہ جب وہ خاموش ہوا تب قیصر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

"سب سے پہلے میں تم لوگوں کا شکر گزار ہوں کہ تم لوگوں نے بروقت رانا سانگا کے لشکر کی پیشقدمی کی مہم کو اطلاع کردی ہے۔" پھر قیصر خاں نے اعتماد خاں کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"اعتماد خاں میرے بھائی جس طرح پہلے ہم اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دشمن پر ضرب لگاتے رہے ہیں ویسی ہی تقسیم کرلو اپنے بار برداری کے جانوروں اور دوسرے سامان کو پیچھے رکھتے ہیں' پڑاؤ نہیں کریں گے پیش قدمی کرتے ہیں لیکن اپنی رفتار کم رکھتے ہیں' سارے لشکریوں کو سمجھا دو کہ ہم نے آہستہ آہستہ آگے بڑھنا ہے لیکن اپنی تنظیم اور صفوں کی ترتیب نہیں بگڑنے دینی' جوں ہی رانا سانگا کا لشکر سامنے آتا ہے پہلے اسے حملہ آور ہونے کا موقع فراہم کیا جائے گا اس کے بعد میں اپنے حصے کے لشکر کو حرکت میں لاؤں گا اور ساتھ ہی اعتماد خاں میرے بھائی' دشمن کے دوسرے پہلوؤں کو تم حدف بنانا پھر ہم دیکھیں گے رانا سانگا کا لشکر ہمارے سامنے کتنی دیر میدان جنگ میں ٹھہرتا ہے اگر وہ ہماری پیشقدمی اور ہماری تھکاوٹ کا فائدہ اٹھانے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں تو خداوند قدوس کو منظور ہوا تو اپنے ان ارادوں میں انہیں ناکامی اور بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔" اس کے بعد قیصر خاں کے کہنے پر لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کردیا گیا تھا' مخبر بھی ان کے ساتھ ہی رہے اب انہوں نے پھر پیشقدمی شروع کی لیکن اب ان کی آگے بڑھنے کی رفتار پہلے کی نسبت کم تھی۔

قیصر خاں اور اعتماد خاں اپنے لشکر کے ساتھ کچھ زیادہ آگے نہ گئے ہوں گے کہ ان کے سامنے کی طرف سے رانا سانگا کا لشکر آتا ہوا دکھائی دیا لہٰذا قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں نے اپنا لشکر کو روک دیا تھا صفیں پہلے ہی درست تھیں دشمن کے آتے لشکر کو دیکھ کر ان کے لشکری بھی بالکل تیار مستعد اور آخری صفوں کو مزید استوار کرچکے تھے۔

رانا سانگا کا لشکر قریب آکر رکا نہیں بلکہ وہ قیصر خاں کے لشکر پر راستوں کو غبار بھار ہر شے کو دھواں دھواں جبینوں کو شکن شکن کرتے تیزی سے چھلتے آسیبی سایوں' شب کے سرابوں میں بادبانوں کی گرہیں تک کھول کر سوچوں کو زنگ آلود کرتی تیز طوفانی ہواؤں اور درد کے صحرا میں ان گنت جذبوں کا خون کرتے زمین کی کوکھ سے اٹھتے دکھ کے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہوگئے تھے۔

جوابی کاروائی کی ابتدا پہلے قیصر خاں نے کی اپنے پورے لشکر کے ساتھ اس نے ایسے انداز میں تکبیریں بلند کیں' جیسے بے صدا کرتے کرب بھری چیخ کے غبار کے اندر برف سے ڈھکی کوہستانی کمینوں کو ہستانوں کی قرمزی چوٹیوں سے خوابوں کے بے انت سلسلوں کو ختم کرتی زہریلی ہواؤں کی مار کی طرح کسی کی ہواؤں نے ساعتوں کو کھوکھلا کرنا شروع کردیا ہوا اس کے بعد قیصر خاں متحرک ہوا پھر رانا سانگا کے لشکر پر وہ فضاؤں کے سہمے لمحوں میں وقت کی گردش کو روک دینے والے آندھیوں کے جھکڑوں' غموں کے بھنور وحشتوں کے موسموں واہموں کے ہجوم کالی راتوں کے آسیب اور خون میں نہائی تشنگی تک میں موت کا بلاخیز رقص کرنے والے فطرت کے عناصر اور ظلمتوں کے سیل میں دہکتی آگ کی ہزیمت کی طرح آندھیوں کی خوفناک دستک بن کر حملہ آور ہونا شروع ہوگیا تھا۔

قیصر خاں کے ساتھ ہی ساتھ اعتماد خاں بھی حرکت میں آیا اور وہ رانا سانگا کے لشکر کے دوسرے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

پہلو پر آگ و خوں کے دائروں میں دکھوں سے اپنا تعارف کراتی آفتوں ہزیمت کی پرچھائیوں وقت کے بے رنگ مناظر میں خوابوں کی دیواروں کی طرح مٹاتی چیختی چلاتی ہواؤں ہر شے کے باطن تک درد نہاں بھرتے گرم سالوں کے رقص اور سرخ زخموں کی شال پھیلاتے دھواں اگلتے آتش فشاں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اس طرح قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ رانا سانگا کے لشکر کے لیے ہر سود کھ کے جگنو کھڑے کرنے لگے تھے' ان کے تیز حملوں کے سامنے زمین کے خشک چہرے پر سرخ نقش و نگار پڑنے لگے تھے پھولوں کے خواب نگر جسموں کا آشوب غم کا مداوا بنتی مسکرائیں درد لمحوں کے رنگ میں تبدیل ہونے لگی تھی۔

کچھ دیر تک گھمسان کا رن پڑا مالوہ کا وہ نواحی علاقہ دھول دھوں اور خوں خوں ہو کر رہ گیا تھا' رانا سانا کے لشکر نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ قیصر خاں اور اعتماد خاں کو اپنے سامنے شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کریں اور پھر ان کا آندھیوں اور طوفانوں کی طرح تعاقب کریں لیکن وہ بے چین اور مضطرب تھے کہ ایسا کرنے میں وہ کامیاب نہیں ہو رہے تھے جب کہ دوسری طرف قیصر خاں اور اعتماد خاں نے میدان جنگ کے اندر انگاروں کے ڈھیل میں اپنے دشمن کو بے منزل بے ہدف ہواؤں کی تلخیوں میں بے سوز و بے رنگ و ناتواں کرنا شروع کر دیا تھا وہ جس طرف بھی حملہ آور ہوتے اپنے پیچھے سوئی کلیوں ویران راستوں بھری راتوں بھولی باتوں کی کیفیت پھیلاتے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ خود رانا سانگا کے لشکر کے سالاروں نے دیکھا کہ ان کے لشکر کی حالت اب قیصر خاں اور اعتماد خاں کے تیز حملوں کے باعث دیواروں پر کھینچے عارضی نقوش' ریت پر لکھے حروف غلط آزمودہ مخدوش مسافرت خونی ادبار کے تسلسل' تلخی بھری تعبیروں اور قرقتوں کی دھوپ جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رانا سانگا کے سالاروں نے اپنی خیریت اپنی عافیت اسی میں جانی کہ جو لشکر اب بچ گیا ہے اسے لے کر بھاگ کھڑے ہوں اور اپنی اور اپنے بچے کھچے لشکریوں کی جانیں بچائیں۔

چنانچہ یہ فیصلہ ہونے کے بعد وہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے اپنے مال اور باربرداری کے جانوروں پر ان پر لدے سامان کی حفاظت کے لیے قیصر خاں نے چند دستے چھوڑے اور اس کے بعد وہ رانا سانگا کے لشکر کے تعاقب میں لگ گیا تھا' یہ تعاقب چند میل تک دور رہا اور اس تعاقب کے دوران بھی رانا سانگا کے ان گنت لشکریوں کو قیصر خاں اور اعتماد خاں نے کاٹ کر رکھ دیا تھا یوں مالوہ کی سرزمینوں میں رانا سانگا نے جس لشکر کو وہاں سلطان محمود خلجی پر نگاہ رکھنے اور مالوہ پر اپنی گرفت مضبوط رکھنے کے لیے چھوڑا تھا وہ لشکر بدترین شکست اٹھا کر رانا سانگا کے مرکزی شہر کی طرف بھاگ گیا تھا۔

رانا سانگا کے لشکر کا تعاقب ترک کر کے قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں جب اس جگہ آئے جہاں رانا سانگا کے لشکر کے ساتھ جنگ ہوئی تھی اور انہوں نے دیکھا اپنے لشکر کے جو دستے وہ اپنے پیچھے چھوڑ کے گئے تھے انہوں نے باربرداری کے جانوروں کی پیٹھوں پر لدا ہوا سامان اتار لیا تھا تاکہ باربرداری جانور بھی آرام کر سکیں پھر ایک چھوٹا سالار جیسے باربرداری ان جانوروں کی حفاظت کرنے والے لشکر کی نگرانی کے لیے چھوڑا گیا تھا وہ تقریباً بھاگتا ہوا قیصر خان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

''امیر جس وقت آپ رانا سانگا کے شکست خوردہ لشکر کے تعاقب میں نکلے اس کے تھوڑی دیر بعد مالوہ کا سلطان محمود خلجی بھی آپ سے ملاقات کرنے کے لیے آیا تھا اس نے ہمارے ساتھ ہی ہمارے پڑاؤ میں قیام کر لیا تھا اور اب اسے آپ کے آنے کی اطلاع ہوئی ہے اور وہ آپ کی طرف آ رہا ہے اس کے ساتھ اس کے کچھ سالار بھی ہیں۔''

یہ الفاظ سن کر قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں نے خوشی کا اظہار کیا تھا پھر وہ اپنی اس سالار کے ساتھ آگے بڑھے تھے سامنے کی طرف سے سلطان محمود خلجی بھی اپنے کچھ سالاروں کے ساتھ آتا دکھائی دیا' جوں ہی اس نے قیصر خاں کو دیکھا اس نے اپنے بازو پھیلا دیے لہٰذا قیصر خاں مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور سلطان محمود خلجی سے گلے مل گیا تھا اس کے بعد اسی انداز میں سلطان محمود خلجی اعتماد خاں سے ملا اس کے بعد قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں سلطان محمود خلجی کے سالاروں سے مل رہے تھے۔

پھر سلطان محمود خلجی بڑی ارادت عقیدت میں قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''قیصر خاں رانا سانگا کے لشکر کو بدترین شکست دے کر تم نے وہ معرکہ سر کیا ہے جس کی میں توقع بھی نہیں رکھتا تھا' میرے عزیز رانا سانگا نے اپنے لشکر جو یہاں مالوہ کی سرزمینوں میں مقیم کیا ہوا تھا وہ ایک طرح سے میری نگرانی کر رہا تھا مجھے مجبور کر گیا تھا کہ میں اپنے لیے کوئی لشکری بھرتی کر کے ان کی تربیت کا کام سرانجام نہیں دے سکتا میں نے کہیں جانا ہو تب بھی رانا سانگا کے وہ سالار جو یہاں مقیم تھے وہ مجھے پر نگاہ رکھتے تھے یوں جانو وہ میری ساری نقل و حرکت کی اطلاع رانا سانگا تک پہنچاتے رہتے تھے بچے وہ خاصا بڑا لشکر تھا اسے اس طرح شکست دے کر یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کرنا آسان کام نہ تھا پھر تمہارا غیر موجودگی میں جب میں یہاں پہنچا تو تمہارے چھوٹے سالار نے مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا' وہ رانا سانگا کا لشکر تعداد میں تم سے زیادہ تھا لیکن تم نے رانا سانگا کے لشکر کی اکثریت کو کاٹ کے رکھ دیا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد محمود خلجی دم لینے کے لیے رکا اور اس کے بعد اپنے سلسلہ گفتگو کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''قیصر خاں پہلے تم سلطان مظفر کے صرف چوٹی کے اور عمدہ سالار تھے جس پر وہ بڑے سے بڑے اور بدترین سے بدترین حالات میں بھی اعتماد اور بھروسہ کر سکتا تھا لیکن اب چونکہ سلطان مظفر نے اپنی بیٹی کی منگنی اور سگائی تمہارے ساتھ کر دی ہے لہٰذا ایک اچھے سالار کے ساتھ ساتھ تم سلطان مظفر کے بیٹے بھی ہو لہٰذا اسی رشتے کو سامنے رکھتے ہوئے قیصر خاں ہماری نگاہوں میں اب تم ایک ہر دل عزیز اور پسندیدہ بیٹے کی حیثیت سے اختیار کر گئے ہو۔''

قیصر خاں نے سلطان محمود خلجی کا شکریہ ادا کیا پھر کہنے لگا۔

''کیا ایسا ممکن نہیں کہ پہلے میں اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دوں تاکہ کسی اچھی اور مناسب جگہ بیٹھ کر آپ سے گفتگو کی جائے۔''

قیصر خاں کے ان الفاظ کے جواب میں سلطان محمود خلجی نے نفی میں گردن ہلائی پھر کہنے لگا۔

''نہیں ایسا نہیں ہوگا بیٹے تم یہاں پڑاؤ قائم نہیں کرو گے تمہارے جو لشکری زخمی ہوئے تھے ان کی مرہم پٹی کا سامان ان لشکریوں نے کر دیا ہے جو تم اپنے پیچھے پڑاؤ کی حفاظت کے لیے چھوڑ کے گئے تھے اب میری تم سے یہ خواہش ہے کہ اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کرو مانڈو کی طرف بڑھو وہاں پہنچ کر تمہیں اپنے خیمے نصب نہیں کرنے پڑیں گے خیمہ گاہ بالکل تیار ملے گی جس کا میں حکم دے کر آیا تھا اور وہیں تمہاری آمد تک ہمارے سارے لشکر کے لیے ایک عمدہ ضیافت کو بھی آخری شکل دی جا چکی ہوگی وہیں کھانا کھائیں گے اور وہی پھر تفصیل کے ساتھ تمہارے ساتھ گفتگو ہوگی۔''

قیصر خاں نے ان سارے انتظامات پر سلطان محمود خلجی کا شکریہ ادا کیا پھر وہ سلطان محمود خلجی کے کہنے پر حرکت میں آیا اپنا پڑاؤ اٹھایا پھر سلطان محمود خلجی کے ساتھ اپنے لشکر کو لے کر وہ مانڈو شہر کا رخ کر رہا تھا۔

قیصر خاں اور اعتماد خاں کو دونوں جب اپنا لشکر کے ساتھ مانڈو شہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا شہر کے ایک طرف انتہائی خوب صورت نئے خیموں کا ایک طرح سے شہر آباد تھا اور ان کے اندر سے لذیذ کھانے پکانے کی خوشبوئیں چاروں طرف پھیل رہی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

تھیں۔

قیصر خاں اور اعتماد خاں جب اس خیمہ گاہ میں سلطان محمود خلجی کے ساتھ داخل ہوئے تب کچھ دیر تک بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دونوں اس خیمہ گاہ کا جائزہ لیتے رہے پھر سلطان محمود خلجی کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔

"آپ نے جو ہمارے لیے ہمارے آرام اور آسائش کا اہتمام کیا ہے اس کے لیے میں جس قدر بھی آپ کا شکریہ ادا کروں کم ہے۔" قیصر خاں اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا اس لیے کہ ایک دم بولتے ہوئے سلطان محمود خلجی نے اس کی بات کاٹ دی اور کہنے لگا۔

"تمہیں ایسے انتظامات کرنے پر میرا شکریہ ادا نہیں کرنا چاہیے تم لوگوں کی طرف سے مجھ پر جو کم احسان ہے کہ اس سے پہلے جب میں یہاں سے نکل کر گجرات کی طرف گیا تم لوگوں نے رانا سانگا کے خلاف حرکت میں آکر مجھے میری حکومت واپس دلائی۔

دوسرا احسان تم لوگوں نے اس وقت کیا جس وقت رانا سانگا اپنے لشکر کے ساتھ یہاں خود قیام کیے ہوئے تھا اور وہ یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ میری مدد کے لیے سلطان مظفر کا کوئی لشکر مالوہ کی طرف آئے گا تو رانا سانگا سلطان مظفر کے مرکزی شہر پر حملہ آور ہو کر سلطان مظفر کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردے گا لیکن قیصر خاں تم نے اور اعتماد خاں نے اس کا رخ کرنے کے بجائے جب رانا سانگا کے مرکزی شہر کا رخ کیا اور اس پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ظاہر کیا تب رانا سانگا کے پاؤں تلے سے زمین کھسکنا شروع ہوگئی تھی' وہ مالوہ سے نکلنا نہیں چاہتا تھا مالوہ سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن جب تم دونوں نے اس کے مرکزی شہر کا رخ کیا تو وہ بڑی تیزی اور سرعت کے ساتھ یہاں سے نکل کر اپنے مرکزی شہر کی طرف چلا گیا یہ مجھ پر دوسرا احسان تھا اس لیے کہ یہاں قیام کے دوران رانا سانگا نے ایک طرح سے میرا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔

تیسرا احسان اب تم لوگوں نے کیا ہے رانا سانگا نے جو لشکر مجھے پر مستول کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے میں کھل کر نقل و حرکت بھی نہیں کر سکتا تھا نہ اپنے دفاع کے لیے کوئی لشکر تیار کر سکتا تھا اس لشکر کو تم نے شکست دے کر اور اس کی تعداد کو خاصا کم کر کے بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے اب میں نئے سرے سے ایک عمدہ اور جرار لشکر تیار کروں گا اور اس کی تربیت کا کام دن رات شروع کروں گا تاکہ وقت ضائع کیے بغیر ایک تربیت یافتہ لشکر میرے پاس تیار ہو جائے۔"

اس کے بعد سلطان محمود خلجی حرکت میں آیا قیصر خاں اور اعتماد خاں کو ان کے خیمے دکھائے دوبارہ وہ قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"قیصر خاں جتنے دن تم یہاں اس خیمہ گاہ میں قیام کرو گے اتنے دن میں بھی تم لوگوں کے ساتھ یہیں قیام رکھوں گا اور جب تم لوگ یہاں سے کوچ کرو گے میں مانڈو شہر میں داخل ہوں گا۔"

سلطان محمود خلجی کے ان الفاظ کے جواب میں قیصر خاں تھوڑی دیر تک توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

"میں یہاں اپنے لشکر کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تین دن قیام کروں گا اس دوران زخمی ہونے والے لشکری بھی بہتر ہو جائیں گے اس کے بعد میں اپنے مرکزی شہر کی طرف کوچ کر جاؤں گا۔" سلطان محمود خلجی نے اس سے اتفاق کیا تھا لہٰذا قیصر خاں اور اعتماد خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ اس پڑاؤ میں قیام کیا سلطان محمود خلجی بھی ان کے ہاں ٹھہرا رہا اور تین دن کے بعد قیصر خاں اپنے لشکر کو لے کر واپس اپنے مرکزی شہر کی طرف چلا گیا تھا۔

☆☆

سلطان مظفر ایک روز اپنے مرکزی شہر کی نواح میں نئے لشکریوں کی تربیت کے کام کا بڑی گہری نگاہوں سے جائزہ لے رہا تھا کہ اس کے مخبروں نے وہاں آکر اسے اطلاع دی کہ قیصر خاں اور اعتماد خاں نے مالوہ کی سرزمینوں میں رانا سانگا کے لشکر کو بدترین

شکست دی ہے لشکر کی اکثریت کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور رانا سانگا کا بچا کھچا لشکر اس کے مرکزی شہر کی طرف چلا گیا ہے جب کہ چند روز مانڈو شہر کے نواح میں قیام کرنے کے بعد قیصر خاں اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے واپسی کا رخ کیے ہوئے ہے۔

یہ خبر سن کر سلطان مظفر نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا تھا اس موقعہ پر اس کے وہ سالار جو اس وقت نئے لشکریوں کی تربیت کے کام کی نگرانی کر رہے تھے وہ بھی چونکہ سلطان کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ وہ بھی خوشی کا اظہار کر رہے تھے اس موقع پر سلطان مظفر خاں نے کچھ سوچا پھر اپنے سالاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"قیصر خاں نے ہماری سلطنت کی حفاظت اور ہمارے دشمنوں کے خلاف کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں جن کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے اب جب کہ اس نے مالوہ کی سرزمینوں سے رانا سانگا کے لشکر کو مار بھگایا ہے اور سلطان محمود خلجی پہلے کی طرح مالوہ کے حکمران کی حیثیت سے اپنی طاقت اور قوت کو بحال کر سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں قیصر خاں کی طرف سے یہ ایک بہت بڑی کامیابی فتح اور ایک ایسا کارنامہ ہے جس سے ایک سلطنت کی بحالی کی راہیں استوار ہوئیں۔

اس کے انہی کارناموں کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب جب کہ مالوہ کی مہم سے وہ واپس آتا ہے تو اس کی شادی کا اہتمام کر دیا جائے گا۔"

یہ الفاظ سن کر سارے سالار بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے اس کے بعد سلطان وہاں سے ہٹ کر اپنے قصر کی طرف ہو لیا تھا۔

قصر میں داخل ہونے کے بعد سلطان نے قصر کے ایک دروازے پر دستک دی تھی' دروازہ ویسے تو کھلا تھا پر پردہ لگا ہوا تھا اس کے باوجود سلطان نے کھلے دروازے پر دستک دی تھی پہلی دستک کے جواب میں ہی اندر سے آواز آئی۔

"ابا حضور کیا آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے۔"

اس پر سلطان مظفر کہنے لگا۔ "میری بیٹی جہاں بیٹھی ہو وہیں بیٹھی رہو صرف میرے سوالوں کا جواب دو تاکہ میں تمہارے جواب کے مطابق حرکت میں آسکوں۔

بیٹی اس سے پہلے میں نے تم کو بتایا تھا کہ رانا سانگا نے اس وقت مالوہ پر حملہ کیا تھا جس وقت ہم ایدر کے علاقوں میں بری طرح مصروف تھے اور سلطان محمود خلجی پر حملہ آور ہو کر اس نے سلطان محمود خلجی کو اپنا اسیر بنا لیا تھا لیکن جب اس کو خطرہ محسوس ہوا کہ اگر اس نے سلطان محمود خلجی کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تو گجرات خاں دیش اور برار کے حکمران اس پر چڑھ دوڑیں گے اور اس کا اور اس کے سارے لشکروں کا خاتمہ کر دیں گے جس کی بنا پر اس نے سلطان محمود خلجی کو بحال کر دیا لیکن اپنے لشکر کے ساتھ اس نے وہیں قیام رکھا۔

پھر جب قیصر خاں نے اس کے مرکزی شہر پر حملہ آور ہونے کی ٹھانی تو وہ مالوہ سے نکل کر اپنی مرکزی شہر کی طرف چلا گیا لیکن مالوہ میں اس نے اپنا ایک خاصا بڑا لشکر مقیم کیا تھا تاکہ وہ سلطان محمود خلجی پر نگاہ رکھے اس کی نقل و حرکت سے اسے آگاہ کرتے ساتھ ہی سلطان محمود خلجی کو یہ بھی اجازت نہ تھی کہ وہ اپنے لیے کوئی نیا لشکر تیار کر سکے یوں اپنے شہر مانڈو میں سلطان محمود خلجی کی حیثیت ایک اسیر اور قیدی سے زیادہ تر تھی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سلطان مظفر رکا اس کے بعد وہ اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"بیٹی قیصر خاں اب اس مہم سے فارغ ہو چکا ہے اور واپس آرہا ہے رانا سانگا کے لشکر کو اس نے مالوہ سے نکال دیا ہے اور اس کی اکثریت کو بھی اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے میں چاہتا ہوں قیصر خاں جب یہاں پہنچے تو اس کی اور تمہاری شادی کا اہتمام کر دیا جائے اس سلسلے میں اگر تمہیں کوئی اعتراض ہو تو بیٹی بولو یوں جانو یہ میرا پہلا سوال ہے۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

جواب میں اس کمرے کے اندر سے کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ابا حضور اس سلسلے میں مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے آپ نے مجھے ان سے منسوب کر رکھا ہے اور شادی کا اہتمام کب کرنا ہے یہ آپ بہتر جانتے ہیں میں اس سلسلے میں کوئی داخل اندازی تو نہیں کرسکتی آپ کی رضامندی میری رضامندی ہے۔"

عذرا خاتون کا یہ جواب سن کر سلطان مظفر خوش ہوگیا تھا اس کے بعد سلطان مظفر نے دوسرا سوال کیا۔

"میری بیٹی میری بچی میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ شادی تزک و احتشام اور شان و شوکت کے ساتھ ہونی چاہیے یا اس فرض کو سادگی سے کرنا چاہیے۔"

جواب میں اندر سے پھر کپکپاتی سی اور لرزتی سی آواز سنائی دی۔

"ابا حضور یہ آپ قیصر خاں سے پوچھیے گا وہ جس طرح چاہتے ہیں اسی میں میری رضامندی ہوگی۔" ان الفاظ کے جواب میں سلطان مظفر کہنے لگا۔

"بیٹی وہ تو مجھے کئی بار کہہ چکا ہے اس کی شادی بالکل سادگی سے اور چپکے سے کردی جائے۔"

عذرا خاتون کی پھر آواز سنائی دی وہ کہہ رہی تھی۔ "ابا حضور اگر وہ ایسا چاہتے ہیں تو ایسا ہی ہونا چاہیے اس میں میری بھی خوشی ہوگی۔"

عذرا خاتون کے ان جوابات سے سلطان مظفر خوش ہوگیا تھا اس کے بعد وہ پیچھے ہٹ گیا تھا پھر وہ قصر کے اس حصے کی طرف جارہا تھا جس میں اس کے اہل خانہ کے دوسرے افراد رہتے تھے۔

☆☆

رانا سانگا ایک روز اپنے تینوں بیٹوں اپنی بیٹی بیوی سینا پتی کرشن دیو بھوج نرمل اپنے داماد رائے مل اور کچھ دوسرے امراء کے ساتھ بیٹھا تھا سب اداس اور افسردہ تھے اس لیے کہ تھوڑی دیر پہلے ان کے مخبروں نے انہیں یہ اطلاع کردی تھی کہ مالوہ کی سرزمینوں میں رانا سانگا نے جو سلطان محمود خلجی پر نگاہ رکھنے کے لیے اپنا لشکر چھوڑا تھا اس لشکر کو سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں نے بدترین شکست دی ہے اور لشکر کی اکثریت کو اس نے کاٹ کر رکھ دیا ہے لہٰذا بچا کھچا لشکر اب بڑی تیزی سے اپنی جانیں بچا کر چتوڑ پور کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے۔ اس خبر نے گویا رانا سانگا اس کے عزیز و اقارب اس کے سالاروں اور اس کے حواریوں پر خاموشی اور غم کی گرد پھینک کر رکھ دی تھی جس وقت راج محل کے اس کمرے میں سب خاموش اور چپ اور اداس بیٹھے ہوئے تھے کہ اس کمرے کے دروازے پر رانا سانگا کا چوبدار نمودار ہوا اور رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"رانا آپ نے جو اپنے مخبر مختلف علاقوں کی طرف پھیلائے تھے ان میں سے دو لوٹ کے واپس آئے ہیں اور انہوں نے اپنی راجکماری کوشلیا کو تلاش کرلیا ہے۔"

یہ الفاظ سن کر جہاں رانا سانگا اس کے اہل خانہ چونکے تھے وہاں بھوج نرمل بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہا تھا سینا پتی کرشن دیو اور دوسرے امراء بھی خوش دکھائی دے رہے تھے اس موقعہ پر خوشی میں آپے سے باہر ہوتے ہوئے رانا سانگا اپنے چوبدار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو ان دونوں مخبروں کو بلا کر میرے پاس لاؤ تاکہ میں ان سے جانو کہ میری بیٹی کہاں ہے انہوں نے اسے کہاں دیکھا ہے اور اگر دیکھا ہے تو وہ اسے اپنے ساتھ کیوں نہیں لے کر آئے۔" چوبدار پیچھے ہٹا اور تھوڑی دیر بعد دونوں مخبروں کو لا کر اس نے رانا سانگا کے سامنے کھڑا کردیا تھا رانا سانگا اس قدر خوشی کا اظہار کر رہا تھا کہ جوں ہی وہ مخبر اس کے سامنے آئے انہیں مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھ لیا۔

"تم لوگوں نے راجکماری کوشلیا کو کہاں دیکھا۔"

رانا سانگا کے اس سوال پر ان دونوں مخبروں نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کوئی فیصلہ

پھر ان میں سے ایک بولا اور کہنے لگا۔

"رانا ہم دونوں سلطان مظفر کے مرکزی شہر محمد آباد کی طرف گئے تھے ہم نے لگاتار کئی روز تک ایک سرائے میں قیام رکھا اور ہر روز محمد آباد میں داخل ہوکر راجکماری کو تلاش کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہم دونوں کو شک تھا کہ راجکماری کوشلیا دو مقامات پر ہوسکتی ہے ایک محمد آباد اور دوسرا مقام برہان پور ہوسکتا ہے۔

اس لیے جس وقت راجکماری کوشلیا غائب ہوئی تھی اس وقت سلطان مظفر اپنے لشکر کے ساتھ ہماری طرف پیشقدمی کر رہا تھا اور اس وقت آپ اپنے لشکر کے ساتھ اجین شہر کے نواح میں قیام کیے ہوئے تھے چونکہ سلطان مظفر کے لشکر کے آگے آگے برہان پور کا حاکم عادل خاں فاروقی آرہا تھا وہ ایک طرح سے سلطان مظفر کے لشکر کے ہراول لشکر کا کام سرانجام دے رہا تھا جن دنوں وہ اجین کے قریب آئے انہیں ہی دنوں راجکماری کوشلیا غائب ہوئی تھی اگر اسے اٹھانے والے سلطان مظفر کے آدمی تھے تو ہم نے سوچا وہ محمد آباد گئی ہوگی اور اگر اسے اٹھانے والے ہراول لشکر سے تعلق رکھنے والے تھے تو یقیناً وہ عادل خاں فاروقی کے آدمی ہوں گے لہٰذا عادل خاں فاروقی نے راجکماری کوشلیا کو اپنے حرام میں داخل کرنے کے لیے یقیناً برہان پور کی طرف بھیج دیا ہوگا۔

یہ تخمینہ لگانے کے بعد ہم دونوں نے اپنے کام کی ابتدا محمد آباد سے کی ہم برابر کئی روز تک محمود آباد قیام کیے رہے اور راجکماری کو تلاش کرتے رہے پھر ایک دن ہمیں اپنا گوہر مقصود ملا وہ اس طرح کہ ایک حویلی کے اندر سے کچھ لڑکیاں نکل رہی تھیں وہ کون تھیں ہمیں خبر نہیں ہے لیکن وہ لڑکیاں تعداد میں پانچ سات کے قریب تھیں اور انہی کے اندر ہماری راجکماری کوشلیا بھی تھی گو ہم نے اپنی راجکماری کا چہرہ نہیں دیکھا چہرہ اس نے ڈھانپا ہوا تھا لیکن ہم اپنی راجکماری کو پہچاننے میں کوئی غلطی بھی نہیں کرسکتے تھے وہی قد وہی چال وہی اعلیٰ پائے کی شخصیت اس موقعہ پر راجکماری کوشلیا کی پیشانی خفگی تھی آنکھوں سے نیچے تک اس نے اپنا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا ہم اس کی آنکھوں اور پیشانی سے پہچان گئے کہ وہ ہماری راجکماری کوشلیا ہے اور پھر اپنی راجکماری کی چال ڈھال کو ہم سے بہتر کون جانتا ہے ہم نے اس کی چال ڈھال سے بھی اندازہ لگالیا کہ وہ راجکماری ہے اس موقعہ پر ہم نے مداخلت نہیں کی اس لیے کہ میں اور میرے ساتھی نے اس وقت یہ سوچا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ راجکماری کسی خاص مقصد کے تحت سلطان مظفر کے مرکزی شہر محمد آباد میں داخل ہوئی ہو اور کسی مناسب جگہ اس نے قیام کرلیا ہو جس حویلی سے وہ نکلی تھی وہ کافی بڑی حویلی تھی ہوسکتا ہے اس حویلی کے مکینوں سے اس نے راہ رسم پیدا کی ہو کیسے کی ہو یہ ہم کچھ نہیں بتا سکتے لیکن ہم نے اس وقت یہی سوچا تھا کہ چونکہ سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کے ہاتھوں ہمیں لگاتار شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اس کے علاوہ دو مواقع پر وہ ہماری راجکماری کی بے عزتی کا باعث بھی بنا اس موقعہ پر جب اس نے راجکماری کو گھوڑے سے اچک کر زمین پر پٹک دیا وہ راجکماری کو اپنے نیزہ سے قتل کرنا چاہتا تھا کہ راجکماری کے سر سے خود اتر گیا اس کے بال بکھر گئے لہٰذا جب اسے پتہ چلا کہ وہ راجکماری ہے اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اس طرح راجکماری بچ کر آگئی۔

اور دوسرا موقعہ اس وقت جب قیصر خاں نے کمند ڈال کر راجکماری کو گرفتار کرلیا اور اپنے ساتھ لے گیا اور پھر ایک دن اور ایک رات رکھنے کے بعد راجکماری کو واپس کیا گیا ہمارا اندازہ تھا کہ اس واقع کے بعد راجکماری اداس اور افسردہ رہنے لگی تھی شاید یہ توہین تک اس کی برداشت سے باہر تھی ہمارا اندازہ تھا کہ اس نے قیصر خاں سے انتقام لینے کا تہیہ کرلیا ہے لہٰذا اس نے محمد آباد کا انتخاب کیا ہمارا اس وقت بھی یہی خیال ہے کہ راجکماری کسی مقصد کے تحت محمد آباد قیام کیے ہوئے ہے جب بھی اسے موقعہ ملا وہ سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کو موت کے گھاٹ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اتار کر واپس آجائے گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ جب خاموش ہوا تب انتہائی دکھ بھرے انداز میں رانا سانگا کی بیوی اور راجکماری کوشلیا کی ماں لکھاروتی دکھ بھرے انداز میں کہنے لگی۔

"میرا دل کہتا ہے کہ قیصر خاں کو قتل کرنا مشکل ہے اور اسے قتل کرنے کے بعد وہاں سے سلامتی کے ساتھ بھاگ نکلنا بہت مشکل ہے اگر تو میری بیٹی کوشلیا وہاں صرف قیصر خاں کو قتل کرنے کے لیے گئی ہے اور وہاں اس نے اپنے لیے ٹھکانہ بنایا ہے تو یہ اس کی بہت بڑی غلطی ہے' مخبر اگر کہتا ہے کہ ہماری بیٹی راجکماری کوشلیا سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کو قتل کر کے واپس آجائے گی ایسا کہنا ایک دھوکے اور فریب سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا اگر راجکماری یہ کام کرنا کا بیڑہ اٹھا ہی چکی ہے تو میں سمجھتی ہوں اس نے بہت بڑی حماقت کی ہے۔

اس سلسلے میں پہلی بات یہ کہ قیصر خاں کو قتل کرنا کوئی آسان بات نہیں وہ سالار جو اس سے پہلے بڑے بڑے تیغ زنوں اور بڑے بڑے لشکریوں کو اپنے سامنے موم کرتا رہا ہے اور ان کے ہاتھوں پر شکست کا داغ لگاتا رہا ہے اس پر حملہ آور ہو کر اسے جان لیوا زخم لگانا بہت مشکل ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رانی لکھاروتی خاموش ہوئی دم لیا اس کے بعد اپنی بات کو آگے بڑھاتی ہوئی کہہ رہی تھی۔

"میں مانتی ہوں میری بیٹی کوشلیا تیغ زنی اور دوسرے امور حرب وضرب میں بڑی ماہر ہے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ وہ قیصر خاں کا مقابلہ کر سکتی ہے قیصر خاں سے نمٹنا اور حملہ آور ہونا اور اسے قتل کرنا راجکماری کوشلیا کے بس کی بات نہیں اگر آپ لوگوں میں سے کوئی یہ سمجھتا ہے کہ کوشلیا قیصر خاں کو قتل کر دے گی یہ دھوکہ ہے اور اگر کوئی یہ بھی سمجھتا ہے کہ وہ سلامتی کے ساتھ واپس ہمارے پاس آجائے گی تو یہ ایک فریب ہے۔"

لکھاروتی جب خاموش ہوئی تب کچھ دیر تک رانا سانگا کی گردن جھکی رہی اس کے بعد وہ اپنے سیتا پتی کرشن دیو بھوج نرمل اپنے بیٹوں اپنی بیٹی اور داماد کے علاوہ وہاں بیٹھے سب لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"جو کچھ لکھاروتی نے کہا ہے درست وہی ہے اگر تو راجکماری کوشلیا وہاں قیصر خاں کو قتل کرنے کے لیے گئی ہے تو یہ اس کی بہت بڑی حماقت ہے پہلی بات یہ کہ قیصر خاں کو قتل کرنا ہی بہت مشکل ہے اور دوسری بات یہ کہ سلطان مظفر کے مرکزی شہر میں ایسی واردات کرنے کے بعد اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ سلامتی کے ساتھ نکل جائے گا تو یہ اس کا بہت بڑا فریب ہے لہٰذا میں سمجھتا ہوں میری بیٹی کوشلیا نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ حماقت سے بھرپور ہے' کوشلیا نے غیر ذمہ دارانہ عمل کا مظاہرہ کیا ہے اس سلسلے میں اسے مجھ سے اپنی ماں سے مشورہ کرنا چاہیے تھا اب میں سمجھتا ہوں جس وقت وہ گھڑ دوڑ کے لیے گئی تھی تو جان بوجھ محافظوں سے علیحدہ ہوئی تھی اور اس موقعہ پر اس کا گھوڑا بدکا نہیں تھا بلکہ گھوڑے کو اس نے خود بدکایا تھا اور جنگل میں داخل ہو گئی تھی اور وہاں سے وہ گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتی ہوئی اپنی منزل کی طرف چلی گئی اسی بنا پر ہمارے جو لشکری ڈھونڈنے گئے تھے انہیں اس کا نام ونشان تک نہ ملا تھا میں سمجھتا ہوں کوشلیا نے اپنے آپ کو موت کے منہ میں دینے کی کوشش کی ہے اور اسے وہاں سے ہر صورت میں نکالنا چاہیے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا پھر خاموش ہوا اس کے بعد آنے والے دونوں مخبروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"میں تمہارے ذمے ایک انتہائی اور اہم کام لگانے لگا ہوں۔"

یہاں تک کہتے کہتے رانا سانگا کو رک جانا پڑا اس لیے بھوج نرمل بولا اور رانا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"رانا کو میں ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا لیکن جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہ بعد میں کہوں گا پہلے راجکماری کوشلیا کا مسئلہ حل ہونا چاہیے میں چاہتا ہوں ان مخبروں میں سے ایک میرے چند مخصوص آدمیوں کے ساتھ سلطان مظفر کے مرکزی شہر محمد آباد کی طرف جائے میں زیادہ نہیں تین چار آدمی ایک مخبر کے ساتھ بھیجوں گا جو تیغ زنی میں جواب نہیں رکھتے اور مخبر جس حویلی کی نشاندہی کریں گے اس حویلی سے وہ باحفاظت راجکماری کوشلیا کو یہاں لانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

بھوج نرمل خاموش ہوا تب رانا سانگا غور سے اس کی طرف سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بھوج نرمل جو کچھ میں نے کہا ہے یا جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں تم سمجھے نہیں ہو ہم نے راجکماری کو وہاں سے لڑ کر نہیں نکالنا تم اپنے مسلح جوان بھیج رہے ہو اگر ایسا کرو گے تو وہ مسلح جوان واپس نہیں آئیں گے اور ساتھ ہی راجکماری کوشلیا کے عزائم بھی عیاں ہو جائیں گے اور اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔

جو دو مخبر راجکماری کوشلیا کے متعلق خبریں لے کر آئے ہیں یہی واپس جائیں گے کسی مناسب موقعہ پر راجکماری کوشلیا سے ملیں گے اسے سمجھائیں گے کہ اس کے لیے اس کے باپ ماں کی طرف سے یہ پیغام ہے کہ وہ جو قیصر خاں کو قتل کرنے کے لیے وہاں گئی ہے تو یہ ایک احمقانہ اور فضول فیصلہ ہے لہٰذا اپنے اس فیصلہ پر نظر ثانی کرے اور فوراً واپس اپنے شہر میں آجائے۔"

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب پہلی بار اس سلسلے میں رانا سانگا کا سینا پتی کرشن دیو بولا اور کہنے لگا۔

"رانا جو کچھ آپ نے کہا ہے درست یہی ہے راجکماری کوشلیا کو ہم زور اور طاقت اور قوت سے نہیں نکال سکتے جو اسے نکالنے جائے گا وہ بھی واپس نہیں آئے گا موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا ساتھ ہی ساتھ راجکماری کوشلیا کے عزائم بھی ظاہر ہو جائیں گے اور اس کا بھی خاتمہ کر دیا جائے گا لہٰذا راجکمار کوشلیا کو لانے کے لیے جو ہم مسلح جنگجو بھیجتے ہیں تو اس کام میں نقصان ہی نقصان اور زیاں ہی زیاں ہے بلکہ بہتر یہی ہے کہ دونوں مخبر واپس محمد آباد کی طرف جائیں وہاں قیام کریں اور جب جس وقت بھی انہیں کوئی مناسب موقع ملے اور راجکماری کوشلیا کہیں علیحدہ ہو تو اس کی منت سماجی کر کے اسے واپس لانے کی کوشش کریں اور اسے کہیں کہ اس کے جانے کے بعد رانا اور رانی لکھاروتی کی طبیعت اس کی وجہ سے ٹھیک نہیں ہے لہٰذا اسے فی الفور واپس جانا چاہیے اور فی الحال سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں سے انتقام لینے کے لیے اسے قتل کرنے کی تدابیر کو الٹوا میں ڈال دیا جائے۔"

اس موقع پر فکر گیری سی آواز میں رانی لکھاروتی بولی اور کہنے لگی۔

"میری بیٹی کے لیے کچھ نہ کیا جائے ورنہ اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی' اس نے محمد آباد جا کر بہت بڑی حماقت اور بیوقوفی کا ثبوت دیا ہے میں اس سے ہرگز ایسی امید نہیں رکھتی تھی کہ وہ قیصر خاں سے انتقام لینے اور اسے قتل کرنے کے لیے سلطان مظفر کے مرکزی شہر پہنچ جائے گی اب وہاں سے اسے جنگجوؤں کے ذریعے نہیں نکالا جا سکتا اگر ایسا کیا جائے گا تو بہت سی جانیں ضائع ہو جائیں گیں اور راجکماری کو بھی قتل کر دیا جائے گا لہٰذا یہ دونوں مخبر جائیں وہاں قیام کر کے کوشلیا پر نگاہ رکھیں جب ان دونوں کو علیحدگی میں اس سے ملاقات کرنے کا موقع مل جائے تو پھر اسے سمجھا بجھا کر میری اور رانا کی بیماری کا ذکر کر کے واپس لانے کی کوشش کریں مجھے امید ہے جب اس کے ساتھ ایسا کیا جائے گا تو وہ ہر چیز محمد آباد ہی میں چھوڑ کر واپس آجائے گی۔"

لکھاروتی کے خاموش ہونے پر رانا سانگا پھر بولا آنے والے دونوں مخبروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"تم دو دن یہاں قیام کرو اور اس کے بعد واپس محمد آباد کی طرف جاؤ کوئی مناسب موقع دیکھ کر راجکماری سے ملو تفصیل کے ساتھ اس سے گفتگو کرو اسے سمجھا بجھا کر واپس لانے کی کوشش کرو راجکماری کو بچانے اور واپس اپنے مرکزی شہر لانے کا بس یہی ایک طریقہ ہے اب تم دونوں جاؤ۔ اگر ایسا نہ ہو سکا تو راجکماری کو وہاں سے اٹھانے کی کوشش کریں گے اور یہ آخری حربہ ہوگا۔" اس کے ساتھ ہی وہ دونوں مخبر وہاں سے نکل گئے تھے ان کے جانے کے بعد ایک گہری نگاہ رانا سانگا نے اپنے قریب بیٹھے بھوج نرل پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

"بھوج نرل تم کچھ کہنا چاہتے تھے اب کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔" اس پر بھوج نرل بولا اور کہنے لگا۔

"رانا گزشتہ کئی جنگوں میں بلکہ میں کہہ سکتا ہوں ان گنت معرکوں میں سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کے ہاتھوں ہمیں شکست اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے اور یہ ہمارے لیے بڑی بدنامی کا معاملہ ہے میں چاہتا ہوں کہ قیصر خاں کو ہر صورت میں شکست دی جائے اور اسے زندہ گرفتار کر لیا جائے ایسا ہم ایک قدم اٹھائیں تو پھر ہماری خواہش پوری ہو سکتی ہے۔"

"وہ کس طرح....." چونکنے کے انداز میں رانا سانگا نے پوچھ لیا تھا۔ جواب دینے سے پہلے بھوج نرل نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری پھر وہ کہہ رہا تھا۔

"بات یہ ہے کہ مرہٹوں کے اندر میرے کچھ جاننے والے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اپنے لشکر کو لے کر یہاں سے کوچ کروں' نہر والا کے بجائے میں سورت اور پونا کا سفر کروں وہاں مرہٹوں سے ملوں مرہٹوں کا ایک خاصا بڑا لشکر اپنے ساتھ یہاں لے کر آؤں میرا خیال ہے میں جب مرہٹے ہماری مدد کے لیے پہنچ جائیں گے تو پھر قیصر خاں اور سلطان مظفر دونوں کو اپنے سامنے زیر کرنا اور ان سے اپنا انتقام لینا کم از کم ہمارے لیے ممکن اور آسان ہو جائے گا۔"

بھوج نرل جب خاموش ہوا تب رانا سانگا کچھ دیر تک توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

"بھوج نرل تمہاری ترکیب تمہاری تجویز بہت اچھی اور قابل عمل ہے میں بھی چاہوں گا کہ اس پر عمل کر گزرو۔"

رانا سانگا خاموش ہوا دوبارہ اپنی بات کو آگے بڑھتا ہوا کہنے لگا۔

"بھوج نرل میں چاہوں گا کہ دو دن بعد جب ہمارے مخبر سلطان مظفر کے مرکزی شہر محمد آباد کا رخ کریں تم اپنے لشکر کو لے کر سورت اور پونا کی طرف بڑھو وہاں مرہٹوں کا ایک خاصا بڑا لشکر تیار کرو اور اسے اپنے ساتھ لے کر آؤ پھر دیکھنا سلطان مظفر کے لشکریوں اور سالاروں کا ہم کیا انجام کرتے ہیں۔"

رانا سانگا کے ان الفاظ کے جواب میں بھوج نرل بولا اور کہنے لگا۔

"رانا میں چاہتا ہوں چند دن میں یہاں قیام کروں جن دستوں کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں ان کی پوری تیاری کا اہتمام کروں ساتھ ہی میں نہر والا سے کچھ ایسے لوگ بھی یہاں منگواؤں گا جو مرہٹوں کے سرکردہ لوگوں سے واقف اور شناسائی رکھتے ہیں اور مرہٹوں کے لشکر کو یہاں لانے کے لیے وہ میرے بڑے مددگار اور معاون ثابت ہوں گے۔"

رانا سانگا نے اس تجویز سے اتفاق کیا تھا اس کے ساتھ ہی رانا سانگا نے وہ مجلس ختم کر دی تھی۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

قیصر خاں مالوہ سے واپسی کے بعد اپنی حویلی میں داخل ہوا اس نے دیکھا حویلی کا دروازہ کھلا تھا جب وہ حویلی کے سکونتی حصے میں داخل ہوا اور جو حویلی کی لمبی راہ داری تھی اس میں چند قدم ہی آگے بڑھائے ہوں گے کہ سامنے کی طرف سے پانچ چھ لڑکیاں مختلف کمروں سے نکل کر اکٹھی ہوئیں ان میں ایک ایسی لڑکی بھی تھی جو اپنے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھی' قیصر خاں نے ان لڑکیوں کو غور سے دیکھا اور کچھ حیراں اور پریشاں بھی ہوا کہ وہ حویلی میں کیا کر رہی تھیں۔

ابھی وہ اسی تردد میں تھا کہ ایک لڑکی اس کی طرف بڑھی باقی اس راہ داری کی سڑھیاں اتر کر سامنے جو چھوٹا سا باغیچہ تھا اس میں ہو لیں تھیں ان میں وہ دراز قد لڑکی بھی شامل تھی جو اپنے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھی۔

جو لڑکی قیصر خاں کی طرف بڑھی تھی وہ قریب آ کر رکی پھر قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''قیصر خاں' میرے بھائی پریشان اور فکر مند نہ ہوں ہم سب آپ کی حویلی کی صفائی اور آرائش و تزئین کے لیے آئی تھیں اور یہ کام ہم ختم کر چکی ہیں' حویلی کے اندر ہر کمرے کے اندر کی چیزوں کی آرائش کر دی گئی ہے یہ سارا سامان گزشتہ دو دن آپ کی حویلی میں آتا رہا ہے اور آج ہم نے اس کی سجاوٹ کر دی ہے۔''

اس پر قیصر خاں غور سے اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''پر یہ سارا اہتمام کون کر رہا ہے۔''

جواب میں وہ لڑکی بولی اور کہنے لگی۔

''یہ سارا اہتمام سلطان کی طرف سے ہو رہا ہے اس لیے کہ سلطان کو مالوہ سے آپ کی واپسی کا بڑی بے چینی سے انتظار تھا اس لیے کہ اب سلطان آپ کی شادی کا اہتمام کرنا چاہتے ہیں میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ جو لڑکیاں راہ داری کے نیچے اتر کر باغیچہ کی طرف گئی ہیں اور اب وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ رہی ہیں ان میں عذرا خاتون بھی ہے جس سے آپ کی مانگنی ہوئی ہے اور یہ ساری سجاوٹ اس کی مرضی اور رضا مندی ہی سے کی گئی ہے۔

بھائی آپ پریشان نہ ہوں عذرا خاتون نے بڑی ناز و نعم میں پرورش پائی ہے اور اس حویلی کی سجاوٹ بھی اس نے اپنی مرضی سے کی ہے' دیکھیں وہ سب دروازے پر کھڑی ہو کر میرا انتظار کر رہی ہیں' اب میں جاتی ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی وہ لڑکی قیصر خاں کے سامنے سے ہٹ کر تیز تیز چلتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف ہو لی تھی اس کے ساتھ ہی وہ سب لڑکیاں چلی گئی تھیں۔

قیصر خاں چونکہ اپنے گھوڑے کو اصطبل میں پہلے ہی باندھ چکا تھا' سامان اس نے اتار کر اپنے کندھے سے لٹکا لیا تھا لہٰذا آگے بڑھا' سامان اس نے ایک طرف رکھ دیا پھر ایک ایک کمرے کا اس نے جائزہ لیا' ہر کمرہ بہترین انداز میں سجایا گیا تھا عمدہ قیمتی نئے پردے لگا دیے گئے تھے کچھ دیر تک وہ یہ سارا زیبائش اور آرائش کا جائزہ لیتا رہا پھر طہارت خانے کی طرف گیا نہایا' نیا لباس پہنا اس کے بعد وہ اپنے کھانے کا اہتمام کرنا ہی چاہتا تھا کہ سلطان کا ایک ہرکارہ حویلی میں داخل ہوا اور قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر آپ کو سلطان نے فی الفور طلب کیا ہے۔''

جواب میں قیصر خاں نے کچھ نہ کہا چپ چاپ اس ہلکارے کے ساتھ ہو لیا تھا۔

قیصر خاں جب قصر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا قصر بھی بڑے بہترین انداز میں سجایا گیا تھا' قصر سے باہر نکل کر سلطان اور اس کے اہل خانہ نے قیصر خاں کا استقبال کیا تھا اور سب نے اسے مالوہ کی اس شاندار فتح پر مبارک باد دی تھی پھر قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے سلطان مظفر کہنے لگا۔

''بیٹے تمہاری حویلی کی سجاوٹ کا بھی کام کر دیا گیا ہے اور تم دیکھتے ہو آج میرے قصر کو بھی خوب سجایا گیا ہے اس لیے کہ میں نے ارادہ کیا تھا جس دن تم مالوہ سے لوٹو گے اس دن تمہاری شادی کا اہتمام کر دیا جائے گا بیٹے پہلے میرے ساتھ آؤ میں جانتا ہوں تم نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا ہوگا کھانا کھاؤ اس کے بعد تمہارے نکاح اور عقد کا اہتمام کیا جائے گا۔''

قیصر خاں چپ چاپ سلطان کے ساتھ ہو لیا تھا سلطان کے ساتھ پہلے اس نے کھانا کھایا اس کے فوراً بعد قاضی کو بلایا گیا قیصر خاں اور عذرا خاتون کے نکاح کا اہتمام کر دیا گیا تھا' اسی وقت دو گھوڑوں پر مشتمل خوب صورت سجائی ہوئی بگھی قصر کے صدر دروازے کے پاس لا کر کھڑی کر دی گئی تھی یہ سارے اہتمام کرنے کے بعد کچھ دیر سب بیٹھ کر خوشی کا اظہار کرتے رہے پھر جب وہاں جمع ہونے والے مہمان چلے گئے تب سلطان مظفر نے قیصر خاں کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''بیٹے یہ وہی کمرہ ہے جس میں بیٹھ کے تمہاری منگنی کا اہتمام کیا گیا تھا اب جبکہ عذرا خاتون تمہاری بیوی ہے اور وہ اس وقت ساتھ والے کمرے میں بیٹھی ہوئی ہے لہٰذا تم دوسرے کمرے میں جاؤ اپنی بیوی کو ساتھ لو قیصر کے صدر دروازے پر بھی کھڑی ہے' اس میں بیٹھ کر دونوں میاں بیوی اپنی حویلی کی طرف چلے جاؤ چند روز تک تمہارے ہاں کھانے کا اہتمام نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ کھانا تمہارا یہاں سے بھیجا جائے گا۔''

اس پر قیصر خاں کہنے لگا۔

''سلطان محترم اس قدر زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے ہم دونوں میاں بیوی ہوں گے' اپنے لیے ہم بڑی آسانی سے کھانا تیار کر لیا کریں گے۔''

قیصر خاں کے ان الفاظ پر سلطان مظفر مسکرایا پھر کہنے لگا۔

''یہ ساری باتیں اپنی بیوی سے مشورہ کرنے کے بعد کرنا میں کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کروں گا میرے بیٹے جس معاملے میں تمہاری اور تمہاری بیوی کی خوشی ہوگی اسی میں ہماری رضامندی اور خوشی ہوگی اب تم وقت ضائع نہ کرو ساتھ والے کمرے میں جاؤ اپنی بیوی کو ساتھ لو اور باہر کھڑی بگھی میں بیٹھو اور اپنی حویلی کی طرف جاؤ۔''

سلطان کے کہنے پر قیصر خاں ہچکچاتا ہوا اور آہستہ آہستہ اپنی نشست سے اٹھا اس کے بعد وہ سوچ سوچ کر قدم رکھتا ہوا دونوں کمروں کے درمیانی دروازے کی طرف بڑھا تھا۔

قیصر خاں جب دوسرے کمرے میں داخل ہوا تو کمرا نہ صرف یہ کہ خوشبو سے بھرا تھا بلکہ کمرے کی سجاوٹ بھی غیر یقینی حد تک خوب صورت پر کشش تھی' کمرے میں جو خوب صورت مسہری لگی ہوئی تھی اس پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اس کی پیٹھ اس دروازے کی طرف تھی جس دروازے سے قیصر خاں اس کمرے میں داخل ہوا تھا قیصر خاں آہستہ آہستہ آگے بڑھا جونہی وہ اس مسہری کے قریب گیا' لڑکی نے مڑ کے دیکھا اسے دیکھتے ہی قیصر خاں دنگ رہ گیا تھا اس لیے کہ وہ راجکماری کوشلیا تھی راجکماری کوشلیا کو دیکھتے ہی قصے اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔

''تم یہاں اور اس حالت میں۔''

جونہی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے قیصر خاں پیچھے ہٹنے لگا کوشلیا نے بڑے بیباکی سے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا' قیصر خاں کا بازو پکڑ لیا خود بھی کھڑی ہو گئی پھر کہنے لگی۔

''میں اب راجکماری کوشلیا نہیں ہوں میرا نام عذرا خاتون ہے میں آپ کے لیے اجنبی بھی نہیں ہوں میں اب آپ کی بیوی ہوں اور اچھے شوہر خانہ اس طرح اپنی بیوی سے نفرت کرتے ہیں نہ اس سے بیزاری اور نہ ہی روگردانی کا اظہار کرتے ہیں۔''

راجکماری کوشلیا کی اس گفتگو کے جواب میں قیصر خاں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ دونوں کمرے کے درمیانی دروازے پر سلطان مظفر کے کھنکارنے کی آواز سنائی دی پھر سلطان قیصر خاں کو مخاطب کر کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

نے لگا۔
"قیصر خاں بیٹے میں ذرا اندر آ رہا ہوں ایک
ہتائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کروں گا۔"
یہ آواز سن کر کوشلیا نے قیصر خاں کا ہاتھ چھوڑ دیا
تھا پہلے کی طرح وہ بڑے پرسکون انداز میں مسہری پر
ہو بیٹھی تھی سلطان کمرے میں داخل ہوا' اس موقع پر
بڑی عقیدت اور عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہوئے
کوشلیا اٹھی اور ایک نشست مسہری کے قریب کر دی
تھی اس نشست کے قریب آ کر سلطان مظفر رکا پھر
قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
"قیصر خاں میرے بیٹے' اب تم دونوں میاں
بیوی ہو پہلے مسہری پر دونوں میاں بیوی اکٹھے بیٹھو پھر
جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں کہوں گا۔"
راجکماری کوشلیا اس موقع پر اس نشست کی
طرف منہ کر کے بیٹھ گئی تھی چونکہ اس نے خود
سلطان کے لیے وہاں رکھی تھی اور اس موقع پر وہ
سوالیہ سے انداز میں قیصر خاں کی طرف دیکھنے لگی تھی'
قیصر خاں ایک گہری نگاہ سلطان پر ڈالی جواب میں
سلطان مسکرایا' اثبات میں گردن ہلائی جس پر قیصر
خاں آگے بڑھ کر کوشلیا کے پہلو میں بیٹھ گیا تھا اس
کے بیٹھنے کے ساتھ سلطان بھی اس نشست پر بیٹھا پھر
قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
"بیٹے تمہیں اس کمرے میں بھیجنے کے بعد میرا
اس کمرے میں داخل ہونا ضروری ہو گیا تھا میں جانتا
تھا تم اس بات کی قطعی توقع ہی نہیں رکھتے ہو کہ
تمہاری شادی کا اہتمام راجکماری کوشلیا کے ساتھ کیا
جا رہا ہے دیکھو بیٹے اس میں کوئی شک نہیں ماضی میں
کئی موقع پر کوشلیا نے ہمارے خلاف کام کیا ہم سے
نفرت کا بھی اظہار کیا لیکن جب تم نے اسے گھوڑے
سے اچک کر زمین پر پٹخا پھر کمند ڈال کر اسے گرفتار کیا
ساتھ ہی تم اسے اچھوتوں کی بستی میں لے گئے وہاں
اچھوتوں کا کھانا کھلایا تمہاری ان ساری
کارگزاریوں کا اس نے غصہ نہیں کیا نہ ہی برا مانا بلکہ
ہے تبدیل ہو گئی یہ اپنے ہاں اداس اور افسردہ رہنے لگی
اور اس کے اہل خانہ اور دوسرے لوگ یہی خیال
کرتے رہے کہ چونکہ تم نے دو تین مواقع پر
راجکماری کوشلیا کی اہانت کی ہے لہٰذا تم سے انتقام
لینے کے لیے وہ فکرمند اداس اور افسردہ ہے جب کہ
حقیقت یہ نہیں تھی یہ تمہاری چاہت میں گرفتار تھی پھر
موقع ملتے ہی جب کہ یہ کھڑدوڑ کے لیے گئی تھی وہاں
سے بھاگ نکلی اس لیے اسے خبر تھی کہ ہمارا لشکر اجین
کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے اسے یہ بھی خبر تھی کہ تم
اس وقت اپنے لشکر کے ساتھ مالوہ کی سرزمینوں کی
طرف ہو لہٰذا اجین کے نواح سے بھاگ کر یہ سیدھی
میرے لشکر میں آئی اس وقت یہ سپاہیانہ لباس میں
تھی چہرہ ڈھانپے ہوئے تھے مجھ سے ملاقات کرنے
کی التماس کی دو لشکری اپنی حفاظت میں میرے پاس
لے کر آئے میرے خیمہ میں آ کر اس نے اپنے سر
سے خود اتار دیتا اپنا تعارف کرایا اس موقع پر یہ رو
پڑی تھی اسے شک تھا کہ شاید میں اس کی باتوں پر
اعتبار نہیں کروں گا اسے یہ بھی شک تھا شاید میں
سمجھوں کہ یہ قیصر خاں کو نقصان پہنچانے کے لیے
ہمارے لشکر میں داخل ہوئی ہے لیکن بیٹے اس کی
باتوں سے میں نے اندازہ لگایا کہ یہ مخلص ہے پھر
میرے پاس قیام کے دوران اس نے اسلام قبول کیا
اور میں نے اپنے قاضی کو مقرر کیا کہ وہ اسے ارکین
اسلام سے آگاہ کرے اور اسے قرآن مقدس کی
تعلیم بھی دے اس طرح جنگ سے فارغ ہونے
کے بعد شاہی قصر میں قیام کر لیا اور اس طرح کوشلیا
سے میں نے اس کا نام عذرا خاتون رکھا اور یہ رانا
سانگا کی بیٹی سے سلطان مظفر کی بیٹی ہو گئی اور اب
اس کا سب سے قریبی رشتہ تمہارے ساتھ ہے اس
لیے یہ تمہاری بیوی ہے۔
قیصر خاں میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ
تمہاری بہترین خدمت کرے گی' تمہاری زندگی کی
ایک عمدہ اور بے مثل و بے مثال ساتھی ثابت ہو گی'
دیکھو بچے جو لڑکیاں اس طرح کی سخت نفرت کرتی
ہے یہی حالت راجکماری کوشلیا لیتی عذرا خاتون کی
بھی ہے بیٹے اب تمہاری مرضی ہے چاہے اسے عذرا
خاتون کہہ کر پکارو چاہے کوشلیا بہرحال یہ ہندو نہیں
مسلمان ہے اسلام قبول کر چکی ہے میں جانتا تھا اس
کمرے میں داخل ہونے کے بعد تم اس کی ذات پر
شک کرو گے' بیزاری اور عجیب سے ظن و گمان کا
اظہار کرو گے بیٹے ایسا نہیں کرنا تمہاری شادی اب
میری بیٹی سے ہوئی ہے اور میری بیٹی خداوند قدوس
نے چاہا تو تمہاری خدمت کرے گی اور تمہاری ساتھی
کی حیثیت سے تمہارے معیار پر اترے گی دیکھ بچے
شادی سے پہلے قیصر میں تمہارے اور تمہاری بیوی
کے لیے بہت سامان تیار کیا گیا تھا کچھ سامان پہلے
ہی تمہاری حویلی میں منتقل ہو چکا ہے وہ سامان
میری بیٹی خود وہاں رکھ کر آئی تھی اور اب جو بگھی باہر
کھڑی ہے اس میں بھی تم دونوں کا کچھ سامان ہے
قیصر کی دو ملازمیں بھی اس موقع پر تم دونوں کے ساتھ
جائیں گی' وہ تمہاری حویلی میں قیام کریں گی میں
چاہتا ہوں شادی کے چند دن بعد تک تمہاری بیوی کو
کوئی کام نہ کرنا پڑے۔"
اس پر راجکماری کوشلیا بولی اور کہنے لگی۔
"سلطان محترم اگر آپ ایسا کر رہے ہیں تو یہ
آپ کی مہربانی آپ کا یہ احسان ہے لیکن میں سمجھتی
ہوں اس کی ضرورت نہیں ہے میں خود اپنے شوہر کی
خدمت کر سکتی ہوں میں اب راجکماری نہیں عذرا
خاتون ہوں اور ایک ایسے مجاہد کی بیوی ہوں جو فتح کو
گلے لگانے کا ہنر جانتا ہے۔"
پھر سلطان اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا اور
قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
"بیٹے اب اپنی بیوی کو ساتھ لو باہر کھڑی بگھی
میں بیٹھو اور اپنی حویلی کی طرف جاؤ ان دو خادماؤں
نے تمہارے ساتھ قیام کرنا ہے وہ پہلے ہی تمہاری
حویلی کی طرف جا چکی ہیں۔"
قیصر خاں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور قیصر خاں
کی طرف دیکھتے ہوئے کوشلیا بھی کھڑی ہو گئی سلطان
مظفر نے دونوں کو الوداع کہا اور دونوں میاں بیوی
قیصر سے نکل کر جب صدر دروازے کے پاس گئے تو
وہاں بگھی کھڑی تھی' اس میں بیٹھے بگھی کا سائیس پہلے
ہی تیار کھڑا تھا اور اس نے گھوڑوں کو کوشلیا اور قیصر
خاں کی حویلی کی طرف ہو لیا تھا۔
اپنی حویلی کے سامنے جا کے قیصر خاں اترا
اس کے پہلو میں بیٹھی ہوئی کوشلیا بھی اتر گئی اس
موقع پر بگھی کا سائیس قیصر خاں کی طرف دیکھتے
ہوئے کہنے لگا۔
"امیر میرے لیے کیا حکم ہے کیا مجھے یہاں
رکنا چاہیے۔" اس پر قیصر خاں مسکراتے ہوئے
کہنے لگا۔
"نہیں تم قیصر کی طرف جاؤ اور اب ہمیں مزید
استعمال کے لیے بگھی کی ضرورت نہیں ہے۔" اس
کے ساتھ ہی سائیس بگھی کو واپس لے گیا تھا۔
قیصر خاں اور کوشلیا دونوں میاں بیوی حویلی
میں داخل ہوئے حویلی میں داخل ہونے کے بعد
کوشلیا نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پہلے
حویلی کے سارے کمروں کی سجاوٹ اور سارے
کمروں کے اندر جو سامان رکھا تھا وہ قیصر خاں کو
دکھایا' قیصر خاں کے لیے جو لباس اور دوسرا سامان تیار
کیا گیا تھا وہ بھی اس نے بڑے پیار اور محبت سے
دکھایا پھر دونوں میاں بیوی جب دیوان خانے میں
آئے دیوان خانے میں وہ دونوں ملازمائیں بیٹھی
ہوئی تھیں قیصر خان اور کوشلیا کو دیکھ کر وہ کھڑی ہو گئیں
پھر ان میں سے ایک قیصر خان کی طرف دیکھتے
ہوئے کہنے لگی۔
"مالک جب آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو
ہمیں آواز دے دیجیے گا ہم دونوں صدر دروازے
کے قریب جو کمرے بنے ہوئے ہیں ان میں قیام
کرتی ہیں۔"
قیصر خاں نے نفی میں گردن ہلائی پھر کہنے لگا۔
"تم ان کمروں میں قیام نہیں کرو گی کہیں تم

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

دونوں کی حیثیت میری بہنوں کی سی ہے تم مستقل اگر قیام کرنا چاہو تو تمہاری مرضی ہے لیکن میں تمہیں مستقل اپنے ساتھی نہیں خادماؤں کی حیثیت سے رکھوں گا جتنے دن تم خوشی سے رہنا چاہو بہنوں کی حیثیت سے رہو اور بہت سے کمرے ہیں، ہم دونوں میاں بیوی ساتھ والے کمرے میں قیام کرلیں گے اس سے جو اگلے دو کمرے ہیں ان میں سے تم دونوں جو کمرہ چاہو اپنے لیے منتخب کرلو اور اسی میں تم قیام کرو گی جو ہم کھائیں گے وہی تم کھاؤ گی اگر میں اس سلسلے میں کوئی فرق۔"

یہاں تک کہتے کہتے قیصر خاں رک گیا اس لیے کہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کوشلیا بول اٹھی اور قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"گفتگو یہ باتیں کر کے آپ نے میرا دل خوش کردیا ہے جس وقت میں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا میں اچھوتوں سے نفرت کرتی تھی اب مجھے اچھوتوں سے اس محبت سے بھی زیادہ محبت ہوگئی ہے جو کبھی میں برہمنوں سے کرتی تھی یہ ہم دونوں کی بہنیں ہیں اور حویلی کے کمرے میں قیام کریں گی جو کمرے ملازموں کے لیے دروازے کے قریب بنے ہیں ان میں نہیں ٹھہریں گی۔" پھر کوشلیا ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"کیا تم دونوں نے کھانا کھالیا ہے۔" اس پر ان میں سے ایک بولی اور کہنے لگی۔ "کھانا ہم دونوں کا قیصر سے کھا کر آئی ہیں۔"

کوشلیا نے خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگی۔ "میں اور میرے شوہر بھی کھانا کھا چکے ہیں لہٰذا اب تمہیں کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی رات ہوگئی ہے اب تم دونوں آرام کرو۔"

وہ دونوں بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آخری کمرے کی طرف چلی گئی تھیں کوشلیا ایک نشست پر بیٹھ گئی اور قیصر خاں کا بازو پکڑ کر گویا اپنے قریب بٹھالیا پھر غور سے قیصر خاں کی طرف دیکھتے

"میں جانتی ہوں آپ مجھ سے بدظن ہوں گے یہ بلا کدھر سے آگئی آپ مجھے پر اعتماد اور بھروسہ بھی نہیں کرنے والے ہوں گے چونکہ مرضی میں میرا کردار ہی ایسا تھا لیکن اب میں نے اس راجکماری کوشلیا کا گلہ گھونٹ کر خاتمہ کردیا ہے جو مسلمانوں سے نفرت کرتی تھی جو اچھوتوں کو حقیر خیال کرتی تھی اب میں مسلمان ہوں سلام قبول کرچکی ہوں اور سب سے بڑھ کر میں ایک ایسے مجاہد کی بیوی ہوں جس کی تیغ برق گراتی ہے کیا میں اپنے دل میں یہ بات بیٹھالوں کہ آپ مجھے پر اعتماد کرتے ہیں بھروسہ کرتے ہیں اور۔"

قیصر خاں نے مسکراتے ہوئے کوشلیا کی بات کاٹ دی پھر کہنے لگا۔

"کوشلیا اس سے پہلے سلطان نے جو کچھ کہا تھا وہی کافی تھا میں ان کی ہر بات کو حرف آخر خیال کرتا ہوں اب تمہیں اس سلسلے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

قیصر خاں کے یہ الفاظ سن کر کوشلیا بھی عذرا خاتون کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی تھوڑی دیر دونوں میاں بیوی دیوان خانے میں بیٹھ کر باتیں کرتے رہے پھر اٹھے اور اپنی خواب گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

☆☆

قیصر خاں اور عذرا خاتون یعنی راجکماری کوشلیا ایک روز دونوں اپنے دیوان خانے میں بیٹھے گھریلو موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ صدر دروازے پر دستک ہوئی تھی اس موقع پر دو خادماؤں میں سے ایک نے جب صدر دروازے کی طرف جانا چاہا تب دیوان خانے سے نکل کر قیصر خاں نے اسے رک دیا اور کہنے لگا۔

"میری بہن تم جا کر آرام کرو میں خود دیکھتا ہوں دستک دینے والا کون ہے۔"

اس کے ساتھ ہی وہ صدر دروازے کی طرف بڑھا دروازہ جب اس نے کھلا تب سامنے سلطان مظفر کا ہرکارہ کھڑا تھا اور قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آپ کو سلطان نے بلایا ہے۔"

قیصر خاں کہنے لگا۔ "تم چلو میں آتا ہوں پہلے یہ بتاؤ کیا کوئی خاص معاملہ ہے۔"

اس پر ہرکارہ کہنے لگا۔ "وجہ کا تو مجھے پتہ نہیں لیکن سارے سالار اور امراء وہاں جمع ہو رہے ہیں اور آپ کو بھی سلطان نے طلب کیا ہے۔"

قیصر خاں نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"اچھا تم چلو میں تمہارے پیچھے آتا ہوں۔"

وہ ہرکارہ وہاں سے چلا گیا قیصر خاں جب واپس دیوان خانے میں آیا تو اس کی طرف فکرمندی سے دیکھتے ہوئے کوشلیا نے پوچھ لیا۔

"کون تھا اور کیا کہتا ہے۔"

اس پر قیصر خاں بولا اور کہنے لگا۔

"سلطان کا ہرکارہ تھا سلطان نے بلایا ہے لگتا ہے کوئی اہم معاملہ ہے اس لیے کہ ہرکارہ کہہ رہا تھا سارے سالاروں اور سرکردہ لوگوں کو سلطان نے قیصر میں طلب کیا ہے۔"

اس پر کوشلیا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر قیصر خاں کا بازو اس نے پکڑا اور کھینچتے ہوئے کہنے لگی۔

"آپ میرے ساتھ اپنی خواب گاہ میں آئیں پہلے عمدہ قسم کا لباس پہنیں اس کے بعد آپ وہاں جائیں گے۔"

قیصر خان کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بڑے پیار سے اسے کھینچتے ہوئے کوشلیا کہنے لگی۔

"میں جانتی ہوں اس موقع پر آپ یہی کہیں گے کہ یہی کپڑے اچھے ہیں میں ابھی میں چلا جاتا ہوں لیکن میں آپ کو جانے نہیں دوں گی چاپ چاپ میرے ساتھ آئیں۔"

قیصر خاں اس کے ساتھ ہولیا خواب گاہ میں لے جا کر کوشلیا نے ایک انتہائی عمدہ لباس نکال اسے قیصر خاں کو دیا اور کہنے لگی۔

"پہلے یہ لباس پہنیں پھر میں آپ سے بات کرتی ہوں۔" قیصر خاں نے جب وہ لباس پہن لیا تب کچھ دیر تک بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کوشلیا آگے پیچھے سے اسے دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

"اب سب ٹھیک ہے اب جائیں لیکن جونہی وہاں سے فارغ ہوں وقت ضائع کیے بغیر گھر آئیے گا میں بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کروں گی۔"

کوشلیا کے ان الفاظ پر قیصر خاں بھی خوش ہوگیا تھا لہٰذا حویلی کے سکونتی حصے سے نکل کر وہ صدر دروازے کی طرف بڑھا کوشلیا اس کے ساتھ تھی صدر دروازے پر جا کر کوشلیا پر ایک الوداعی نگاہ ڈالتے ہوئے قیصر خاں جب باہر نکلنے لگا تو کچھ مسلح جوان آتے دکھائی دیے۔

انہیں دیکھتے ہوئے قیصر خاں چونکا تھا جب وہ نزدیک آئے تب قیصر خاں نے انہیں مخاطب کیا۔

"تم کس مہم پر جا رہے ہو۔" شاید وہ قیصر خاں کے جاننے والے تھے۔

اس موقع پر کوشلیا دروازے کے پیچھے ہوگئی تھی ان میں سے ایک قیصر خان کے قریب ہوا اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جاتے ہوئے کہنے لگا۔

"امیر آپ کی شادی رانا سانگا کی بیٹی راجکماری کوشلیا سے ہوئی ہے جو اپنی مرضی سے اپنے باپ کو چھوڑ کر آپ سے محبت کی خاطر ہمارے شہنشاہ کے پاس آئی تھی اسلام قبول کیا اور اب وہ آپ کی بیوی ہے رانا سانگا کے آدمی اسے تلاش کر رہے ہوں گے لہٰذا سلطان نے آج سے ہم چھ مسلح جوانوں کے ذمے یہ کام لگایا ہے کہ ہم ہر وقت آپ کی حویلی اور آپ کا خیال رکھتے ہوئے آپ پر راجکماری کوشلیا کی حفاظت کریں گے۔"

"شاید سلطان نے اس سے پہلے آپ کو نہیں بتایا آپ کی شادی سے پہلے بھی سلطان نے عارضی طور پر کچھ آدمی مقرر کیے تھے جو آپ کی حویلی پر نگاہ رکھتے تھے اور باقاعدہ طور پر یہ کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے آپ چونکہ ابھی سلطان کی طرف جا رہے ہیں لہٰذا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

آپ کی غیر موجودگی میں حویلی کی حفاظت کرنا اور ہمارے اولین فرائض میں ہے۔"

قیصر خاں مسکرا دیا اس کی پیٹھ تھپتھپائی پھر وہ قیصر کی طرف ہولیا تھا جب کہ کوشلیا نے دروازے بند کر کے زنجیر لگالی تھی۔

قیصر خاں جب قصر کے ایک کمرے میں داخل ہوا تب اس نے دیکھا وہاں سلطان کے سامنے سارے سالار اور امراء اور سلطنت کے سرکردہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے قیصر خاں جب اس کمرے میں داخل ہوا تب سلطان کے علاوہ سب نے اس کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا اور سلطان کے اشارے پر قیصر خاں آگے بڑھ کر سلطان کے ایک پہلو میں بیٹھ گیا تھا تھوڑی دیر خاموشی رہی اس کے بعد سلطان نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

"میں نے آج آپ لوگوں کو ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں طلب کیا ہے یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس کے متعلق ہم نے سب نے مل کر فیصلہ کرنا ہے کہ میں کون سا اور کیسا قدم اٹھانا چاہیے پہلے میں آپ لوگوں پر تفصیل سے واضح کرتا ہوں کیا معاملہ ہے جس پر آپ لوگوں کو میں نے یہاں آنے کی زحمت دی ہے۔

تھوڑی دیر پہلے ہمارے کچھ مخبر آئے ہیں انہوں نے ایسی خبریں دی ہیں جن کی وجہ سے ہمیں ایک دشمن کے خلاف فی الفور حرکت میں آنا ہوگا اور اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہمارے لیے مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں اب میں اس واقعہ کی آپ لوگوں سے تفصیل کہتا ہوں۔

رانا سانگا اس کے سالار اس کے لشکری ہمارے ہاتھوں لگاتار شکستوں اور ناکامیوں کا سامنا کرنے کے بعد اب ایک بہت بڑا قدم اٹھا رہے ہیں تاکہ کسی نہ کسی طرح وہ ہمارے خلاف اپنی کامیابیوں کا در کھول سکیں خصوصیات کے ساتھ وہ قیصر خاں سے بہت تنگ ہیں جس نے ہر ٹکراؤ میں انہیں بدترین شکست دی اب ان شکستوں کو کامیابیوں میں تبدیل کرنے کے لیے رانا سانگا کی طرف سے بھوج نرمل حرکت میں آیا ہے وہ اپنے کچھ دستے لے کر جنوب کی طرف گیا ہے وہاں وہ مرہٹوں کے سرکردہ لوگوں سے ملے گا روانگی سے پہلے اس نے نہر والا سے کچھ ایسے روساء اور امراء کو بھی بلایا ہے جن کے مرہٹوں کے ساتھ بڑے اچھے اور گہرے تعلقات ہیں اور ان کی مدد سے وہ مرہٹوں کا لشکر تیار کرے گا وہ لشکر لے کر رانا سانگا کے مرکزی شہر میں آئے گا اور پھر رانا سانگا اپنی طاقت اور قوت کو استوار کرنے کے بعد ہمارے خلاف اپنی کاروائیوں کی ابتدا کرے گا دراصل رانا سانگا ہمارے خلاف چند کامیابیاں فتوحات حاصل کر کے اپنے لشکریوں اور اپنے سالاروں کا حوصلہ بلند کرنا چاہتا ہے تاکہ ہمارے ہاتھوں جو انہیں لگاتار ناکامیوں اور شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے وہ ان کے ذہن سے نکل جائیں اور جب ایک دو فتوحات ان کے دامن میں آئیں گی تب ان کے حوصلے بلند ہوں گے اور وہ ہمارے خلاف جنگوں میں اعلیٰ اور عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرسکیں گے۔

اب ہمیں ان مرہٹوں سے بھی نمٹنا ہے جو بھوج نرمل کے ساتھ شمال کا رخ کریں گے۔"

اس موقع پر برہان پور کا حکمران عادل خان فاروقی بولا اور سلطان مظفر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سلطان محترم اگر یہ معاملہ ہے تو ہم فی الفور اور وقت ضائع کیے بغیر یہاں سے حرکت میں آتے ہیں بھوج نرمل کو ہم راستے ہی میں لے لیں گے نہ اسے مرہٹوں کی طرف جانا نصیب ہوگا اور نہ مرہٹے رانا سانگا کی مدد کے لیے پہنچیں گے بھوج نرمل کو مرہٹوں کی طرف جانے کے لیے چونکہ میرے علاقوں کے پاس سے گزارنا پڑے گا لہٰذا میں بہتر طور پر ان سے نمٹ سکوں گا اور میں چاہتا ہوں کہ بھوج نرمل اور اس کے دستوں کا راستہ ہی میں خاتمہ کر دیا جائے اور کسی کو خبر تک نہ ہو کہ ان کا کیا انجام ہوا۔"

عادل خاں فاروقی جب خاموش ہوا تب سلطان مظفر نے قیصر خاں کی طرف دیکھا اور کہنے

لگا۔ قیصر خاں اب تم بولو تو کیا کہتے ہو۔ قیصر خاں نے اس موقع پر گہری نگاہ عادل خاں فاروقی پر ڈالی پھر سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"سلطان محترم عادل خاں فاروقی نے جو تجویز دی ہے وہ بڑے خلوص اور فرض شناسی پر مشتمل ہے لیکن میں اس میں تبدیلی چاہوں گا بشرطیکہ عادل خاں فاروقی برا نہ مانے۔"

جواب میں عادل خاں فاروقی مسکرایا اور کہنے لگا۔

"قیصر خاں تیرے جیسے بھائی کی کسی بھی تجویز کو میں نہ رد کرسکتا ہوں اور نہ اعتراض کھڑا کرسکتا ہوں اس لیے کہ مجھے پکا پختہ یقین ہے کہ جو تجویز تم پیش کرو گے اسی میں ہماری کامیابی اور فلاح ہوگی اب بولو کیا معاملہ ہے۔"

قیصر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میں چاہتا ہوں کہ دو یا تین دن بعد ایک لشکر یہاں سے حرکت میں آئے اس سلسلے میں میں اپنا اور اعتماد خان کا نام پیش کروں گا ہم دونوں ایک لشکر لے کر جنوب کا رخ کریں گے اور اپنے لشکر کے ساتھ عادل خاں فاروقی بھی ہمارے ساتھ ہوگا اس لیے کہ جنوب کے علاقے پرکان پور سے آگے تک اس کے ہیں اور پھر دریائے نربن کے اس پار کے علاقے سے عادل خاں فاروقی شناسا ہے ہم عادل خاں فاروقی کے ساتھ پہلے برہان پور جائیں گے وہاں قیام کرے گے پھر اپنے مخبروں کو جناب کی طرف روانہ کریں گے تاکہ وہ بھوج نرمل اور مہرہٹوں پر گہری نگاہ رکھیں۔

جب بھوج نرمل سورت اور یونا میں اپنا کام ختم کر کے مرہٹوں کا ایک لشکر لے کر شمال کا رخ کرے گا تب ہم مرہٹوں کی مناسب جگہ راہ روکیں گے اور پھر اس موقع پر سے ایک طرف سے میں اور اعتماد خاں اور دوسرے طرف سے عادل خاں فاروقی حملہ آور ہوگا اور ہم کوشش کریں گے کہ مرہٹوں کے لشکر کا مکمل طور پر صفایا کر دیا جائے اس کے دو فوائد ہوں گے۔

پہلا یہ کہ اگر ہم راستے ہی میں بھوج نرمل اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیں گے تو پھر مرہٹوں کو کسی نہ کسی طرح علم ہو جائے گا کہ بھوج نرمل اور نہر والا کے روساء ان کا لشکر حاصل کرنے کے لیے آرہے تھے کہ سلطان مظفر کے لشکر نے راستہ میں ان کا خاتمہ کر دیا لہٰذا یہ خبر سن کر مرہٹے از خود جمع ہوں گے اپنے جنگجوؤں کو اکٹھا کریں گے اور ایک لشکر تیار کر کے رانا سانگا کی مدد کے لیے پہنچیں گے۔

دوسرا فائدہ ہمیں یہ ہوگا جب ہم مرہٹوں کے لشکر ہی کا کام تمام کر دیں گے تب کوئی لشکر شمال کی طرف رانا سانگا کی مدد کے لیے نہیں آئے گا اس لیے کہ مرہٹوں کے لشکر کے خاتمہ کے بعد جنوب میں مرہٹوں کے شہروں پر ہمارا خوف اور لرزہ طاری ہو جائے گا اور آنے والے دنوں میں رانا سانگا کی مدد کے لیے وہ کوئی لشکر جمع کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اس طرح جنوب سے ہمارے لیے کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔ اگر آ بھی جائیں گے تو ان پر ہمارا نفسیاتی خوف اور دبدبہ رہے گا۔"

یہاں تک کہتے کے بعد قیصر خاں جب خاموش ہوا تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے عادل خاں فاروقی کہنے لگا۔

"سلطان محترم بہتر اور عمدہ تجویز یہی ہے جو میرے بھائی قیصر خاں نے پیش کی ہے اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اسی پر عمل کیا جائے۔"

پہلے قیصر خاں اور اس کے بعد عادل خاں فاروقی کے یہ الفاظ سن کر سلطان خوش اور مطمئن ہوگیا تھا اس نے اس تجویز کی منظوری دے دی تھی ساتھ ہی وہ اجلاس بھی ختم کر دیا تھا سب اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو ہولیے تھے جب قیصر خان بھی اپنی حویلی کا رخ کر رہا تھا۔

قیصر خان نے جب اپنی حویلی کے دروازے پر دستک دی دونوں ملازماؤں میں سے ایک نے دروازہ کھولا قیصر خاں نے خود دروازہ اندر سے بند کیا اس نے دیکھا اس وقت خوب صورت کوشلیا حویلی کی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

راہ داری میں کھڑی قیصر خاں کی طرف دیکھے جا رہی تھی شاید وہ اسی کا انتظار کر رہی تھی دروازہ بند کرنے کے بعد قیصر خاں حویلی کی راہ داری میں گیا تو کوشلیا بھی مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھی دونوں میاں بیوی اپنی حویلی کے دیوان خانے میں بیٹھ گئے پھر گفتگو کا آغاز کوشلیا نے کیا اور قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

خیریت ہے سلطان نے آپ کو کیوں طلب کیا تھا۔'' اس موقع پر قیصر خاں نے غور سے کوشلیا کی طرف دیکھا جواب میں کوشلیا مسکرائی اور کہنے لگی۔

''آپ میری طرف اس طرح غور سے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے میری اور آپ کی پہلی ملاقات ہے میں آپ کی بیوی ہوں کہیے کیا معاملہ ہے۔'' قیصر خاں نے ایک لمبا سانس لیا پھر کہنے لگا۔

''معاملہ کچھ نہیں بس یوں جانو میں پھر ایک مہم پر روانہ ہو رہا ہوں۔''

''کیسی مہم.....'' چونکنے کے انداز میں کوشلیا نے پوچھ لیا تھا قیصر خان پھر بولا اور کہنے لگا۔

''کوشلیا بات یہ ہے کہ بھوج نرمل اپنے کچھ دستوں کے ساتھ جنوب کی طرف گیا ہے انہیں جو ماضی میں لگاتار شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے تو وہ ان شکستوں کے داغ دھونے کا ارادہ کر چکا ہے وہ جنوب میں مرہٹوں کی طرف گیا ہے مرہٹوں کا ایک جرار لشکر وہاں سے جمع کرے گا اور جب اس کی مرضی کا لشکر جمع ہو جائے گا تب وہ شمال کا رخ کرے گا اور تمہارے باپ کے ساتھ مل کر ایک بار پھر ہمیں اپنا ہدف بنانے کی کوشش کرے گا یہ ساری خبریں سلطان مخبروں نے دے دی ہیں لہٰذا اس سلسلے میں سلطان نے اپنے سارے امراء اور سالاروں کو بلایا تھا اور اسی موضوع پر گفتگو ہوئی ہے۔''

قیصر خاں کے ان الفاظ پر کوشلیا سنجیدہ ہو گئی تھی کہنے لگی۔

''فیصلہ کیا ہوا۔''

''فیصلہ یہ ہوا ہے کہ میں اعتماد خاں اور برہان پور کا حکمران عادل خاں فاروقی لشکر لے کر جنوب کا رخ کریں گے اور بھوج نرمل سے ٹکرائیں گے اور اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خان خاموش ہو گیا دیوان خانے میں دونوں میاں بیوی کچھ دیر تک چپ بیٹھے رہے یہاں تک کہ ہلکا سا تبسم حسین کوشلیا کے چہرے پر نمودار ہوا اپنا ہاتھ بڑے پیارے انداز میں اس نے قیصر خاں کے شانہ پر رکھا پھر کہنے لگی۔

''آپ یہ سارا واقعہ مجھے بتانے سے اس لیے گریز کر رہے تھے کہ اس میں رانا سانگا اور بھوج نرمل ملوث ہیں۔'' اس کے بعد کوشلیا نے قصر خاں کے شانے پر ذرا دباؤ ڈالا پھر اسے ہلاتے ہوئے کہنے لگی۔

''جو کچھ میں کہنے لگی ہوں غور سے سنیے گا میں کبھی رانا سانگا کی بیٹی تھی اس وقت میں ہندو تھی اب میں مسلمان ہوں میں اسلام قبول کر چکی ہوں میرا نام کوشلیا کے بجائے عذرا خاتون ہے اب بھی آپ آپ میرے لیے ایسے قیمتی اور ایسے نایاب ہیں کہ آپ جس طرح بھی مجھے مخاطب کریں مجھے قبول اور منظور ہے قیصر خاں میں آپ کی بیوی ہوں جو آپ کے خیال میں وہی میرے خیالات ہیں جن امور میں آپ کی خوشی پنہاں ہے انہیں میں میرا اطمینان بھی ہے جن معاملات میں آپ کسی سے نفرت کرتے ہیں ان معاملات میں میں آپ سے بڑھ چڑھ کر نفرت کروں گی میرا مرنا جینا آپ کے ساتھ ہے میں آپ کے پاس دن گزارنے نہیں آئی نہ کوئی دھوکہ فریب دینے کے لیے آئی ہوں آپ کی بیوی کی حیثیت سے ساری زندگی میں ایک کامیاب اور محبت کرنے والی بیوی کی حیثیت سے آپ کے ساتھ گزارنا چاہتی ہوں لہٰذا میری آپ سے گزارش ہے کہ اس قسم کے امور سے متعلق مجھ سے گفتگو کرتے ہوئے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ اس میں آپ کا بھلا ہے سلطان مظفر کا فائدہ ہے لہٰذا میرا بھی بھلائی

ہے بھوج نرمل اگر ہم پر حملہ آور ہونے کے لیے مرہٹوں کا لشکر تیار کرنے کے لیے گیا ہے تو پھر نہ مرہٹوں کے لشکر کو یہاں پہنچنا چاہیے اور نہ بھوج نرمل کو واپس جانا چاہیے دریائے نربدا کے پاس پاس ان سب کا خاتمہ ہو جانا چاہیے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کوشلیا جب خاموش ہوئی تو توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔

''کوشلیا تم ایسی بیوی ہو جس پر میں ہمیشہ فخر کروں گا میں تم پر کھلی اعتماد اور بھروسہ کرتا ہوں اس سلسلے میں تمہیں کسی قسم کا کوئی شک شبہ نہیں ہونا چاہیے۔''

قیصر خاں کے یہ الفاظ سن کر کوشلیا خوش ہو گئی تھی پھر کہنے لگی۔

''ہم دونوں میاں بیوی کا ایک موضوع تو ختم ہوا اب دو موضوع باقی ہیں جن پر میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔''

قیصر خاں نے حیرت اور استعجاب بھرے انداز میں کوشلیا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ''وہ دو امور کون سے ہیں جن پر مجھ سے گفتگو کرنا چاہتی ہو۔''

جواب میں کوشلیا قیصر خاں کے مزید قریب ہوئی اور اپنا بازو اس کے شانے پر رکھ کر کہنے لگی۔

''پہلی بات جو میں آپ سے کرنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ میری اور آپ کی حفاظت کو کوئی اہتمام نہیں ہے دیکھئے اب تک میرے باپ میرے اہل خانہ دوسرے لوگوں کو خبر نہ ہوئی ہوگی کہ راجکماری کوشلیا کا اب سلطان کے سالار قیصر خاں کی بیوی ہے وہ مجھے تلاش کر رہے ہوں گے یقیناً میرے باپ کے مخبر محمود آباد کی طرف بھی آئیں گے یا آئے ہوں گے اور مجھے تلاش کریں گے یا کر رہے ہوں گے اگر ان کو خبر ہو گئی کہ میری شادی آپ سے ہو چکی ہے اور میں نے اس حویلی میں قیام کر رکھا ہے تو وہ کسی وقت راز داری سے حملہ آور ہو کر ہم دونوں کا خاتمہ کر دیں گے اور میں ایسا نہیں چاہتی لہٰذا میری خواہش ہے کہ ہمیں اپنی حفاظت کا کوئی اہتمام کرنا چاہیے۔''

جب تک کوشلیا بولتے رہی قیصر خاں مسکراتا رہا جب وہ خاموش ہوئی تب کہنے لگا۔ ''تم نے جو مسئلہ اٹھایا ہے بہت اچھا ہے لیکن اپنے ذہن کے نہاں خانے میں یہ بات بھی ڈال لو کہ میری اور تمہاری حفاظت کا بندوبست پہلے سے موجود ہے۔''

چونکنے کے انداز میں کوشلیا نے قیصر خاں کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔

''اگر ہم دونوں میاں بیوی کا حفاظت کا کوئی سامان ہے بھی تو مجھے کوئی دکھائی نہیں دیتا۔''

جواب میں قیصر خاں پھر بولا اور کہنے لگا۔

''کوشلیا سلطان کی طرف سے ہماری حویلی کی حفاظت اور ہم دونوں کی حفاظت کے لیے ہمہ وقت اس حویلی کے اردگرد پر رہتا ہے اگر تمہیں مجھ پر اعتماد نہ ہو تو دو بہنیں جو ہمارے ساتھ رہتی ہیں ان سے پوچھنا وہ جانتی ہیں۔''

کوشلیا نے چونکا کر اپنا گداز ہاتھ قیصر خاں کے منہ پر رکھ دیا پھر کہنے لگی۔

''آپ نے یہ کیوں کہا کہ اگر مجھے آپ پر اعتبار نہ ہوا گر میں زندگی میں آپ پر اعتبار نہ کروں گی تو پھر اس دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں جسے میں قابل اعتبار سمجھوں گی اب آپ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے حفاظت کا اہتمام ہے تو یہ ہم دونوں میاں بیوی کی خوش قسمتی ہے۔''

کوشلیا کے خاموش ہونے پر قیصر خاں پھر بولا اور کہنے لگا۔

''اچھا چلو تمہارا ایک مسئلہ حل ہوا دوسرا کہو۔''

کوشلیا پھر بولی اور کہنے لگی۔

''دوسرا مسئلہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے ظاہر ہی آپ بھوج نرمل اور مرہٹوں کا مقابلہ کرنے کے لیے جائیں گے اور میں آپ کے ساتھ جاؤں گی آپ کے ساتھ لشکر میں شامل ہوں گی اگر آپ مجھے یہاں چھوڑ کر جائیں گے تو میں عجیب سے جستجو میں پڑی رہوں گی ایک تو اکیلی ہوں گی اگر میرا دل نہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

لگے گا دوسرے میں آپ کے متعلق فکر مند رہوں گی کہ جس مہم پر آپ گئے ہیں نا جانے اس کا کیا بنا ہے لہٰذا میں نے آخری اور مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ اس مہم میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔''

کوشلیا کے خاموش ہونے پر قیصر خاں نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''چلو یہ بھی مسئلہ حل ہوا تو اس مہم میں میرے ساتھ جاؤ گی۔''

قیصر خاں کا جواب سن کر کوشلیا کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میں گھر کے کچھ کام نمٹالوں اس کے بعد کھانا تیار کرتی ہوں سب مل کر کھاتے ہیں۔'' اس کے ساتھ ہی کوشلیا دیوان خانے سے نکل گئی تھی تقریباً ایک ہفتہ بعد قیصر خاں نے اعتماد خاں اور عادل خاں فاروقی کے ساتھ محمود آباد سے اپنے لشکر کے ساتھ جنوب کی طرف کوچ کیا تھا کوشلیا لشکر میں شامل تھی۔

☆☆

دریائے نربدا کو عبور کرنے کے بعد قیصر خاں عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں اپنے لشکر کو لے کر جب برہان پور کے نواح میں پہنچے تب اپنے گھوڑوں کو عادل خان فاروقی قیصر خاں قریب لایا پھر بڑی محبت اور چاہت میں کہنے لگا۔

''قیصر خاں میرے بھائی لشکر کو یہاں روکو میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔''

قیصر خاں نے لشکر کو رک جانے کا حکم دیا لشکر جب رک گیا تب عادل خاں فاروقی بڑی اپنائیت میں قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''قیصر خاں میرے عزیز بھائی میں چاہتا ہوں آپ برہان پور شہر میں جو قصر ہے اس کے ایک حصے میں اپنی بیوی کے ساتھ قیام کریں' اعتماد خاں اس کے اہل خانہ بھی وہی قیام کریں گے کیونکہ اعتماد خاں کی بیوی بھی ساتھ ہے دیگر لشکری جو اپنے اہل خانہ کو ساتھ لے کر آتے ہیں ان کے لیے بھی عمدہ اور بہترین رہائش کا اہتمام کیا جائے گا اور باقی لشکری جو اکیلے ہیں ان کا قیام بھی علیحدہ حصے میں ہوگا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد عادل خاں فاروقی جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک قیصر خاں مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتا پھر کہنے لگا۔

''قیصر خاں میرے بھائی ہم یہاں لوگ بھوج نرپل اور مرہٹوں سے نمٹنے کے لیے آئے ہیں آرام اور قیام کرنے کے لیے نہیں بھائی بھائی آپ ہم پر سستی اور کاہلی طاری کرنا چاہتے ہیں میں اپنے لشکر کے ساتھ برھان پور کے نواح میں اپنا پڑاؤ قیام کروں گا اور میرے لشکری اور میں خود خیموں میں قیام کریں گے۔''

عادل خاں پھر بڑے غور سے قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ''میرے بھائی آپ کی بیوی کوئی عام لڑکی نہیں ایک راجکماری ہے اور وہ۔''

عادل خاں اپنی بات مکمل نہ کرسکا اس کے الفاظ کو اچکتے ہوئے قیصر خاں فوراً بول اٹھا۔

''وہ راجکماری اس وقت تھی جب وہ رانا سانگا کے پاس رہتی تھی اب وہ میرے جیسے ایک لشکری کی بیوی ہے وہ خود اس بات پر فخر کرتی ہے کہ میں ایک مجاہد کی بیوی ہوں اور پھر میں یہ بھی کہوں کہ وہ خیموں کی زندگی بسر کرنے کی عادی ہے یہ موقع اس کے لیے نیا نہیں ہے میرے بھائی تم کس قسم کی پریشانی اور فکر مندی کا شکار نہ ہو میں اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے نواح میں قیام کروں گا ہاں جب میرے پاس رسد کا سامان ختم ہو تو پھر میں تم سے گزارش کروں گا کہ مجھے رسید کا سامان مہیا کیا جائے۔''

عادل خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

''میرے بھائی آپ کو یہ بات کہنے کی

ضرورت نہیں ہے میں جب شہر میں داخل ہوں گا تو اس سے تھوڑی ہی دیر بعد ضرورت کی ہر شے کے ڈھیر آپ کے لشکر میں پہنچ جائیں گے۔''

عادل خاں مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ قیصر خاں بول اٹھا۔

''میں تھوڑا سا آگے بڑھ کر لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دوں گا ساتھ ہی اپنے کچھ مخبروں کو مقرر کروں گا جو مزید جنوب کا رخ کریں گے مرہٹوں کے علاقوں پر نظر رکھیں گے مجھے نہ صرف بھوج نرپل کی نقل و حرکت سے آگاہ کرتے رہیں گے بلکہ مرہٹوں کا جو لشکر تیار ہو کر شمال کا رخ کرے گا اس کی نقل و حرکت سے متعلق بھی مجھے تفصیل بتاتے رہیں گے میرے بھائی اب میں تم سے کہتا ہوں تم شہر میں داخل ہوا اپنے لشکریوں کے ساتھ آرام کرو میں بھی تھوڑا آگے بڑھ کر لشکر کا پڑاؤ کرتا ہوں اور اس کے بعد لشکریوں کے کھانے اور آرام کا اہتمام کرتا ہوں۔''

قیصر خاں کے کہنے پر عادل خاں فاروقی اپنے حصے کے لشکر لے کر برہان پور میں داخل ہوا جب کہ برہان پور کے نواح میں قیصر خاں اور اعتماد خاں نے اپنے لشکر کا پڑاؤ کرنا شروع کردیا تھا۔

جب خیمے نصب ہوگئے تب قیصر خاں اور کوشلیا دونوں میاں بیوی اپنے خیمہ میں داخل ہوئے لشکر کے ایک مخصوص حصے نے سارے گھوڑوں کو قریبی چراگاہ میں چرنے کے لیے کھلا چھوڑا تھا اور ان کی حفاظت بھی کرنے لگے تھے قیصر خاں اور کوشلیا جب دونوں میاں بیوی اپنے خیمے میں بیٹھ گئے کچھ دیر خاموشی رہی پھر کوشلیا نے قیصر خاں کو مخاطب کیا۔

''آپ نے یہاں پڑاؤ تو کرلیا ہے پہلے میرے چند سوالوں کے جواب دیں۔'' قیصر خاں نے غور سے کوشلیا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''کیسے سوال۔؟''

کوشلیا مزید قیصر خاں کے قریب ہوئی پھر کہنے لگی۔ ''ہم بھوج نرپل اور مرہٹوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے یہاں آئے ہیں اور یہ بڑی خطرناک مہم ہے میرے جنگ کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں اور جنگ میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے ہیں لہٰذا ان سے کسی تدبیر اور چیتے جتن سے نمٹا جائے گا۔''

''اب آپ میرے پہلے سوال کا جواب دیں کہ یہاں ہم نے پڑاؤ تو کرلیا ہے کیا آپ نے پڑاؤ کی حفاظت کا اہتمام کیا ہے۔'' قیصر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

''تمہارا سوال بہت اچھا ہے میں نے کچھ دستے علیحدہ کیے ہیں ان میں سے کچھ دستے رات کو اور کچھ دستے دن کے وقت اپنے پڑاؤ اور لشکر کی حفاظت کے لیے مستعد اور چوکس رہیں گے۔''

کوشلیا نے توصیفی انداز میں قیصر خاں کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''آپ نے میرے سوال کا اطمینان بخش جواب دیا ہے میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ کیسے جان پائیں گے کہ بھوج نرپل کب مرہٹوں کا لشکر لے کر شمال کی طرف چلا جاتا ہے۔''

قیصر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

''تمہاری اطلاع کے لیے میں یہ کہوں کہ پڑاؤ کا حکم دینے سے پہلے میں نے کچھ مخبروں کو روانہ کردیا ہے وہ بھوج نرپل ہی نہیں مرہٹوں کی نقل و حرکت پر بھی نگاہ رکھیں گے اور مجھے ساری اطلاعات پہنچاتے رہیں گے۔'' کوشلیا نے پھر توصیفی انداز میں قیصر خاں کی طرف دیکھا کہنے لگی۔

''آپ کا یہ قدم بھی قابل تعریف ہے۔''

''اب میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ ہم یہاں کب تک قیام کریں گے ہمارا یہاں قیام ہفتوں اور مہینوں تک طول بھی پکڑ سکتا ہے اس کے لیے لشکر کے رسد اور ضروریات زندگی کا اہتمام کیسے اور کس طرح ہوگا۔''

قیصر خاں نے اپنے ہاتھ کوشلیا کے سر پر رکھا پھر اس کے سر کو زور سے ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

تک کہنے کے بعد قیصر خاں رکا دوبارہ آنے والے مخبروں میں سے ایک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ بھوج نرمل نے مرہٹوں کا جو لشکر تیار کیا ہے وہ اس وقت کہاں ہے اور کب اور کس وقت وہ دریائے نربلا کو وہ عبور کرے گا۔"

قیصر خاں کے ان الفاظ پر اس مخبر نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"مرہٹوں کا لشکر اس وقت سورت شہر سے آگے نکل آیا ہے اور ہمارا اندازہ ہے کہ وہ کل صبح یا دوپہر سے کافی پہلے دریائے نربدا کو عبور کرے گا' سلطان محمود خلجی کے علاقوں سے گزرتا ہوا اور احمد آباد سے دور رہتے ہوئے وہ اودھے پور کا رخ کرنے کی کوشش کرے گا۔" قیصر خاں نے اپنے مخبروں کا شکریہ ادا کیا پھر انہیں آرام کرنے کے لیے کہا' اس کے بعد وہ اعتماد خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے بھائی جو گفتگو ہوئی ہے اس کی ساری تفصیل عادل خاں فاروقی کو بھجواؤ ساتھ ہی اسے میرے اس فیصلہ سے بھی آگاہ کروں کہ ہم آج عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد کوچ کریں گے۔" اعتماد خاں پیچھے ہٹ گیا تھا کسی کو بھیج کر وہ لوٹا دوبارہ قیصر خاں کے پاس آن کھڑا ہوا تھا قیصر خاں نے پھر اسے مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

"اعتماد خاں میرے بھائی مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد لشکریوں کو کھانا کھلا دیا جائے گا اس کے بعد ہمارا لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔"

اعتماد خاں اور دوسرے سالاروں نے اس سے اتفاق کیا تھا پھر سب اپنے اپنے خیموں کی طرف چلے گئے تھے۔

☆☆

قیصر خاں جب اپنے خیمہ میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا خیمہ میں اس وقت کوشلیا یعنی عذرا خاتون عصر کی نماز ادا کر رہی تھی لہٰذا قیصر خاں خیمے سے باہر کھڑا ہو گیا تھا تھوڑی دیر بعد خیمے کے دروازے پر کوشلیا نمودار ہوئی اور مسکراتے ہوئے قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"لگتا ہے میرے نماز ادا کرنے کی وجہ سے آپ باہر کھڑے ہو گئے ہیں آپ اندر آ کے بیٹھ جاتے۔"

چنانچہ قیصر خاں خیمہ میں داخل ہوا دونوں میاں بیوی بیٹھ گئے پھر گفتگو کا آغاز قیصر خاں نے کیا اور کہنے لگا۔

"کوشلیا' بھوج نرمل مرہٹوں کا ایک بہت بڑا لشکر لے کر شمال کی طرف کوچ کر چکا ہے اور ہمارا لشکر آج مغرب کی نماز کے بعد کھانا کھانے سے فارغ ہوتے ہی یہاں سے اپنی منزل کی طرف کوچ کرے گا۔

مخبروں نے جو اطلاع دی ہے ان کے مطابق بھوج نرمل مرہٹوں کے لشکر کے ساتھ آنے والی صبح یعنی سورج طلوع ہونے کے بعد کسی بھی وقت دریائے نربدا کو عبور کرنے کے بعد سلطان محمود خلجی کے علاقوں سے گزرتا ہوا احمد آباد کو اپنے بائیں ہاتھ چھوڑتا ہوا اودھے پور کی کارخ کرنے کی کوشش کرے گے لیکن ہم نے اسے دریائے نربدا کے پاس ہی روکنا ہے اور آگے نہیں بڑھنے دینا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں رکا پھر کہنے لگا۔

"کوشلیا تم بیٹھو تھوڑی دیر تک عادل خان فاروقی بھی پہنچنے والا ہو گا لیکن تم اپنا سامان سمیٹ کر تیار رہنا لشکر کسی بھی وقت خیمے اکھاڑ کر یہاں سے کوچ کر سکتا ہے یہ ساری کاروائی مغرب کی نماز کے بعد شروع کی جائے گی۔"

قیصر خاں رکا پھر کوشلیا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں ادھر ہی ہوں فکر مند نہ ہونا عادل خاں فاروقی سے میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کروں گا اور سب مل کر یہ بھی فیصلہ کریں گے کہ مرہٹوں کے لشکر کے ساتھ کہاں اور کس جگہ نمٹنا ہے اب تم آرام کرو۔" اس کے ساتھ ہی قیصر خاں وہاں سے نکل

گیا تھا۔

جہاں لشکریوں کا کھانا تیار کیا جاتا تھا وہاں بیٹھنے کی جگہ بھی بنائی ہوئی تھی وہاں چٹائیاں بچھا لی گئیں قیصر خاں نے اپنے سارے سالاروں کو وہاں طلب کر لیا تھا اعتماد خاں اور دیگر سارے سالار بھی وہاں آن جمع ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد عادل خاں فاروقی بھی وہاں پہنچ گیا اس کے پیچھے اس کا لشکر بھی تھا لہٰذا لشکر نے تو قیصر خاں کے لشکر کے پاس ہی پڑاؤ کر لیا جب کہ عادل خاں فاروقی اس جگہ آیا جہاں قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

قیصر خاں اعتماد خاں اور باقی سالار اپنی جگہ سے اٹھ کر عادل خاں فاروقی سے ملے پھر سب بیٹھ گئے اس کے بعد عادل خاں بڑی انکساری سے قیصر خاں کی طرف دیکھتے کہنے لگا۔

"قیصر خاں میرے عزیز بھائی میں تمہارا لشکر گزار ہوں تمہارا پیغام مجھے مل گیا ہے میرے بھائی اب جب کہ سارے سالار یہاں جمع ہیں ہمیں یہ فیصلہ کر لینا چاہیے کہ مرہٹوں کے لشکر کو ہم نے کیسے اور کس طرح وہاں روکنا ہے۔"

عادل خاں فاروقی جب خاموش ہوا تب قیصر خاں نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"عادل خاں فاروقی میرے عزیز بھائی دیکھو جو شاہراہ پونہ سے سورت وہاں سے بروج اور برودا کی طرف آتی ہے وہی شاہراہ دریائے نربدا کو عبور کر کے برودا شہر کے نواحی علاقوں کی طرف نکلتی ہے اور پھر آگے بڑھ کر احمد آباد کے ایک طرف گزرتے ہوئے اودھے پور کی طرف جاتی ہے۔

ہم آج مغرب کی نماز کے بعد یہاں سے کوچ کریں گے جس جگہ سے ہم نے دریائے نربدا کو عبور کیا ہے اور برہاں پور کی طرف آئے ہیں وہی سے دریائے نربدا کو عبور کریں گے اور دریائے نربدا کے ساتھ ساتھ بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ مغرب کی طرف بڑھیں گے۔

میں چاہتا ہوں کہ مرہٹوں کے لشکر کے دریائے نربدا کے کنارے پہنچنے سے بہت پہلے ہم وہاں پہنچ چکے ہوں دریائے نربدا کو عبور کرنے کے بعد وہ شاہراہ برودا کی طرف جاتی ہے اس شاہراہ پر دریا سے لگ بھگ پانچ میل دور کسی مناسب جگہ ہمارے لشکر کا ایک حصہ پڑاؤ کرے گا دوسرا حصہ دریائے نربدا کے کنارے ہی ذرا پیچھے گھات میں رہے گا جب مرہٹوں کا لشکر دریائے کو عبور کر کے آگ بڑھے گا تب ہمارا وہ لشکر جو برودا کی طرف ہو گا وہ مرہٹوں کے لشکر کی راہ روکے گا اور جو لشکر دریائے نربدا کے کنارے گھات میں پڑا ہو گا وہ مرہٹوں کے لشکر کے گزر جانے کے بعد فوراً حرکت میں آئے گا آگے بڑھے گا' آپ جانتے ہیں وہاں کشتیوں کا ایک پل ہے دریائے نربدا کے کنارے گھات لگانے والا وہ لشکر پہلے اس پل کو نقصان پہنچائے گا اور اس پل کے نقصان پہنچانے کی خبریں مرہٹوں کے لشکر تک پہنچا دی جائیں گی' اب مرہٹے دو طرح سے متاثر ہوں گے۔

پہلے ان کے اندر حوصلہ شکنی کی لہر پیدا ہو گی کہ ان کی واپسی کے راستے بند کر دیے گئے ہیں اور سامنے کی طرف سے بھی ایک لشکر نے ان کی راہ روک لی ہے ان پر دوسرا اثر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پل کے برباد ہونے یا اسے آگ لگنے کی بنا پر وہ تن من دھن کی بازی لگا کر آگے بڑھنے کی کوشش کریں اسی کوشش کو ہم نے ناکام بنانا ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں رکا پھر عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز بھائیو تم دونوں لشکر کے بڑے حصے کے ساتھ برودا شہر سے پہلے مرہٹوں کے لشکر کو روکو گے میں دریائے نربدا کے کنارے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ گھات میں رہوں گا لشکر میں جس قدر عورتیں ہیں وہ تم دونوں کے حصے کے ساتھ رہیں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"خاتون میں جانتا ہوں تم بڑی عاقل اور جنگ کا بھی خوب تجربہ رکھتی ہو پر سنو اس سلسلے میں عادل خاں فاروقی سے تفصیل سے میری بات ہو چکی ہے اور آج ہی تھوڑی دیر بعد برہان پور سے رسد کے سامان کے ڈھیر ہمارے پاس پہنچ جائیں گے اس کے بعد بھی جب جس شے کی ہمیں ضرورت ہوئی وہ برہاں پور سے ہم حاصل کر سکتے ہیں اس سلسلے میں تمہیں پریشاں اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

کوشلیا مسکرائی اور دوبارہ بولی اور کہنے لگی۔

"اب میں اپنے شوہر سے یہ پوچھتی ہوں کہ ہم نے تو اس وقت برہاں پور کے نواح میں قیام کر لیا ہے اور یہ علاقہ دریائے نربدا کے کنارے ہے جب کہ ورت یہاں سے کافی مغرب میں اور مرہٹوں کا دوسرا شہر پونا میزید مغرب میں واقع ہے یہ علاقے یہاں سے کافی دور ہیں اگر بھوج نرمل پونا اور سورت وغیرہ سے ایک خاصا بڑا لشکر جمع کر کے طوفان صورت برموج اور پھر آگے احمد آباد کو ایک طرف چھوڑتا ہوا اودھے پور پہنچ جاتا ہے تو گویا وہ لشکر لے کر میرے باپ کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں آپ کیا کریں گے۔"

قیصر خاں پھر مسکرایا اور کہنے لگا۔

"کوشلیا تمہارے سوالات بہت اچھے ہیں اور میں تمہاری دانش مندی کی داد بھی دیتا ہوں دیکھو بھوج نرمل کے جنوب کی طرف جانے کی اطلاع ہمیں بہت پہلے مل گئی تھی کہ وہ مرہٹوں کا لشکر حاصل کرے گا مرہٹوں کی طرف جانے کے لیے اسے سلطان محمود خلجی کے مغربی علاقوں سے گزر کر جانا پڑا ہوگا سلطان محمود خلجی اس وقت اپنے نئے لشکری بھرتی کر کے ان کی تربیت کا بھی سر انجام دے رہا ہے لہٰذا میرے ہی کہنے پر سلطان نے تیز رفتار قاصد محمود خلجی کی طرف روانہ کیے تھے اور اسے بتایا گیا تھا کہ بھوج نرمل اپنے کچھ دستوں کے ساتھ جنوب کا رخ کر رہا ہے تاکہ وہ مرہٹوں کا ایک لشکر لے کر تمہارے باپ کے ساتھ مل کر ہمارے مقابل آئے لہٰذا سلطان نے اس کو یہ بھی پیغام دیا تھا کہ اس نے بھوج نرمل کی راہ نہیں روکنی نہ اس سے جنگ کرنی ہے بلکہ اسے جنوب کی طرف جانے دیا جائے۔"

اس موقع پر کوشلیا فوراً بول اٹھی اور کہنے لگی۔

"کیونکہ اس کو جنوب کی طرف جانے دیا جائے بلکہ محمود خلجی کو تو یہ پیغام دینا چاہیے تھا کہ بھوج نرمل جوں ہی اس کے علاقوں میں داخل ہو تو سلطان محمود خلجی اس پر حملہ آور ہو کر اس کا اور اس کے سارے لشکریوں کا خاتمہ کر دے اس طرح نہ بھوج نرمل رہتا نہ کوئی مرہٹوں کا لشکر جمع کرنے کے لیے جنوب کی طرف جاتا اس طرح قصہ ہی ختم ہو جاتا۔"

قیصر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

"خاتون قصے اس طرح ختم نہیں ہوتے اگر سلطان محمود خلجی بھوج نرمل پر حملہ آور ہوتا اور اس کا خاتمہ کر دیتا اور وہ جنوب کی طرف نہ جا سکتا تو پھر تمہارا باپ اپنے کچھ ہرکاروں یا جاسوسوں کو بڑے خفیہ طریقے سے مرہٹوں کی طرف روانہ کرتا اور مرہٹے اپنا لشکر لے کر شمال کی طرف آتے وہ یقیناً شمال کی طرف بڑھنے سے پہلے ان علاقوں کو بھی روندتے وہ اس لیے کہ انہیں اطلاع مل جاتی کہ برہاں پور کا حکمران بھی سلطان مظفر کے ساتھ کام کر رہا ہے ان علاقوں کو روندنے کے بعد وہ دریائے نربدا کو عبور کر کے سلطان محمود خلجی کے علاقوں میں داخل ہوتے اور سلطان محمود خلجی کے پاس اس وقت کوئی عسکری طاقت نہیں ہے لہٰذا وہ پورے مالوہ کو روند کر محمود خلجی کا بھی خاتمہ کر دیتے اور پھر بڑی کامیابی سے وہ تمہارا باپ کے پاس پہنچ جاتے۔

اب جو بھوج نرمل جنوب کی طرف چلا گیا ہے اسے کھلی چھٹی دے دی گئی ہے کہ وہ مرہٹوں کا لشکر تیار کرے لیکن جب مرہٹے درائے نردا کو عبور کر کے آگے بڑھیں گے تو پھر ہم بروداا اور بروچ کی درمیانی سرزمینوں میں ان سے ایسا نبٹیں گے کہ یاد رکھیں گے کسی سے پالا پڑا تھا اگر ہم نے ایک بار ان علاقوں میں مرہٹوں کو شکست دے دی ان کا قتل عام کیا تو کوشلیا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں آنے والے دور میں مرہٹے محتاط ہو جائیں گے یا تو وہ خوف زدہ ہو کر ہمارے مقابل نہیں آئیں گے یا اپنے مرنے والے لشکریوں کا انتقام لینے کے لیے وہ اکا دوکا جوق در جوق مختلف علاقوں میں ہوتے ہوئے تمہارے باپ کے لشکر کا رخ کریں گے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو پھر ان سے نمٹنا ہمارے لیے آسان ہو جائے گا یہ کوئی بڑی مہم نہ ہوگی اب مزید کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

جواب میں کوشلیا مسکرائی اور کہنے لگی۔

"مجھے فخر ہے کہ میں قیصر خاں کی بیوی ہوں آپ نے نہ صرف سوالوں کا جواب اطمینان بخش جواب دیا ہے بلکہ جو آپ نے گفتگو کی ہے اس سے یقیناً ہم مرہٹوں کے حملوں سے کافی حد تک محفوظ ہو جائیں گے۔" پھر کوشلیا اپنی جگہ سے اٹھی اور کہنے لگی۔

"میں پہلے بستر لگاتی ہوں پھر بیٹھ کے مزید اسی موضوع پر گفتگو کرتے ہیں۔"

کوشلیا اٹھی دونوں میاں بیوی کے وہ بستر جو گھوڑوں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے وہ اتار کر خیمہ میں رکھ دیے گئے تھے انہیں اس نے کھولنا شروع کیا عین اسی وقت ایک لشکری کھانے کا ایک طشت لے کر آ گیا اور کھانے کا طشت خیمہ میں رکھ کر چلا گیا کوشلیا نے جلدی جلدی دونوں بستر کھول کر ساتھ ساتھ لگا دیے کھانے کا طشت اس نے بستر پر رکھا پھر دونوں میاں بیوی پر سکون انداز میں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

☆☆

قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں کو اپنے لشکر کے ساتھ کئی ہفتوں تک برہاں پور کے نواح میں قیام کرنا پڑا یہاں تک کہ ایک روز جب وہ عصر کی نماز سے فارغ ہوئے تب ان مخبروں میں سے جو قیصر خاں نے مرہٹوں کے لشکر پر نگاہ رکھنے کے لیے مقرر کیے تھے کچھ واپس لوٹے، قیصر خاں اور اعتماد خاں اس وقت اپنے پڑاؤ میں ایک جگہ کھڑے دونوں اپنے لشکریوں سے باتیں کر رہے تھے کہ مخبران کے پاس پہنچ انہیں دیکھ کر قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں خوش ہوئے تھے قریب آ کر وہ مخبر اپنے گھوڑوں سے اترے پھر ایک قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"امیر بھوج نرمل نے مرہٹوں کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا ہے اب وہ لشکر جنوب کی طرف پیش قدمی کرنا شروع ہو چکا ہے، دراصل نہر والا سے بھوج نرمل جو وہ اپنے کچھ رؤسا اور امراء کو ساتھ لے کر آیا تھا ان کے مرہٹوں کے سرداروں کے ساتھ بڑے عمدہ اور بہت گہرے تعلقات ہیں جن کی بناء پر مرہٹوں نے ان کا کہا مانا ہے اور مرہٹوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے جسے لے کر اب بھوج نرمل شمال کا رخ کیے ہوئے ہے۔"

یہ خبر سن کر قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں نے خوشی کا اظہار کیا تھا پھر مسکراتے ہوئے قیصر خاں اعتماد خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اعتماد خاں میرے بھائی ہمیں جس وقت کا انتظار تھا وہ پہنچ گیا ہے ہم تو پڑاؤ کر کے اب اکتا چکے تھے اور دعا مانگ رہے تھے مرہٹوں کا لشکر کب ان کی طرف پیش قدمی کرتا ہے، اعتماد خاں میرے بھائی ابھی کسی چھوٹے سالار کو عادل خاں فاروقی کی طرف بھیجو اور کہو کہ بھوج نرمل نے مرہٹوں کا ایک لشکر تیار کر لیا ہے اور ہمارے مخبر یہ خبر لے کر آئے ہیں اب اس نے مرہٹوں کے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف پیش قدمی شروع کر دی ہے لہٰذا....."

یہاں تک کہتے کہتے قیصر خاں رک گیا پھر اعتماد خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"لیکن رکو میں ان مخبروں سے پوری بات کر لوں پھر ساری تفصیل تم چھوٹے سالار کو بتا کر عادل خاں فاروقی کی طرف روانہ کرنا۔" یہاں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

گی عورتوں کو اپنے لشکر کے پیچھے پڑاؤ میں رکھنا مرہٹوں کے لشکر کے گزر جانے کے بعد میں پل کو نقصان پہنچاؤں گا یا اسے آگ لگا دوں گا اس کے بعد مرے مخبر بڑی تیزی سے حرکت میں آئیں گے اور مرہٹوں کی نقل و حرکت سے مجھے آگاہ کرتے رہے گے جب مرہٹے تم سے ٹکرائیں گے اور اس ٹکرانے کے فوراً بعد میں بھی حرکت میں آؤں گا اور جس وقت مرہٹے تم لوگوں سے ٹکرا رہے ہوں گے میں ان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوں گا پھر میں دیکھوں گا مرہٹے کتنی دیر تک ہمارا سامنا کر سکتے ہیں اور کیسے وہ ہمارا مقابلہ کرتے ہیں اور کس طرح بھوج نرمل مرہٹوں کے لشکر کی مدد حاصل کر کے ہمیں اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں رکا دوبارہ وہ اپنے سارے سالاروں کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

"میرے عزیز بھائیو! میں نے جو کچھ کہنا تھا کہ چکا اب سب میں اگر اس تجویز میں کوئی تبدیلی کرنا چاہے یا اسے یکسر بدلنا چاہے اور اپنی طرف سے کسی اور تجویز کا مشورہ دینا چاہے تو وہ کھل کر اپنی بات کہے۔"

اس موقع پر عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں دونوں نے اطراف میں بیٹھے ہوئے سارے چھوٹے سالاروں کی طرف جواب طلب کے انداز میں دیکھا جب ان میں سے کوئی نہ بولا تب عادل خان فاروقی قیصر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"قیصر خاں میرے عزیز بھائی جو کچھ تم نے کہا ہے یہی آخری ہے اور دشمن پر اسی طریقے سے ضرب لگائی لگائی جائے گی۔"

یہ فیصلہ سن کر قیصر خاں خوش ہو گیا تھا چنانچہ اسی روز مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد لشکر کے کھانے کا اہتمام کیا گیا اس کے بعد لشکر نے وہاں سے کوچ کیا پہلے دریائے نربدا کو عبور کیا گیا پھر پورا لشکر دریائے نربدا کے کنارے کنارے مغرب کی طرف بڑھ رہا تھا۔

کشتیوں کے پل سے کافی فاصلے پر لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ایک بڑے حصے کو لے کر عادل خان فاروقی اور اعتماد خاں برودا شہر کے نواح کی طرف چلے گئے تھے لشکر میں جس قدر عورتیں تھیں وہ بھی اسی حصے میں شامل تھیں جب کہ لشکر کے دوسرے حصے کو لے کر قیصر خاں نے دریائے نربدا کے کنارے ایک انتہائی مناسب جگہ گھات لگائی تھی۔

☆☆

بھوج نرمل اور مرہٹوں کے لشکر کا سالار بڑے مطمئن انداز میں شمال کی طرف سفر کر رہے تھے وہ اس شاہراہ پر رواں دواں تھے جو دریائے نربدا کو عبور کر کے برودا شہر کی طرف جاتی تھی چنانچہ جس وقت سورج طلوع ہو کر کچھ اوپر آ گیا تب بھوج نرمل اور مرہٹوں کے لشکر نے دریائے نربدا کو عبور کیا تین میل مرہٹے آگے گئے ہوں گے ان کے مخبروں نے انہیں اطلاع کر دی کہ دو میل آگے ایک لشکر ان کی راہ روکنے کے لیے بالکل تیار اور مستعد ہے یہ خبر سن کر بھوج نرمل اور مرہٹوں کے سالار نے اپنے لشکر کو روک لیا تھا پھر دونوں ایک جگہ جمع ہوئے یہاں تک کہ بروج نرمل نے مرہٹوں کے سردار کو مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

"میرے بھائی اب جب کہ ہمارے مخبر یہ خبر دے چکے ہیں کہ دو میل آگے ایک لشکر ہماری راہ روکنے کے لیے بالکل تیار اور مستعد ہے تو یہ لشکر سلطان محمود خلجی کا نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس کے پاس ابھی کوئی تربیت یافتہ لشکر تارہی نہیں ہوا یہ علاقہ بھی سلطان محمود خلجی کا ہے میں اس لیے کہہ سکتا ہوں کہ یہ لشکر گجرات کے سلطان مظفر کا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ پورے لشکر کو کاٹ کر ہم آگے تیزی اور برق رفتاری سے اودھے پور کا رخ کر جائیں۔"

بھوج نرمل جب خاموش ہوا تب مرہٹوں کا سالار بولا اور بھوج نرمل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بھائی میرے تم نے جو راستے میں میرے ساتھ تفصیل کے ساتھ گفتگو کی تھی اس میں تم نے کئی بار سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کا ذکر کیا تھا جس کے ہاتھوں تم لوگوں کو کئی بار شکستوں کا سامنا کرنا پڑا اور جس نے تمہارے ایک سابقہ سینا پتی کا سر بھی ایک جنگ کے دوران قلم کر دیا تھا تمہارے جو مخبر یہ خبریں لے کر آئے ہیں پہلے ان سے یہ پوچھو کہ جو لشکر ہماری راہ روکنے کی تیاری کر چکا ہے وہ اس لشکر کی کمانداری کس کے ہاتھ میں ہے۔"

بھوج نرمل نے اس سے اتفاق کیا تھا چنانچہ وہ مخبر قریب ہی کھڑے تھے اور انہیں مخاطب کر کے بھوج نرمل کہنے لگا۔

"عزیز ساتھیوں کیا تم بتا سکتے ہو کہ جو لشکر ہمارا راستہ روکنے کے لیے تیار ہے اس کی کمانداری کون کر رہا ہے۔"

اس پر ایک مخبر بولا اور کہنے لگا۔

"ہم سب کچھ جان کر آئے ہیں لشکر خاصا بڑا ہے لیکن جو لشکر اس وقت ہمارے پاس ہے اس سے بہت چھوٹا ہے اور لشکر کی کمانداری برھان پور کا حکم عادل خان فاروقی اور سلطان مظفر کا ایک سالار اعتماد خاں کر رہے ہیں۔"

اس مخبروں کے یہ الفاظ سن کر مرہٹوں کا سالار کسی قدر اداس اور افسردہ ہو گیا تھا گہری سوچوں میں ڈوب گیا تھا اس موقع پر بھوج نرمل نے اسے مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

"بھائی یہ خبر سن کر میں دیکھتا ہوں تم کچھ سنجیدہ اور افسردہ ہو گئے ہو کیا بات ہے۔"

مرہٹوں کا سالار کہنے لگا۔

"بھوج نرمل راستے میں تم نے مجھے سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کی داستانیں سنائی تھیں تو میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ جنگ کے دوران میں سلطان مظفر کے اس سالار کی گردن ضرور کاٹوں گا جو اس سے پہلے تم لوگوں کے لیے ایک عذاب اور ابتلا بنا رہا ہے اب جب کہ تمہارے مخبر یہ بتاتے ہیں کہ وہ سالار اس لشکر کی کمانداری نہیں کر رہا بلکہ اس کی سرکردگی برہان پور کے حکمران خان فاروقی اور ایک سالار اعتماد خاں کے ہاتھ میں ہے تو مجھے مایوسی ہوئی ہے کہ میں اس سالار کا سامنا نہیں کر سکوں گا اگر وہ اس کی کمانداری کر رہا ہوتا تو یقیناً میں دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا اس کے سر پر پہنچتا اور اس کے لشکر کے وسط میں پہنچ کر اس کی گردن کاٹتا۔"

اس موقع پر بھوج نرمل کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی ایک مخبر بول اٹھا اور کہنے لگا۔

"مسلمانوں کا وہ لشکر سالار جس کا نام قیصر خاں ہے اپنے لشکر کے بیچ اور درمیان میں رہ کر مقابلہ نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے لشکر کے آگے رہتا ہے اس کے اس طرح اگلی صفوں میں رہنے سے اس کے لشکریوں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں اور وہ ہر مشکل کو آسان اور ہر ناممکن کو ممکن بناتے چلے جاتے ہیں۔"

مرہٹوں کا سالار جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بھوج نرمل کا ایک اور مخبر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا وہاں پہنچا اسے دیکھ کر بھوج نرمل چونکا تھا قریب آ کر وہ گھوڑے سے اترا پھر سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں ایک انتہائی بری خبر لے کر آیا ہوں۔"

مرہٹوں کے سالار نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر پوچھ لیا۔ "تم کیسی بری خبر لے کر آئے ہو۔"

آنے والا وہ مخبر بولا اور کہنے لگا۔

"میں دریائے نربدا کی طرف سے آ رہا ہوں دریائے نربدا کا کشتیوں کا وہ پل جسے ہم عبور کر کے ادھر آئے ہیں اس کو کسی نے تباہ کر دیا ہے اب پل وہاں نہیں ہے۔"

یہ الفاظ سن کر بھوج نرمل چونکا تھا لیکن مرہٹوں کا سردار بڑی بے پرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہنے لگا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"اگر کشتیوں کا پل وہاں نہیں ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے ہم نے یہاں سے واپس نہیں جانا ہم نے یہاں سے پیش قدمی کرنی ہے اور جس مقصد کے لیے اور جس منزل کو حاصل کرنے کے لیے ہم کوچ کر رہے ہیں اس کی تکمیل کے بعد جب ہم اپنے علاقوں کی طرف واپس جانے کے لیے ادھر آئیں گے تو پل نیا بھی بنایا جاسکتا ہے کوئی اتنی بڑی بات نہیں اس کے علاوہ تھوڑا سا اوپر جا کر بھی دریائے نربدا کا ایک پل ہے واپس جانے کے لیے ہم اسے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مرہٹوں کا سالار پھر رکا پھر بھوج نرمل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بھوج نرمل ہمیں جہاں رک کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے پل تباہ ہوگیا ہے جہنم میں جائے ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے آؤ پیش قدمی کریں اور اسی شاہراہ پر ہماری راہ روکنے کے لیے جو سلطان مظفر کا لشکر کھڑا ہے اس سے دو دو ہاتھ کر کے ہم اودھ پور کو نکل جائیں۔" بھوج نرمل نے اس سے اتفاق کیا تھا چنانچہ انہوں نے پھر پیش قدمی شروع کر دی تھی۔

عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں کے لشکر کے سامنے جا کر بھوج نرمل اور مرہٹوں کے سالار نے اپنے لشکر کو روک دیا اور آتے ہی جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے وہ اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے لگے تھے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں بھی اپنے لشکر کی تنظیم کو آخری شکل دے رہے تھے۔

کچھ دیر تک دونوں لشکر اپنی صفوں کی ترتیب اور تنظیم درست کرتے رہے اس کے بعد حملہ آور ہونے کی ابتدا مرہٹوں اور بھوج نرمل کی طرف سے ہوئی تھی اپنے لشکر کو ان دونوں نے پودوں کو خشک شاخوں کو بریدہ کرتی آگ کی لو بھری آندھیوں کی طرح آگے بڑھایا پھر وہ اعتماد خاں اور عادل خاں فاروقی کے لشکر پر صدیوں کے ملبے تلے سے نکل کر چیختی چلاتی اور گھروں کے در و بام کھنکھناتی ان گنت بدروحوں صحرا کی ناپاب پر باد سموم چلاتی چیختی انسانیت کو لہولہو کرتی ہولناک آتش فشانیوں کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

اپنے کام کی ابتدا کرنے کے لیے عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں نے اپنائیت کے سحاب سکوں سنپوں کے پنکھ ماتھے پر سجاتے قربتوں کے نصاب اہل صدق کی دعاؤں اور عقیدت کی روشنی کی طرح تکبیریں بلند کیں اس کے بعد وہ دونوں بھی ان کی داستانوں میں ہیبت کی ساری جہتوں خوش گمانیوں کی ساری سطحوں ذات کی اندرونی دنیا کے سارے خانوں سارے پرتوں سارے جذبوں پر آسمان سے نازل ہوتے عذابوں موسموں کی یخ بستگی میں کائنہ ذات کو کرچی کرچی کرنے بے کراں شعلوں کے طوفانوں اور بے بس و لاچارگی کے حروف کی حالت کرتی بھڑکتی آگ کے شعلوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

مرہٹے جو اپنی کامیابی اور اپنی کامرانی اور فتح مندی کو یقینی بنانا چاہتے تھے وہ ازل سے تشنہ لب برق تپاں روح اور جسم کے فشار فرقتوں کے غبار آلود تصورات کی طرح ضربیں لگا رہے تھے جب کہ جوابی کاروائی میں عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں کے لشکری بھی برفانی علاقوں کی برفانی آندھیوں دھواں اگلتے آتش فشاں طغیانی پر آئی اٹھتی ندیوں آسمان سے گرتی کڑکتی برق کی طرح ان کا سامنا کر رہے تھے اس طرح دریائے نربدا کے قریب دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے حیات کی نبضیں ڈوبنے لگیں تھیں اجل کی تختیاں لکھی جانے لگی تھیں نفرتوں کی پیاس پھیلنے لگی تھی اور وحشت کے شرارے رقص کرنا شروع ہو گئے تھے۔

مرہٹوں کو امید تھی کہ عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں کا لشکر زیادہ دیر تک ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکے گا لیکن اب جب کہ جنگ طول پکڑنے لگی تو مرہٹوں نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی اور خونخواری پیدا کرنی شروع کر دی تا کہ کامیابی اور فتح حاصل کرنے کے لیے مزید وقت ضائع نہ کیا جائے لیکن کچھ اور طوفان کچھ اور عذاب کچھ اور انوکھے عناصر بھی انہیں اپنا ہدف بنانے کے لیے تانک جھانک کر رہے تھے۔

ایسے میں دریائے نربدا کی طرف سے قیصر خاں بھی اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا میدان جنگ میں ٹکراتے دونوں لشکریوں کا اس نے جائزہ لیا پھر اس نے یاسیت کے بیکراں سلسلوں میں جھلملاتی سوچوں تک کو اندھا کرتے خونی پرندوں کے غول ہول آفریں اندھیروں میں تباہی کے باب کھولتے سرکشیدہ لپکتے شعلوں اور افتاد کی آگ کی طرح مرہٹوں کے لشکر کے پشتی حصے کا رخ کیا۔

مرہٹوں اور ان کے سالار نے بھی نئے لشکر کو رستے ہوئے دیکھ لیا تھا اور انہوں نے سنبھلنے کی کوشش کی تا کہ نئے حملہ آوروں کو روک سکیں لیکن جب تک وہ سنبھلتے اس وقت تک قیصر خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ان کی پشت پر رگوں میں برق دلوں میں آتشیں تڑپ اتار دینے والے خون آشام طوفانوں کے سایوں ذہن کے دریچوں میں ہولناک کرب خیزیاں کھڑی کرتے آتشیں رقص اندانہ ہواؤں کے صوت و صدائے کے ساتھ سرکتی سرسراتی لحظہ بہ لحظہ رفتہ رفتہ رات کے دکھوں کی طرح پھیلتی شراروں کی جنوں خیزیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اپنے پہلے ہی حملہ میں قیصر خاں نے مرہٹوں کے لشکر کی کئی صفوں کو ادھیڑ کر رکھ دیا تھا چونکہ مرہٹے اس نئے لشکر کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے اندر کچھ تبدیلیاں کر رہے تھے اس سے قیصر خاں نے فائدہ اٹھایا اور ایسے زوردار حملے کیے کہ مرہٹوں کے لشکر کو ان کے وسطی حصے تک روندتا چلا گیا تھا۔

دوسری طرف عادل فاروقی اور اعتماد خاں کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ دوسری جانب سے قیصر خاں نے بھی حملہ آور ہونا شروع کر دیا ہے لہٰذا انہوں نے بھی اپنے حملوں میں پہلے کی نسبت تیزی پیدا کر دی تھی اب بھوج نرمل اور مرہٹے اپنے آپ کو کھولتے دوموت کے بھنور کے اندر محسوس کر رہے تھے۔

قیصر خاں کے حملوں نے ان کی حالت کو یکسر تبدیل کر دیا تھا پہلے وہ بڑے بڑھ چڑھ کر عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں ضربیں لگا رہے تھے اور قیصر خاں کے حملہ آور ہونے کے بعد اب ان کی اپنی حالت اداسیوں کی زرد رتوں آخری شب کے سناٹوں بدقسمتی کے سایوں خزاں پوش اندھیروں غم و اندوہ کی طغیانیوں اور درد کی فراوانیوں سے بھی زیادہ قابل رحم ہونا شروع ہو گئی تھی۔

اسی دوران بھوج نرمل کے کچھ لشکریوں نے پہچان لیا کہ پشت کی جانب سے حملہ آور ہونے والا سلطان مظفر کا سالار قیصر خاں ہے اور جانتے تھے قیصر خاں جنگ کے دوران اپنے لشکر کے آگے رہتے ہوئے اور اپنے چہرے پر اپنے خود کا نقاب ڈال کر حملہ آور ہوتا ہے جب انہوں نے یہ کیفیت دیکھی تو پھر ایک زبان سے دوسری زبان تک ایک ساعت سے دوسری ساعت تک یہ خبر پھیل گئی کہ پشت کی جانب سے جس لشکر نے حملہ کیا ہے اس لشکر کی کمانداری سلطان مظفر کا نامور سالار قیصر خاں کر رہا ہے۔

قیصر خاں کا نام میدان جنگ میں گونجنا تھا کہ بھوج نرمل سمیت اس کے لشکریوں پر دباؤ اور خوف طاری ہونا شروع ہو گیا تھا وہ ایسا محسوس کر رہے تھے کہ دریائے مزید کے کنارے کی سرزمینوں میں ان کے لیے ان گنت آتش فشانوں نے ایک لرز اور بھونچال کھڑا کر کے رکھ دیا ہو۔

سب سے پہلے بھوج نرمل کے لشکریوں نے اپنی جانیں بچانے کی خاطر آگے بڑھ کر حملہ آور ہونے سے پہلو تہی کرنا شروع کر دی تھی اور یہ صورت حال اگلی صفوں سے پچھلی صفوں تک پھیلتی چلی گئی تھی بھوج نرمل کے لشکری جب جنگ سے

Scanned And Uploaded By Muhammad Naveed

ہاتھ کھینچنے لگے تب ان پر دباؤ بڑھ گیا اور سامنے کی طرف سے عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں کے لشکری بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگے تھے' مرہٹوں نے جب دیکھا کہ بھوج نرمل کے لشکریوں کے اندر افراتفری پھیلی ہے تو وہ یہ سمجھے کہ انہوں نے شکست قبول کرلی ہے اور ایک طرف ہٹنے لگے ہیں اس موقع پر بھوج نرمل نے سب سے پہلے اپنی جان بچانے کا فیصلہ کیا اپنے چند دستوں کو اس نے ساتھ لیا اور میدان جنگ سے نکل کر بھاگ کھڑا ہوا۔

دوسری طرف مرہٹوں پر زور بڑھتا جارہا تھا مرہٹے جو فتح مندی اور کامیابی کے خواب دیکھ رہے تھے وہ سارے خواب چکنا چور اور منتشر ہو کر رہ گئے تھے اور اب سامنے کی طرف سے عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں اور پشت کی جانب سے قیصر خاں نے ان کے لشکریوں کا قتل عام شروع کردیا تھا۔

اس طرح بھوج نرمل کے بھاگ جانے کے بعد مرہٹوں کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور ان کے سپہ سالار کو زندہ گرفتار کرلیا گیا بھوج نرمل کے وہ ساتھی جو پیچھے رہ گئے تھے ان میں سے بھی چھوٹے سالار قیدی بنالیے گئے تھے۔

میدان جنگ میں بھوج نرمل اور مرہٹوں کے لشکریوں کی لاشیں دور تک پھیل اور بکھری پڑی تھیں قیدیوں کو ایک طرف کرنے کے بعد پہلے جنگ میں کام آنے والوں کو گڑھے کود کر دفن کردیا گیا تاکہ ان کی وجہ سے ان علاقوں میں وبا نہ پھوٹے کیونکہ وہ علاقہ سلطان محمود خلجی کا تھا اس کام سے فارغ ہونے تک قیصر خاں کے لشکر کے کئی حصوں نے اپنے زخموں کی دیکھ بھال کردی تھی پھر قیصر خاں عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں ایک جگہ بیٹھ گئے اعتماد خاں کو پہلے سے یہ اطلاع کردی گئی تھی کہ مرہٹوں کا سالار جنگ کے دوران گرفتار کرلیا گیا ہے جب کہ بھوج نرمل پہلے ہی اپنے چند دستوں کے ساتھ اپنی جان بچا کر بھاگ چکا ہے۔

اس موقع پر قیصر خان نے اپنے ایک چھوٹے سالار کو مرہٹوں کے لشکر کے سالار کو لانے کے لیے کہا وہ چھوٹا سالار پیچھے ہٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد دو مسلح جوانوں کی نگرانی میں وہ چھوٹا سالار مرہٹوں کے سپہ سالار کو لے کر آیا اور اسے قیصر خاں کے سامنے لا کھڑا کیا۔

قیصر خاں اعتماد خاں اور عادل خاں فاروقی کے درمیان بیٹھا رہا پہلے اس نے مرہٹوں کے سالار کا جائزہ لیا وہ خوب کڑیل جواں تھا کچھ دیر تک اس کا جائزہ لینے کے بعد قیصر خاں نے اسے مخاطب کیا۔

''گرفتار ہونے کے بعد اب تم حسرت و یاس کے گھمبیر اندھیرے زخم الودہ روحوں کی طرح کیوں کھڑے ہو میرا دل کہتا ہے بھوج نرمل نے تم لوگوں کو روحوں کی تابانی کے جلوے نئی آرائشوں کی بیتابیاں اور کامیابی کی بکھرتی خوشبو لے اور تال کے جادو بھرے خواب دیکھا دکھا کر اپنے زرفشاں راستوں کے جال میں پھنسا ہے تم لوگ اپنے آپ کو ناقابل تسخیر خیال کرتے ہو بھوج نرمل کے ساتھ تم لوگ یہ سوچ کر آئے تھے کہ رانا سانگا کے ساتھ مل کر تم گجرات کے سلطان مظفر کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کردو گے لیکن تم ایسا نہیں کرسکے سنو کالے اعمال کے پجاریو! کیا دریائے نربدا کے کنارے ہم نے تمہاری پادوں کی وسعتوں تمہاری انا کے صحیفوں تمہاری نظروں کی دسترس میں بدبختیاں ناکامیاں نہیں بھر دیں اپنے پیر اس کے نیچے بدی کی خواہش رکھنے والو کیا ہم نے تمہاری جراتمندی کو روندتی رتوں کے رتجگوں تمہاری ساری شجاعتوں کو آگ و خوں کے پیغام اور تمہارے ناقابل تسخیر ہونے کے عزم کو بجھتی شمعوں کے دھوئیں میں نہیں تبدیل کردیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں جب خاموش ہوا تب کھا جانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے مرہٹوں کا سالار بولا اور کہنے لگا۔

''کاش میدان جنگ میں تیرا میرا تیغ زنی میں انفرادی مقابلہ ہوتا تو میں تیری حالت لمحوں کی صلیب پر لٹکتے لہو رستے بدنوں وقت کے بدترین موڑ پر دھند میں لپٹے گرستہ چہروں کرب کی منزلوں جیسی بنا کر رکھتا۔''

مرہٹوں کے سالار کے ان الفاظ کے جواب میں قیصر خاں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا پر اس کے یہ الفاظ سن کر پاس بیٹھے اعتماد خان کی آنکھیں شعلے برسا گئی تھیں چہرہ اس کا گہری حدت میں تپ گیا تھا ایک دم وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور الٹے ہاتھ کا ایک ایسا زور دار طمانچہ اس نے مرہٹوں کے سالار کے منہ پر مارا کہ وہ بل کھاتا ہوا زمین پر گر گیا۔

اس کے ساتھ ہی اعتماد خان نے اپنی تلوار بے نیام کی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اٹھ پھر دیکھ میں کیسے دکھ ساگر میں تمہیں بہا کر تمہارے جسم کے اندر لہو کے سارے راستوں کو بند کرتا ہوں۔''

''اپنی تلوار سنبھال تاکہ میں دیکھوں تو کتنا بڑا تیغ زن اور شمشیر باز ہے۔''

مرہٹہ سالار بھی غصے میں آگیا تھا جوں ہی اس نے اپنی تلوار سنبھالی اعتماد خان اپنی تلوار لہراتا ہوا آگے بڑھا اور ساتھ ہی خوفناک لہجہ میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تمہارے جیسے کوچہ گرکتوں کی طرح بھونکنے والے کی ہم لمحوں کے اندر مار بھگاتے ہیں۔'' اور ساتھ ہی اعتماد خاں نے اندیشوں کی طغیانیوں موت کے سایوں کے ہجوم کی طرح اس پر حملہ کردیا تھا مرہٹہ سالار چند ہی لمحے اعتماد خاں کے سامنے نکال سکا اور اعتماد خاں نے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

قیصر خاں اپنی جگہ سے اٹھا آگے بڑھ کر اس نے اعتماد خاں اپنے ساتھ لپٹا کر کئی بار اس کی پیشانی چومی اس کا شانہ' اس کی چھاتی تھپتھپائی اتنی دیر تک قیصر خاں کا اشارہ پا کر اس کے کچھ لشکری مرہٹہ سالار کی لاش کو اٹھا کر لے گئے تھے پھر اپنے چھوٹے سالار کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا بھوج نرمل کے لشکر میں سے کوئی گرفتار ہوا ہے۔'' اس پر وہ سالار بولا اور کہنے لگا۔

''بھوج نرمل کے کچھ لشکری اور ان کے دو تین چھوٹے سالار بھی گرفتار ہوئے ہیں۔''

قیصر خاں کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا اور کہنے لگا۔ ''ان میں سے ایک چھوٹے سالار کو میرے پاس لے کر آؤ۔''

وہ سالار پیچھے ہٹ گیا تھوڑی دیر بعد وہ بھوج نرمل کے ایک سالار کو لے کر آیا اس موقع پر باری باری عادل خاں فاروقی اور اعتماد خان کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔

''میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں ذرا ان لوگوں کو رہا کرانے کے بعد میں ذرا اس شخص کو راجکماری کوشلیا کے متعلق کچھ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ واپس جا کر رانا سانگا کے سامنے کچھ انکشافات کرسکے۔''

عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں نے مسکراتے ہوئے اس سے اتفاق کیا تھا پھر اس چھوٹے سالار کو مخاطب کر کے قیصر خاں کہنے لگا۔

''تم میرے ساتھ آؤ۔''

وہ چھوٹا سالار چپ چاپ اس کے ساتھ ہولیا تھا قیصر خاں اپنے پڑاؤ کے وسطی حصے میں گیا وہاں زمین پر ایک چادر بچھی تھی اور اس چادر پر ایک طرف گھوڑے کی زین رکھی ہوئی تھی اس چادر پر راجکماری کوشلیا نیم دراز تھی اور گھوڑے کی زین سے اس نے ٹیک لگا رکھی تھی جوں ہی اس نے قیصر خاں کو اپنی طرف آتے دیکھا اور وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

قبل اس کے کہ قیصر خاں کچھ کہتا بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کوشلیا بول اٹھی اور کہنے لگی۔

''میں آپ کو اس شاندار فتح پر مبارک باد دیتی ہوں۔''

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

قیصر خاں نے کوشلیا کا شکریہ ادا کیا پھر اس نے رانا سانگا کے اس چھوٹے سالار کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

''کیا تم اس لڑکی کو جانتے ہو یہ کون ہے۔''

وہ سالار بڑا حیرت زدہ اور پریشان ہو رہا تھا ہلکی سی آواز میں کہنے لگا۔ ''یہ ہماری راجکماری کوشلیا ہے۔''

قیصر خاں مسکرایا اور ایک گہری نگاہ سامنے اپنی بیوی کوشلیا پر ڈالی پھر چھوٹے سالار مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اب یہ تمہاری راجکماری کوشلیا نہیں ہے بلکہ یہ میری بیوی ہے اور اس کا نام اب عذرا خاتون ہے۔''

قیصر خاں کی اس کاروائی پر کوشلیا خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اور مسکرا لیتے ہوئے قیصر خاں کی طرف دیکھ رہی تھی پھر قیصر خاں پیچھے ہٹا اور کوشلیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''کوشلیا تم آرام کرو میں تھوڑی دیر تک لوٹتا ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی وہ رانا سانگا کے اس سالار کو لے کر ادھر ہی ہو لیا تھا جدھر سے وہ آیا تھا۔

قیصر خاں اس جگہ آیا جہاں عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں بیٹھے ہوئے تھے ان سے مشورہ کرنے کے بعد اس نے حکم جاری کر دیا کہ جنگ کے دوران دشمن کے لشکری جو قید ہوئے ہیں ان کو رہا کر دیا جائے رہا ہونے کے بعد وہ دشمن کے لشکری خوشی کا اظہار کرتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے قیصر خاں اور اعتماد خاں اور عادل خاں فاروقی نے چند روز وہاں قیام کیا اپنے لشکریوں کو وہاں ستانے کا موقع فراہم کیا اس کے بعد وہ محمد نگر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

☆☆

قیصر خاں کے ہاتھوں بدترین شکست کھانے کے بعد بھوج نرمل سلطان محمود خلجی کے علاقوں سے نکل کر اپنے بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ ایک جگہ پڑاؤ کر گیا تھا اس موقع پر اس کا ایک چھوٹا سالار اس کے ساتھ تھا اس کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بھوج نرمل آپ نے ساتھیوں کو یہاں روک کیوں دیا ہے اور پڑاؤ کیوں کر لیا ہے۔''

بھوج نرمل پہلے ہی شکست کی وجہ سے پریشان اور بکھرا بکھرا تھا اپنے اس چھوٹے سالار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بات یہ ہے کہ ہماری شکستوں اور ناکامیوں کا سلسلہ بڑا طویل ہو گیا ہے میں چاہتا ہوں میرے رانا سانگا کے پاس پہنچنے سے پہلے پہلے ہمارے کچھ مخبر اور ہرکارے اس تک یہ خبر پہنچا دیں کہ ہمیں اور مرہٹوں دونوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے اس لیے ہمارے سامنے کی طرف سے عادل خاں فاروقی اور سلطان مظفر کا سالار اعتماد خاں کھڑے ہوئے تھے ہم نے یہ سمجھا کہ دونوں ہی ہمارے مقابلے پر آئے ہیں ہم نے ان دونوں کو شکست دینے کا پکا اور مصمم ارادہ کر لیا تھا اور ہم جنگ میں انہیں سپاہی کرنے والے تھے کہ ہماری پشت کی جانب سے سلطان مظفر کا نامور سالار قیصر خاں حملہ آور ہوا اس نے ہمارے بنے بنائی کھیل کو بگاڑ دیا پشت کی جانب سے حملہ آور ہو کر اس نے نہ صرف ہمارے ان گنت لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا بلکہ اس نے ہمارے لشکریوں کی تنظیم بالکل ابتر کر کے رکھ دی اور صفوں کے اندر افراتفری پھیل گئی تھی جس کی بنا پر ہمیں شکست اور ناکامیابی کا سامنا کرنا پڑا یہ باتیں بتا کر میں نے خود بھی اپنے کچھ ساتھیوں کو رانا سانگا کی طرف بھجوایا ہے تاکہ میرے وہاں پہنچنے سے پہلے اس شکست اور مایوسی پر رانا سانگا کو کچھ غصہ آئے میرے جانے تک اس غصے کو وہ پی چکا ہو۔

دوسری بات یہاں پڑاؤ کرنے کی یہ بھی ہے کہ ہمارے کچھ لشکری پیچھے بھی رہ گئے ہیں لہٰذا وہ بھی اپنے جانیں بچا کر بھاگ گئے ہوں گے جب

وہ ہمارے پاس پہنچ جائیں گے پھر ہم اکٹھے پیش قدمی شروع کریں گے۔''

اس چھوٹے سالار نے بھوج نرمل کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر وہ بھی دوسرے سالاروں اور لشکریوں کے ساتھ بھوج نرمل کے پاس بیٹھ گیا تھا اور سب مل کر گزشتہ جنگ کے متعلق گفتگو کرنے لگے تھے۔

بھوج نرمل نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اب تک وہی پڑاؤ کیا ہوا تھا کہ ان کے کچھ عزیز ساتھی جو ان کے ساتھ جنگ میں حصہ لے چکے تھے آن ملے تھے اس موقع پر ایک چھوٹا سالار بھوج نرمل کے پاس آیا اور بھوج نرمل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بھوج نرمل میں ایک انتہائی اہم یا یوں کہو بری خبر لے کر آیا ہوں ایسی خبر اس پر ہمارے کان اعتبار ہی نہیں کرتے اور نہ اسے سننے کے لیے تیار ہیں اور نہ اس پر اعتبار کرنے کو آمادہ ہے۔''

اس چھوٹے سالار کے ان الفاظ پر بھوج نرمل چونکا اور کہنے لگا۔

''وہ کون سی خبر ہے جو بری بھی ہے اور جیسے سن کر حیرت ہوگی اور جیسے سن کر اس پر اعتماد اور بھروسہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔''

بھوج نرمل جب خاموش ہوا تب وہ سالار بولا اور کہنے لگا۔

''بھوج نرمل اگر میں یہ کہوں کہ ہماری راجکماری کوشلیا سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کی بیوی ہے تو آپ کے تاثرات کیا ہوں گے۔''

بھوج نرمل بجھ سا گیا تھا کچھ دیر عجیب سے انداز میں وہ اپنے اس سالار کی طرف دیکھتا رہا پھر طنزیہ سی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

''یہ قطعی ناممکن ہے راجکماری کوشلیا سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کے ساتھ کیسے شادی کر سکتی ہے اور کیسے اس کی بیوی ہو سکتی ہے پہلی بات یہ کہ میں نہر والا سے اپنا لشکر لے کر صرف راجکماری کوشلیا کو حاصل کرنے کے لیے رانا سانگا کے لشکر میں شامل ہوا تھا اور پھر تم جانتے ہو راجکماری کوشلیا نے عہد کر رکھا تھا کہ وہ سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں سے اپنی ناکامیوں اور شکستوں کا ہر صورت میں انتقام لے گی۔''

بھوج نرمل شاید مزید کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ اس سالار نے اس کی بات کاٹ دی اور کہنے لگا۔

''بھوج نرمل یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے راجکماری کوشلیا کو وہاں دیکھا ہے جس وقت ہمیں گرفتار کر لیا گیا تھا تو مجھے قیصر خاں کے سامنے پیش کیا گیا قیصر خاں مجھے عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں کے پاس سے ہٹا کر اپنے لشکر کے پیچھے لے گیا جب ہم وہاں گئے تو پڑاؤ کے پچھلے حصے میں لشکر کی اور بہت سی عورتیں بھی تھیں میں نے دیکھا وہاں ایک خوب صورت چادر بچھی تھی اس چادر کے ایک طرف گھوڑے کی زین رکھی تھی اور اس زین سے ٹیک لگائے راجکماری کوشلیا نیم دراز تھی۔''

''اس نے قیصر خاں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ مسکراتے ہوئے اور اپنی آنکھوں اور اپنے چہرے سے محبت اور چاہت کا اظہار کرتے ہوئے کھڑی ہوئی اس موقع پر قیصر خاں نے مجھے سے پوچھا کیا میں اسے جانتا ہوں تب میں نے کہا وہ ہماری راجکماری کوشلیا ہے۔

جواب میں قیصر خاں کہنے لگا اب وہ تمہاری راجکماری کوشلیا نہیں بلکہ میری بیوی ہے اور اب اس کا نام عذرا خاتون ہے اب بولو تم کیا کہتے ہو۔''

اس سالار کے خاموش ہو جانے پر بڑے دکھ اور صدمے کا اظہار کرتے ہوئے بھوج نرمل کہنے لگا۔

''اگر راجکماری کوشلیا بھاگ کر قیصر خاں کے پاس گئی تھی تو اس کا مطلب ہے وہ پہلے سے بھی اسے پسند کر رہی تھی اور موقع پا کر اس کے پاس چلی گئی اور اس کی بیوی بن گئی اب واقعی ہی اس کی بیوی ہے تو میں سمجھتا ہوں اس سے افسوس ناک اس

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

سے بری خبر کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی میں تو صرف اسے حاصل کرنے کے لیے نہروالا سے آیا تھا۔''

بھوج نرمل یہی تک کہنے پایا تھا اس کی بات کاٹتے ہوئے وہ سالار بول اٹھا۔

''بھوج نرمل اب تمہاری کچھ مجبوریاں بھی ہیں اگر تم صرف راجکماری کوشلیا کو حاصل کرنے کے لیے آئے تھے اب اگر تم یہ خیال کرو کہ کوشلیا کے قیصر خاں کی بیوی بن جانے کے بعد تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا اور تم واپس چلے جاؤ گے یہ معاملہ بھی تمہارے لیے نقصان دہ ہوگا۔''

''وہ کیسے.....'' غور سے اس سالار کو گھورتے ہوئے بھوج نرمل نے پوچھ لیا تھا اس پر وہ سالار پھر بولا کہنے لگا۔

''بھوج نرمل تم نے قیصر خاں کے تین لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا اور قیصر خاں نے عہد کر رکھا ہے کہ بھوج نرمل کہیں بھی چلا جائے وہ اس کی گردن کاٹے گا اور تم قیصر خاں کو جانتے ہو وہ کس قسم کا اور کیسا سالار ہے اپنے آدمیوں کا انتقام تم سے ضرور دے گا لہٰذا اگر تم رانا سانگا کا ساتھ چھوڑ کر واپس نہروالا میں جاتے ہو تو یاد رکھنا قیصر خاں کے لیے تم سے انتقام لینا آسان ہو جائے گا تم اسی وقت تک محفوظ ہو جب تک تم ارانا سانگا کے پاس رہتے ہو اور اس کے لشکر میں کام کرتے رہتے ہو۔''

اس سالار کے ان الفاظ پر بھوج نرمل بجھ سا گیا تھا دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''تمہارا کہنا بھی درست ہے قیصر خاں اپنے ساتھیوں کا انتقام لینے کے لیے ضرور مجھے اپنا ہدف بنانے کی کوشش کرے گا لہٰذا اب رانا سانگا کے پاس رہنے میں ہی میری سلامتی اور میرا تحفظ ہے میرے بھائی اب آؤ ہاں سے کوچ کریں۔'' سب لشکری اور سالاروں نے بھوج نرمل سے اتفاق کیا تھا پھر انہوں نے وہاں سے کوچ کر لیا تھا۔

بھوج نرمل ابھی رانا سانگا کے مرکزی شہر میں نہیں پہنچا تھا کہ کچھ مخبروں نے رانا سانگا کو اس وقت مرہٹوں اور بھوج نرمل کی بدترین شکست اطلاع دی جس وقت رانا سانگا اپنے راج محل اپنے اہل خانہ کے ساتھ شام کا کھانا کھانے کے فارغ ہوا تھا یہ خبر سن کر رانا سانگا ہی نہیں اس کے تینوں بیٹے بیوی بیٹی کوشلیا اور داماد تک سب پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے اس موقع پر رانا سانگا کا داماد رائے مل دکھ بھرے انداز میں رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ ہماری ناکامیوں کا یہ کھیل کب تک جاری رہے گا ان گنت بار ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ سلطان مظفر کے لشکر کو کچھ شکست دے کر اپنے لشکریوں کا حوصلہ بلند کریں اور میں سمجھتا ہوں ہم ایسا کرنے میں مکمل طور پر ناکام ثابت ہوئے ہیں اور یہ سب کچھ سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کی وجہ سے ہے یہ جو جنگ ہوئی ہے اس میں مرہٹوں کی اور بھوج نرمل کی ناکامی کا سبب بھی یقیناً قیصر خاں ہی ہوگا گو یہ معاملہ ہم نے اپنے مخبروں سے دریافت نہیں کیا لیکن میرا دل کہتا ہے کہ مرہٹوں کی اس شکست کے پیچھے بھی قیصر خاں کا ہی ہاتھ ہوگا لہٰذا جب تک قیصر خاں کا قصہ پاک نہیں کرتے اس وقت تک میں سمجھتا ہوں ہمارے سامنے ہمارا نہ کوئی محفوظ مستقبل ہے اور نہ کوئی اچھی منزل کی نشاندہی ہے۔''

رانا سانگا کا داماد رائے مل جب خاموش ہوا تب ایک گہری نگاہ رانا سانگا نے اس پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''رائے مل ایسی کوئی بات نہیں ہے اونچ نیچ تشیب و فراز زندگی میں آتے رہتے ہیں اگر آج ہمیں سلطان مظفر کے صرف ایک سالار کی وجہ سے ناکامیوں اور نامرادیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو کل کو ہماری یہی ناکامیاں ہمارے لیے کامیابی کا در بھی کھول سکتی ہے اس سلسلہ میں پریشان اور فکر مند نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی دل شکنی کو اپنے اوپر

طاری کرنا چاہیے۔'' رانا سانگا کی اس گفتگو سے سب کو کچھ حوصلہ ہوا تھا پھر اس خبر کو چھوڑ کر کھانا کھانے کے بعد وہ جس موضوع پر گفتگو کر رہے تھے اس پر گفتگو کرنے لگے تھے۔

☆☆

مرہٹوں کو بدترین شکست دینے کے بعد قیصر خان اور کوشلیا دونوں میاں بیوی واپس محمد نگر میں اپنے حویلی میں آ گئے تھے مرہٹوں کی اس جنگ کے بعد محمد نگر پہنچنے کے چند دن بعد ہی ایک ایسا واقع پیش آیا جس نے کوشلیا کو زیادہ فکر مند کر دیا تھا ہوا یوں کہ ایک روز دونوں میاں بیوی عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے دیوان خانے میں داخل ہوئے کوشلیا ایک نشست پر بیٹھ گئی اور اپنے پہلو میں خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

تھوڑی دیر دیوان خانے میں بیٹھنے میں اس کے بعد اپنی خواب گاہ کی طرف چلے جاتے ہیں۔ کوشلیا کے پہلو میں قیصر خاں بیٹھنے ہی لگا تھا کہ بیرونی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

یہ دستک سن کر قیصر خاں بیٹھا نہیں دستک پر کوشلیا بھی چونک اٹھی تھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور فکر مندی سے لہجہ میں وہ قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اس وقت ہماری حویلی کے صدر دروازے پر کون دستک دے سکتا ہے۔'' قیصر خاں مسکرایا اور ہلکی سی چپت اس کے گال پر لگائی پھر کہنے لگا۔

''کوشلیا یہ تم اکثر ایسے موقعوں پر پریشان ہو جاتی ہو کیا تم سمجھتی ہو کہ.....'' کوشلیا نے قیصر خاں کا بازو پکڑتے ہوئے خوف زدہ لہجہ میں کہنا شروع کیا۔

''جب آپ میرے ساتھ ہیں تو میں کسی سے ڈرتی نہیں ہوں مجھے اگر کسی سے ڈر اور خوف ہے تو اپنے باپ اور بھائیوں کی طرف سے ہے میری ماں اور میری بہن اس سلسلے میں کسی ردعمل کا اظہار نہیں کریں گی لیکن میرا باپ شاید بھائیوں کے بہکانے پر میرے خلاف کھڑا ہو لیکن اس سے متعلق بھی میرا انداز یہی ہے جب اسے یہ خبر ہوگی کہ میں نے قیصر خاں سے شادی کر لی ہے تو وہ اتنا ناراض نہیں ہوگا چونکہ ایک موقع پر میرے سامنے میرے باپ نے کہا تھا کہ اگر قیصر خان جیسا سالار میرے پاس ہوتا تو میں اپنی بیٹی کوشلیا کی شادی اس سے کر دیتا ہاں میرا باپ میرے تینوں بھائیوں کے بہکانے پر ضرور میرے خلاف حرکت میں آ سکتا ہے اسی بنا پر جب کبھی بھی حویلی کے دروازے پر بے وقت دستک ہوتی ہے تو میں چونک اٹھتی ہوں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کوشلیا رکی پھر کہنے لگی۔

''اپنے ساتھ ساتھ مجھے آپ کی بھی فکر ہے آپ جانتے ہیں اب اس دنیا میں آپ ہی میری زندگی کا محور آپ ہی میری منزل کا آخری نشان ہیں۔'' قیصر خاں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا۔ ''اچھا تم آرام سے یہاں بیٹھو میں دیکھتا ہوں دستک دینے والا کون ہے۔'' کوشلیا نے نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگی۔

''نہیں میں آپ کے ساتھ دروازے تک جاؤں گی اور دیکھوں گی دستک دینے والا کون ہے آپ مجھے تسلی دینے کے لیے میری ڈھارس کی خاطر معاملے کو چھپا بھی سکتے ہیں۔''

قیصر خاں مسکرا دیا پھر دونوں میاں بیوی صدر دروازے کی طرف بڑھے۔

قیصر خان نے آگے بڑھ کر جب دروازہ کھولا تو جو لوگ ان کی حویلی کی حفاظت پر مامور تھے ان میں سے دو دروازے پر کھڑے تھے اور انہوں نے تین آدمیوں کو پکڑ کر ان کے ہاتھ ان کی پشت پر باندھ رکھے تھے۔

یہ صورت حال قیصر خاں کے لیے پریشان کن تھی کوشلیا تو دروازے کی اوٹ میں چلی گئی تھی قیصر خاں باہر نکلا اور اپنی حویلی کے مسلح پاسبانوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

''یہ کیا معاملہ ہے۔'' جس پر ان دونوں میں سے ایک بولا اور کہنے لگا۔

''یہ تین آپ کی حویلی کے گرد چکر لگاتے ہوئے پکڑے گئے ہیں شاید ان کو یہ خبر نہ تھی کہ حویلی کے ہر سمت محافظ کھڑے ہیں یہ صدر دروازے کے سامنے چکر لگانا شروع ہوئے تھے میرے خیال میں اندر جانے کا کوئی راستہ تلاش کر رہے تھے ہم نے ان پر گہری نگاہ رکھی جب ہمیں یقین ہوگیا کہ مشکوک نہیں تب ہم نے انہیں گھیر لیا' ہمارے باقی ساتھی تو حویلی کی دوسری سمت میں جا کے پہرہ دینے کے لیے کھڑے ہوگئے ہیں۔ میں اور میرا ساتھی ان تینوں کو آپ کے پاس لے کے آئے ہیں یہ دشمن کے آدمی لگتے ہیں آپ یا آپ کی اہلیہ کے خلاف میرے خیال میں کسی سازش کی ابتدا کرنا چاہتے ہیں۔''

قیصر خاں نے پہلے ان تینوں کا بغور جائزہ لیا پھر اپنے ان دونوں مسلح جوانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ان تینوں کو اندر لے کر آؤ۔'' چنانچہ وہ دونوں مسلح جواں تینوں کو اندر لے کر آئے قیصر خاں نے دروازہ بند کر دیا پھر اپنے دونوں محافظوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''انہیں میری حویلی کے دیوان خانے میں لے کر چلو۔'' وہ مسلح جواں پکڑے جانے والے ان تینوں کو لے کر آگے بڑھے قیصر خاں اور کوشلیا دونوں میاں بیوی ان کے پیچھے ہوئے تھے۔

سب دیوان خانے میں داخل ہوئے ان تینوں کو قیصر خاں نے جب بیٹھنے کے لیے کہا تب وہ نشستوں پر بیٹھ گئے دونوں محافظ بھی ان کے پہلو میں ہو بیٹھے تھے قیصر خاں اور کوشلیا دونوں میاں بیوی ان کے سامنے بیٹھ گئے تھے یہاں تک کہ قیصر خاں نے ان تینوں کو مخاطب کیا۔

''دیکھو جو کچھ میں پوچھنے لگا ہوں اس کا جواب سچائی سے دینا نہیں دو گے تو ناحق مارے جاؤ گے اور پھر میں تمہیں موت بھی ایسی بری ماروں گا تم سسکتے رہو گے تڑپتے رہو گے چیختے رہو گے چلاتے رہو گے لیکن اتنی جلدی موت تم پر وارد نہیں ہوگی دیکھو سسک سسک کر مرتے بہتر یہی ہے کہ ایک ہی وار میں اپنا کام تمام کرا لیا جائے لہٰذا جو کچھ میں پوچھنے لگا ہوں سوچ سمجھ کر جواب دینا کس موقع پر بھی اگر مجھے یہ شک ہوگیا کہ تمہاری باتوں میں جھوٹ کا شائبہ ہے تم اصل راہ سے ہٹنے اور سچائی سے گریز کرنے کی کوشش کر رہے ہو تو تمہارا انجام بڑا برا اور بلکہ عبرت خیز ہوگا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں رکا پھر چند لمحے بڑے غور سے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پہلا سوال کیا۔

''یہ کہو کیا تمہارا تعلق رانا سانگا کے مخبروں سے ہے۔'' ان تینوں میں سے ایک نے اثبات میں گردن ہلائی اور منہ سے کچھ نہ بولا۔

قیصر خاں شاید اس کے اس جواب سے مطمئن ہوگیا تھا لہٰذا اس نے دوسرا سوال کیا۔

''تمہیں یہ کام کرنے کے لیے کس نے حکم دیا تھا۔''

تینوں میں سے پھر کوئی بولا۔

''اس کام پر ہمارے حاکم رانا سانگا نے مقرر کیا تھا۔''

''تمہارے ذمہ کیا کام لگایا گیا تھا۔'' قیصر خاں نے تیسرا سوال داغا۔ ''تمہارا ادھر آنے کا کیا مقصد کیا ارادہ تھا۔''

اس بار ان تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا وہی بولا جو پہلے سوالوں کا جواب دیتا رہا تھا کہنے لگا۔

''ہم اس سے پہلے بھی راجکماری کوشلیا کی تلاش میں یہاں آئے تھے جس وقت راجکماری کوشلیا اپنے لشکر سے غائب ہوئی تھی اس کے پتا رانا سانگا نے ان کی تلاش کے لیے اپنے ہرکارے ہر طرف دوڑائے تھے لہٰذا ہمیں آپ کے مرکزی شہر کے لیے مقرر کیا گیا تھا کہ ہم راجکماری کو یہاں تلاش کریں ہوسکتا ہے کسی وجہ سے اس نے یہاں پناہ لے لی ہو اور پھر یہاں آنے کی رانا سانگا اس کی رانی اور دوسرے لوگوں کے پاس ایک اور وجہ بھی تھی ان کا خیال تھا کہ گجرات کے سلطان مظفر کے ہاتھوں جو لگاتار انہیں شکستوں کا سامنا کرنا پڑا رہا ہے تو یہ ساری شکستیں گجرات کے سلطان کے سپہ سالار قیصر خاں یعنی آپ کی وجہ سے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا دوبارہ اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''دراصل رانا سانگا اور اس کی اہل خانہ کو ایک غلط فہمی ہوگئی تھی۔'' یہاں تک کہنے کے بعد اس مخبر کو رک جانا پڑا کیونکہ بیچ میں قیصر خاں بولا اور کہنے لگا۔

''جو تم کہنے لگے ہو اس کو میں بعد میں سنوں گا پہلے یہ بتاؤ یہ جو لڑکی میرے پہلو میں بیٹھی ہے کیا تم تینوں اسے جانتے ہو۔'' اس پر ان تینوں نے بڑے غور سے کوشلیا کی طرف دیکھا پھر ایک کہنے لگا۔

''ہم انہیں اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہیں یہ ہماری راجکماری کوشلیا ہے۔'' قیصر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔ ''اب یہ تمہاری راجکماری کوشلیا نہیں بلکہ میری بیوی ہے۔'' دم لینے کے لیے قیصر خاں رکا پھر جو پہلے بولا تھا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں کہہ رہا تھا کہ راجکماری کوشلیا کے اہل خانہ کو ایک غلط فہمی ہوگئی تھی دراصل اس طرف آنے سے چند ماہ پہلے راجکماری کوشلیا اداس اور افسردہ رہنے لگی تھی۔ اس پر راجکماری کی ماتا لکھارونی اور بڑی بہن کوتلیا کو یہ شک ہوا کہ راجکماری کوشلیا کسی کو پسند کرنے لگی ہے اس بنا پر وہ اداس اور افسردہ رہنے لگی ہے اس موقع پر ان دونوں ماں بیٹی نے راجکماری کوشلیا سے وجہ بھی جاننا چاہی لیکن جو کچھ ہمیں بتایا گیا ہے اس کے مطابق کہتے ہیں راجکماری کوشلیا نے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ اس کو پسند نہیں کرتی اور جب اداسی افسردگی کی وجہ پوچھی تو راجکماری نے اپنی ماں اور بہن پر انکشاف کیا کہ گزشتہ کئی مواقع پر مسلمانوں کے سالار قیصر خاں کے ہاتھوں لگاتار ناکامیوں اور شکستوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے لہٰذا یہی میری اداسی اور افسردگی کی وجہ ہے جب تک میں قیصر خاں سے انتقام نہ لوں گی اس وقت تک میری یہ اداسیاں دور نہیں ہوں گی۔''

یہ الفاظ سن کر راجکماری کوشلیا مسکرا رہی تھی اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں بھی مسکرا دیا تھا۔

اس کے بعد قیصر خاں نے مخبر کو اپنی بات جاری رکھنے کے لیے کہا چنانچہ پھر وہ بولا کہنے لگا۔

''اس کے بعد جب راجکماری کوشلیا اپنے لشکر سے غائب ہوگئی تھی تب یہی اندازہ لگایا گیا کہ راجکماری کوشلیا ضرور سلطان مظفر کے مرکزی شہر محمد نگر کی طرف گئی ہوگی اور کوئی خفیہ حربہ استعمال کر کے وہ قیصر خاں کو ختم کرنے کی کوششیں کرے گی۔

اس سے پہلے جب میں اور میرے یہ ساتھی محمد نگر کی طرف آئے تو ہم نے شہر کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا اور ہم راجکماری کوشلیا کی تلاش میں تھے اسی حویلی میں ایک بار ہم نے راجکماری کوشلیا کو چند دوسری لڑکیوں کے ساتھ نکلتے ہوئے دیکھا اور دیکھنے کے بعد ہم یہاں رکے نہیں واپس چلے گئے اور واپس جا کر راجکماری کوشلیا کی موجودگی کی اطلاع رانا سانگا کو دی۔

رانا سانگا اور اس کے اہل خانہ یہ سن کر خوش ہوئے تھے راجکماری کوشلیا زندہ ہے اور محمد نگر میں ہے اس وقت ان کا یہی خیال تھا کہ کسی طریقہ سے راجکماری کوشلیا نے آپ سے انتقام لینے کے لیے محمد نگر میں قیام کر لیا ہے پھر ہمارے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ اگر کوشلیا وہاں اپنی کسی مہم کی تکمیل کرنا چاہتی ہے تو ہم اس کی مدد کریں اور پھر اس مہم کی تکمیل کے بعد اسے با حفاظت واپس اپنے مرکزی شہر لے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

جائیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا کا وہ آدمی جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک قیصر خاں گہری سوچوں میں ڈوبا رہا اس دوران کوشلیا بڑے پیار اور محبت میں اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی رانا سانگا کے تینوں آدمی بھی پریشان اور فکر مند تھے یہاں تک کہ ایک بار پھر قیصر خاں نے ان تینوں کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"میں اگر اس موقع پر تم تینوں کی گردنیں کاٹ دینے کا حکم دوں تو حق بجانب ہوں گا اس لیے کہ تم نے میری حویلی میں داخل اندازی کرنے کی کوشش کی اس کے لیے کوئی مجھ سے باز پرس نہیں کر سکتا لیکن میں تم کو قتل نہیں کروں گا اس لیے کہ تمہاری غلطی نہیں ہے تمہیں رانا سانگا نے اس کام پر مقرر کیا تھا دیکھو میں تمہیں آزاد کرتا ہوں پہلے یہ بتاؤ کہ تم لوگوں نے کہاں قیام کر رکھا ہے اور تمہارے گھوڑے کہاں ہیں۔" اس پر ان میں سے ایک کسی قدر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"ہم نے شہر کے شمالی جانب جو سرائے ہے اس میں قیام کر رکھا ہے وہیں ہمارے گھوڑے ہیں۔"

قیصر خاں نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"یہاں سے نکلنے کے بعد سیدھے سرائے کا رخ کرو اپنے گھوڑے لو سرائے والے کے ساتھ اپنا حساب چکاؤ اور فوراً وہاں سے روانہ ہو جاؤ اگر تم نے ایسا نہ کیا اور مزید یہاں قیام کرنے کی کوشش کی تو پھر میں تم تینوں کی گردنیں کاٹ دینے میں حق بجانب ہوں گا اب یہ میرے دونوں ساتھی تمہارے ساتھ جائیں گے سرائے تک تمہیں اپنے ساتھ لے کر جائیں گے تم وہاں سے رخصت ہو جانا اب تم سے کوئی تعرض نہیں کرے گا۔"

اس کے بعد اپنے پہلو میں بیٹھی اپنی بیوی کوشلیا کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں نے پوچھ لیا۔ "جو فیصلہ میں نے کیا ہے کیا اس پر تمہیں کوئی اعتراض ہے۔"

مسکراتے ہوئے کوشلیا نے نفی میں گردن ہلا دی تھی اس پر اپنے دونوں مسلح جوانوں کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔

"ان تینوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ پشت پر بندھے ہوئے ان کے ہاتھ کھول دو سرائے تک ان کے ساتھ جاؤ جب یہ سرائے سے روانہ ہو جائیں تو پھر تم واپس چلے آنا۔" ساتھ ہی ان تینوں کو مخاطب کر کے قیصر خاں پھر کہنے لگا۔

"میری حویلی پر چھ مسلح جوانوں کا پہرا ہوتا ہے اگر تم تینوں نے یا تمہارے کچھ اور ساتھیوں نے دوبارہ محمد نگر میں آ کر میری بیوی یا مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تو یاد رکھنا ایسی عبرتناک موت ماروں گا جسے سن کر رانا سانگا تک کپکپی کا شکار ہو جائے گا اب تم جا سکتے ہو۔"

اس کے ساتھ ہی وہ تینوں اٹھے اور قیصر خاں کے مسلح ساتھیوں کے ساتھ باہر نکلے وہ سیدھے انہیں سرائے میں لے کے گئے وہاں انہوں نے اپنا حساب چکایا پھر وہ وہاں سے رخصت ہو گئے تھے۔

☆☆

دوسری طرف رانا سانگا کے ان تینوں مخبروں کے جانے کے بعد قیصر خاں تھوڑی دیر تک گہری سوچوں میں ڈوبا رہا اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے کوشلیا بڑے غور و انہماک سے اس کی طرف دیکھتی رہی یہاں تک کہ کوشلیا نے قیصر خاں کا شانہ پکڑ کر پیار سے ہلایا اور کہنے لگی۔

"آپ کہاں کھو گئے ہیں۔" قیصر خاں نے ایک دم اس کی طرف دیکھا چہرے پر اس نے مسکراہٹ بکھیری پھر کہنے لگا۔

"کوشلیا تیرا باپ تمہیں حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے تمہارے عزیز اقارب اپنے مخبروں کو تم پر نگاہ رکھنے کے لیے بھیج رہے ہیں تو میں سوچتا ہوں کہ کہیں تمہاری سوچیں بکھر نہ جائیں تمہیں اپنے ماں باپ عزیز و اقارب کی یاد ستائے اور تم۔"

اس کے آگے قیصر خاں کچھ نہ کہہ سکا تھا اس لیے کہ کوشلیا نے تڑپ کر اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا کچھ دیر تک وہ اس کے منہ پہ ہاتھ رکھے چپ چاپ بیٹھی رہی پھر اس نے ہاتھ ہٹایا غور سے قیصر خاں کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کوشلیا محبت اور چاہت بھری آواز میں کہہ رہی تھی۔

"آپ کس موضوع پر سوچنے لگے ہیں میں ایک وفادار بیوی ہوں اور کیا ایسی بیوی اپنے شوہر کو چھوڑ سکتی ہے اگر چھوڑ سکتی ہے تو میں سمجھتی ہوں وہ انتہا درجہ کی بدبخت اور بدنصیب ہو گی۔"

"میں آپ سے شادی کرنے کے لیے اپنی مرضی سے آئی تھی واپس جانے کے لیے نہیں آئی تھی آپ کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے آئی ہوں اور پھر آپ یہ بھی یاد رکھیں اب آپ کی ذات ہی میری خواہشوں کا قرار میرا ادرک میرا وجدان ہے میرے جسم کے ہر بھید میں اب آپ کی محبت کا پنہاں ہے میرے سر بستہ ہونٹوں کے تعلق میں اب صرف آپ کا نام صدا دیتا ہے اور آپ کی محبت ہی میرا سایہ ہے اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتی۔

جس وقت آپ مجھے نہیں ملے تھے میں اپنے ماں باپ کے پاس تھی اور آپ کی محبت میرے دل میں گھر کر چکی تھی یاد رکھیں اس وقت میری حالت گل کی بانجھ مٹی کی سی تھی آپ نے مجھے پیار کی خوشبو جذبوں کی حرارت محبت کی تمازت سے نواز کر مجھے لب و رخسار کی رعنائی اور میرے پیکر کو حسن کا صندل بنا کر رکھ دیا ہے۔

آپ نے میرے دل میں محبت کا بیج بو کر خواب و خواہشیں کا جو فاصلہ ہوتا ہے اسے مٹا دیا ہے میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ جس روز آپ کے ساتھ میرے خلوص و ایثار میں کمی آئی تو اس روز میری زندگی کا آخری دن ہو گا اگر مجھے ہزار بار بھی پیدا ہونا پڑے تو میں آپ پر جان نثاری کے لیے پیدا ہوں اس لیے کہ آپ نے مجھے چاند کی ٹھنڈی کرنوں اور گلاب کی پتیوں پر رکھی شبنم جیسی آسودگی اور محبت سے نوازا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کوشلیا کی اس کے بعد دوبارہ اس نے بھرپور نگاہ قیصر خان پر ڈالی اور کہنے لگی۔

"قسم مجھے اس خداوند قدوس کی جو چاند کو جوت جو سورج کو اس کو درخشندگی عطا کرتا ہے آپ سے شادی سے پہلے تو میں اندھی مسافتوں کی تھکاوٹ اور خزاں کا سرگرداں سایہ تھی آپ کی ذات آپ کی محبت اور آپ کی چاہت نے مجھے جھرنوں کی نغمگی صبحوں کی صباحت نرل رنگوں کا پیکر بنا کر رکھ دیا ہے آپ کو چھوڑنا تو بہت دور کی بات میں اس موضوع پر سوچنا بھی گناہ کبیرہ خیال کرتی ہوں۔ اب بولیں کیا آپ اس موضوع پر سوچنا پسند کریں گے۔"

جواب میں کچھ کہے بغیر قیصر خاں نے کوشلیا کی طرف دیکھتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی جس پر کوشلیا بھی خوش ہو گئی تھی پھر ایک دم کوشلیا اپنی جگہ پر اٹھی قیصر خاں کا بازو تھاما پھر اسے کھینچتے ہوئے کہنے لگی۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر اٹھیں اپنی خواب گاہ میں چل کر آرام کریں۔" منہ سے کچھ کہے بغیر قیصر خاں اٹھ کھڑا ہوا اور پھر دونوں میاں بیوی اپنی خواب گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

بھوج نرمل ایک شکست خوردہ سالار کی حیثیت سے اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ رانا سانگا کے مرکزی شہر میں داخل ہوا لشکری اپنے اپنے گھروں کو اور کچھ مستقر کی طرف چلے گئے تھے اور موقعہ پر راج محل کا ایک ہرکارہ بھوج نرمل کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آپ کو رانا نے بلایا ہے۔''

بھوج نرمل نے اثبات میں گردن ہلائی پھر اپنے پیچھے تین اشخاص کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''تم بھی میرے ساتھ آؤ۔'' یہ وہ تین تھے جو سلطان مظفر کے مرکزی شہر محمد نگر کی طرف گئے تھے جنہیں قیصر خاں کی حویلی کے محافظوں نے پکڑ لیا تھا اور بعد میں قیصر خاں نے رہا کر دیا تھا۔

بھوج نرمل کے کہنے پر وہ بھی اس کے ساتھ ہو لیے تھے چنانچہ محل کے اس ہرکارے ساتھ وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے اس کمرے میں پہلے سے رانا سانگا کے ساتھ اس کی بیوی بیٹی کوتلیا' داماد اس کے تینوں بیٹے اور سیناپتی کرشن دیو بیٹھے ہوئے تھے ان تین مخبروں کے ساتھ بھوج نرمل جب اس کمرے میں داخل ہوا تو سب نے اس کے ساتھ پرجوش مصافحہ کیا اور رانا نے اپنے قریب اسے بیٹھنے کے لیے کہا پھر رانا نے اپنے تین مخبروں کی طرف دیکھا اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''ان تین کو تو میں نے محمد نگر کی طرف اپنی بیٹی کوشلیا کے لیے بھیجا تھا یہ تمہارے ساتھ کیسے آ گئے۔''

اس پر بھوج نرمل کہنے لگا۔ ''یہ محمد نگری کی طرف گئے تھے راستہ میں یہ ہم سے آن ملے لہٰذا میں ان تینوں کو بھی اپنے ساتھ آپ کے پاس لے آیا ہوں اس لیے کہ میرے اور ان تینوں کے پاس ایک ایسی خبر ہے جو ہمارے درمیان مشترک ہے۔''

رانا نے اس موقعہ پر کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

''جو خبر تم سب میں مشترک ہے اسے تو میں بعد میں سنوں گا پہلے لڑائی کا احوال بتاؤ۔''

''کو تمہاری طرف سے جو مخبر آئے تھے انہوں نے مجھے کچھ تفصیل بتائی تھی لیکن میرا دل نہیں مانتا کہ مرہٹوں کو اتنی بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا ہوگا مرہٹ تو اپنے آپ کو ناقابل تسخیر خیال کرتے ہیں۔''

اس موقع پر بھوج نرمل نے مسکراتے ہوئے رانا کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ ''رانا ہندوستان کی سرزمینوں میں سب سے زیادہ ناقابل تسخیر گو آپ کی ذات کو خیال کیا جاتا ہے جب کہ آپ کے لشکر کو کئی بار شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے یہی حالت مرہٹوں کی بھی ہوئی' دریائے نربدا کے اس طرف سلطان مظفر کے ایک لشکر نے ہماری رائے روک لی تھی اس لشکر کی کمانداری برھان پور کا حاکم عادل خاں فاروقی اور سلطان مظفر کا سالار اعتماد خاں کر رہا رہے تھے جس لشکر کی وہ کمانداری کر رہے تھے تعداد کے لحاظ سے وہ ہم سے بہت کم تھا اس بنا پر ہم پرسکون بالکل پرامید تھے کہ سلطان مظفر کے اس لشکر کو روندتے ہوئے ہم آگے بڑھیں گے اور اس کے بعد نئے انداز میں سلطان مظفر اور اس کے علاقوں اور اس کے لشکریوں کے خلاف حرکت میں آئیں گے انہیں توقعات کے تحت ہم نے جنگ کی ابتداء کی ہم نے زوردار حملے ان پر کیے اور ممکن تھا کہ ہم انہیں پسپا کر کے آگے نکل جاتے لیکن اسی دوران پشت کی جانب سے ہمیں یہ بری خبر ملی کہ ہماری پشت پر دریائے نربدا پر جو کشتوں کا پل تھا اسے کسی نے آگ لگا دی تھی۔

یہ خبر سن کر جو لشکری میرے ساتھ گئے تھے وہ تو مطمئن رہے لیکن مرہٹوں کے اندر ایک طرح کی دل کشتی پیدا ہوئی تھی کہ جس لشکر کا وہ سامنے کی طرف سے مقابلہ کر رہے ہیں' کیا ان علاقوں میں کوئی اور لشکر بھی ہے جس نے ان کی پشت پر نمودار ہو کر پہلے دریائے نربدا کے پل کو آگ لگا کر اس کا خاتمہ کر دیا ہے لہٰذا وہ توقع کر رہے تھے کہ کوئی دوسرا لشکر ان پر حملہ آور ہو سکتا ہے اسی دوران قیصر خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اس نے پشت کی جانب مرہٹوں پر حملہ کر دیا' قیصر خاں کے متعلق میں کچھ نہیں کہوں گا اس لیے آپ جانتے ہیں کہ جب وہ حملہ آور ہوتا ہے تو

اپنے سامنے صفوں کو زمین پر بساط کی طرح بچھاتا چلا جاتا ہے یہی حالت اس نے مرہٹوں کی بھی کی۔

حالانکہ مرہٹوں کا سالار اس وقت میرے ساتھ شمال کی طرف سفر کر رہا تھا اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ سلطان مظفر کے جس سالار کو ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا ہے اس کا نام قیصر خاں ہے اسے وہ اپنے ہاتھ سے قتل کرے گا لیکن اس کی بدقسمتی الٹا وہ جنگ میں گرفتار ہو کر قیصر خاں کا شکار ہوا اور قیصر خاں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا میرے خیال میں بہت کم مرہٹوں کو جانیں بچا کر بھاگنا نصیب ہوا ہوگا ورنہ پشت کی جانب سے قیصر خاں نے انہیں بے پناہ نقصان پہنچایا اور جب سامنے کی طرف عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں کو خبر ہوئی کہ پشت کی جانب سے قیصر خاں نے حملہ کر دیا ہے تب انہوں نے بھی اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی تھی اس طرح مرہٹوں کا لشکر چکی کے دو پاٹوں میں پسنے لگا تھا جس کے نتیجہ میں ہمیں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا میں بڑی مشکل سے لشکر کے ایک حصے کو بچا کر ادھر لایا ہوں رانا جو لشکر میں نہر والا سے لے کر آیا اس کی تعداد کافی.....!''

بھوج نرمل کے ان الفاظ پر رانا سانگا چونکا تھا اور اس کے تینوں بیٹے ایک طرح سے اپنی جگہ پر اچھل پڑے تھے تاہم رانا سانگا کی بیوی لکھارونی اور بیٹی کوتلیا تقریباً مطمئن انداز میں اپنی جگہ پہ بیٹھی رہی تھیں آخر رانا سانگا بولا اور کہنے لگا۔

''تمہیں کیسے خبر ہوئی کہ میری راجکماری کوشلیا نے قیصر خاں سے شادی کر لی ہے مگر یہ خبر تمہیں مالوہ کی سرزمینوں میں کسی نے سنائی ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ جھوٹ قریب اور دھوکا ہے۔''

جواب میں بھوج نرمل دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔ ''رانا یہ دھوکہ اور فریب نہیں ہے جس وقت ہمیں شکست ہوئی میں بچے کھچے لشکر کو لے کر میدان جنگ سے شمال کی طرف بھاگا تھا اور پھر ایک جگہ پڑاؤ کر لیا تھا تاکہ جو لشکری پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی ہم سے آن ملیں اور پھر سب اکٹھے ہو کر آپ کی طرف آئیں وہاں مجھ سے اپنا چھوٹا سالار آ کے ملا اس نے مجھ پر انکشاف کیا کہ وہ جنگ کے دوران گرفتار ہو گیا تھا جب اسے قیصر خاں کے سامنے پیش کیا گیا تو اس وقت قیصر خاں کے ساتھ برھان پور کا حکم عادل خاں فاروقی قیصر خاں کا ساتھی سالار اعتماد خاں بھی بیٹھے ہوئے تھے اس کا کہنا تھا کہ قیصر خاں مجھے پکڑ کر اپنے لشکر کے پیچھے پڑاؤ کی طرف لے گیا سالار کا کہنا تھا کہ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا وہاں قیصر خاں کے لشکر میں جو عورتیں شامل تھیں وہ سب وہاں بیٹھی ہوئی تھیں وہاں فرش پر ایک چادر بچھی ہوئی تھی اور اس کے ایک طرف گھوڑے کی زین رکھی تھی اور اس چادر پر راجکماری کوشلیا گھوڑے کی زین سے ٹیک لگائے نیم دراز تھی اس چھوٹے سالار کا کہنا تھا کہ مجھے وہاں لے جا کر قیصر خاں نے مجھ سے سوال کیا کہ تم اس لڑکی کو جانتے ہو۔

اس پر وہ چھوٹا سالار کہنے لگا' ہاں میں جانتا ہوں کہ یہ ہماری راجکماری ہے جواب میں قیصر خاں کہنے لگا۔

اب یہ تمہاری راجکماری نہیں میری بیوی ہے اور اس کا نام اب کوشلیا نہیں عذرا خاتون ہے اس کے بعد قیصر خاں نے اس سالار سے کہا کہ وہ یہی خبر جا کے رانا سانگا سے بھی کہے چنانچہ اسے آزاد کر دیا گیا اور وہ سالار مجھ سے آن ملا اس صورت حال سے اس نے مجھے آگاہ کیا۔''

بھوج نرمل سے یہ انکشاف سن کر رانا سانگا کچھ دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا اس دوران راج محل کے اس کمرے میں مکمل طور پر خاموشی رہی یہاں تک کہ رانا سانگا چونکا اور اپنے ان تینوں مخبروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اگر یہ خبر بھوج نرمل اور تم تینوں کے درمیان مشترک ہے تو تم کیا تفصیل بتاتے ہو۔''

اس پر ان تین میں سے ایک بولا اور کہنے لگا۔

''رانا جو کچھ بھوج نرمل نے کہا ہے درست یہی ہے ہم محمد نگر میں اس حویلی پر نگاہ رکھے ہوئے تھے' جس حویلی سے ایک بار اس سے پہلے لڑکیوں کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ساتھ نکلتے ہوئے ہم نے راجکماری کوشلیا کو دیکھا تھا ہماری بدقسمتی کہ ایک روز شام ڈھلے ہم نے اس حویلی کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی ہمارا اندازہ تو یہ تھا راجکماری کوشلیا نے اس حویلی کے اندر کسی سے ربط و ضبط کر کے قیام رکھا ہوگا تاکہ کسی مناسب موقع پر وہ قیصر خاں کے خلاف حرکت میں آ کر اس کا خاتمہ کر سکے ابھی ہم نے حویلی میں داخل ہونے کے لیے سوچا ہی تھا کوئی مناسب راستہ تلاش کر رہے تھے کہ کچھ مسلح جوانوں نے ہمیں گھیر لیا دراصل ہمیں بعد میں پتا چلا کہ اس حویلی کی بڑی سختی سے نگرانی کی جاتی ہے اور اس کے اردگرد کڑا پہرہ رہتا ہے۔

چنانچہ ہمیں گرفتار کر کے ہمارے ہاتھ پشت پر باندھ دیے گئے اور اس حویلی کے دروازے پر دستک دی گئی دستک پر اس حویلی سے قیصر خاں نکلا جس طرح ہمیں گرفتار کیا گیا تھا انہوں نے اس سے تفصیل بتائی پھر قیصر خاں ان مسلح جوانوں کے ساتھ ہم تینوں کو اس کے حویلی کے اندر لے گیا حویلی کے اندر اس وقت راجکماری کوشلیا بھی موجود تھی اور دروازہ کھولنے شوہر قیصر خاں کے ساتھ حویلی کے صدر دروازے تک بھی آئی تھی۔

رانا! ہمیں اس حویلی کے دیوان خانے میں لے جایا گیا ہمارے ہاتھ پشت پر بندھے تھے قیصر خاں اور راجکماری کوشلیا دونوں ہمارے سامنے ایک نشست پر پہلو سے پہلو ملا کے بیٹھ گئے اس موقع پر قیصر خاں نے ہم سے پوچھا کہ کیا ہم اس لڑکی کو جانتے ہیں ہم نے کہا یہ ہماری راجکماری کوشلیا ہے تو اس نے وہی جواب دیا جو بھوج نرمل نے سنایا ہے یعنی اس نے یہ کہا یہ اب تمہاری راجکماری نہیں میری بیوی عذرا خاتون ہے اس کے بعد اس نے ہمارے ساتھ کچھ مزید گفتگو کی یہاں تک اس نے فیصلہ دیا کہ ہم تینوں کو رہا کر کے جانے دیا جائے ہمارے پشت پر بندھے ہوئے ہاتھ کھول دیے گئے اس کے دو مسلح ہمیں اس سرائے تک چھوڑنے گئے جس میں ہم نے قیام کیا ہوا تھا اور پھر ہم وہاں سے نکل کر آپ کی طرف آ گئے بھوج نرمل کا کہنا درست ہے راجکماری کوشلیا اب سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کی پتنی ہے۔"

اس ساری گفتگو کے دوران رانا سانگا کا سینا پتی کرشن دیو خاموش رہا تھا پہلی بار بولا اور انتہائی غصے اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اب قیصر خاں کا قتل کیا جانا ہم پر فرض ہو گیا ہے اس نے راجکماری کوشلیا کو اپنی بیوی بنا کر ایک ایسا پاپ کیا ہے جس کی سزا ہر صورت اسے ملنی چاہیے وہ اچھوت ہے اور ایک راجکماری کی شادی کسی اچھوت سے کیسے ہو سکتی ہے۔"

اس موقع پر رانا سانگا نے تیز نگاہوں سے کرشن دیو کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"کرشن دیو میں تمہارے جذبات کی قدر کرتا ہوں لیکن قیصر خاں ہماری راجکماری کو بھگا کے تو نہیں لے گیا اس نے زبردستی تو اس سے بیاہ نہیں کیا راجکماری کوشلیا کے قیصر خاں کی طرف مائل ہونے کی وجہ بھی ہم سب لوگ ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا رکا پھر دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"جب قیصر خاں نے لگاتار ہمیں شکستوں سے دوچار کیا ہر جنگ پر ٹکراؤ میں وہ فاتح رہا یہاں تک کہ ہمارے بہترین تیغ زن اور سینا پتی رنبیر سنگھ کو بھی ایک مقابلہ میں اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا تو پھر کوشلیا کا اس کی طرف مائل ہونا ایک قدرتی عمل تھا اس کے علاوہ خود کوشلیا بھی اپنے آپ کو تیغ زنی اور حرب وضرب کے امور میں بے نظیر خیال کرتی تھی قیصر خاں نے اسے دو بار گرفتار کیا ایک بار اسے گھوڑے سے اچک کر زمین پر دے پھینکا اس کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا لیکن جب راجکماری کے سر سے خود اتر گیا اس کے بال بکھیر گئے قیصر خاں نے دیکھا کہ وہ چونکہ لڑکی ہے لہٰذا اس نے اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا اور اسے چھوڑ دیا اور راجکماری کوشلیا بچ گئی۔

دوسری بار کمند کے ذریعے اس نے اسے گرفتار کیا اور اپنے ساتھ لے گیا وہاں راجکماری کوشلیا نے

ایک شب بسر کی تھی اور پھر بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی عزت اس کی عصمت کی حفاظت کر کے قیصر خاں نے اسے ہماری طرف واپس بھیج دیا' اس کے اس کردار اس کی اسی بلند اخلاقی سے راجکماری کوشلیا مکمل طور پاس کی طرف مائل ہو گئی ہو گی اس لیے کہ وہ پہلے ہی اس کی شجاعت دلیری اور جرات مندی سے متاثر ہوئی ہو گی لہٰذا یہ جو کچھ ہوا ہے اس میں ساری غلطی نہ کوشلیا کی ہے نہ قیصر خاں کی بلکہ زیادہ غلطیاں ہماری ہے کہ ہم کسی بھی طور قیصر خاں کو اپنے سامنے جھکانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔"

اس کے بعد رانا سانگا نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"تم سب لوگ جاؤ مجھے تھوڑا سا وقت دو اس موضوع پر میں اپنے اہل خانہ سے گفتگو اور مشورہ کرنا چاہتا ہوں پھر میں کسی نتیجہ پر پہنچوں گا۔"

رانا سانگا کے ان الفاظ کے ساتھ ہی بھوج نرمل کرشن دیو اور وہ تینوں مخبر راج محل کے اس کمرے سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔

☆☆

بھوج نرمل سینا پتی کرشن دیو اور تینوں مخبر جب اٹھ کر راج محل کے اس کمرے سے چلے گئے تب کچھ دیر تک راج محل کے اس کمرے میں گہری مگر اداسی میں ڈوبی خاموشی طاری رہی یہاں تک کہ رانا سانگا نے باری باری ایک گہری نگاہ اپنے تینوں بیٹوں رتنسی جے مل اور رام داس پر ڈالی پھر ان تینوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے بیٹو! اب جبکہ تمہاری سب سے چھوٹی بہن راجکماری کوشلیا نے گجرات کے سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کو اپنی زندگی کا ساتھی بنا لیا ہے اور اس کی بیوی بن گئی ہے تو تمہارے کیا جذبات ہیں۔"

اپنے باپ کے استفسار پر تینوں بھائی کچھ دیر تک آپس میں صلاح مشورے کرتے رہے پھر بڑا بھائی رتنسی اپنے باپ رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"پتا جی جب ہماری بہن راجکماری کوشلیا یہاں سے نکل کر سلطان مظفر کے سالار قیصر خاں کی طرف گئی تھی تو قیصر خاں کا یہ فرض بنتا تھا کہ عزت واحترام کے ساتھ ہماری بہن کوشلیا کو واپس ہمارے پاس بھیج دیتا' بالکل اسی طرح جس طرح اس نے ایک بار پہلے اسے بھیجا تھا' جب اس نے اس پر کمند پھینک کر اسے گرفتار کر لیا تھا اگر وہ ایسا کرتا تو ہماری نگاہوں میں اس کی عزت ہوتی اور ہم اسے صاحب کردار جانتے اب جب کہ اس نے ہماری بہن کو اپنی بیوی بنا لیا ہے تو یہ اس نے ایک پاپ اور جرم کیا ہے اور ہم تینوں بھائیوں کا ارادہ بلکہ فیصلہ ہے کہ قیصر خاں سے اس کے اس پاپ کا انتقام ضرور لینا چاہیے اور اسے اس پاپ کی کڑی سے کڑی سزا ملنی چاہیے۔"

اپنے تینوں بیٹوں سے ہٹ کر اب رانا سانگا نے اپنی پتنی لکھا روتی کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"لکھا روتی! تم سے بڑھ کر کسی کو بھی راجکماری کوشلیا عزیز اور پیاری نہیں ہو سکتی اس لیے کہ وہ تمہاری بیٹی اور تم اس کی ماں ہو اپنی ممتا کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا فیصلہ دو کہ راجکماری کوشلیا نے جو قیصر خاں کے ساتھ شادی کر لی ہے تو اس کے جواب میں ہمیں کیسے اور کس طرح ردعمل کا اظہار کرنا چاہیے۔"

اس موقعہ پر لکھا روتی نے ایک گھورتی ہوئی نگاہ اپنے بیٹوں پر ڈالی پھر اپنے پتی رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے یہ کہنے لگی۔

"میں اپنے تینوں بیٹوں کے جذبات اور ان کے احساسات سے قطعی اتفاق نہیں کرتی' محبت کو ہماروں کو چاک کرنا ایک عمل بحری سطح لرزاں طوفانوں آتی جاتی سانسوں کو کاٹتی خواہشوں کی لالہ زاری کا نام ہے اور یہ عمل روکے سے رکتا نہیں ہے' محبت ہزاروں سنگلاخ ساعتوں کی طرح ہے جو تن کی شریانیں خشک کر دیتی ہے اور جب کسی کو یہ ہو جاتی ہے تو یہی محبت نفرت کرودھ اور تعصب کی جلتن پر فتح مندی کے مہتاب فوز مندی کے ستاروں کا۔ کامیابی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کے شاداب مناظر، سچی تعبیروں کے سپنوں کی طرح غالب آ کر رہتی ہے اور محبت کرنے والے کے دل اس کے ذہن اس کے شعور کو ہمراز لمحوں کی مہک اور جذبوں کے جمال وصل سے بھر کے رکھ دیتی ہے۔ اگر کوئی محبت کے اس عمل کا الٹ کرتا ہے تو یاد رکھنا جھلسا دینے والی بکھرتی آگ۔ المیوں سے سجے حادثوں نفرت کی کرنوں کے رتھ تباہ کن ہجر کے قضیے اس کا مقدر بنتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں میری بیٹی راجکماری کوشلیا چاند کی ٹھنڈی کرنوں، خوابوں کی انوکھی ان دیکھی بہاروں، نغموں کے جلال جمال جیسی خوب صورت سرمدی طاقتوں گل رنگ صداؤں سرخ گلابوں پر تیرتی برق جیسی حسین اور صبحوں کے عروج اور مسرتوں کے سرور سی پرکشش ہے لیکن اپنی زندگی کی جس ساتھی اور جیون کے جس مالک اور جسے اس نے اپنے شوہر کے لیے انتخاب کیا ہے وہ بھی چمکتا کا ہیرا ہے جگمگاتا موتی ہے وہ ان جوانوں میں سے ایک ہے جو حال اور ماضی پر کمند ڈال کر مٹی کی تقدیر کو بدل دیتے ہیں جو اپنی تیغ کی ضرب سے دہر کی تقدیر بدل دینا جانتے ہیں ایسے ہی نوجوان اندھیوں کو تھام کر قوم کے بخت تبدیل کرتے ہیں میں سمجھتی ہوں میری بیٹی نے اپنے جذبوں اور اپنے احساسات کی کھڑکیوں سے جھانک کر جو اڑتے روشن لمحوں کو گلے لگایا ہے تو یہ اس کا درست فیصلہ ہے، قیصر خاں سے شادی کر کے میں سمجھتی ہوں میری بیٹی راجکماری نے اپنی اس منزل کو حاصل کر لیا ہے جس کی وہ توقع رکھتی تھی اپنے اس مقصد کو پالیا ہے جو مقصد اس نے اپنے من میں ٹھہرا رکھا تھا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رانی لکھاروتی جب خاموش ہوئی تب راجا رانا سانگا نے باری باری کوتلیا اور اس کے شوہر رائے مل سے رائے طلب کی جس پر ان دونوں نے کہا کہ وہ ماتا لکھاروتی کے جذبات سے اتفاق کرتے ہیں، اس پر پرسکون انداز میں رانا سانگا اپنے بیٹوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم تینوں بھائیوں نے مل کر اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کیا لیکن میں سمجھتا ہوں جیسے جذبات کا اظہار لکھاروتی نے کیا ہے، درست جذبات یہی ہیں اسی بنا پر رائے مل اور کوتلیا نے اس کے جذبوں سے اتفاق کیا ہے اور جو کچھ لکھاروتی نے کہا ہے میں خود بھی اس سے اتفاق کرتا ہوں لہٰذا میں تم تینوں بھائیوں کو تاکید کرتا ہوں کہ آنے والے دور میں کبھی بھی قیصر خاں پر چھپ کر حملہ نہ کرنا نہ اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا اس لیے کہ وہ اب میری عزیز ترین بیٹی راجکماری کوشلیا کا شوہر ہے۔"

اس کے ساتھ ہی رانا سانگا راج محل کے اس کمرے سے اٹھ کر مستقر کی طرف چلا گیا تھا اس کے تینوں بیٹے اور داماد بھی اس کے ساتھ ہو لیے تھے کہ جبکہ لکھاروتی اور کوتلیاں ماں بیٹی اس کمرے سے نکل کر راج محل کے دوسرے حصے کا رخ کر رہی تھیں۔

☆☆

راجکماری کوتلیا اور اس کی ماں لکھاروتی دونوں راج محل کے ایک کمرے میں داخل ہوئیں اور وہاں لگی نشستوں پر بیٹھ گئیں کچھ دیر تک خاموشی رہی، لکھاروتی بڑی سنجیدہ اور چپ چاپ بیٹھی ہوئی تھیں جب کہ اس کی بیٹی راج کماری کوتلیا بڑے غور سے اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی یہاں تک کہ گفتگو کا آغاز لکھاروتی نے کیا اور کوتلیا کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

"بیٹی حالات نے عجیب وغریب پیچیدگی اختیار کر لی ہے، میں تم سے ایک سوال کرنی ہوں ہو سکتا ہے کہ وہاں اپنے بھائیوں اور باپ کی موجودگی میں تم کچھ کہہ نہ سکی ہو بیٹی جو قدم تیری چھوٹی بہن کوشلیا نے اٹھایا ہے اس کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔"

اس موقع پر کوتلیا نے ایک گہری نگاہ اپنی ماتا لکھاروتی پر ڈالی پھر غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"ماتا! اگر آپ میری رائے پوچھتی ہیں تو پھر میں آپ سے جھوٹ نہیں کہوں گی میں خوش ہوں کہ میری بہن خاموشیوں کے بھنور اور اذیتوں کے گرداب سے نکل کر جان کی راحتوں روح کی آسودگی میں چلی گئی ہے عذاب بھرے شمشانوں زندگی کی مخروطیوں کو اتار کر اس نے کومل سپنوں کی بارات اور سکون کی جھلمل بارش کو گلے لگا لیا ہے اور یہ اس کا بہت اچھا بلکہ عمدہ فیصلہ ہے۔

ماتا آپ جانتی ہیں بھی وہ وقت بھی تھا۔ جب میری چھوٹی بہن کوشلیا مسلمانوں کے سالار قیصر خاں سے آگ دخون کے ہجان تلخ اور کراوی حقارت جیسی نفرت اندھے کر دینے والے عذاب ہجر فراق پھیلاتی شدید ترین ناپسندیدگی جیسی دشمنی رکھتی تھی اس کے بعد اس پر ایسا وقت بھی آیا کہ وہ غم کی بے نور گزرگاہوں میں عہد سیاہ کے تاریک باب مرگ کے سکوت سناٹوں کے سمندر بے آشیانہ مسافر پرندوں جیسی اداس اور افسردہ رہنے لگی تھی اماں جس وقت اس کی یہ حالت ہو گئی تھی اس وقت بھی میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کسی کو پسند کرنے لگی ہے اس وقت میرے ذہن میں قیصر خاں کا نام نہیں آیا تھا آپ نے بھی اس موقع پر اس سے سوال کیا تھا کہ کیا وہ قیصر خاں کو پسند کرتی ہے تو اماں وہ بڑی خوب صورتی سے ٹال گئی تھی، اس روز اس کی گفتگو سے مجھے پکا یقین ہو گیا تھا کہ کوشلیا قیصر خاں کی وجہ سے اداس اور افسردہ رہنے لگی ہے اس کے علاوہ اس نے کسی کو پسند ہی نہیں کیا تھا اگر وہ یہاں کسی کو پسند کرتی تو پھر بھوج نرمل کسی سے کم نہیں تھا نہر والا کا راجکمار ہے وہ یقیناً اس کی طرف متوجہ ہوتی لیکن آپ جانتی ہیں کہ اس نے نہ صرف یہ کہ بھوج نرمل سے شادی سے انکار کر دیا بلکہ بھوج نرمل کا نام آنے پر اس نے نفرت اور بیزاری کا بھی اظہار کیا تھا۔

اماں جب اس نے قیصر خاں سے اپنی محبت کی ابتدا کی تو اس وقت وہ اداس اور افسردہ رہنے لگی تھی شائید وہ ان سوچوں میں پڑ گئی تھی کہ وہ یہاں سے نکل کر قیصر خاں کے پاس کیسے جائے گی اگر وہ وہاں چلی بھی جاتی تو کیا قیصر خاں اس پر اعتماد اور بھروسہ کرے گا اور ایک بیوی کی حیثیت سے اسے قبول کرے گا یا انکار کر دے گا یہ ساری باتیں ایسی تھیں جنہوں نے یقیناً کوشلیا کو اداس کر دیا ہوگا پر اماں وہ زیادہ دیر اس حال میں تو نہیں رہ سکتی تھی محبت کے بپھرتے سمندر میں کب تک بیچاری کچے گھروندوں کی طرح اور پسے ہوئے کھلیانوں کی طرح ذرہ ذرہ ہوتی رہتی کب تک وہ چاہتوں کی خونبار آندھیوں میں عزم و مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے دل اور محبت کی پختگی کو قائم دائم رکھتی آخر اس کی چڑھتی محبت کے سحر نے ایک روشن ومنور وجدان کی طرح اس پر اثر کیا اور وہ قیصر خاں کی طرف چلی گئی اماں اگر وہ ایسا نہ کرتی تو یاد رکھنا یہاں رہتے ہوئے اس کی حالت گھن لگی آہوں خوابوں کی بے تعبیری سے بھی زیادہ بری ہو کر رہ جاتی اچھا ہوا وہ بیچاری محبت کے سیلاب کے ریلے میں بہہ کر اپنی محبت کے ثمر اپنی سلامتی کے گوشوں زندگ کے سائبانوں کی طرف چلی گئی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد جب کوتلیا خاموش ہوئی تو کچھ دیر تک لکھاروتی توصیفی اور فخریہ انداز میں اس کی طرف دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

"کوتلیا میری بیٹی ایسی گفتگو کر کے تو نے میرا دل خوش کر دیا ہے میں بھی اس بات پر قائم ہوں کہ میری بیٹی نے غلط فیصلہ نہیں کیا اس نے جو قیصر خاں سے محبت کی تھی تو پھر قیصر خاں کے پاس اس کا جانا بنتا تھا اور اس نے بہت اچھا قدم اٹھایا کوتلیا میری بیٹی اگر میری بیٹی کوشلیا ہیرا اور موتی ہے جس کا اس نے انتخاب کیا ہے وہ کسی جوہر اور گوہر سے کم نہیں ہے اس بنا پر میں یہ کہتی ہوں کہ میری بیٹی کا یہ فیصلہ انتہائی دانش مندانہ اور انتہائی مناسب ہے اس کے علاوہ.....!"

یہاں تک کہتے کہتے لکھاروتی کو رک جانا پڑا تھا اس لیے کہ خدشات کا اظہار کرتے ہوئے اس کی بیٹی کوتلیا بول اٹھی اور کہنے لگی۔

"ماتا آپ کا کہنا درست ہے بیشک میری بہن کا انتخاب بہت اچھا اور مناسب ہے لیکن یہ بھی سوچو اب ہمارے بھائی ہی نہیں بھوج نرمل بھی قیصر خاں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا اس لیے کہ بھوج نرمل کوشلیا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

سے شادی کرنے کا خواہش مند تھا اب چونکہ اس کا ناکامی ہوئی ہے لہٰذا مجھے ڈر اور خدشہ ہے کہ وہ قیصر خاں کے خلاف ضرور انتقامی کارروائی کرے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد راجکماری کوتلیا جب خاموش ہوئی تب لکھاروتی کے چہرے پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر کہنے لگی۔

"بیٹی جہاں تک قیصر خاں کو نقصان پہنچانے کا تعلق ہے تو تمہارے تین بھائی ہیں جے مل اور رام داس جنگوں میں تو حصہ ہی نہیں لیتے رہا تمہارا بڑا بھائی رتنسی اور نہر والا کا راجکمار بھون نرمل تو ان دونوں کی پہلے ہی قیصر خاں کا خوف بھوت کی طرح سوار ہے اس کا نام سنتے ہی یہ چونکتا ہے قیر خاں نے عہد کر رکھا ہے کہ بھوج نرمل کو قتل ضرور کرے گا اس لیے کہ بھوج نرمل نے سفائی سے کام لیتے ہوئے قیصر خاں کے ان تین لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا جن کی حفاظت میں اس نے ہماری بیٹی کوشلیا کو ہماری طرف روانہ کیا تھا لہٰذا بھوج نرمل پر تو پہلے ہی قیصر خاں کا خوف طاری رہتا ہے رہی بات تمہارے بڑے بھائی رتنسی کی تو وہ بھی قیصر خاں کے سامنے آ کر اس کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور جرات نہیں رکھتا بہرحال میری بیٹی کوئی مناسب موقعہ جان کر میں رتنسی کو تنبیہ بھی کر دوں گی کہ قیصر خاں کو نقصان نہیں پہنچانا اگر وہ پھر بھی باز نہ آیا تو پھر اس کی قسمت اس لیے کہ میرا دل کہتا ہے قیصر خاں پھر بھوج نرمل کے ساتھ رتنسی کے پیچھے بھی پڑ جائے گا اور جس روز ایسا ہوا کہ یہ دونوں اس کے سامنے چھپتے پھریں گے اور وہ ان کے تعاقب میں سائے کی طرح لگ جائے گا۔"

اس موقع پر تاسف بھرے انداز میں راجکماری کوتلیا کہنے لگی۔

"مامتا کاش کوئی ایسا راستہ ہوتا کاش کوئی ایسا خفیہ مقام ہوتا جہاں میں اپنی بہن کوشلیا سے مل سکتی۔"

کوتلیا کے یہ الفاظ سن کر لکھاروتی کچھ اداس سی ہو گئی تھی پھر کہنے لگی۔

"کوتلیا میری بیٹی ہمارے لیے سب سے بڑی خوشی کی یہ بات ہے کہ کوشلیا اس شخص کے پاس ہے جس کو وہ پسند کرتی ہے اور جو خبریں آئی ہیں ان کے مطابق وہ بے حد خوش اور پرسکون ہے ہماری بیٹی خوش ہے کوتلیا میری بچی پھر ہمیں اور کیا چاہیے۔"

لکھاروتی کی اس گفتگو سے کوتلیا بھی مطمئن ہو گئی تھی پھر وہ کھانے کے احکامات دینے کے لیے دونوں ماں بیٹی راج محل کے دوسرے حصہ کی طرف ہو لی تھیں۔

☆☆

قیصر خاں ایک روز عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنی حویلی کی طرف جانے لگا تھا کہ سلطان مظفر کے قصر کا ایک ہرکارہ بھاگتا ہوا آیا اسے اپنی طرف اس طرح آتے دیکھتے ہوئے قیصر خاں رک گیا اور وہ ہرکارہ قریب آیا اور قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آپ کو سلطان نے بلایا ہے باقی سارے سالار بھی سلطان کے پاس جمع ہو رہے ہیں اس لیے کہ شاید کوئی اہم مقالمہ ہے جس پر گفتگو کرنی ہے کچھ مخبر بھی آئے ہیں شاید وہی کوئی اہم خبر لے کر آئے ہوں گے۔"

اپنی حویلی کی طرف جانے کے بجائے قیصر خاں چڑھا اور اس ہرکارے کے ساتھ وہ قیصر کی طرف ہو لیا تھا۔

جب وہ قصر میں داخل ہوا تو جس کمرے میں سلطان مظفر اپنے سالاروں اور امراء کی مجلس طلب کیا کرتا تھا اس کمرے میں پہلے ہی سارے سالار امراء اور سرکردہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے جو نشست قیصر خاں کے لیے مخصوص تھی اس پر وہ جا کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد اس کمرے میں سلطان مظفر داخل ہوا سب نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اسے تعظیم دی سلطان آگے بڑھ کر اپنی نشست پر ہو بیٹھا پہلے ایک غائر نگاہ اس نے جمع ہونے والے سارے سالاروں اور امراء پر ڈالی اس کے بعد سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تھوڑی دیر پہلے کچھ مخبر آئے ہیں اور انہوں

نے یہ اطلاع دی ہے کہ اپنے پہلے لشکر کی تباہی اور بربادی کی وجہ سے مرہٹے انتقامی ہو گئے ہیں اور انہوں نے پہلے کی نسبت اس سے بڑا لشکر تیار کر لیا ہے بلکہ مخبر یہ کہہ رہا تھا کہ جو لشکر انہوں نے تیار کیا ہے پہلے لشکر سے دوگنا سے بھی زیادہ ہے اور چند دن تک وہ اسی لشکر کے ساتھ شمال کی طرف کوچ کریں گے اور ہم سے مرنے والے ساتھیوں کا انتقام لینے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ مرہٹوں کو یہ پتہ چلا ہے کہ ان کے ساتھ ٹکراؤ چونکہ سلطان محمود غزنی کی سرزمینوں میں ہوا تھا لہٰذا محمود غزنی سے بھی وہ انتقام لیں گے۔

تیسری بات ان تک پہنچی ہے وہ یہ مرہٹوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے برھان پور کا حاکم عاقدل خاں بھی شامل ہے لہٰذا مرہٹے یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ اپنے علاقوں سے نکل کر وہ شمال کا رخ کرتے ہوئے پہلے عادل خاں کے علاقوں میں داخل ہوں گے اس کے سارے علاقوں کو اندھتے ہوئے برہان پور کا رخ کریں گے اور عادل خان کے مرکزی شہر برہان پور پر قبضہ کرنے کے بعد پھر دریائے نربدا کو پار کر کے وہ شمال کی طرف بڑھیں گے اور سامنے آنے والے کسی بھی دشمن کو سلامت اور محفوظ نہیں رہنے دیں گے۔

لہٰذا تم سب مل کر صلاح مشورہ کرو کہ مرہٹوں کے اٹھنے والے طوفان کو کیسے اور کس جگہ روکا جائے اور ایسے انداز میں روکا جائے کہ آنے والے دور میں پھر مرہٹے کبھی جنوب کے علاقوں سے نکل کر شمال کی طرف رخ کرنے کی جرات اور جسارت نہ کر پائیں۔"

اس موقع پر سلطان مظفر کے بیٹے بہادر خاں اور لطیف خاں بھی دونوں دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے جس وقت سارے سالار آپس میں صلاح مشورہ کر رہے تھے سلطان کا بیٹا بہادر خاں اپنا منہ اپنے باپ کے کان کی طرف لے گیا پھر کہنے لگا۔

"بابا اگر ہم نے مرہٹوں کو شکست دینی ہے شمال کی طرف سے ان کی پیشقدمی کو روکنا ہے اور آنے والے دور میں ان سے اپنے سارے علاقوں کو محفوظ و مامون دیکھنا کہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ شمال کی طرف آ کر ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں تو پھر ایک خاصا بڑا لشکر لے کر قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں کو ان کی راہ روکنے کے لیے روانہ کریں اور برھان پور کا حاکم عادل خاں بھی ان کے ہمراہ جائے میرے خیال میں یہ تینوں مل کر مرہٹوں پر خاصی کڑی ضرب لگا سکتے ہیں اس سے پہلے بھی مرہٹوں کے لشکر کو انہی تینوں نے روکا تھا اس بار اگر مرہٹے پہلے سے دوگنے سے بھی بڑا لشکر لے کر آ رہے ہیں تو ہمیں بھی قیصر خاں کو پہلے سے بھی بڑا لشکر مہیا کرنا چاہیے مجھے امید ہے کہ اگر ہم ایسا کریں تو مرہٹوں کے چڑھتے ہوئے طوفان کو بڑی آسانی سے روک سکتے ہیں۔"

اپنے بیٹے بہادر خاں کے یہ الفاظ سن کر سلطان مظفر مسکرا دیا تھا اس کے بعد اپنے سارے سالاروں کو مخاطب کر کے جو کچھ بہادر خاں نے کہا تھا وہ کہہ دیا اس پر سارے سالار بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس سے اتفاق کرنے لگے تھے کہ مرہٹوں کی راہ روکنے کے لیے یقیناً قیصر خاں اور اعتماد خاں عادل خاں ہی کو یہاں سے روانہ ہونا چاہیے۔

یہ فیصلہ ہونے کے بعد سلطان مظفر نے پہلے برہان پور کے حاکم عادل خاں کی طرف دیکھا اور مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"عادل خاں میں چاہوں گا کہ تم آج ہی عشاء کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤ سیدھے برھان پور پہنچو وہاں جا کے اپنے تیاریوں کو آخری شکل دو اپنے اور باقی لشکریوں کے لیے بھی رسد کا خوب سامان جمع کرو۔

جہاں تک مرہٹوں کی آمد کا تعلق ہے تو ہمارے مخبروں کا کہنا ہے کہ وہ کم از کم پانچ دن تک دریائے نربدا کے قریب پہنچ سکتے ہیں تمہارے کوچ کرنے کے اگلے دن قیصر خاں اور اعتماد خاں بھی اپنے لشکر کو لے کر جنوب کا رخ کریں گے اب وہ سارے علاقے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

قیصر خاں اور اعتماد کے دیکھے ہوئے ہیں لہٰذا میرا دل کہتا ہے مرہٹوں کے اس بڑھتے ہوئے طوفان کو روکنا تم تینوں کے لیے کوئی مشکل کام نہیں رہے گا۔"

عادل کے مخاطب کرنے کے بعد سلطان مظفر کی نگاہیں باری باری قیصر خاں اور اعتماد خاں پر جمی تھیں پر قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے سلطان کہنے لگا۔

"قیصر خاں میں سمجھتا ہوں مرہٹوں کی وجہ سے ایک بار پھر ہمارے لیے مشکل وقت سر ابھار رہا ہے مرہٹے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ناقابل تسخیر ہیں لیکن اس سے پہلے تم نے جوان کو بدترین شکست دی ہے اس سے انہوں نے سبق نہیں سیکھا بچے کل تم بھی عشاء کی نماز کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤ گے تمہارے نائب کی حیثیت سے پہلے کی طرح اعتماد خاں تمہارے ساتھ ہوگا مرہٹوں کے ساتھ یہ جنگ طول بھی پکڑ سکتی ہے لہٰذا سارے لشکریوں کو اجازت ہے کہ وہ اپنے گھر والوں میں سے جس کو چاہیں اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی سلطان مظفر نے وہ اجلاس ختم کر دیا تھا سارے سالار اور امراء اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو ہو لیے تھے۔

قصر خاں نے جب اپنی حویلی کے دروازے پر دستک دی تو تھوڑ دیر انتظار کیا اس کے بعد اندر سے نہایت خوب صورت نقرئی سرگوشی کی سی آواز سنائی دی کون ہے جب قیصر خاں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تب دروازہ کھل گیا دروازہ کھولنے والی خود کوشلیا تھی شاید قیصر خاں کی آواز پہچان گئی تھی مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا قیصر خان نے دروازہ خود بند کیا پھر دونوں میاں بیوی دیوان خانے میں داخل ہوئے جب بیٹھ گئے تب تھوڑی دیر تک بڑے غور سے کوشلیا قیصر خان کی طرف دیکھتی رہی اس کے اس طرح دیکھنے پر قیصر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میری طرف تم آج اس طرح غور اور انہماک سے دیکھ رہی ہو جیسے مجھے سے دو کاموں میں سے ایک کام ہو گیا ہو پہلا یہ کہ میں اجنبی ہوں اور اچانک آ کر تمہارے سامنے بیٹھ گیا ہوں اور تم مجھے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو دوسری بات یہ کہ میں نے کوئی اچھا کام نہیں کیا جس سے تم مجھ سے باز پرس کرنے کے درپے ہو۔"

قیصر خاں کے ان الفاظ پر کوشلیا ہنستی ہوئی کہنے لگی۔

"جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ پورا تو نہیں لیکن قدرے درست ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ عصر کی نماز پڑھنے کے لیے گئے تھے تو اب مغرب کی نماز پڑھ کر آ رہے ہیں آپ کو یہ تو پتہ تھا کہ آپ کی بیوی حویلی میں اکیلی ہے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ کی بیوی بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کرتی ہے۔"

جواب میں قیصر خان کس قدر سنجیدہ ہو گیا اور کہنے لگا۔

"کوشلیا تمہارا کہنا درست ہے میں عصر کی نماز کے بعد جس وقت حویلی کی طرف آ رہا تھا تو سلطان کا ایک ہرکارہ بلا کر لے گیا سلطان نے سارے سالاروں اور امراء کا اجلاس طلب کیا تھا اس لیے کہ مرہٹے اس بار پھر پہلے سے بڑا اور دوگنا لشکر لے کر شمال کی طرف کوچ کرنے والے ہیں تاکہ ہمیں اپنا ہدف بتائیں اس پر گفتگو کرنے کے لیے سلطان نے سارے سالاروں کو بلایا تھا اس کے بعد مغرب کا وقت ہو گیا قصر سے نکلنے کے بعد میں نے مغرب کی نماز ادا کی اور تمہارے پاس واپس آ گیا ہوں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں جب خاموش ہوا تب ہلکی سی مسکراہٹ کوشلیا کے چہرے پر نمودار ہوئی اور کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر مجھے آپ سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے پر لشکر یہاں سے روانہ کب ہوگا۔"

جواب میں قیصر خاں بولا اور کہنے لگا۔

"کوشلیا مرہٹوں کو کسی نے یہ خبر دی ہے کہ برھان پور کا عادل خاں ان کے خلاف برسرپیکار رہا ہے اور ان کا لشکر جو پہلے سے تباہ ہوا تھا اس میں عادل خان کا بھی حصہ ہے لہٰذا انہوں نے تہیہ کر لیا ہے پہلے وہ عادل خان سے نمٹیں گے اس کے سارے علاقوں کو

روند دیے گے اس کے بعد شمال کا رخ کریں گے۔"

قیصر خاں کے خاموش ہونے پر کس قدر غصے کا اظہار کرتے ہوئے کوشلیا کہنے لگی۔

"یونہی روند دیے گئے خواہ مخواہ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے راستے میں کوئی روکاوٹ نہیں ہے کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اگر ان کو پہلے شکست دی تھی تو اس بار انہیں پہلے کی نسبت بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔"

کوشلیا کے خاموش ہونے پر قیصر خاں پھر بولا اور کہنے لگا۔

"آج رات کے وقت عادل خاں اپنے لشکر کو لے کر برھان پور کی طرف چلا جائے گا بلکہ میں اور اعتماد خاں پہلے کی نسبت دوگنا لشکر لے کر کل عشاء کے بعد یہاں سے کوچ کریں گے عادل خاں میرے ساتھ ہی نماز پڑھنے کے لیے گیا تھا اس نے اپنے کچھ مخبروں کو بھی جنوب کی طرف روانہ کر دیا ہے کہ وہ مرہٹوں کی پیش قدمی اور ان کے محل وقوع سے متعلق آگاہ کرتے رہیں۔"

قیصر خاں کے خاموش ہونے پر تھوڑی دیر تک کوشلیا کچھ سوچتی رہی پھر غور سے قیصر خاں کی طرف دیکھتے کہنے لگی۔

"اگر لشکر کل سے یہاں سے کوچ کرے گا میرا دل کہتا ہے میں یقیناً لشکر میں شامل ہوں گے۔"

قیصر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

"بالکل تم لشکر میں شامل ہوں گی میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ کر جاؤں گا تمہیں پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

قیصر خاں ان کے الفاظ پر کوشلیا کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی ایک دم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی کہنے لگی۔

"آپ یہیں بیٹھے رہے میں کھانا لاتی ہوں پہلے کھانا کھاتے ہیں اس کے بعد دونوں مل کر اپنی تیاری کرتے ہیں۔"

کوشلیا کے ان الفاظ پر قیصر خاں بھی خوش ہو گیا تھا پھر بڑی تیزی سے کوشلیا دیوان خانے سے نکل گئی تھوڑی دیر بعد وہ کھانے کا طشت لے کر دیوان خانے میں آئی اور دونوں میاں بیوی بڑے پرسکون انداز میں اپنے دیوان خانے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

☆☆

اپنے لشکر کے ساتھ دریائے نربدا کو عبور کرنے کے بعد قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں آگے بڑھے دریا کو عبور کرنے کے بعد انہوں نے خرگون کے مقام پر پڑاؤ کر کے اپنے لشکریوں کو خوب ستانے کا موقع فراہم کیا اس کے بعد پھر وہ آگے بڑھے اور برھان پور کے جنوب مغرب میں انہوں نے پڑاؤ کر لیا تھا۔

جس وقت پڑاؤ قائم ہو رہا تھا اسی وقت برھان پور کا حاکم عادل خان فاروقی بھی اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا تھا اس کے لشکری بھی قیصر خاں کے لشکر کے ساتھ ہی خیمے نصب کرتے ہوئے پڑاؤ کرنے لگے تھے۔

پھر قیصر خاں عادل خاں اور اعتماد خاں ایک جگہ جمع ہوئے ان کے ساتھ چھوٹے سالار بھی تھے عادل خاں قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"قیصر خاں میرے بھائی میں نے اپنے کچھ امراء کے ذمہ کام لگا دیا ہے وہ رسد کا اس قدر سامان جمع کریں گے کہ اگر کئی ہفتوں تک بھی ہمیں ان مرہٹوں کے ساتھ جنگ میں مبتلا رہنا پڑے تو لشکریوں کے لیے خوراک اور دوسری ضروریات کی اشیاء کی کمی محسوس نہ ہو۔"

جواب میں قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں نے عادل خاں کا شکریہ ادا کیا پھر قیصر خاں عادل خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے بھائی برھان پور کی طرف روانہ ہونے سے پہلے تم نے جنوب کی طرف اپنے کچھ مخبر پھیلائے تھے کیا ان میں سے کسی نے کوئی خبر دی ہے۔"

اس پر عادل خاں کہنے لگا۔ "فی الحال ان کی طرف سے کوئی خبر نہیں ہے لیکن ہمیں چوکنا اور چوکس رہنا ہوگا۔"

عادل خان کے ان الفاظ کے جواب میں ہلکا سا تبسم قیصر خاں کے چہرے پہ نمودار ہوا تھا پھر اسے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں نے اپنے کچھ مخبروں کو صرف جنوب ہی نہیں باقی سمتوں میں پھیلا دیا ہے اور خداوند قدوس نے چاہا تو وہ مرہٹوں کی نقل و حرکت سے متعلق ہمیں خوب آگاہ کریں گے میں سمجھتا ہوں اس بار یہ مرہٹے کوئی بڑا ہنگامہ کھڑا کرنے کی کوشش کریں گے ہمیں جو بتایا گیا ہے اس بار وہ دوگنا لشکر لے کر آئیں گے تو ظاہر ہے وہ انتقام پر اترے ہیں لیکن ہم نے ہر صورت میں انہیں شکست بھی دینی ہے شکست سے پہلے ان کے سارے انتقام کو ڈبو کر رکھ دینا ہے مرہٹے اگر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ناقابل تسخیر ہیں تو اس سے پہلے ہم انہوں شکست دے کر ان کے اس زعم کو توڑ چکے ہیں اب وہ ہمارے مقابلے میں آئیں گے تو خداوند قدوس کو منظور ہوا تو ہم ان سے پہلے سے بھی زیادہ سختی اور شدت کے ساتھ نمٹیں گے۔"

قیصر کے ان الفاظ کی عادت خاں اور اعتماد خاں اور دوسرے سالاروں نے بھرپور حمایت کی تھی ساتھ ہی خوشی کا بھی اظہار کیا تھا پھر اعتماد خاں کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔

"اعتماد خاں میرے بھائی تھوڑی دیر تک مغرب کی نماز کا وقت ہو جائے گا تم اسا کرو اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کر دو جو رات کا ایک حصہ چوکنا رہ کر پہرہ دے گا اور اس کے بعد دوسرا حصہ یہی کام کرے گا۔"

اعتماد خاں نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ لہٰذا وہ وہاں سے لپٹ گیا تھا تھوڑی دیر بعد پڑاؤ میں جب مغرب کی اذان ہوئی تو وہ نماز کے لیے ہو لیے تھے۔

نماز کے بعد قیصر خاں اپنے خیمے میں داخل ہوا راجکماری کوشلیا شاید اس کی منتظر تھی آگے بڑھ کر وہ اس کے قریب بیٹھ گیا کوشلیا نے تھوڑی دیر تک بڑی گہری نگاہوں سے قیصر خاں کی طرف دیکھا پھر دھیمے سے لہجہ میں اس نے پوچھ لیا۔

"کیا مخبروں نے مرہٹوں کے متعلق کوئی اطلاع دی ہے۔" جواب میں قیصر خاں نے پہلے نفی میں گردن ہلائی پھر کہنے لگا۔

"ابھی تک ان کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی ہر حال میں اپنے لشکر کے کچھ مخبر بھی اطراف میں پھیلا دیے ہیں اور اعتماد خاں نے لشکر کے ایک حصہ کو چوکس بھی کر دیا ہے جو رات کو پہرہ دے گا اس قسم کے لشکر کے دو حصے مقرر کیے گئے ہیں آدھی رات تک ایک حصہ اور ادھی رات کے بعد دوسرا لشکر پہرہ دے کر حفاظت کا اہتمام کرے گا میرے خیال میں مرہٹے اگر بہت جلدی بھی ان علاقوں کی طرف آئے تو تین چار دن سے پہلے نہیں آئیں گے اور ہمارے مخبر ہمیں ان کے ایک ایک پل کی حرکت کی خبر بھی دیں گے۔ اس کے علاوہ یہاں آنے کے بعد عادل خاں نے کچھ امراء کے ذمہ کام لگا دیا ہے کہ وہ رسد کا ساماں جمع کرتے رہیں اور عادل کا کہنا تھا کہ اگر مرہٹوں کے ساتھ ہماری یہ جنگ ہفتوں میں بھی تبدیل ہو گئی تو ہمیں رسد کے علاوہ لشکر کے لیے دوسری اشیاء کی کمی محسوس نہیں ہوگی۔"

کوشلیا جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی اسی وقت ایک لشکری ان کا کھانا لے آیا لہٰذا دونوں میاں بیوی اپنے خیمہ میں چپ چاپ کھانا کھانے لگے تھے۔

☆☆

تین دن اسی حالت میں گزر گئے چوتھے روز ظہر اور عصر کے درمیان جس وقت قیصر خاں اعتماد خاں اور عادل خاں فاروقی اور دوسرے چھوٹے سالار اپنے پڑاؤ کا جائزہ لے رہے تھے کہ ایک جگہ قیصر خاں عادل خاں اور اعتماد خاں رک گئے اس لیے کہ انہوں نے مرہٹوں پر نگاہ رکھنے کے لیے جو مخبر مقرر کیے تھے ان میں سے کچھ لوٹ کے آئے تھے۔

مخبر جب ان کے قریب آ کر اپنے گھوڑوں سے اترے تب قیصر خاں بڑے غور سے ان کی طرف دیکھے جا رہا تھا قریب آ کر ان سب نے سلام کہا اس کے بعد قیصر خاں انہیں مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ان میں سے ایک پہلے ہی بول اٹھا کہنے لگا۔

"امیر ہم مرہٹوں کے متعلق ایک اہم خبر لے کر آئے ہیں مرہٹوں کا ایک بہت بڑا لشکر منحد کے مقام پر جمع ہوا تھا منحد کے مقام پر دو شاہراہیں آ کے ملتی ہیں ایک شاہراہ سیدھی آگے بڑھتے ہوئے بسوال سے ہوتی ہوئی برھان پور کی طرف آتی ہے اور دوسری شاہراہ منحد سے نکل کر چالیس گاؤں کے بعد اپنا رخ بدلتی ہے اور اکولہ پہنچنے کے بعد وہ پھر اپنا رخ بائیں ہاتھ کو کرتی ہے اور برھاں پور پہنچ جاتی ہے۔

منحد کے مقام پر مرہٹوں نے اپنے لشکر کو ستانے کا موقعہ فراہم کیا ہے اس کے بعد انہوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ منحد سے بسوال ہوتی ہوئی شاہراہ پر برھاں پور کا رخ کر رہا ہے اور دوسرا حصہ جو پہلے روانہ ہوا تھا وہ منحد سے نکل کر چالیس گاؤں اور وہاں سے اکولہ شہر کے بائیں طرف رہتے ہوئے اس شاہراہ پر چڑھے گا جو اکولہ سے جو برھان پور کی طرف آتی ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر خاموش ہوا تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔

"میرے عزیز بھائی جو تم کہنا چاہتے ہو میں سمجھ گیا ہوں اب تم ایسا کرو کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جاؤ کھانا کھا کر بالکل آرام کرو اس لیے کہ آنے والی شب کو تم میں سے کچھ اعتماد خاں اور عادل خاں فاروقی کے ساتھ کام کرو گے اور باقی میرے ساتھ ایک نئے ہدف کی طرف روانہ ہوں گے۔"

اس کے ساتھ ہی وہ مخبر وہاں سے ہٹ گئے تھے

ان کے جانے کے بعد قیصر خاں نے باری باری ایک گہری نگاہ اعتماد خاں اور عادل خاں فاروقی پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

"میرے بھائیو مرہٹے جو حربہ ہمارے خلاف استعمال کرنا چاہے اس حربہ کے ذریعے برھان پور کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں ہم ان کے ہر حربے کو ناکام بنا کر رکھ دیں گے۔

مجھے غور سے سنو جس قدر لشکر ہمارے پاس ہے اسے برابر دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں عادل خاں اور اعتماد خاں ایک لشکر تم دونوں کے پاس ہوگا اور تم لوگ یہاں سے اٹھ کر اپنے لشکر کے ساتھ اس شاہراہ پر پڑاؤ کر لو گے جو شاہراہ برھان پور سے نکل کر بسوال کی طرف جاتی ہے باقی آدھے حصے کے ساتھ میں اپنے کچھ چھوٹے سالاروں کو لے کر اس شاہراہ پر نکلتا ہو جو شاہراہ برھان پور سے اکولہ شہر کو جاتی ہے وہاں میں مناسب جگہ گھات لگاؤں گا اور مرہٹوں کا جو لشکر اکولہ کے راستے برھاں پور کا رخ کیے ہوئے ہے اسے اپنا ہدف بناؤں گا اور مجھے امید ہے کہ میں بہت جلد اس لشکر سے نمٹنے میں کامیاب ہو جاؤں گا اس لشکر کو پسپا کرنے کے بعد میں بیچ کا راستہ اختیار کروں گا یعنی اکولہ سے میں چالیس گاؤں کا رخ ضرور کروں گا لیکن راستہ میں ایک دم بائیں ہاتھ کو مڑوں گا اور اس شاہراہ پر چڑھ جو اکولہ سے برھاں پور سے آتی ہے اس وقت تک ہو سکتا ہے کہ مرہٹوں کا دوسرا لشکر تمہارے قریب پہنچ چکا ہو لیکن تم اپنی طرف سے جنگ کی ابتدا نہ کرنا اور مجھے امید ہے کہ مرہٹے بھی آتے کے ساتھ ہی جنگ کی ابتدا نہیں کریں گے وہ انتظار کریں گے کہ ان کا دوسرا لشکر کس طرح کامیاب ہوتا ہے اور اتنی دیر تک میں بھی پہنچ جاؤں گا میرا مخبروں کے ذریعے تمہارے ساتھ رابطہ رہے گا اور پھر جب سامنے کی طرف سے تم اور پشت کی طرف میں دوسرے لشکر پر حملہ آور ہوں گا تو یاد رکھنا مرہٹوں میں سے کسی کو بھاگنے کا موقع نہیں ملے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں رک گیا تھا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

پھر عادل خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"عادل خاں تمہارے اور ہمارے لشکر میں عورتیں ہیں انہیں آج ہی برھاں پور شہر کے اندر منتقل کر دیا جائے اور وہاں ان کی حفاظت کے لیے چند دستے مقرر کر دیے جائیں اس لیے کہ اپنی عورتوں کو لشکر میں رکھ کر ہم دشمن کے خلاف کھل کر شب خوں مارنے کا سلسلہ جاری نہیں رکھ سکیں گے۔"

اعتماد خاں اور عادل خاں کے علاوہ باقی سارے سالاروں نے بھی اس سے اتفاق کیا تھا چنانچہ اسی روز لشکر میں شامل ساری عورتوں کو برھان پور شہر میں منتقل کر دیا ان کی حفاظت کے لیے کچھ دستے مقرر کر دیے گئے اس کے بعد باقی لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ایک حصہ لے کر اعتماد خاں اور عادل خاں فاروقی اس شاہراہ کے قریب پڑاؤ کر گئے تھے جو شاہراہ برھاں پور سے بسوال کی طرف جاتی تھی جب کہ قیصر خاں اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ حرکت میں آیا اور وہ برھان پور کے نواح سے نکل کر اپنے مخبروں کی راہنمائی میں اس شاہراہ پر ہو لیا تھا جو اکولہ کی طرف جاتی تھی اور اپنی روانگی سے پہلے دشمن پر نگاہ رکھنے کے لیے اس نے کچھ مخبر بھی روانہ کر دیے تھے۔

قیصر خاں اپنے لشکر کے ساتھ تیزی سے حرکت میں آیا کہ مرہٹوں کا لشکر ابھی اکولہ شہر سے لگ بھگ دس میل دور ہو گا کہ قیصر خاں ان کی راہ رک کھڑا ہوا مرہٹوں نے جب دیکھا کہ کسی لشکر نے ان کی راہ روکی ہے تو پہلے تو انہیں حیرت اور تعجب ہوا کہ برھاں پور کا حاکم عادل خاں فاروقی اکیلا اتنی جرات جسارت نہیں کر سکتا کہ وہ برھاں پور سے نکل کر اکولہ شہر سے بھی آگے آ کے ان کی راہ روکے اور ان سے ٹکرانے کی کوشش کرے۔

اس بنا پر انہوں نے جان لیا تھا کہ ان کی پیش قدمی اور ان کی نقل و حرکت کی اطلاع گجرات کے سلطان مظفر کو ہو چکی ہے اور جس لشکر نے ان کی راہ روکی ہے یہ لشکر اسی کا ہے یہ اندازہ لگانے کے بعد مرہٹوں کے انتقام لینے کی ضد اور مستحکم اور مضبوط ہو گئی تھی چنانچہ جب قیصر خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کی راہ روکی تو مرہٹے فوراً اپنی لشکر کی صفیں درست کرنے لگے جب کہ ان سے پہلے ہی قیصر خاں اپنے لشکر کی صفیں درست کر چکا تھا پھر حملے کی ابتدا مرہٹوں نے کی اور وہ قیصر خاں کے لشکر پر وہ صدیوں کے غبار میں کرودھ کے بھڑکتے شعلوں چہروں پر دکھ کی مہریں لگاتے اندھے کر دینے والے عذابوں دلوں کے کواڑوں پر دستک دیتی جنونی کیفیت کے شراروں اور موجوں کو کھولتے شور اور مرگ کے تاریک ہیولوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جوابی کارروائی کرتے ہوئے قیصر خاں نے پہلے بخارات کے کھولتے التہاب حلقہ در حلقہ پھیلتی برق حیات کو لپیٹتے بھنور اور مشیت الٰہی کی سحر طرازی کی طرح تکبیریں بلند کی اس کے بعد وہ مرہٹوں کے اس لشکر پر چشم و نظر کو شکست خوردہ بدنوں کو زخم زخم اور دل و احساس میں آشفتگی طاری کرتی ان گنت بے قرار قیامتوں ہر شے کی ہستی کے منطقوں میں ان گنت وسوسات بھرتے بپھرتے کھولتے طوفانوں اور وقت اور زمانے کی شہ نشین پر سانسوں کی اوس تک چاٹ لیتے والے ان گنت وسوسوں کی گرد کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

اس طرح اکولہ شہر سے دس میل دور یعنی جنوب مغرب کے رخ پر طلسم نما جنگ کی ابتدا ہو گئی تھی زر نگاہ کے اندر بھنور بناتی بربادیاں رقص کرنے لگی تھیں سانسوں میں موت رگ رگ میں قضا کے جلنے سے نارسائی کی داستانیں اٹھنے لگی تھیں کھلی سفاکیوں کی کہانیاں چار سو اپنا رنگ دکھانے لگی تھیں۔

کچھ ہی دیر کے بعد مرہٹوں نے یہ اندازہ لگا لیا کہ راہ روکنے والوں کے سامنے ان کے لشکری دبتے جا رہے ہیں اس لیے راہ روکنے والوں کے لشکر نے مرہٹوں کے لشکر کی اگلی چار پانچ صفوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا تھا اس کے بعد قیصر خاں اپنے لشکر کے ساتھ بڑے جوش اور بڑے ولولے کے ساتھ آندھی اور طوفانوں کی طرح اب دوسری صفوں کو اپنا ہدف بنا

رہا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب بڑی تیزی سے مرہٹوں کے لشکر کے اندر بے کراں صحرا کی ویرانیاں رقص کرنے لگی تھیں مرہٹوں کے لشکر کی حالت پر شیاں نغموں کی گونجوں نا امیدیوں کے محور دکھ کے سایوں بچھڑتے لمحوں اور مایوسیوں کے مرکز کی سی ہونا شروع ہو گئی تھی یہاں تک کہ مرہٹوں نے شکست قبول کی اور بھاگ کھڑے ہوئے۔

قصر خاں نے بڑی شدت اور تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور یہ در پہ پشت کی جانب اسے ان پر حملہ آور ہو کر ان کے لشکر کی تعداد کو مزید کم کر دیا اس طرح بہت تھوڑے مرہٹے اپنی جانیں بچا کر واپس اپنے علاقوں کی طرف بھاگنے میں کامیاب ہوئے تھے۔

اسی دوران ایک اور تبدیلی واقع ہوئی رانا سانگا ایک روز اپنے راج محل میں بیٹھا ہوا تھا کہ راج محل کے اس کمرے میں بھوج نرمل اور رانا سانگا کا بڑا بیٹا رتنسی داخل ہوئے رتنسی آگے بڑھ کر اپنے باپ رانا سانگا کے پہلو میں ہو بیٹھا تھا جب کہ بھوج نرمل رانا کے سامنے بیٹھ گیا اس موقعہ پر رتنسی اور بھوج نرمل میں سے کوئی گفتگو کا آغاز کرنا ہی چاہتا تھا کہ ان دونوں سے پہلے رانا سانگا ان دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے بول اٹھا تھا۔

"تم دونوں کی حالت سے لگتا ہے کہ تم کسی انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنے کے لیے آئے ہو یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم مجھے کوئی اچھی خبر سنانے کے لیے آئے ہو۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا جب خاموش ہوا تب اس کے بیٹے رتنسی نے غور سے اپنے سامنے بیٹھے بھوج نرمل کی طرف دیکھا بھوج نرمل شاید اس کا اشارہ سمجھ گیا تھا لہٰذا وہ رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"رانا آپ کا اندازہ درست ہے ہم واقعی ایک انتہائی اہم موضوع پر آپ سے گفتگو کرنے کے لیے آئے ہیں۔"

رانا سانگا نے مسکراتے ہوئے بھوج نرمل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ "اگر یہ بات ہے تو پھر کہو کیا معاملہ ہے۔"

اس پر بھوج نرمل نے گلا صاف کیا پھر رانا کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"رانا بات یہ ہے کہ میں نے اپنے طور پر جو اپنے مخبر پھیلائے ہوئے تھے انہوں نے یہ اطلاع دی ہے کہ مرہٹوں کا ایک بہت بڑا لشکر شمال کی طرف بڑھا ہے مرہٹوں کے جس لشکر کو نقصان اٹھانا پڑا تھا یہ دوسرا لشکر اس کا انتقام لینے کے لیے آیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس لشکر کی تعداد اپنے پہلے لشکر سے دوگنی سے بھی زیادہ ہے مخبروں کا کہنا ہے کہ چونکہ مرہٹوں کے ساتھ گزشتہ جنگ میں برھان پور کے حاکم عادل خان فاروقی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا لہٰذا مرہٹے پہلے برھاں پور کی سرزمینوں.....!"

رانا سانگا کا یہ جواب سن کر دونوں خوش ہو گئے تھے لہٰذا پہلی بار رتنسی بولا اور کہنے لگا۔

"پتا جی! آپ ہمارے ساتھ چلیں مستقر میں جس لشکر کو لے کر ہم نے جانا ہے اس کا تعین آپ خود ہی کریں۔"

رانا سانگا مان گیا لہٰذا رتنسی بھوج نرمل کے ساتھ وہ مستقر کی طرف چلا گیا اور اسی روز سورج غروب ہونے کے بعد بھوج نرمل اور رتنسی ایک لشکر لے کر مرہٹوں کی مدد کے لیے جنوب کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

☆☆

مرہٹوں کا وہ لشکر جو اکولہ شہر کے راستے برھاں پور کی طرف روانہ ہوا تھا اسے تو قیصر خاں نے بدترین شکست دے دی تھی اور مرہٹوں کا دوسرا لشکر کسی قدر سست رفتاری سے پیشقدمی کر رہا تھا شاید ان کا ارادہ یہ تھا کہ ان کا جو لشکر چکر کاٹتے ہوئے اکولہ کے راستے پر برھان پور کا رخ کر رہا ہے وہ جنوب سے شمال کی طرف برھاں پور کے علاقوں کو روندتا ہوا جب آگے بڑھے تو وہ بھی سوال کے راستے اس کے ساتھ ہی برھان پور کے نواح پہنچ جائیں۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ابھی تک مرہٹوں کے دوسرے لشکر کو یہ خبر نہیں ہوئی تھی کہ اکولہ شہر سے چند میل کے فاصلہ پر قیصر خاں نے ان کے لشکر کو بدترین شکست دی ہے اور اس لشکر کی اکثریت کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے چنانچہ اکولہ سے چند میل دور مرہٹوں کے اس لشکر کو بدترین شکست دینے اور ان کی تعداد کافی حد تک کم کرنے کے بعد قصر خاں نے زیادہ وہاں قیام نہیں کیا اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور تھوڑا سا ستانے کے بعد اس نے وہاں سے کوچ کیا تھا اب وہ اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو مشرق سے بندھارا، ناگ پور، مرولی اور اکولہ سے ہوتی ہوئی بسوال جاتی تھی۔

قصر خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ ابھی چند میل کا سفر طے کیا ہوگا کہ اس کے کچھ مخبر اس کے سامنے آئے لہٰذا ان کی آمد پر قیصر خاں نے اپنے لشکر روک دیا مخبر قریب آئے کچھ کہنا چاہتے تھے قیصر خاں نے پہلے ہی انہیں مخاطب کر لیا۔

"کیا تم مرہٹوں کے متعلق کوئی اور خبر لے کر آئے ہو۔" جواب میں ان میں سے ایک بولا اور قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "ہم آپ کے لیے ایک نہیں تین بڑی اہم خبریں لے کے آئے ہیں۔"

مخبر کے ان الفاظ سے قیصر خاں چونکا تھا کہنے لگا۔

"اگر ایسی بات ہے تو کہو تین خبریں کیا ہیں۔" اس پر اس مخبر نے گلا صاف کیا اور قیصر خاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"پہلی خبر یہ ہے کہ مرہٹوں کا جو لشکر ابھی تک جنوب سے شمال کی طرف آیا ہے جیسے دو حصوں میں تقسیم کر کے انہوں نے برھان پور کی طرف پیشقدمی شروع کی تھی اس سے بڑا ایک اور لشکر مرہٹوں نے روانہ کیا ہے اور وہ لشکر ابھی کافی دور ہے لیکن وہ بھی ایک جرار لشکر ہے دراصل ہم نے جو خبریں حاصل کی ہیں ان کے مطابق مرہٹوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ان کا جو لشکر جو پہلے آیا ہے وہ پہلے برھان پور کو روندے گا اس کے بعد دریائے نربدا کو عبور کر کے سلطان محمود خلجی کے علاقوں کو پامال کرے گا ان کی منصوبہ بندی یہ تھی جس وقت ان کا پہلا لشکر برھان پور اور سلطان محمود خلجی کے علاقوں میں بدترین یلغار کرے گا تو یقیناً گجرات کا سلطان اپنے لشکر کا ایک حصہ برھان پور کے حاکم عادل خاں فاروقی اور سلطان محمود خلجی کی مدد کے لیے روانہ کرے گا جب ایسا ہو جائے گا تو دوسرا لشکر تیزی سے شمال کی طرف بڑھتے ہوئے گجرات کے علاقے میں داخل ہوگا اور سلطان مظفر کو شکست دے کر اسے تاج و تخت محروم کر دے گا اس لیے کہ مرہٹوں کا خیال ہے کہ جب گجرات کا سلطان مظفر اپنے لشکر کا ایک حصہ برھان پور اور محمود خلجی کی مدد کے لیے روانہ کر دے گا تو پھر اس کی عسکری طاقت پہلے جیسی نہیں رہے گی جس کی بنا پر مرہٹے اس پر حملہ آور ہو کر کامیاب اور کامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تب قیصر خاں پھر بولا اور کہنے لگا۔

"ایک خبر تو ہو گئی دوسری خبر کہہ....." اس پر مخبر بولا اور کہنے لگا۔

"مرہٹوں کے لشکر کا دوسرا حصہ جس نے سوال کے راستے برھان پور میں جا کر تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلنا تھا اس کے آگے بڑھنے کی رفتار سست ہے اس لیے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کا جو لشکر اب اکولہ کے راستے برھان پور پر تباہی مچائے گا اس نے چونکہ ایک چکر کاٹ کر جانا ہے لہٰذا اسے برھان پور پہنچنے میں دیر لگے گی اس بنا پر اس کی رفتار سست ہے وہ چاہتے ہیں جس وقت اکولہ کے راستے سے جاتے والا ان کا لشکر برھان پور کے نزدیک پہنچے تو اس وقت وہ بھی اس لشکر سے جا ملیں گے اس طرح عادل خاں فاروقی کے مرکزی شہر برھان پور کے نزدیک مرہٹوں کے وہ دونوں لشکر متحد ہو کر شہر پر حرب لگائیں گے جہاں تک عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں کا تعلق ہے تو انہوں نے سوال کے قریب ہی اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے اور وہ بڑی بے چینی سے مرہٹوں کی آمد کے منتظر ہے لیکن مرہٹے ابھی تک ان کے قریب نہیں پہنچے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مخبر جب دم لینے کے لیے رکا تب قیصر خاں فوراً بول اٹھا۔

"یوں سمجھو کہ تمہاری دوسری خبر بھی ختم ہوئی اب تیسری خبر کہو۔"

اس پر مخبر پھر بولا اور کہنے لگا۔

"تیسری خبر سب سے اہم ہے وہ یہ کہ بھوج نرمل چونکہ اس سے پہلے مرہٹوں کے ساتھ کام کر چکا ہے اور ہمارے خلاف مرہٹوں کو اکسانے والا بھی وہی ہے اور مرہٹوں کے پہلے لشکر کو بھی وہی لایا تھا جسے ہم نے تباہ و برباد کیا تھا اب بھوج نرمل کو پھر خبر ہو چکی ہے کہ مرہٹے ان کی مدد کے لیے شمال کی طرف کوچ کر چکے ہیں لہٰذا بھوج نرمل اور رانا سانگا کا بڑا بیٹا رتنسی ایک بڑا لشکر لے کر مرہٹوں کی مدد کے لیے جناب کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ وہ دریائے نربدا کو عبور کر کے بروچ اور سورت کے درمیاں کئی مرہٹوں کے نئے آنے والے لشکر کا شاندار استقبال کرے اور ان کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تب قیصر خاں نے تھوڑی دیر کچھ سوچا آخر ان سارے مخبروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم سب اپنے آپ کو دو حصوں میں تقسیم کر لو ایک حصہ مرہٹوں کے نئے آنے والے لشکر پر نگاہ رکھے اور جب وہ قریب آئیں تو ان کی نقل و حرکت سے ہمیں آگاہ کریں اور آپ لوگوں کا دوسرا حصہ شمال کا رخ کرے بھوج نرمل اور رتنسی کے لشکر کو اپنی نظروں میں رکھے اور ان کے متعلق بھی ضروری خبریں ہمیں پہنچاتے رہیں خداوند قدوس کو منظور ہوا تو ان ساری قوتوں کو ہم اپنے سامنے پامال کیے جانے والے راستوں کی طرح روند کے رکھ دیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی وہ مخبر وہاں سے ہٹ گئے تھے اس موقعہ پر قیصر خاں کے لشکر کے اندر جو مخبر کام کر رہے تھے چھوٹے سالار کے ذریعے قیصر خاں نے انہیں بلایا ان میں سے دو جب قیصر خاں کے پاس آئے تو قیصر خاں نے انہیں اپنے قریب بلایا پھر بڑی رازداری میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم دونوں ہمارے آگے آگے روانہ ہو جاؤ مرہٹوں کا وہ لشکر جو اکولہ کے راستے برھان پور کی طرف جانا چاہتا تھا اس کا تو ہم نے خاتمہ کر دیا ہے اور اس لشکر سے جو مرہٹے قتل ہونے سے بچ گئے ہیں وہ یقیناً اپنے لشکر کے دوسرے حصہ کی طرف جائیں گے اور ان سے جا ملیں گے اس طرح مرہٹوں کے دوسرے حصہ کو بھی خبر ہو جائے گی کہ اکولہ کے راستے جو ان کا لشکر گیا تھا وہ تباہی اور بربادی سے دوچار ہو چکا ہے۔

چنانچہ وہ مستعد ہو جائیں گے لیکن اتنی دیر تک وہ سوال کے قریب پہنچ جائیں گے تم لوگ مجھے اس انداز میں اطلاع دینا کہ جب وہ بسوال میں اس مقام کے قریب پہنچ جائیں جہاں عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے تب میں برق رفتاری سے اس شاہراہ کی طرف جاؤں گا جو ناسک سے منحد مالا گون اور بسوال کی طرف جاتی ہے اور میں مرہٹوں کے اس لشکر کے پیچھے ذرا فاصلہ رکھ کر لگ جاؤں گا۔

چنانچہ جب مرہٹوں کے لشکر کی عادل خاں اور اعتماد خاں راہ روکیں گے اور مرہٹے یہ دیکھیں گے کہ ان کے مقابلے پر چھوٹا سا ایک لشکر ہے تو وہ یقیناً حملہ آور ہونے میں پہل کریں گے جب دونوں لشکر ٹکرا جائے گے تب میں مرہٹوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوں گا پھر میں ان کو بتاؤں گا کہ اکوین بیچ کے اور کون اپنی جان بچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔"

قیصر خاں کی طرف سے یہ ہدایات ملنے کے بعد وہ دونوں مخبر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے پھر انہیں ایڑ لگا کر انہیں سرپٹ دوڑاتے ہوئے اپنی منزل کی طرف جا رہے تھے۔

دوسری طرف عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بسوال شہر سے چند میل کے فاصلے پر بالکل شاہراہ پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھے کہ ان کے لشکر میں ان کے ہرکارے داخل ہوئے اور سیدھے ادھر گئے جہاں لشکر کے اندر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں اپنے لشکریوں اور پڑاؤ کا جائزہ لے رہے تھے۔

اپنے ان ہرکاروں کی آمد پر وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ ایک ہرکارہ ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آپ کے لیے نئی خبر یہ ہے کہ مرہٹوں کا لشکر جس نے اس راستے سے برھان پور کا رخ کرنا ہے وہ یہاں سے صرف لگ بھگ پانچ میل کے فاصلے پر رہ گیا ہے اور کسی وقت بھی یہاں آ کر وہ آپ سے ٹکرا سکتا ہے۔''

وہ مخبر جب خاموش ہوا تب اعتماد خاں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا قیصر خاں کے متعلق کوئی خبر تم رکھتے ہو۔''

اس پر وہ مخبر بولا اور کہنے لگا۔

''ہمارے وہ مخبر جوان سارے علاقوں پھیلے ہوئے ہیں اور مرہٹوں پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں ان کے ذریعے سے ہمیں یہ خبر مل چکی ہے کہ اکولہ شہر سے چند میل کے فاصلے پر قیصر خاں کا ٹکراؤ مرہٹوں کے لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ ہوا تھا جس میں قیصر خاں نے مرہٹوں کو بدترین شکست دی اور بہت کم مرہٹوں کو اپنی جانیں بچا کر بھاگنے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے اکثریت کو قیصر خاں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور اب قیصر خاں اس لشکر کے پیچھے لگ جائے گا جو آپ لوگوں کی طرف آ رہا ہے۔''

یہ خبر سن کر عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں دونوں نے خوشی کا اظہار کیا تھا اس کے بعد مرہٹوں کے اس لشکر کا استقبال کرنے کے لیے وہ اپنی تیاریوں کو آخری شکل دینے لگے تھے لشکریوں کو بھی انہوں نے مستعد کر دیا تھا۔

☆☆

مرہٹوں نے بھی اپنے کارندے ادھر ادھر پھیلا رکھے تھے چنانچہ مرہٹوں کا لشکر جب سوال کے پانچ میل کے الگ بھگ رہ گیا تب مرہٹوں کے سالار کو اس کے طلایہ گردوں نے خبر دی تھی کہ ان کا ایک اور بڑا لشکر گجرات کے سلطان مظفر اور اس کے علاقوں کو ہدف بنانے کے لیے شمال کی طرف کوچ کر چکا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ سوال سے چند میل کے فاصلے پر ایک لشکر ان کی راہ روکنے کے لیے بھی تیار کھڑا ہے۔

اس جگہ وہ شکست خوردہ لشکری بھی ان سے آن ملے تھے جو اکولہ کے نواح میں قیصر خاں سے ٹکرائے تھے اور ان شکست خوردہ لشکریوں نے آ کے مرہٹوں کے لشکر کے اس حصے کے سالار کو خبر دی کہ ہمارا جو لشکر اکولہ کے راستے برھان پور کی طرف کوچ کر رہا تھا اس پر ایک لشکر حملہ آور ہوا اور اسے بدترین شکست دی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بہت کم مرہٹوں کو بھاگنا نصیب ہوا۔

یہ خبر سن کر لمحہ بھر کے لیے مرہٹوں کے سالار کا رنگ تو پیلا ہو گیا تھا لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور اس کے ماتحت جو سالار تھے انہیں اپنے پاس بلایا اور جب وہ سب اس کے گرد جمع ہو گئے تب جو صورت حال پیش آئی تھی اس کے متعلق اس نے انہیں مطلع کر دیا تھا۔

کچھ دیر تک پیش قدمی کرتے کرتے وہ صلاح مشورہ بھی کرتے رہے آخر اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس مقام پر روکنا نہیں چاہیے سوال کے نزدیک دشمن کا جو لشکر راہ روکنے کے لیے تیار ہے اس پر حملہ آور ہو کر اسے تہس نہس کر دیا جائے اور اپنے اس لشکر کا انتقام لیا جائے جسے اکولہ کے نواح میں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور ساتھ ہی لشکریوں کو یہ بتا دیا گیا کہ ان کا ایک بہت بڑا لشکر ان کے پیچھے شمال کی طرف رخ کر رہا ہے ایسا انہوں نے اس لیے کیا تھا کہ ان کے لشکریوں کے حوصلے بلند رہیں چنانچہ یہ فیصلہ کرنے کے بعد مرہٹوں کے اس لشکر نے پہلے کی نسبت زیادہ تیزی اور برق رفتاری سے اس شاہراہ پر سفر شروع کیا تھا جو سوال کی طرف جاتی تھی۔

بہر حال مرہٹے بڑی تیزی اور برق رفتار کے ساتھ سفر کرتے ہوئے اس جگہ پہنچے جہاں ان کی راہ

روکنے کے لیے عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں اپنے لشکر کو استوار کر چکے تھے انہیں مخبر یہ بھی بتا چکے تھے کہ مرہٹے آتے ہی ان پر حملہ آور ہو جائیں گے اور جس وقت مرہٹے وہاں پہنچے اور وہ اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے لگے تب عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں بھی اپنے لشکر کی صفوں کو درست کرنے میں لگ گئے تھے ایسے میں ایک مخبر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اس جگہ آیا جہاں عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں اپنی جنگی صفوں کو آخری شکل دے رہے تھے قریب آ کر وہ مخبر رکا پھر وہ عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں آپ دونوں کے لیے ایک اچھی بلکہ بہت اچھی خبر لے کر آیا ہوں میں امیر قیصر خاں کی طرف سے آیا ہوں ان کا آپ دونوں کے نام پیغام یہ ہے کہ مرہٹے آتے ہی آپ سے ٹکرا جائیں گے جیسا کہ وہ آپ کے سامنے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے رہے ہیں اور قیصر خان کا کہنا ہے کہ میں قریب ہوں گا جب تمہارا مرہٹوں کے ساتھ ٹکراؤ شروع ہو گا تو وہ مرہٹوں کی پشت کی طرف سے جب حملہ آور ہو گا تو مرہٹوں کے سامنے شکست اور فرار کے سوا کچھ نہ بچے گا۔''

آنے والے اس مخبر کے انکشاف پر عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں وہ دونوں خوش ہو گئے تھے اور یہ خبر چونکہ مخبر نے عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں کو دوسرے لشکریوں کے سامنے کہی تھی لہٰذا یہ خبر ایک کان سے دوسرے کان ایک زبان سے دوسری زبان تک پہنچتی چلی گئی اور جب لشکریوں کو یہ پتہ چلا کہ مرہٹوں کا جو لشکر ان سے ٹکرانے کے لیے آ رہا ہے ان کے پیچھے ہی پیچھے ان کا بہترین سالار قیصر خاں بھی موجود ہے وہ اچانک مرہٹوں پر حملہ آور ہو کر ان کی کامرانیوں کی ساری خواہشوں اور ان کے فتح مندی کے سارے جادو کو خاک میں ملا کے رکھ دے گا۔

چنانچہ اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے کے بعد مرہٹے حرکت میں آئے اور وہ نیلے سمندر سے اٹھتے تخریب کے تغیر تعصب اور گھمنڈ کے خونی انقلاب خوں آلود فضاؤں میں قضا کی بازگشت غم کے بادل اڑاتے ستم خورہ ادبار اور اپنی ضرورتوں کا اسیر کرتے خونی ہنگاموں کی ہولناکیوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

چنانچہ جوابی کاروائی کرنے کے لیے عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں نے اپنے لشکر کو موت کے آوارہ دھوئیں کی لپٹوں آگ دخوں کے پیغام خستگی و بیچارگی طاری کر کے ہڈیوں کی تازگی تک کو ختم کر دینے والی لہروں کے برق کے پیچ و تاب کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

مرہٹوں کے ساتھ عادل خان فاروقی اور اعتماد خاں کے تھوڑی ہی دیر کے ٹکراؤ کے بعد مرہٹوں کی پشت پر قیصر خاں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تمدن کے رواں کاروانوں۔ پربتوں سے اٹھتے طوفانوں اور آندھیوں کی سنگ کی طرح نمودار ہوا پھر وہ مرہٹوں کی ان کی پشت کی طرف سے بے جہت بے منزل بے سمت کر دینے والے انوکھے چارہ گروں۔ قہرمانیوں کے اندر رقص کرتے لاکھوں طوفانوں کے اندیشوں رگ رگ سے لہو نچوڑتی برق کی تب و تاب اور اپنے تھپڑوں سے زخم زخم کرتے کردیں بدلتے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اس طرح سوال کے نواح میں دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے ہڈیوں کی تازگی چھننے لگی تھی موت کی تاریکیوں میں تعصب و گھمنڈ کے لمحات رقص کرنے لگے تھے ذلت و نکبت کے حسین وحشت و اشکبار کے سمے خوابوں خواہشوں اور ارادوں کو منقطع کرنے لگے تھے چاروں سمت پر ازم گاہ میں عقوبت کے بحر کا سا سماں برپا ہو گیا تھا۔

سامنے کی طرف سے عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں نے اور جب پشت کی طرف سے قیصر خاں نے مرہٹوں پر ضربیں لگانا شروع کی تو مرہٹے کچھ دیر ان حملوں کو روکنے میں کامیاب رہے آخر ان کے لشکریوں کا قتل عام شروع کر دیا گیا اس لیے کہ پشت کی طرف سے زور ڈالتے ہوئے قیصر خاں نے مرہٹوں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کے لشکر کی کئی صفیں اڑا کر رکھ دی تھیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دو طرفہ حملوں کے باعث مرہٹوں کی حالت جنگی تیاری کے سارے کمالات چھین جانے والے لشکریوں آرام کی گرانباری جانی انجانی بے چارگی عقوبت کے سمندر میں ڈوبی موت کی تاریکیوں اور راستوں کی ہولناکی سیاہی جیسی ہونا شروع ہوگئی تھی۔

اس کے بعد قیصر خاں عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں نے تکبیریں بلند کرتے ہوئے جب اپنے حملوں میں مزید شدت اور زور پیدا کیا تب انہوں نے مرہٹوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا مرہٹوں نے جب دیکھا کہ چاروں طرف سے ایک طرح سے ان کا قتل عام شروع ہو گیا ہے اور ان کے لشکر کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہونا شروع ہوگئی ہے تب انہوں نے بھاگنا چاہا لیکن وہاں سے بھاگنا بھی بڑا مشکل تھا بہت کم لشکری بھاگ کر جنوب کی طرف گئے ہوں گے باقی کو قیصر خاں عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں نے ختم کر کے رکھ دیا تھا۔

جنگ کے بعد قیصر خاں اعتماد خاں اور عادل خاں فاروقی اکٹھے ہوئے سب نے مل کر پہلے اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کی پھر ایک جگہ قیصر خاں عادل خاں فاروقی اعتماد خاں اور باقی چھوٹے سالار جمع ہوئے پھر قیصر خاں سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”یہ ہماری خوش نصیبی خوش بختی ہے کہ ہم نے مرہٹوں کے دونوں لشکریوں کو تباہی بربادی اور شکست سے دوچار کیا ہے لیکن اب بھی مرہٹے حالات سے سمجھوتہ کرنے والے نہیں ہیں ان کا ایک اور لشکر جنوب سے شمال کی طرف سفر کر رہا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ بڑھاں پور سلطان محمود خلجی اور گجرات کے مسلمانوں کے علاقوں کو تباہ و برباد اور ویران کر دیا جائے لیکن اس کے ایسا سوچنے سے کچھ نہیں ہوتا ایک اور لشکر جو رانا سانگا کا لشکر ہے وہ شمال سے جنوب کی طرف پیش قدمی کیے ہوئے ہیں اس لشکر کی کمانداری بھوج نرمل اور رتنسی کر رہے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ مرہٹوں کے آنے والے لشکر کے ساتھ مل کر وہ مسلم ریاستوں کے خلاف اپنی کارروائیوں کی ابتدا کریں۔

میں ابھی تھوڑی دیر تک کچھ مخبروں کو شمال کی طرف روانہ کرتا ہوں اور ان کے لیے یہ ہدایت جاری کرتا ہوں کہ رانا سانگا کا وہ لشکر جو شمال سے جنوب کی طرف بڑھ رہا ہے اس کی کمانداری بھوج نرمل اور رانا سانگا کا بڑا بیٹا رتنسی کر رہے ہیں ان پر کڑی نگاہ رکھی جائے اور جب ان کی آمد کی توقع دریائے نربدا کے قریب آنے کی ہو تو ہمیں مطلع کیا جائے میں چاہتا ہوں کہ مرہٹوں کا جو دوسرا لشکر جنوب سے شمال کی طرف بڑھ رہا ہے بھوج نرمل اور رتنسی اپنے لشکر کو لے کر دریائے نربدا کو پار کر کے اس لشکر سے نہ ملیں اگر یہ مل جاتے ہیں تو اس طرح سے یوں جانئے دو دریاؤں کا پانی اکٹھا ہو جائے گا دو قوتیں یکجا ہو کر ہمارے لیے مشکلات کھڑی کر سکتے ہے لہٰذا ان سے باری باری نمٹنا ہوگا اور ہر ایک کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کرنا ہوگا اب ہمارا سب سے بڑا کام یہ ہوگا کہ بھوج نرمل اور رتنسی کو اپنے لشکر کے ساتھ مرہٹوں سے نہ ملنے دیا جائے اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں تو یہ سمجھنا ہماری فتح مندی اور ہماری کامیابی کے در کھل جائیں گے اس کے علاوہ میں ایک ارادہ کر رکھا ہے کہ جوں ہی بھوج نرمل اور رتنسی قریب آتے ہیں پہلے انہیں اپنا ہدف بنایا جائے گا سارے لشکریوں سے کہہ دیا جائے گا جنگ کے دوران کوشش کی جائے کہ بھوج نرمل اور رتنسی کو زندہ گرفتار کیا جائے تاکہ میں ان سے اپنا پرانا حساب بیباک کروں بھوج نرمل تو اس قابل ہے کہ اسے کڑی سزا دی جائے اس لیے کہ اس نے جان بوجھ کر میرے تین لشکریوں کو اس وقت موت کے گھاٹ اتار دیا تھا جب کہ میں نے راجکماری کوشلیا کو امان کے ساتھ ان تین محافظوں کے ساتھ رانا سانگا کی طرف بھجوایا تھا اٹھو لشکر کے کھانے کا اہتمام کرتے ہیں اور ساتھ میں اپنے کچھ مخبروں کو روانہ کرتا ہوں تاکہ ان میں سے ادھے مرہٹوں پر نگاہ رکھیں اور ادھے بھوج نرمل اور رتنسی کے لشکر کی خبر گری کریں حالانکہ اس سے پہلے بھی میں اپنے کچھ مخبر روانہ کر چکا ہوں اور مجھے امید ہے کہ عنقریب ہمارے یہ ساتھی یہ کوئی اچھی خبر لے کر آئیں گے۔

اب اٹھو لشکر کے کھانے کے علاوہ لشکریوں کے آرام کا اہتمام کریں۔“ ساتھ ہی جن لشکریوں نے جاگ کر باری باری پہرہ دینا ہے ان کا تعین بھی کر لیں سب نے قیصر خاں کی تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر سب اٹھ کر ایک طرف ہو لیے تھے۔

☆☆

جس وقت قیصر خاں اعتماد خاں اور عادل خاں فاروقی مرہٹوں کے خلاف برسر پیکار تھے سلطان مظفر کے لیے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی۔

مورخین لکھتے ہیں کہ ایدر کے راجا کے علاقوں کو فتح کرنے کے بعد سلطان مظفر نے وہاں اپنے ایک سالار مبارز الملک کو حاکم مقرر کیا تھا وہ مبارز الملک بڑا دلیر جنگجو اور بڑا شجاعت تھا کہتے ہیں مبارز الملک جس وقت وہاں کا حاکم مقرر کیا گیا تو اس کے چند ہفتے بعد ایک روز ایک بھاٹ مبارز الملک کے پاس آیا اور اس نے رانا سانگا کی بہادری اور جوانمردی کا بڑے اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا۔

مبارز الملک اس کے جواب میں رانا سانگا کے بارے میں ناشائستہ باتیں کی اور مورخین مزید اضافہ کرتے ہیں کہ مبارز الملک نے اپنے ایک کتے کو رانا سانگا کے تمام سے موسوم کر کے قلعہ ایدر کے دروازے پر بندھوا دیا۔

یہ ساری کارروائی اس بھاٹ کی موجودگی میں ہوئی تھی جو مبارز الملک کے پاس آیا تھا چنانچہ وہاں سے نکل کر بھاٹ نے سیدھا رانا سانگا کا رخ کیا اور جو کچھ ایڈر کے علاقوں میں وہاں کے نئے حاکم مبارز الملک کے ساتھ پیش آیا تھا وہ سب کچھ رانا سانگا سے کہہ دیا تھا۔

یہ سن کر رانا سانگا کو بڑا غصہ آیا چنانچہ اس نے سلطان مظفر کے عامل مبارز الملک پر حملہ آور ہونے کی ٹھان لی اور اس نے ارادہ کر لیا کہ ایدر کے علاقہ پر حملہ آور ہو کر وہاں کے علاقے کو تباہی اور بربادی سے دوچار کروں گا اور مبارز الملک اس کی شجاعت اور اس کی دلیری کو نہیں مانتا اسے گرفتار کر کے بدترین سزا سے گزاروں گا۔

اب صورت حال یہ پیدا ہوگئی تھی ایک طرف جنوبی علاقوں میں قیصر خاں عادل خاں فاروقی اور اعتماد خاں مرہٹوں کے خلاف برسر پیکار تھے اور دوسری طرف اب رانا سانگا بھی اپنے بہت بڑے لشکر کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا مورخین کہتے ہیں کہ رانا سانگا ایک جرار لشکر لے کر آگے بڑھا ایدر کے علاقوں پر حملہ آور ہوا وہاں تباہی اور بربادی کا بازار گرم کر کے پھر باکروں کے علاقہ کا رخ کیا باکروں کا راجا سلطان مظفر کا مطیع اور فرمانبردار تھا لیکن جب اسے رانا سانگا کے سر پر پہنچنے کی خبر آئی تو وہ رانا سانگا کے گن گانے لگا اور اس کے بہی خواہوں میں شامل ہو گیا رمبارز الملک نے جب دیکھا کہ ایڈر کا ایک خاصا بڑا علاقہ رانا سانگا نے روند دیا ہے اور ساتھ ہی رانا سانگا اب باکروں کے علاقے کی طرف بڑھ رہا ہے اور مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ باکروں کا راجا سلطان مظفر کا حمایتی اور حلیف تھا۔

چنانچہ جب رانا سانگا اپنے جرار لشکر کے ساتھ باکروں کے علاقوں کی طرف بڑھا تو رانا سانگا کے حق میں زمین ہموار ہوگئی باکروں کے راجا نے رانا سانگا کا ساتھ دینے کا عہدہ کر لیا چنانچہ ایڈر کے علاقے کے عامل مبارز الملک نے ان تمام واقعات کی اطلاع سلطان مظفر کو کر دی تھی۔

مخبروں نے سلطان مظفر کو پہلے سے بتا دیا تھا کہ اس معاملہ میں غلطی مبارز الملک کی ہے اس نے جو بھاٹ کے اس کے پاس آیا تھا اس سے گفتگو میں تکبر غرور سے کام لیا رانا سانگا کی بزدلی کی بات کی اور اپنے کتے کا نام بھی رانا سانگا رکھ دیا۔

اس معاملے میں مبارک الملک کی مدد کرنے کے لیے جب سلطان نے اپنے سارے سالاروں کا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اجلاس طلب کیا تو کچھ سالاروں نے سلطان کی خدمت میں عرض کیا تھا اس معاملہ کی تمام ذمہ داری مبارز الملک پر ہے اگر وہ ایک کتے کو رانا سانگا کے نام سے منسوب نہ کرتا تو یہ نوبت نہ آتی۔

سلطان مظفر کے سالاروں نے یہ بھی ارادہ تھا کہ مبارز الملک نے خود نادانی کی ہے اور اب سلطان سے مدد کی درخواست کر رہا ہے چنانچہ اس موقعہ پر سلطان مظفر اپنے سالاروں کی اس گفتگو سے بڑا متاثر ہوا اور مبارز الملک کو مدد بھیجنے میں ذرا سستی اور کاہلی سے کام لیا۔

چنانچہ شروع میں سلطان مظفر نے ایڈر میں مبارز الملک کی مدد کرنے کے لیے جو لشکر تیار کیا تھا ان میں سے اکثر کو اس نے جنوب کی طرف قیصر خاں کے لشکر میں جا شامل ہونے کے لیے بھیج دیا صرف چند گنتی کے لشکری مبارز الملک کے لیے مختص کیے مبارز الملک بڑا پریشان تھا اس لیے کہ سلطان مظفر کی طرف سے کمک اور مدد نہ ملنے پر مبارز الملک عجیب کیفیت میں اپنے آپ کو محسوس کر رہا تھا ادھر رانا سانگا بھی ذرا ذرا سی بات کی خبر رکھتا تھا اسے ان حالات کا علم ہو گیا اس نے ایڈر کا رخ کیا اور راجا ایڈر جیسے ایڈر کے علاقے سے باہر نکال دیا گیا تھا اسے بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور ایسا کرنے کے بعد اس نے مبارز الملک پر ضرب لگانے کے لیے اس کی طرف کوچ کیا تھا۔

مبارز الملک بھی جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا تھا جرات مند دلیر اور شجاع تھا لیکن وہ حالات ایسے تھے کہ رانا سانگا کو جنگ کے لیے دعوت دینا عقل مندی کی بات نہ تھی اس لیے کہ سلطان مظفر کے لشکر کا بڑا حصہ قیصر خاں اور اعتماد خاں کی کمانداری میں جنوب کا رخ کیے ہوئے تھا سلطان مظفر کے پاس ایک ایسا لشکر تھا جس سے وہ اپنے علاقوں کا دفاع کر سکتا تھا اس موقعہ پر جب مبارز الملک نے رانا سانگا کے ساتھ دشمنی اور جنگ طرح ڈال دی تب سلطان مظفر نے اسے ناپسند کیا تھا۔

سلطان مظفر کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ کسی کے ساتھ خود جنگ کی طرح نہ ڈالے اور نہ کسی کے ساتھ زیادتی کرے مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ سلطان مظفر نہایت پارسا اور مذہب اسلام کا شدائی تھا احکام شرع کی پابندی بہر طور کرتا تھا اور حدیث کی پیروی کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا خطاطی میں اسے کمال حاصل تھا خط ثلث نسخ اور رفاع میں اسے بڑی مہارت تھی قرآن مجید کی کتابت کرنے کا بھی اسے بہت شوق تھا جب ایک قرآن مجید ختم ہو جاتا تو اسے حرمین شریف بھیج دیتا اور دوسرا لکھنا شروع کر دیتا۔

اس کے علاوہ ایران توران روم اور عرب جیسے ملک کے شرفاء اور اکابر اس کے عہد حکومت میں گجرات میں آئے سلطان مظفر ان سب مہمانوں پر بے حد نوازش کرتا تھا مشہور اور ممتاز خوش نویس ملا محمد سبارش اسی کے عہد حکومت میں شیراز سے گجرات آیا اور بے حد عزت اور رفعت کی نظر سے سلطان مظفر نے اسے دیکھا تھا۔

بہر حال جس وقت سلطان کے لشکر کا بڑا حصہ جنوب کی مہم میں مصروف تھا تو اس وقت جب ایڈر کے علاقے کے عامل مبارز الملک نے رانا سانگا سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی تب سلطان مظفر نے مبارز الملک کی اس حرکت کو ناپسند کیا تھا۔

اسی بناء پر سلطان نے اس کی مدد کرنے تاخیر سے کام لیا تھا اس طرح کر کے ایک طرح سے سلطان اسے تنبیہ کرنا چاہتا تھا کہ اس نے جو کچھ کیا ہے اسے اجازت لیے بغیر اور اپنی مرضی سے اور غلط حالات میں کیا ہے۔

بہر حال رانا سانگا جب بہت بڑے لشکر کے ساتھ مبارز الملک کی طرف بڑھا تب مبارز الملک جو لڑائی کا وسیع تجربہ رکھتا تھا بزدل بھی نہیں تھا جرات مند دلیر تھا اس نے دیکھا سوائے لڑائی اور کوئی چارہ کار نہیں ہے تو اس نے دوسرے سرداروں کی مدد سے لشکر تیار کیا اور رانا سانگا سے جنگ کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

دوسری طرف رانا سانگا نے بھی اپنے لشکر کا ایک حصہ جسے ہراول قرار دیا جاتا تھا مبارز الملک کے علاقوں کی طرف بڑھایا اس کی راہ روکنے کے لیے مبارز الملک نے بھی اپنے کچھ دستوں کو مقدمتہ الجیش کے طور پر آگے بڑھایا اس طرح دونوں طرف کے ہراول زندگی کے خوں آلود کرتی وحشت و بربریت کی ستم آرائیوں اور زمین پر لہو کے بیج بو کر ذرے ذرے کو خونبار قطرے قطرے کو لہولہو کر دینے والی عداوتوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرائے لیکن شکست و فتح مندی کا کوئی فیصلہ نہ ہوا اور وہ پیچھے ہٹ گئے۔

اسی دوران مبارز الملک کو کچھ مسلمان طلایہ گروں نے خبر پہنچا دی تھی کہ جو لشکر اس وقت اس کے پاس ہے رانا سانگا کے پاس جو لشکر ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے مٹھی بھر ریت کے اندر چھوٹا سا ایک کنکر ڈال دیا جائے۔

اس صورت حال کا علم جب مبارز الملک کے امراء اور سرداروں کو ہوا تو مورخین لکھتے ہیں کہ لشکر کے سرداروں نے مبارز الملک سے کہا کہ آپ پر واضح ہو چکا ہے کہ ہمارے دشمنوں کی تعداد ہمارے دوستوں سے زیادہ ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہم لوگ یہاں سے چلے جائیں اور احمد نگر پہنچ کر قلعہ میں محصور ہو جائیں اور جب تک بادشاہ کی طرف سے مدد نہ آئے وہیں قیام کریں لشکر کے سرداروں نے مبارز الملک کو بھی کسی نہ کسی طرح اپنے ساتھ لیا اور جو تھوڑا سا لشکر ان کے پاس تھا اسے لے کر احمد نگر جا پہنچے۔

دوسری طرف رانا سانگا نے بھی اپنے چاروں طرف مخبر پھیلا رکھے تھے مبارز الملک کی احمد نگر کی طرف روانگی کے دوسرے روز رانا سانگا ایڈر کے علاقوں میں داخل ہوا اور بقول مورخین اس نے مبارز الملک کے حالات سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے وہاں کے لوگوں سے پوچھا۔

چنانچہ جس جس سے بھی رانا سانگا نے مبارز الملک سے پوچھا رانا سانگا کو انہوں نے بتایا۔

مبارز الملک ایسا انسان نہیں ہے جو معرکہ آرائی سے ڈرے یا دشمن کے خوف سے رن چھوڑ کر بھاگ جائے۔ وہ ان علاقوں سے اس لیے نکلا ہے کہ اس کے امراء اور سرداروں نے اس کو کوئی ایسا ہی مشورہ دیا تھا کہ اور وہ مبارز الملک کو ایک طرح سے زبردستی اپنے ساتھ احمد نگر لے گئے ہیں تاکہ سلطان مظفر کی طرف سے کمک کا انتظار کریں۔

رانا سانگا کو جب خبر ہوئی کہ ابھی تک سلطان مظفر کی طرف سے مبارز الملک کو کوئی مدد نہیں ملی اس لیے کہ سلطان مظفر کے لشکر کا ایک بڑا حصہ جنوب کی طرف مرہٹوں کے ساتھ برسرپیکار ہے۔

اس موقعہ پر رانا سانگا کو یہ جرات اور جسارت نہ ہوئی کہ آگے بڑھ کر سلطان مظفر کے علاقوں پر حملہ آور ہو جائے اور حالات کی سنگینی سے فائدہ اٹھائے اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ سلطان مظفر کے پاس اس وقت بھی اس قدر لشکر ہوگا کہ وہ رانا سانگا کو پسپا کر سکے اور اگر سالاروں میں سے قیصر خان اور اعتماد خاں جنوب کی طرف جا چکے ہیں تو اس کے پاس اور بہت سے سالار ہیں جو حملہ آوروں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

چنانچہ ان سارے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے مورخین کہتے ہیں رانا سانگا جلد از جلد ایدر سے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا ساتھ ہی مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اتفاق سے وہی بھائے جس نے مبارز الملک سے رانا سانگا کی تعریف کی تھی ایک بار پھر مبارز الملک کے پاس آیا اور اسے کہا۔

رانا سانگا ایک زبردست لشکر لے کر آ رہا ہے مجھے افسوس ہے کہ آپ جیسے جواں ہمت اور کام کے لوگ بلاوجہ مارے جائیں گے اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ سب لوگ قلعہ میں محصور ہو جائیں رانا سانگا جب یہاں آئے گا اور آپ کے محصور دیکھائے گا تو وہ اپنے گھوڑے کو قلعہ کے نیچے پانی پلا کر واپس ہو جائے گا۔

مورخین مزید لکھتے ہیں کہ مبارز الملک نے یہ سن کر جواب دیا۔

یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ رانا سانگا یہاں آئے اور

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اس دریا کے اپنے گھوڑے کو پانی پلائے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اس کے بعد مبارز الملک اپنے لشکر کو جو بقول مورخین رانا سانگا کے لشکر کا دسواں حصہ بھی نہ تھا تیار کیا اور لڑائی کے لیے کھلے میدانوں میں آن کھڑا ہوا۔

رانا سانگا بھی اپنا لشکر لے کر وہاں پہنچ گیا اور دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے۔ اب تک سلطان مظفر کی طرف سے صفدر خاں بھی مبارز الملک کی مدد کو پہنچ گیا تھا۔

حملہ آور ہونے کی ابتدا رانا سانگا نے کی تھی اس لیے کہ مبارز الملک کی نسبت اس کے پاس دس گناہ بڑا لشکر تھا چنانچہ رانا سانگا نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا پھر وہ مبارز الملک پر نیلے سمندر میں اٹھتے بے اتھاہ بھنور خونی انقلاب برپا کرتے موت کے آوارہ دھوئیں کی لپٹوں رنج کے ہولناک بادل اڑاتے دکھ کے خونی سایوں گرم صحرا سے اٹھتے جان لیوا گراؤز اور ستم خوردہ ادبار کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دوسری طرف مبارز الملک کے پاس بڑے سالاروں میں سے صرف صفدر خاں اور اسد خاں تھے اس کا لشکر بھی چھوٹا سا تھا اس کے باوجود مبارز الملک اور اس کے ساتھی سالار رانا سانگا کے لشکر پر بگولوں کو طوفانوں سورج کی کرنوں کو جوالا مکھی کے لاوے میں تبدیل کر دینے والی اذیتوں واہموں کی سیاہی بدگمانیوں کی رتوں کو آگ و خوں کا پیغام دیتے عقوبت کے سمندر شکم شکم کو گرسنہ روحوں کو سلوٹ سلوٹ کر دینے والی برباد کرتی آگ کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اس طرح احمد نگر سے کافی دور دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے ازم گاہ کے اندر کائنات کی روح لہولہو وقت کا ضمیر زخم زخم ہونا شروع ہو گیا تھا۔ میدان جنگ کے اندر تشدد و تباہ کاریاں استبداد کی مردم آزاریاں تباہی پر اترتی بیزاریاں ان گنت آلام کی گرانباریاں قضا کی تباہ کاریاں گرم سراپوں کی لاچاریاں اور خوفناک خوابوں کی بے قراریاں اپنے پورے ہجوم کے ساتھ رقص کرنے لگی تھیں۔

اس معرکہ رائی کے متعلق مورخین لکھتے ہیں رانا سانگا نے جب اپنے لشکر کو آگے بڑھایا اور فریقین میں لڑائی شروع ہو گئی گھمسان کا رن پڑا مورخین مزید لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے لشکر کا ایک نامی گرامی امیر اور سالار اسد خاں مع امراء کے مارا گیا مبارز الملک اور بڑا سالار صفدر خاں ڈٹے رہے اور کئی بار دونوں نے رانا سانگا کے لشکر پر حملہ کیا مگر زخمی ہوئے۔

چونکہ رانا سانگا کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی مبارز الملک کے لشکر کی تعداد اس کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر تھی اس بنا پر مورخین لکھتے ہیں کہ گجراتی لشکر پر بڑی مصیبت نازل ہوئی بے شمار لشکری تلوار کے گھاٹ اتار دیے گئے جب معاملہ بے حد نازک ہو گیا تو مبارز الملک اور صفدر خاں نے راہ فرار اختیار کی اور احمد نگر کی طرف چلے گئے۔

رانا سانگا فتح مندی اور کامیابی پر بڑا خوش ہوا اس لیے اس سے پہلے اسے جگہ جگہ سلطان مظفر کے سالاروں کے ہاتھوں شکست و ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا اب رانا سانگا یہ خیال کرنے لگا تھا کہ ان فتوحات اور کامیابیوں کی وجہ سے اس کے لشکریوں کے حوصلے بلند ہو گئے ہیں لہٰذا آنے والے دور میں اگر اس کے لشکر کا سلطان مظفر کے کسی لشکر کے ساتھ بھی ٹکراؤ ہوتا ہے تو فتح اور کامیابی اسی کے حصے میں آئے گی۔

چنانچہ انہی خیالات کو ذہن میں سجائے رانا سانگا آگے بڑھا احمد نگر کی طرف گیا اور احمد نگر کے اطراف میں بقول مورخین اس نے تباہی و بربادی کا خوب بازار گرم کیا رانا سانگا نے ایک روز شہر میں قیام کرنے کے بعد خوب لوٹ گھسوٹ کی ہر چیز کو لوٹا اور جب اس کا جی بھر گیا تو پھر رانا سانگا بدنگر کی طرف چلا گیا۔

بدنگر کے لوگوں کو جب خبر ہوئی کہ رانا سانگا ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ ان کی طرف پیشقدمی کر رہا ہے اور یہ کہ اس سے پہلے اس نے گجرات کے ایک لشکر کو بدترین شکست دی ہے اور اب ایک فاتح کی حیثیت سے بدنگر کا رخ کر رہا ہے تب مورخین کہتے ہیں بدنگر کے لوگ اس کی خدمت میں حاضر

ہوئے وہ چونکہ ہندو تھے اور انہوں نے رانا سانگا کو یہ یاد کرایا کہ ہم تمہارے باپ دادا کی ہمیشہ عزت کرتے رہے ہیں اور انہوں نے بھی ہماری عزت کی ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ تم ہم پر ظلم نہ کرو۔

مورخین لکھتے ہیں کہ رانا سانگا نے ان لوگوں کی درخواست قبول کی اور بدنگر میں کوئی کاروائی کیے بغیر بیل نگر کی طرف بڑھا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ بیل نگر کا عامل ان دونوں ایک لشکر ملک حاتم تھا اس نے جب دیکھا کہ رانا سانگا ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس کی طرف بڑھ رہا ہے اور رانا کے سامنے اس کا چراغ نہیں جل سکتا تو اس نے بزدلی سے ہار مان لینے پر بہادری اور جرات مندی سے شہید ہو جانے کو ترجیح دی اس نے اپنا تھوڑا بہت لشکر جمع کیا رانا سے جنگ کی اس لڑائی میں ملک حاتم اپنی شجاعت دلیری اور جرات مندی مظاہرہ کرتے ہوئے مارا گیا۔ اور اس کے بعد رانا سانگا بیل نگر سے نکل کر ایک طرف پڑاؤ کر گیا تھا اس کے بعد مال غنیمت اور ضروریات کے سامان کے ڈھیر لگ گئے تھے اس لیے کہ جو اس نے مختلف شہروں کو لوٹا اور شہروں کی طرف جاتے ہوئے راستے میں جس قدر چھوٹے شہر یا قصبے آئے ان سب کو وہ لوٹتا چلا گیا تھا۔

چنانچہ مورخین لکھتے ہیں رانا سانگا کے چلے جانے کے بعد مبارز الملک اور صفدر خاں اپنے لشکر کے ساتھ احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے انہوں نے احمد نگر پہنچ کر پہلے مقتولین کی لاشوں کو سپرد خاک کیا اس موقعہ پر ایک اور فتنہ برپا ہوا کوسی اور کراس نام کے قبائل جو ایدر کے نواح میں آباد تھے جن کی تعداد بہت زیادہ تھی وہ بہترین جنگجو اور خوں خوار قسم کے قبائل تھے انہوں نے جب دیکھا کہ مبارز الملک اور صفدر خاں کے پاس چھوٹا سا ایک لشکر ہے اور وہ احمد نگر میں اپنے مقتولین کی لاشوں کو سپرد خاک کر رہے ہیں ان جنگجو قبائل نے بقول مورخین احمد نگر پر حملہ کر دیا۔

مبارز الملک کو وہ یونہی سمجھتے تھے لیکن مبارز الملک بہرحال جنگ کا بڑا وسیع تجربہ رکھتا تھا دلیری شجاعت اور باہمت تھا چنانچہ مبارز الملک کو جب خبر ہوئی کہ کوسی اور کراس قبائل تک اس کے علاقوں کو اپنا ہدف بنانے کی جرات اور جسارت کر رہے ہیں تب بقول مورخین مبارز الملک نے قلعہ سے باہر نکل کر ان لوگوں سے اپنے چھوٹے سے لشکر کے ساتھ جنگ کی اور ان کے بہت سے لوگوں کو تلوار کے گھاٹ اتار کر فتح حاصل کی اور واپس قلعہ میں چلا گیا۔

جہاں تک احمد نگر شہر کا تعلق تھا تو احمد نگر رانا سانگا کے حملوں اور اس کے ہنگامہ آرایوں کی وجہ سے بالکل تباہ اور برباد ہو چکا تھا غلہ اور ضرورت کی دوسری چیزیں بالکل نایاب تھیں اس لیے وہاں قیام کرنا مشکل تھا لہٰذا مبارز الملک اپنے لشکر کے ساتھ احمد نگر سے کوچ کر کے بیچ نامی قصبے کی طرف چلا گیا تھا۔

☆☆

مرہٹوں کے ان دونوں لشکریوں سے نمٹنے کے بعد قیصر خاں نے اعتماد خاں اور عادل خاں فاروقی نے برہان پور شہر کے باہر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا شہر کی فصیل کے ساتھ ساتھ خیموں کا ایک طرح سے شہر آباد ہو گیا تھا اس میں لشکر نے قیام کیا تھا اور لشکر کی عورتیں جنہیں اس سے پہلے شہر کے اندر رکھا گیا تھا وہ بھی شہر سے نکل کر اپنے اپنے خیموں میں منتقل ہو گئی تھیں۔

ایک روز قیصر خاں اپنی بیوی کوشلیا کے ساتھ اپنے خیمہ میں بیٹھا اور وہ دونوں میاں بیوی اپنے گھریلو مسائل پر گفتگو کر رہے تھے کہ ایک لشکری خیمہ کے دروازے پر آیا اور اس وقت خیمہ کا پردہ گرا ہوا تھا لہٰذا اس کے لشکری نے کھنکارتے ہوئے اپنی موجودگی کا اظہار کیا تو قیصر خاں اندر سے اٹھ کر خیمے کی طرف دروازے کی طرف آیا جو لشکری سامنے کھڑا تھا اس کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا وہ لشکری قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”امیر پڑاؤ میں ہمارے کچھ مخبر داخل ہوئے ہیں وہ اس وقت عادل خاں اور اعتماد خاں کے پاس

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کھڑے ہیں وہ کچھ ایسی خبریں لائے ہیں جو ہمارے لیے تشویش کا باعث ہیں۔"

یہ الفاظ سن کر قیصر خاں چونکا تھا اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"کیسی تفتیش ناک خبریں۔" اس پر لشکری قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"امیر میں ان خبروں کی تفصیل نہیں جانتا لیکن مجھے اعتماد خاں نے بھجوایا ہے کچھ تشویش ناک خبریں آئی ہیں لہٰذا امیر کو بلا کے لاؤ اس بنا پر میں آپ کی طرف آ گیا ہوں۔"

جواب میں قیصر خاں نے فکر مندی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "تم چلو میں تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی وہ لشکری وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

قیصر خاں دوبارہ خیمہ میں داخل ہوا کوشلیا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کوشلیا میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں پڑاؤ میں کچھ مخبر آئے ہیں وہ کچھ خبریں لے کر آئے ہیں میں دیکھتا ہوں کیا معاملہ ہے۔" کوشلیا بھی کچھ فکر مند ہو گئی تھی کہنے لگی۔

"جو الفاظ آپ سے آنے والے لشکری نے کہے ہیں وہ میں سن چکی ہوں وہ کہہ رہا تھا کچھ ایسی خبریں آئی ہیں جو ہمارے لیے تشویش ناک ہیں ایسا کیا معاملہ ہو سکتا ہے۔"

کوشلیا خود بھی فکر مند اور پریشان ہو گئی تھی چنانچہ اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔

"فکر مندی اور پریشانی کی کوئی بات نہیں تم سکون سے آرام سے اپنے خیمے میں بیٹھو میں عادل خاں اور اعتماد کی طرف جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کیا معاملہ ہے۔" اس کے ساتھ ہی قیصر خاں اپنے خیمے سے نکل کر اس طرف ہو لیا تھا جہاں اعتماد خاں عادل خاں دوسرے سالار اس کا انتظار کر رہے تھے۔

قیصر خاں نے ان کے پاس پہنچ کر ایک گہری نگاہ باری باری اعتماد خاں عادل خاں دوسرے سالاروں پر ڈالی پھر تشویش بھرے انداز سے انہیں مخاطب کر کے پوچھ لیا۔ "کیسی خبریں آئی ہیں جس کی بنا پر آپ لوگ پریشان اور فکر مند لگتے ہیں۔"

جواب میں عادل خاں فاروقی بولا اور کہنے لگا۔

"یہ مخبر آپ کے سامنے کھڑے ہیں انہوں نے آ کر دو طرح کی اطلاع دی ہے پہلی یہ کہ بھوج نرمل رتنسی دونوں جو لشکر لے کر آئے تھے اس لشکر کے ساتھ وہ مرہٹوں کے ساتھ مل گئے ہیں اور مخبروں کا کہنا ہے کہ یہ لشکر اتنا بڑا ہے کہ اگر یہ دریائے نربدا کو پار کرنے پہ آئے تو صبح سے لے کر دوپہر تک دریا کے اوپر سے گزرتا رہے گا۔

دوسری بڑی خبر یہ لے کر آئے ہیں کہ ہمارے ان علاقوں کی طرف آنے کے بعد رانا سانگا نے پرزے نکالے ہیں وہ ایڈر پر حملہ آور ہوا ہے ایڈر کے معزول راجا کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا سلطان نے چونکہ مبارز الملک کو ایدر کا عامل مقرر کیا تھا رانا سانگا نے اس پر حملہ آور ہو کر ایڈر سے نکال باہر کیا ہے بلکہ رانا سانگا احمد نگر تک یلغار کرتا رہا اور احمد نگر کے علاوہ دوسرے بہت سے شہروں کو بھی اس نے لوٹا کئی بستیوں کو تباہ کیا اور اس وقت وہ ایدر کے علاقوں میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے ہے اس نے شاید یہ سوچا کہ سلطان مظفر کا لشکر جنوب کی طرف گیا ہوا ہے لہٰذا اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے لیکن اسے سلطان مظفر سے ٹکرانے کی ہمت اور جرات ابھی تک نہیں ہوئی۔"

عادل خاں فاروقی جب خاموش ہوا تب کچھ دیر گہری سوچوں میں ڈوبنے کے بعد قیصر خاں بولا اور کہنے لگا۔

"یہ بہت برا ہوا بھوج نرمل اور رتنسی کو مرہٹوں کے ساتھ ملنا نہیں چاہیے تھا اب مرہٹوں کی طاقت اور قوت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے اگر مخبر کا کہنا ہے کہ وہ اتنا بڑا لشکر ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کھلے میدانوں میں پھر ہم ان کا مقابلہ کریں گے اور اپنے خداوند قدوس کو نصرت کے لیے پکارتے ہوئے ان پر

ضرب لگائے گے اور اپنی فتح مندی کو یقینی بنائیں گے تو اگر وہ تعداد میں زیادہ ہیں تو کوئی بات نہیں۔"

قیصر خاں جب خاموش ہوا تب عادل خاں پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اس کے علاوہ بھی ایک معاملہ ہمارے لیے تشویش ناک ہے۔" غور سے عادل خاں کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں نے پوچھ لیا۔

"کیسا معاملہ جو ہمارے لیے خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔" اس پر عادل خاں بولا اور کہنے لگا۔

"یہ بات آپ کو مخبر ہی بتائے گا جو لشکر ہماری طرف پیش قدمی کر رہا ہے اس کے علاوہ بھی ایک لشکر ہے۔"

عادل خاں کے خاموش ہونے پر قیصر خاں آنے والے مخبر کی طرف دیکھنے لگا تھا کچھ کہنا چاہتا تھا وہ مخبر بول اٹھا۔

"امیر جو لشکر مرہٹوں بھوج نرمل اور رتنسی کے ماتحت ہماری طرف بڑھ رہا ہے اس کے لشکر کے علاوہ رستے میں مرہٹوں نے اپنا ایک لشکر علیحدہ کر دیا ہے پہلے جب ہم نے مرہٹوں کے لشکر کو دیکھا تھا تو وہ بہت زیادہ بلکہ بہت بڑا تھا اس کے آگے ان کے چھ سالار تھے دوسری بار ہم نے ان کا اندازہ لگایا تو لشکر پہلے کی نسبت کچھ کم دیکھائی دیا اور لشکر کے سامنے چھ کے بجائے چار سالار پیشقدمی کر رہے تھے۔

آخر ہم نے بھنک لینی شروع کی اور ہم پر یہ انکشاف ہوا کہ مرہٹوں نے ایک لشکر کو خفیہ طور پر نہ جانے کسی راستے سے اور کہاں سے روانہ کیا ہے وہ کہیں گھات میں رہے گا اور جب آپ کھلے میدانوں میں مرہٹوں سے ٹکرائیں گے تو وہ اپنی گھات سے نکل کر ہمارے لشکر کی پشت سے یا پہلو پر حملہ آور ہو کر اپنی کامیابی کو یقینی بنانے کی کوشش کرے گا۔" اس مخبر کے اس انکشاف پر قیصر خاں پھر گہری سوچوں میں کھو گیا تھا آخیر اس نے کوئی فیصلہ کیا اور کہنے لگا

"پہلے یہ بتاؤ کہ اگر ہم آگے بڑھ کر مرہٹوں کا مقابلہ نہ کریں اور انہیں برہان پور کی طرف آنے دیں تو وہ کب تک یہاں پہنچ سکتا ہے۔"

اس پر مخبر نے سوچ کر کچھ اندازہ لگایا اور کہنے لگا۔

"جس رفتار سے وہ سفر کرتے ہوئے اس طرف پیشقدمی کر رہے ہیں اس کے مطابق وہ کل شام تک یہاں پہنچ سکتے ہیں شام سے پہلے بھی ان کے یہاں پہنچنے کے احکامات ہیں۔"

مخبر جب خاموش ہوا تب کوئی فیصلہ کرنے کے بعد قیصر خاں نے عادل خاں اور اعتماد خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"آج رات کے وقت ایک خاصا بڑا لشکر جاگ کر پہرہ دینے پر مقرر کیا جائے آج کی رات ہم شہر کے باہر ہی بسر کریں گے چوکس رہیں گے تاہم مرہٹوں کے لشکر کا کوئی حصہ ہم پر شب خون مارنے کی کوشش نہ کرے اور کل صبح جب سورج تھوڑا سا بلند ہو جائے تو اس خیمہ گاہ کو ختم کر کے ہم دشمن سے نمٹنے کی کاروائی کی ابتداء کریں گے۔

لشکر میں شامل ساری عورتیں پہلے کی طرح برہان پور شہر کے اندر چلی جائیں گی عادل خاں تم بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ برہاں پور شہر میں رہو گے فصیل پر اور فصیل کے بروجوں پر اپنے لشکر کو چوکس کر دو گے اور ان کے سامنے تیروں کے ڈھیر لگا دو گے اور برجوں میں ہمہ وقت لشکری بیدار اور چوکس رہنے چاہئیں۔

جب کہ جو لشکر ہم گجرات سے لے کر آئے ہیں اسے دو حصوں میں تقسیم کریں گے ایک حصہ میرے ماتحت رہے گا دوسرا اعتماد خاں کی سرکردگی میں رہے گا ہم کل دن کی روشنی میں شہر سے نکل کر ایسے علاقوں کی طرف چلے جائیں گے جہاں ہم محفوظ ہوں اور جہاں ہم پڑاؤ کر سکیں۔

شہر سے نکلتے وقت ہمارا ہر لشکری اپنے ساتھ ایک دن اور ایک رات کا زاد راہ رکھے گا اس کے علاوہ اپنے پاس گھوڑے کی زینوں کے اندر خشک خوراک خشک پھل بھی رکھے جائیں گے برہان پور

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

سے نکلتے وقت ہمارا لشکر اپنے لشکریوں کی خوراک کے لیے کچھ ساماں بھی لے کر نکلے گا اور اسے برہان پور سے دور کسی محفوظ جگہ رکھا جائے گا جہاں لشکر قیام کرے گا وہیں ان کے کھانے پینے کا اہتمام کیا جائے گا اور وہی سے نکل کر ہم دشمن کے خلاف کاروائی کی ابتدا کریں گے۔

عادل خاں مرہٹوں اور ان کے حمائتیوں اور اتحادیوں کو برہاں پور کی طرف آنے دو اور انہیں شہر کا محاصرہ کرنے دو میں اور اعتماد خاں شہر کے اندر نہیں ہوں گے بس تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ فصیل کے اوپر چوکس رہنا رات کے وقت فصیل کے اوپر اور برجوں کے اندر جگہ جگہ مشعلیں روشن کر دی جائیں تاکہ فصیل کے چاروں طرف روشنی رہے اور اسی روشنی میں جب ہم اپنے کام کی ابتدا کریں گے تو خداوند قدوس نے چاہا تو۔

بہرحال اگر وہ دونوں ہمارے خلاف حرکت میں آ ہی چکے ہیں تو میرا دل کہتا ہے وہ دونوں نقصان اٹھائیں گے۔ رہی بات مرہٹوں کی تو مرہٹے کوئی آسمان سے اتری ہوئی قوم نہیں ہے کہ ان کو شکست نہیں دی جا سکتی اس سے پہلے انہیں ایک بار بدترین شکست دی گئی ہے اور اس کے بعد جو ان کا لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو کے آیا اسے بھی کچلا گیا ہے پھر اب وہ کیا چاہتے ہیں اگر ان کا خیال ہے کہ وہ ان سارے علاقوں کو روندتے ہوئے اپنی حکمرانی قائم کریں گے تو یہ ان کی بھول ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد حسین اور خوب صورت کوشلیا رکی مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ باہر سے کسی نے آواز دے کے قیصر خاں کو بلایا قیصر خاں اٹھ کر جب باہر نکلا تو خیمے کے قریب ہی عادل خاں فاروقی اعتماد خاں اور کچھ دوسرے سالار کھڑے تھے اور ان کے اندر مالوہ کے حکمراں سلطان محمود خلجی کا سالار آصف بھی کھڑا ہوا تھا۔

قیصر خاں چونکہ اسے جانتا اور پہچانتا تھا لہٰذا بڑی خوش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آگے بڑھا آصف کو گلے لگا کر ملا جب علیحدہ ہوا تب عادل خاں فاروقی بولا اور قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”جس وقت آپ وہاں سے ہٹ کر اپنے خیمہ کی طرف آئے تو اس وقت آصف خاں بھی آیا یہ اپنے ساتھ سلطان محمود خلجی کی طرف سے ایک خاصا لشکر لے کر آیا ہے کیونکہ سلطان محمود خلجی کو خبر ہو چکی ہے کہ مرہٹے شمال کی طرف پیشقدمی کر رہے ہیں اور وہ میرے علاقوں کے علاوہ سلطان محمود خلجی کے علاقوں کو بھی روندنا چاہتے ہیں لہٰذا سلطان محمود خلجی جس قدر لشکر مہیا کر سکا ہے آصف خاں کی کمانداری میں اس نے اسے بھیج دیا ہے۔“

اس پر قیصر خاں نے خوشی کا اظہار کیا پھر عادل خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”سب سے پہلی بات اپنے لشکر کے اندر آصف خاں اور اس کے لشکریوں کے پڑاؤ کا ایک اہتمام کیا جائے اور کل جب برہاں پور کے نواح سے یہ پڑاؤ خالی کر دیا جائے گا تو عادل خاں میرے بھائی جس طرح تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شہر کے اندر ہو گے آصف خاں بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تمہارے ساتھ برہان پور کے اندر ہی رہے گا اور تم دونوں مل کر شہر کا دفاع کرو گے جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں میں اور اعتماد خاں دونوں باہر رہ کر مرہٹوں پر ضرب لگائیں گے۔“

سلطان محمود خلجی کے سالار آصف خاں نے بھی اس سے اتفاق کیا تھا چنانچہ سب وہاں سے ہٹ گئے۔

آصف خاں جو لشکر لے کر آیا تھا اس کے قیام کا بندوبست کرنے لگے تھے۔

ان سے گفتگو ختم کر کے قیصر خاں پھر اپنے خیمے میں داخل ہوا کوشلیا کے قریب آ کے بیٹھ گیا دونوں کچھ دیر تک متوقع جنگ کے متعلق گفتگو کرتے رہے اس کے بعد دونوں میاں بیوی اگلے روز کی کاروائی کے لیے اپنی تیاریوں میں لگ گئے تھے چنانچہ اگلے روز صبح سویرے منصوبہ بندی کی گئی تھی اس کے مطابق

عمل شروع ہوا فجر کی نماز کے بعد قیصر خاں اور اعتماد خاں اپنے لشکر کو لے کر برہان پور کے جنوب کی طرف چلے گئے تھے اپنے ساتھ وہ اپنے لشکریوں کی ضرورت اور کھانے پینے کا وافر ساماں لے گئے تھے جب کہ خیمہ گاہ کو ختم کر دیا گیا تھا لشکر میں جس قدر عورتیں تھیں انہیں برہان پور شہر کے اندر منتقل کر دیا گیا اس کے بعد عادل خاں فاروقی اور سلطان محمود خلجی کے سالار آصف خاں نے پہلے فصیل کے اوپر جا کر برجوں کا جائزہ لیا پھر انہوں نے فصیل کی حفاظت کے لیے برجوں کے اندر تیر انداز اور جنگجو لشکری مقرر کیے تیروں کے ڈھیر لگا دیے گئے شہر کے حاکم ہر دروازے کے قریب جو برج تھے وہاں تیر اندازوں اور لشکریوں کی زیادہ تعداد رکھی گئی اس طرح برہان پور میں اب بڑی بے چینی سے مرہٹوں کے علاوہ بھوج نرمل اور رتنسی کے لشکر کا انتظار ہونے لگا تھا۔

اسی روز شام سے کچھ پہلے مرہٹوں کا ایک بہت بڑا لشکر بھوج نرمل اور رتنسی کے لشکر کے ساتھ برہان پور پہنچا پہلے انہوں نے شہر کا جائزہ لیا جب انہیں پتہ چلا کہ شہر کی ساری دفاعی قوت شہر کے اندر محصور ہو گئی ہیں تو انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اس کے بعد شہر کا انہوں نے محاصرہ کر لیا تھا۔

جب لشکریوں کو ان منتخب مقام پر کاروائیوں کرنے کے لیے بٹھا دیا گیا تب مرہٹوں کے سالار ان کا سالار اعلا بھوج نرمل رتنسی ایک جگہ جمع ہوئے اس موقعہ پر بھوج نرمل مرہٹا سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”یہاں آنے کے بعد اچھی چیز کا انکشاف ہوا ہے وہ یہ کہ ہمارے دشمن برہان پور کے اندر محصور ہو چکے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے خوف زدہ ہیں اور ان میں اتنی جرات جسارت نہیں کہ برہان پور شہر سے باہر نکل کر ہماری راہ روکیں۔“

یہاں تک کہنے کے بعد بھوج نرمل رکا دم لیا پھر وہ کہتا چلا گیا تھا۔

”گجرات کے سلطان مظفر کا سالار قیصر خان بڑا ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا ہے اب اس کی بھی برہان پور میں حالت ایسی ہے جیسے کسی چوہا کو ڈبے میں بند کر دیا گیا ہو بہرحال اب جب کہ ہم پہنچ گئے ہیں تو شہر کے اندر جس قدر لشکر ہے اس کا خاتمہ کیے بغیر یہاں سے ہٹیں گے نہیں شاید قیصر خاں اور اس کے سالاروں نے اپنے آپ کو شہر کے اندر محصور کر کے ایک طرح سے اپنی موت کو دعوت دی ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد بھوج نرمل رکا دوبارہ وہ مرہٹہ سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”میرے خیال میں لشکریوں کو آج کی رات اور کل کا دن آرام کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہیے اس کے بعد ہمیں شہر پر حملوں کی ابتدا کر دینی چاہیے۔“ سب مرہٹہ سالاروں نے اس سے اتفاق کیا تھا پھر سب گھوم پھر کر اپنے لشکر کے پڑاؤ کا جائزہ لینے لگے۔

جب سورج غروب ہو گیا اور رات گہری ہونے لگی تب قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں نے جس جگہ اپنے لشکر کے ساتھ قیام کیا تھا وہ زمین کٹی پھٹی تھی جگہ جگہ بڑے بڑے گہرے تھے ان کے اندر لشکر کو ٹھہرا لیا گیا تھا لشکری جب شام کا کھانا کھا چکے اور قیصر خاں ان کے اندر ہی اعتماد خاں کے ساتھ بیٹھ کر ان کے حوصلہ افزائی کر رہا تھا کہ جو مخبر قیصر خاں نے دشمن پر نگاہ رکھنے کے لیے پھیلائے تھے ان میں سے ایک اس کے پاس آیا اور قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”امیر مرہٹوں کے علاوہ بھوج نرمل رتنسی کا لشکر یہاں پہنچ گیا ہے اور انہوں نے برہان پور شہر کا محاصرہ کر لیا ہے جو خبریں ہم حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں ان کے مطابق مرہٹوں کا لشکر آج رات مکمل آرام کرے گا شہر پر حملوں کی ابتدا نہیں کرے گا تاہم شہر کے اردگرد نگاہ رکھنے کے لیے ایک حصہ انہوں نے چوکس کیا ہے اور باقی سپاہ آج پوری رات آرام کرے گی ان کی جو منصوبہ بندی ہے اس کے مطابق کل برہان پور پر حملوں کی ابتدا کریں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

گے۔"

اس مخبر کے انکشاف پر قیصر خاں خوش ہو گیا تھا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "تم جا کے کھانا کھاؤ اور آرام کرو تو پھر دیکھو ہم کیا کرتے ہیں۔"

اس مخبر کے جانے کے بعد قیصر خاں کچھ دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اعتماد خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اعتماد خاں آج آدھی رات کے وقت ہم اپنے کام کی ابتداء کریں گے مرہٹوں کے لشکر پر شب خوں ماریں گے اس شب خوں کے بعد میں دیکھوں گا کہ مرہٹے اور بھوج نرمل اور رتنسی کتنے دن یہاں قیام کر کے برہان پور کا محاصرہ جاری رکھنے کی کوشش کرتے ہیں میرے بھائی لشکریوں سے کہو کہ آرام کر لیں آدھی رات کے وقت ہم یہاں سے کوچ کریں گے اعتماد خاں شب خوں مارنے کا طریقہ یہ ہو گا کہ سب سے پہلے میں مرہٹوں کے اس لشکر پر حملہ آور ہوں گا جو سویا ہوا ہو گا اپنے پہلے ہی حملہ میں میں کوشش کروں گا کہ ان گنت مرہٹوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے تم میرے بائیں پہلو میں رہتے ہوئے یہی کام کرو گے اس طرح جب ہم دونوں رات کی گہری تاریکی میں اس طرح مرہٹوں پر حملہ آور ہو کر ان کا قتل عام کریں گے تو یاد رکھنا جمرہٹوں کے لشکر پر ایک طرح سے ہمارا خوف اور دبدبہ طاری ہو جائے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خان رکا پھر دوبارہ وہ اعتماد خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"مرہٹوں نے یقیناً اپنے لشکر کا ایک حصہ بیدار رکھ کر اپنے لشکر کی حفاظت کا سامان کیا ہو گا اور جب ہم حملہ آور ہوں گے اور مرہٹوں کا قتل عام کریں گے تو یقیناً ان کے لشکر کا جو حصہ جاگ رہا ہو گا وہ ہمیں اپنا ہدف بنانے کی کوشش کرے گا لہٰذا اس وقت ہم نے تبدیلی کرنی ہے تم اس لشکر کی راہ روکنا جو بیدار ہو کر پہرہ دے رہا ہو گا اور حملہ آور ہونے کے بعد وہ ہمیں اپنا ہدف نہ بنانے کی کوشش کرے گا جب تم جاگ کر پہرہ دیکھنے والے دشمن کے اس لشکر کو سنبھال لو گے تو اتنی دیر تک میں مرہٹوں کی انگنت تعداد کو موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دوں گا اس کے بعد تم سب سے پہلے پیچھے ہٹنا اور واپسی کے لیے اپنے لشکریوں کو سمیٹتے ہوئے بھاگ کھڑے ہونا۔

یقیناً مرہٹے تمہارا تعاقب کریں گے جب تم کچھ دور نکل جاؤ گے تب میں بھی ہٹوں گا اور جو مرہٹے تمہارے تعاقب میں لگے ہوں گے ان پر حملہ آور ہو کر انہیں کو کاٹ کر رکھ دوں گا لازمی بات ہے کہ مرہٹے میرے پیچھے بھی آئیں گے لیکن جب وہ پہلے تعاقب کرنے والے اپنے ساتھیوں کا انجام دیکھیں گے تو وہ بھی کوئی کاروائی کیے بغیر واپس چلے جائیں گے اس طرح مجھے امید ہے ہم مرہٹوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اس نقصان کا یہ سلسلہ اگر دو تین روز تک جاری رہا تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں مرہٹے یہاں سے بھاگنے والی بات کریں گے اور وہ یہاں قیام کو اپنے لیے خطرہ اور خدشہ خیال کرتے ہوئے اپنی جانیں بچانے کی کوشش کریں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں خاموش ہوا کچھ سوچا دوبارہ اعتماد خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اب چلو ہم دونوں آرام کرتے ہیں لشکر کا جو حصہ تم نے پہلے سے مقرر کیا ہے اسے کہہ دو کہ بیدار رہ کر اردگرد پر کڑی نگاہ رکھے اور آدھی رات سے تھوڑا پہلے ہمیں جگا دیں تاکہ ہم اپنی کاروائی کی ابتدا کر سکیں۔" اس کے ساتھ ہی قیصر خاں اور اعتماد خاں آرام کرنے کے لیے پیچھے ہٹ گئے تھے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

گھری تاریک رات دل وجاں کو نیند کا روگ لگاتی' لطیف غنودگی آمیز جذبے پھیلاتی' حیات وموت کے اجزا ملاتی' فکر کی ساری رعنائیوں' دکھ کی بے انت کسک' فراق رتوں کی الم خیزیوں کو ریزہ ریزہ کرتی ہوئی اپنی منزل کی طرف بھاگتی چلی جارہی تھی۔ مرہٹوں کے لشکر کا ایک بڑا حصہ جاگ رہا تھا تاہم شہر پناہ کے ہر دروازے کے سامنے کچھ دستے روشنی کیے ضرور چوکس اور بیدار تھے۔

ایسے میں قیصر خاں اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا پھر وہ اپنے مخبروں کی رہنمائی میں ان مرہٹے لشکریوں پر حملہ آور ہوا جو گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ ان کے قریب آتے ہی قیصر خاں ان پر بے خواب آنکھوں میں وحشت بھرتی دکھوں کی بے انت اذیتوں' فکر کی ساری رعنائیوں کو قفس کی اذیتا کی سے دوچار کرتے درد کے خوفناک عذابوں' قہرمانیت کے سلسلوں میں تمناؤں کی شیشہ گری' کرچی کرچی کرتے جذبوں' ساعت کے کشکول میں آہوں' سسکیاں اور چیخیں بھر دینے والے عذابوں کے سلسلوں' چاروں طرف مرگ کے کھیل پھیلاتی فراق رتوں کی الم خیزیوں کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔

قیصر خان کا یہ حملہ ایسا زور دار اچانک اور جان لیوا تھا کہ اپنے پہلے ہی حملے میں اس نے ان گنت مرہٹوں کو موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا تھا۔ قیصر خاں کے ساتھ ہی ساتھ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ساتھ اعتماد خاں بھی حرکت میں آیا اور بھی سوئے ہوئے مرہٹوں پر رگوں میں وحشتیں بھرتے دست جبر کے عزم پر وجود کو ریزہ ریزہ کرتی' پھیلتی' بکھرتی آتش فشانیوں' غم کے استعارے' دکھوں کی تعبیریں' قحط کے آزاد دامن میں بھرتی ستم طرازیوں کے افکار کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اس طرح قیصر خان اور اعتماد خاں کے رات کی گہری تاریکی میں ہولناک انداز میں شب خوں مارنے کے باعث مرہٹوں کے لشکر میں برستی آگ کی وحشت زخمی کہانیاں پھیلتی چلی گئی تھیں اور شب خون نے طبقہ داری کی نفرت میں رخ دھواں دھواں فکر و خیالات کو دھول دھول کرتے ہوئے مرہٹوں کے لشکر کے اندر سرد آہوں کے ہجوم کھڑے کر کے رکھ دیے تھے۔

کچھ دیر تک قیصر خاں اور اعتماد خاں ان مرہٹوں کے قتل عام کرتے رہے جو سوئے ہوئے تھے جو آرام کر رہے تھے اتنی دیر تک شہر پناہ کے ہر دروازے کے سامنے جو دستے چاک وچوبند تھے' وہ بھی اکٹھے ہو کر پلٹے اور قیصر خاں اور اعتماد خاں پر حملہ آور ہونا چاہا قیصر خاں اور اعتماد خان نے جو مختلف سمتوں سے انہیں اپنا ہدف بناتے آئے تھے' ایک طرف سے اعتماد خان ان پر حملہ آور ہوا دوسری طرف سے قیصر خاں ان پر ٹوٹ پڑا' اس طرح دونوں نے مل کر ان سارے مرہٹوں کا صفایا کر دیا تھا جو اپنے لشکر کی سلامتی کے لیے جاگ کر پہرہ دے رہے تھے۔

اس ساری کاروائی کی تکمیل کے بعد جب قیصر خاں اور اعتماد خاں نے دیکھا مرہٹے بڑی تیزی سے تیار ہونا شروع ہوگئے ہیں اور جلد ہی وہ کسی بڑی جنگ کی طرح لڑنے پر تیار ہو جائیں گے یہ اندازہ کرتے ہی اعتماد خاں اور قیصر خاں دونوں وہاں سے ہٹ کر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اس طرف جارہے تھے' جہاں اپنے لشکر کے ساتھ انہوں نے قیام کر رکھا تھا۔

شب خون کے بعد جب کہ قیصر خان اور اعتماد خان دونوں بڑی کامیابی سے اپنے ہدف کو نشانہ بنا کر واپس جا چکے تھے مرہٹوں کے سردار اور سالار ایک جگہ جمع ہوئے' بھوج نرمل اور رتنسی بھی ان کے اندر تھے پھر مرہٹوں کے لشکر کا بڑا سالار اپنے متحد سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جس لشکر نے ہم پر شب خون مارا ہے وہ کون ہے جب کہ ہمارے مخبر اس سے پہلے ہمیں یہ بتا چکے ہیں کہ برہان پور شہر کی حفاظت کے لیے جس

قدر لشکری اس علاقے میں تھے وہ سب کے سب برہان پور شہر کے اندر محصور ہو گئے ہیں اگر ایسا ہے اور یہ اطلاع اور خبر درست ہے تو پھر جس لشکر نے ہم پر شب خون مارا وہ لشکر کون ہے' کس کا ہے' کہاں اس نے قیام کر رکھا تھا یہاں آنے سے قبل میں اپنے پڑاؤ کا جائزہ لے چکا ہوں۔ رات کو ہم نے جو اپنے لشکر کا حصہ شہر پناہ کے ہر دروازے کے سامنے مستعد کیا تھا وہ سارے لشکری مارے جا چکے ہیں اس کے علاوہ ہمارے لشکر کا وہ حصہ جو سویا ہوا تھا آرام کر رہا تھا اس کے اندر بھی تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا گیا ہے اور وہاں بھی ان گنت ہماری لشکریوں کو موت گھاٹ اتار دیا گیا ہے اور یہ ایک ایسا نقصان ہے جو کم از کم برہان پور کے نواح میں ناقابل تلافی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مرہٹوں کا سالار کچھ پھر اپنے چھوٹے سالاروں کے علاوہ بھوج نرمل رتنسی کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

''اپنے کچھ مخبروں کو مقرر کرو جو یہ جاننے کی کوشش کرے کہ جس لشکر نے ہم پر شب خون مارا ہے وہ لشکر کس کا ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کس مقام پر اس نے قیام کر رکھا ہے اور اگر اس کے محل وقوع کی ہمیں خبر ہو جاتی ہے تو ہم پھر اس پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دیں تاکہ آنے والے دنوں میں ہمیں اس کے شب خون کا سامنا نہ کرنا پڑے اور اس کی وجہ سے ہمیں برہان پور شہر کا محاصرہ نہ اٹھانا پڑے۔

ساتھ ہی ایک اور کام کرو کچھ لشکریوں کو بڑے دستوں کی صورت میں برہان پور کی شہر پناہ کے دروازوں پر مقرر کرو' اس کے علاوہ برہان پور کے اردگرد اپنے کچھ مخبر اور اطلایہ گر پھیلا دو تاکہ پھر کوئی ہم پر حملہ آور ہونے کی جرات و جسارت کرے تو جو ہرکارے اردگرد پھیلے ہوں گے وہ ہر وقت ہمیں اطلاع کر دیں گے باقی لشکریوں سے کہو کہ آرام کریں' چند دستے اپنے ساتھ لو اور سارے سالار زخمیوں کی دیکھ بھال کے کام میں لگ جاؤ۔''

اس کے ساتھ ہی مرہٹوں کا سالار اور اس کے ماتحت کام کرنے والے سارے چھوٹے بڑے سالار شب خون کے نتیجے میں زخمی ہونے والے مرہٹوں کی دیکھ بھال کرنے لگے تھے۔

اگلے روز جب سورج طلوع ہوا اور مرہٹوں کے علاوہ رانا سانگا کے لشکری کھانے پینے سے فارغ ہو چکے اور جس وقت ایک قدرے بلند جگہ مرہٹوں کے سالاروں کے علاوہ بھوج نرمل اور رتنسی گزشتہ شب خون کے متعلق گفتگو کر رہے تھے' رات کے وقت انہوں نے جو اپنے مخبروں کو شب خون مارنے والوں کے متعلق اطلاع دینے کے لیے کہا تھا ان میں سے کچھ واپس آئے اور مرہٹوں کے سالار اعلیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے ان میں سے ایک کہنے لگا۔

''آپ کی خواہش کے مطابق ہم نے شب خون مارنے والوں کا پتا لگا لیا ہے' وہ برہان پور شہر کے لگ بھگ سات سے آٹھ میل دور کٹی پھٹی زمین ہے' اس کے اندر گھات لگائے ہوئے ہیں وہیں سے اٹھ کر انہوں نے شب خون مارا تھا ان کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے اور جو کچھ ہم نے ان کی ہلچل سے اندازہ لگایا ہے وہ ان شب خونوں کا سلسلہ اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک ہم برہان پور شہر کا محاصرہ ترک کر کے واپس نہیں چلے جاتے۔''

اس موقع پر مرہٹوں کے سالار کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگا۔

''واپس تو ہم ضرور جائیں گے پر ان ساری قوتوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ہی لوٹیں گے۔ تم نے اچھا کیا ان کے متعلق اطلاع فراہم کر دی' کیا تم یہ نہیں جان سکتے کہ شب خون مارنے والوں کی کمانداری کون کر رہا ہے۔''

اس پر اس مخبر نے نفی میں گردن ہلائی کہنے لگا۔

''یہ ہم نہیں جان سکے ان کی سالاری کون کر رہا ہے وہ وہیں صرف ہم پر شب خون مارنے کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

لیے پڑاؤ کیے ہوئے ہیں اور آنے والی شب کو شاید وہ پہلے کی نسبت زیادہ شدت سے شب خون ماریں۔''

مرہٹوں کے سالار نے پھر نفی میں گردن ہلائی بلکہ سر کو جھٹکا اور نفرت بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''اگلا شب خون وہ اس وقت ماریں گے جب وہ زندہ رہیں گے' ان کا خاتمہ تھوڑی دیر تک کر دیا جائے گا اور آنے والے وقت میں وہ ہمارے لیے نقصان کا باعث نہیں ہوں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مرہٹوں کا سالار کچھ دیر سوچتا رہا پھر باری باری اس کی نگاہیں بھوج نرمل اور رتنسی پر جم گئیں اس کے بعد دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم دونوں اپنے ساتھ جو لشکر لے کر آئے ہو اسے علیحدہ کر کے تیار کرو' جتنا لشکر تم لے کر آئے ہو اتنا ہی لشکر میں مرہٹوں کا تیار کرتا ہوں میرا ایک سالار اپنے لشکر کی کمانداری کرے گا۔

اس طرح یہ متحد لشکر شمال کی طرف بڑھے اور دشمن کے جس لشکر نے گزشتہ شب ہم پر حملہ آور ہو کر ہمارے ان گنت لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے ان میں سے کسی کو بچ کر بھاگنے کا موقعہ نہیں ملنا چاہیے۔ اگر شب خون مارنے والوں کا ہم نے خاتمہ کر دیا تو یاد رکھنا برہان پور میں محصور لشکر اس وقت تک ہی تیز اور شدید مزاحمت کرے گا جب تک ان کے لشکر کا وہ حصہ باہر ہے جسے ان کو شب خون مارنے پر مقرر کیا ہوا ہے اور جب ان کا خاتمہ ہو جائے گا تو یہ بھی ممکن ہے برہان پور میں جو لشکر محصور ہے وہ ہمارے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائے۔''

بھوج نرمل اور رتنسی دونوں میں سے کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ شب خون مارنے والے لشکر کی کمانداری قیصر خاں کر رہا ہے اگر انہیں خبر ہوتی یقیناً وہ ادھر جانے سے انکار کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ ضرور تلاش کر لیتے لیکن اپنی بے خبری کی وجہ سے اب انہیں اپنے لشکر کے ساتھ ادھر کا رخ کرنا پڑا۔

اس طرح بھوج نرمل اور رتنسی کے علاوہ مرہٹوں کا ایک سالار جس کی کمانداری میں ہزاروں مرہٹے تھے' اپنے آپ کو خوب مسلح کر کے شمال کی طرف بڑھے تھے۔

دوسری طرف قیصر خاں اور اعتماد خان کے مخبر بھی بڑی تیزی سے کام کر رہے تھے چنانچہ قیصر خاں کو اس کے طلایہ گروں نے یہ اطلاع کر دی تھی کہ مرہٹوں اور رانا سانگا کے لشکریوں پر مشتمل ایک بہت بڑا لشکر ان پر حملہ آور ہونے کے لیے آ رہا ہے' قیصر خاں کو یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ رانا سانگا کے لشکریوں کی کمانداری بھوج نرمل اور اس کا بیٹا رتنسی کر رہے ہیں جب یہ خبر مخبروں نے قیصر خاں سے کہی تب اس وقت قیصر خاں کے پاس اعتماد خان کے علاوہ دوسرے چھوٹے سالار بھی تھے اس موقعہ پر قیصر خاں بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''لگتا ہے شکار خود شیر کی کچھار میں گھسنے والا ہے لومڑیاں بھیڑیوں کے بھیٹ میں گھسنے کا ارادہ کر چکی ہیں۔''

''اعتماد خاں میرے بھائی میں بھوج نرمل سے اپنے قتل ہونے والے تین ساتھیوں کا انتقام لینا چاہتا تھا اور خداوند قدوس کو منظور ہوا تو میری یہ خواہش آج ضرور پوری ہوگی۔ میرے بھائی اپنے سارے چھوٹے سالاروں کے ذریعے لشکریوں کے اندر یہ بات پھیلا دو کہ بھوج نرمل اور رتنسی دونوں کو زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کی جائے' اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہوگی اور پھر جو مرہٹوں اور رانا سانگا کا متحد لشکر آ رہا ہے خداوند قدوس کو منظور ہوا تو ان میں سے بھی کوئی بچ کے جانے نہیں پائے گا اور میں مرہٹوں کو بتاؤں گا کہ کیسے ہم انہیں یہاں سے ذلیل و خوار کر کے واپس جانے پر مجبور کرتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں رکا پھر وہ اعتماد خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اعتماد خاں میرے عزیز بھائی ابھی اسی وقت پہلے کی طرح لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک حصہ لے کر اپنے اس پڑاؤ سے تم بائیں جانب پیچھے ہٹ جانا' میں اپنے حصے کے ساتھ دائیں طرف ہو جاؤں گا اور گھات لگا دیں گے تاکہ جو دشمن ہمارے پڑاؤ کی طرف بڑھے' اسے ہم دکھائی نہ دیں اور جب وہ ہمارے پڑاؤ کے قریب آئیں جائیں اور جس وقت ہمارے خالی پڑاؤ کا حیرت و تعجب سے اندازہ لگا رہے ہوں سب سے پہلے میں اپنے کام کی ابتدا کروں گا' میں انہی گھات سے نکل کر دائیں جانب سے ان پر حملہ آور ہوں گا۔

لازمی بات ہے جب میں تکبیریں بلند کرتا ہوا ان کی طرف بڑھوں گا' وہ میری طرف متوجہ ہوں گے اور سارے مجھ سے ٹکرانے اور مجھے زیر کرنے کی کوشش کریں گے جب وہ ایسا کریں تو میرے عزیز بھائی پشت کی جانب تم ان پر حملہ آور ہو جانا پھر میں دیکھوں گا ان میں سے کون بچ کر بھاگ سکتا ہے اور میں تمہیں یہ بھی یقین دلاؤں کہ ہمارے اس دو طرفہ حملہ سے مرہٹے ہی نہیں رانا سانگا کے لشکری بھی پس کر رہ جائیں گے۔

چنانچہ جب اس طرف آنے والے لشکر کا خاتمہ کر دیں گے اسے بدترین شکست دیں گے' یہ خبریں جب برہان پور کا محاصرہ کرنے والے مرہٹوں کے لشکر میں پہنچیں گی تو یاد رکھنا وہ ایسے دل برداشتہ ہوں گے دن تو ایک طرف رات کو بھی سونے اور اپنی نیند پوری کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور جب ہم اس طرف آنے والے لشکر کا خاتمہ کریں گے تو پھر تیز رفتار قاصد برہان پور شہر میں عادل خاں فاروقی اور آصف خاں کی طرف بھجوائیں گے انہیں کہیں گے وہ اپنا لشکر لے کر شہر سے باہر نکلیں' اتنی دیر تک ہم بھی قریب پہنچ جائیں گے ایک طرف سے میں اور تم دوسری طرف سے جب عادل خاں فاروقی اور آصف خاں حملہ آور ہوں گے تو پھر دیکھیں گے مرہٹے کب تک برہان پور سے بھاگنے کی کوشش نہیں کرتے۔''

اعتماد خاں ہی نہیں باقی سارے سالاروں نے بھی قیصر خاں کی اس تجویز کو پسند کیا تھا چنانچہ فی الفور لشکر کو پہلے کی طرح دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور پڑاؤ سے نکل کر بائیں جانب اعتماد خاں نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اور دائیں جانب قیصر خاں نے دوسرے حصے کے ساتھ کافی پیچھے ہٹ کر گھات لگا لی تھی۔

مرہٹوں اور رانا سانگا کا متحدہ لشکر جب اس جگہ کے پاس آیا جہاں قیصر خاں اور اعتماد خاں کا پڑاؤ تھا اور جب انہوں نے جب دیکھا کہ پڑاؤ خالی ہے تو وہ بڑے حیرت زدہ اور ایک طرح سے خوف زدہ بھی ہوئے ابھی وہ انہی سوچوں میں ڈوبے ہوئے تھے کہ ان کے دائیں جانب سے ایک انقلاب' ایک تبدیلی رونما ہوئی' قیصر خاں اپنے لشکر کے ساتھ خاموشی کی ذات کے گہرے قفس میں صداؤں کے عروج و کمال سخن کے شیش محل میں حرف و صوت کی ہنرمندی کی طرح تکبیریں بلند کرتا ہوا ان کی طرف بڑھا' پھر وہ رانا سانگا اور مرہٹوں کے اس متحد لشکر پر موت کا سیسہ پگھلاتی سانسوں کی ڈوریاں کاتی مرگ کے دشت کھڑے کرتی قضا کی سرمستی و سرشاری کا شہ وقت کے گہرے گھنے اندھیروں میں گوشہ در گوشہ کنج در کنج گھس جانے والی آفتاب کی خیرہ کن شعاعوں اور رگ رگ میں کھولتے خوف کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

مرہٹوں نے جب دیکھا کہ ان کے دائیں جانب چھوٹا سا ایک لشکر نمودار ہوا ہے اور وہ ان پر حملہ آور ہونے کے درپے ہے تو انہوں نے اسے کوئی اہمیت نہ دی تھی لیکن رانا سانگا کے علاوہ بھوج نرمل اور رتنسی پر ایک طرح کا خوف طاری ہو گیا تھا ایک تو سب سے پہلے جو تکبیریں بلند ہوئی اس سے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

انہوں نے پہچان لیا کہ یہ قیصر خاں ہے جب وہ اپنے لشکر کے آگے آگے ان کے قریب آیا تو انہوں نے دیکھا وہ حسب عادت اپنے چہرے پر اپنے خود کا نقاب ڈالے ہوئے تھا اور قیصر خاں کا وہاں موجود ہونا ہی رانا سانگا کے لشکریوں پر سراسیمگی اور خوف طاری کرنے کے لیے کافی تھا۔

مرہٹے پوری طاقت اور شدت کے ساتھ بہرحال قیصر خاں سے ٹکرائے تھے بھوج نرمل اور رتنسی بھی سہمے سہمے سے انداز میں حملہ آور ہوئے تھے لیکن اسی دوران ان کے لیے ایک اور خوف اور وحشت اٹھ کھڑی ہوئی اس لیے کہ ان کی پشت کی جانب سے ویران اندھیروں میں چمکتے جگنوؤں بے انت خلاؤں میں ہواؤں کے خروش اور اعضا شکنی طاری کرتی صحراؤں میں تکبیریں بلند ہوئی تھیں اور پھر ان کی پشت پر اعتماد خاں اپنے لشکر کے ساتھ بخت روسیاہ کی گردش میں خونی ہنگامے کھڑے کرتی سرکش آندھیوں صحرا سے اٹھ کر بربادی سے آشنا کرتے سرگردان بگولوں جینے سے بیزار کرتی بے یقینی اور محرومیوں کی دھند اور ہولناک آتشیں برسات کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔

اس طرح برہان پور شہر سے سات سے آٹھ میل شمال میں دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے یوں لگتا تھا جیسے روح اور جسم دشمنی و اخوت اختلاف و اتحاد تخریب و تعمیر انتشار و گروہ بندی آگ و دخان منزل و مسافتیں ایک دوسرے کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہوں اور ایک دوسرے ٹکرا گئی ہوں۔

لشکری ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہوئے قضا کی مشکیں کھولنے لگے تھے۔ قیصر خاں اور اعتماد خاں کے لشکری بڑی تیزی سے اپنے دشمنوں پر حاوی ہوتے ہوئے طغیانیوں پر آئے سیلابی ریلے کی طرح مرہٹوں اور رانا سانگا کے لشکریوں کو لمحہ بہ لمحہ موت کی اترائی لحظہ بہ لحظہ کرب کی بھٹیوں میں اتارتے چلے جارہے تھے۔

تھوڑی دیر خوں ریز جنگ کے بعد مرہٹوں اور رانا سانگا کے اس لشکر کا ایک طرح سے مکمل طور پر خاتمہ کر دیا گیا بہت کم لشکری ہوں گے جنہیں بھاگ کر اپنی جانیں بچانا نصیب ہوا تھا جب کہ قیصر خاں پہلے سے جاری کردہ احکامات کے مطابق بھوج نرمل اور رتنسی دونوں کو زندہ گرفتار کرلیا گیا تھا اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے کے بعد قیصر خاں نے بھوج نرمل اور رتنسی کو لانے کے لیے کہا' اس طرح اس کے ایک چھوٹے سالار نے ان دونوں کو پکڑ کر قیصر خاں کے سامنے لا کھڑا کیا تھا اس وقت اعتماد خاں بھی قیصر خان کے ساتھ ہی کھڑا تھا بھوج نرمل اور رتنسی دونوں کے ہاتھ پشت پر کس کر بندھے ہوئے تھے۔

جب دونوں کو قیصر خاں کے سامنے لا کر کھڑا کیا گیا تب کچھ دیر قیصر خاں بڑے غور سے ان کی طرف دیکھتا رہا' رتنسی اور بھوج نرمل دونوں کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں' زمین کی طرف دیکھ رہے تھے اس موقعہ پر آگے بڑھ کر باری باری ان کی ٹھوڑیوں کے نیچے ہاتھ رکھتے ہوئے قیصر خاں نے ان کے چہرے اوپر کیے پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم دونوں رانا سانگا کے لشکر کے بہت بڑے سورما بنتے تھے جب ہمارے ہاتھوں پے درپے شکستوں کا سامنا کرنا پڑا تم سے اور کچھ نہ بن پڑا' مرہٹوں کا ساتھ دینے کا ارادہ کرلیا مرہٹوں کو ایک بار ہم کڑی سزا دے چکے ہیں اور اس بار بھی خداوند قدوس کو منظور ہوا تو وہ ایسے ذلیل و خوار ہو کر یہاں سے واپس جائیں گے کہ دوبارہ ان علاقوں کی طرف آنے کے متعلق سوچ تک نہ سکیں گے۔''

اس موقع پر کھا جانے والی ایک نگاہ قیصر خاں نے اپنے سامنے کھڑے بھوج نرمل پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''بھوج نرمل تجھے میں قتل کرنے کا ارادہ کر چکا تھا اس لیے تو نے ناحق میرے تین لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا لیکن تو مجھ سے بچتا رہا'

چھپتا رہا' شکست اٹھانے کے بعد بھاگ جاتا رہا کہ کہیں گرفتار نہ کرلیا جائے لیکن آج میں تہیہ کیے ہوئے تھا کہ تمہارے ساتھ رتنسی کو بھی گرفتار کیا جائے گا۔''

اس کے ساتھ ہی ہاتھ کے اشارے سے اپنے ایک چھوٹے سالار کو قیصر خاں نے اپنے قریب بلایا اور اسے مخصوص اشارہ کیا وہ اشارہ پاتے ہی چھوٹا سالار بھوج نرمل کو ذرا بائیں جانب لے گیا اور سب کے دیکھتے ہی اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

یہ منظر دیکھ کر رتنسی پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی تھی رنگ اس کا پیلا پڑ گیا تھا اور بڑے عجیب سے انداز میں جس میں خوف ہی خوف تھا قیصر خاں کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

''پشت پر بندھے اس کے ہاتھ کھول دو۔''

وہ لشکری آگے بڑھا رتنسی کے پشت پر بندھے ہاتھ جوں ہی اس نے کھرے قیصر خاں کا دوایاں ہاتھ اٹھا اور ایسا زوردار اور سناٹے کا ایک طمانچہ اس نے رتنسی کے منہ پر مارا کہ رتنسی بل کھاتا ہوا زمین پر جا گرا تھا۔

پھر قیصر خاں آگے بڑھا اپنے پاؤں کی دو چار ٹھوکریں رتنسی کو ماریں اس پر رتنسی چیخ چلا اٹھا تھا یہاں تک کہ قیصر خاں کھولتے انداز میں بولا۔

''کھڑے ہو جاؤ۔''

رتنسی کانپتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا قیصر خاں نے پھر اسے مخاطب کیا۔

''میں چاہتا تو بھوج نرمل کی طرح تیری بھی گردن کاٹ سکتا تھا لیکن تیری بہن میری بیوی ہے اگر میں تجھے قتل کر دیتا تو وہ مجھ سے شکوہ تو نہ کرتی پر اسے دکھ ہوتا اور میں اسے دکھ نہیں دینا چاہتا تو یہاں سے بھاگ جا' دفعہ ہو جا اور آنے والے دور میں جنگ کے دوران کسی اور موقعہ پر تو نے کبھی بھی میرے سامنے آنے کی کوشش کی تو میں بھوج نرمل کی طرح تیری بھی گردن کاٹ کر رکھ دوں گا اب تم میرے سامنے نہ کھڑا رہ' یہاں سے چلا جا اور اگر تو نے یہاں سے جانے کے بعد پھر مرہٹوں میں جا کے شامل ہو کر میرے خلاف قسمت آزمائی کی کوشش کی تب بھی میں تجھے گرفتار کروں گا اور تیری گردن ضرور کاٹوں گا۔''

اس کے ساتھ ہی قیصر خاں کے کہنے پر رتنسی کو اس کا گھوڑا مہیا کیا گیا' رتنسی سہمے سہمے ڈرے ڈرے سے انداز میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر وہ وہاں سے بھاگ گیا تھا۔

اس کے جانے کے بعد قیصر خاں نے اپنے پہلو میں کھڑے اعتماد خاں کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''میرے بھائی لشکر کو کوچ کا حکم دو اب ہم برہان پور کی طرف جائیں گے اور مرہٹوں کو بتائیں گے کہ ان سے ہم کیسے نمٹتے ہیں لیکن اس سے پہلے اپنے دو ہرکاری عادل خان فاروقی اور آصف خاں کی طرف بھجواؤ اور انہیں کہو کہ جوں ہی ہمیں برہان پور شہر کے قریب آتا دیکھیں' اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے باہر نکلیں اور جس سمت سے ہم مرہٹوں پر حملہ آور ہوں اس کی مخالف سمت سے وہ بھی مرہٹوں پر حملہ آور ہو جائیں۔''

اعتماد خاں فوراً حرکت میں آیا دو ہرکاروں کو اس نے برہان کی طرف سے روانہ کر دیا تھا اور اس کے تھوڑی دیر بعد قیصر خاں اپنے لشکر کو لے کر وہاں سے برہان پور کی طرف روانہ ہوا تھا۔

مرہٹوں کو قوی امید ہوئی تھی کہ رانا سانگا اور مرہٹوں کا جو مشترکہ لشکر انہوں نے شب خون مارنے والوں کی طرف روانہ کیا ہے وہ کامیاب ہو کر آئے گا اور شب خون مارنے والوں کا خاتمہ کر کے دے گا' ان کا سالار اسی انتظار میں تھا کہ شمال کی طرف سے جلد ہی ان کے لیے اچھی خبر آتی ہے اسی دوران ان کے پاس ان کے کچھ مخبر آئے اس وقت مرہٹوں کے لشکر کا سپہ سالار اعلیٰ اور دوسرے سالار ایک جگہ کھڑے تھے وہ مخبر قریب آ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کر کے پھر ان میں سے ایک مرہٹوں کے سالار اعلیٰ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہم آپ کے لیے ایک نہیں دو انتہائی بری خبریں لے کے آئے ہیں پہلی خبر یہ ہے کہ ہمارا جو لشکر شب خون مارنے والوں کا خاتمہ کرنے کے لیے گیا تھا اسے بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے اس لشکر کی اکثریت کو شب خون مارنے والوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے بہت کم لشکری بچے ہیں جو زیادہ تر زخمی ہیں اور وہ گرتے پڑتے آپ کی طرف آ رہے ہیں۔''

وہ مخبر یہیں تک کہنے پایا تھا کہ تعجب خیز انداز میں مرہٹوں کا سالار اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو ہم نے اتنا بڑا لشکر بھیجا تھا اسے شب خون مارنے والوں نے کیسے زیر کر لیا کیا شب خون مارنے والے لشکر کی تعداد ہمارے بھیجے ہوئے لشکر سے بہت زیادہ تھی۔''

وہ مخبر پھر بولا اور کہنے لگا۔

''بہت زیادہ نہیں تھی بلکہ بہت کم تھی لیکن انہوں نے ایسے انداز میں حملہ کیا کہ ہمارے لشکر کو دو طرفہ حملوں کا سامنا کرنا پڑا وہ دائیں بائیں سے ٹوٹ پڑے وہ اس کے بعد وہ پھیلتے ہوئے دائرے کی صورت اختیار کر گئے اور ہمارے لشکریوں کا قتل عام شروع کر دیا اس دوران انہوں نے بھوج نرمل اور رتنسی کو زندہ گرفتار کر لیا' بھوج نرمل کی انہوں نے گردن کاٹ کے رکھ دی ہے اس لیے کہ بھوج نرمل کے ذمہ ان کا ایک حساب تھا اور رتنسی کو تھوڑا سا مار کر انہوں نے معاف کر دیا ہے اور بھاگ جانے دیا ہے اس لیے کہ رانا سانگا کی بیٹی اور رتنسی کی بہن راجکمار کوشلیا مسلمانوں کے سالار قیصر خاں کی بیوی ہے۔''

اس موقع پر ایک مرہٹہ سالار چونک کر پوچھنے لگا۔

''تو کیا شب خون مارنے والے لشکر کی کمانداری قیصر خاں کر رہا ہے۔'' مخبر کہنے لگا۔

''آپ کا اندازہ درست ہے شب خون مارنے والے لشکر کی کمانداری قیصر خاں کر رہا ہے اور اس کے ساتھ اس کا نائب اعتماد خاں بھی ہے اور یہی وہ دونوں سالار ہیں جنہوں نے ہمارے پہلے لشکر کو شکست دے کر اس کا خاتمہ کیا اور اس کے بعد قیصر خاں نے اکولا کے نواح میں دوسرے لشکر کا خاتمہ کیا اور پھر برہان پور کے حاکم عادل خان کے ساتھ مل کر بسوال کے قریب ہمارے تیسرے لشکر کو بھی پورا طرح زیر کر دیا۔''

مخبر مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ مرہٹوں کا سالار بیزاری محسوس کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''تم ایک خبر تو کہہ چکے ہو اب دوسری خبر کہو۔'' اس پر وہ مخبر بولا اور کہنے لگا۔

''دوسری خبر یہ ہے جس لشکر نے گزشتہ شب ہم پر حملہ کیا تھا اور جس کی کمانداری گجرات کے سلطان مظفر کا سالار قیصر خاں کر رہا ہے اب وہ اپنے لشکر کے ساتھ شمال کی اپنی اس آماج گاہ سے نکل کر برہان پور کی طرف روانہ ہو رہا ہے اب وہ کھلے میدانوں میں ہم سے ٹکرائے گا۔''

مخبر جب خاموش ہوا تب مرہٹوں کا سالار کہنے لگا۔

''یہ تم نے عجیب سی خبر سنا دی ہے کہ رانا سانگا کی راجکماری نام جس کا کوشلیا بتایا گیا ہے وہ قیصر خاں کی بیوی ہے۔'' مخبر جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ مرہٹوں کا سالار اپنے اس چھوٹے سالار کی متوجہ ہوا جو قیصر خاں کا نام سن کر چونکا تھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا تم قیصر خاں سے متعلق کچھ جانتے ہو۔''

اس پر وہ چھوٹا سالار بولا اور کہنے لگا۔

''یہی تو وہ قیصر خاں ہے جو اس سے پہلے رانا سانگا کے علاوہ ایدر کے راجا اور دوسری قوتوں کو پے در پے شکستوں سے دوچار کرتا رہا ہے' رانا سانگا کی ماضی میں بڑی کوشش رہی تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح سلطان مظفر کے لشکر کو شکست دے کر اپنی برتری

ثابت کرے پر اس قیصر خاں نے رانا سانگا کی ایک نہ چلنے دی وہی وہ قیصر خاں ہے جس نے رانا سانگا کے ایک سینا پتی کی گردن بھی میدان جنگ میں کاٹ کے رکھ دی تھی۔''

وہ چھوٹا سالار یہاں تک کہتے کہتے رک گیا اس لیے کہ وہ لشکری گروہ در گروہ لشکر میں شامل ہونے لگے جو قیصر خاں کے ہاتھوں شکست کھا چکے تھے اور زخمی حالت میں کسی نہ کسی طرح بھاگنے میں کامیاب ہوئے تھے۔

وہ بھی واپس آ کر مرہٹوں کے سالار کو خوف زدہ کرنے والی مختلف کہانیاں سنانے لگے تھے۔

مرہٹوں کا سالار اب چوکس ہو گیا تھا اور قیصر خاں کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنی تیاریوں کو اس نے آخری شکل دے دی تھی صفیں بالکل اس نے استوار کر لی تھیں' زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ سامنے کی طرف سے قیصر خاں اور اعتماد خاں اپنے لشکر کے ساتھ آتے دکھائی دیے۔

مرہٹوں کا سالار خوش ہوا جو لشکر ان سے ٹکرانے کے لیے آ رہا ہے اس کی تعداد اس کے لشکر سے بہت کم ہے لیکن تھوڑی دیر بعد مرہٹوں کے سالار ہی نہیں مرہٹہ لشکریوں کے پاؤں تلے بھی زمین لرزنے لگی تھی اس لیے کہ مخالف سمت کے دروازوں سے عادل خاں فاروقی اور آصف خاں اپنے لشکر کے ساتھ نکلے اور وہ مرہٹوں کی پشت پر اپنی صفوں کو استوار کرنے لگے تھے مرہٹے اب تذبذب کا شکار تھے' وقت تھوڑا تھا اپنے لشکر کے اندر اگر وہ ردوبدل کرتے تو افراتفری پھیلتی اس لیے کہ قیصر خاں اور اعتماد خاں نے دور سے دیکھ لیا تھا کہ عادل خاں فاروقی اور آصف خاں دونوں اپنے لشکر کو مرہٹوں کی پشت پر استوار کر چکے ہیں لہذا انہوں نے مرہٹوں پر حملہ آور ہونے کے لیے اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا دیا تھا یہ صورت حال مرہٹوں کے لیے یقیناً تکلیف دے اور خدشات سے بھرپور تھی۔

قیصر خاں اپنے لشکر کی راہنمائی راہبری اور کمانداری کرتا ہوا نزدیک آیا پھر اس نے پردہ عدم سے نکل کر برق کی چمک بن کر آسمان پر اللہ اکبر کے آتشیں حروف لکھ دینے والی جذبوں کی طرح تکبیریں بلند کیں اس کے بعد وہ مرہٹوں کے لشکر پر جسموں پر موت کی قربان گاہ بنائی کھولتی سلوٹیں ڈالتی ہواؤں کی یلغار گردش لہو کی تہوں میں سرسام طاری کرتی جوش مارتی قضا کی روانی دشمن کی سپاہ کو پستی کا شکار کرتے موت کے تلاطم خیز طوفانوں وقت کے بیکراں سمندر میں اپنی فتح کے حروف رقم کرتے قدیم راتوں کے بیابانی غول اور داستانوں کے سورماؤں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

قیصر خاں کے ساتھ ہی ساتھ عادل خاں فاروقی آصف خاں بھی حرکت میں آئے' انہوں نے بھی پہلے زبردستوں کے لیے ہیبت گاہ بنتی مثبت الٰہی کی سحر طرازی کی طرح تکبیریں بلند کیں اس کے بعد وہ بھی مرہٹوں کے لشکر پر اعضا شکنی طاری کرتے سرکش اور بیباکی کے شعلوں درد کی حلتیں سجاتی موت کی طاقت ور یلغار فرق رتوں کے خونی بگولوں۔ سرابوں کے اندھے فریب اور سازشوں کے ان گنت شراروں کو تمام کرتے پیاس کی کھولتے صحرا کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

جوابی کاروائی کرتے ہوئے مرہٹے بھی دست جبر کے عزم ذلت کے ان گنت دائروں موت کی تشنگی کے قریب محرومیوں کی دلدلیں کھڑی کھڑے کرتے مرگ کے سایوں کے لمحات اور تاریک شیطانی جذبوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔

کچھ دیر تک گھمسان کا رن پڑتا رہا مرہٹے اس زعم میں تھے کہ ان کی تعداد چونکہ زیادہ ہے لہذا غالب وہی رہیں گے لیکن قیصر خاں اور عادل خان فاروقی کے ان دو طرفہ حملوں نے انہیں مکمل طور پر بے بس کر کے رکھ دیا تھا یہاں تک کہ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد سامنے کی طرف سے قیصر خاں اور اعتماد خاں اور پشت کی طرف سے عادل خاں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

فاروقی آصف خاں نے ان کے لشکر کے اندر گھس کر ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا اس طرح مرہٹوں کے لشکر کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہونا شروع ہوگئی تھی۔

مرہٹوں کے سالار نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے دوطرفہ حملوں نے انہیں پہلے ہی بے بس کر رکھا تھا اور اب وہ اس کے لشکریوں کا قتل عام شروع کر چکے اور یہ کہ اس کے لشکر کی تعداد بڑی تیزی سے کم رہی ہے چنانچہ اس نے اپنے چھوٹے سالاروں کو حکم دیا کہ اپنے لشکر کے اندر سپاہی کے نرسنگھے بجا دیں پس یہ حکم ملنا تھا کہ مرہٹوں کے لشکر میں نرسنگھے پھونکے جانے لگے جن کی آوازیں سنتے ہی مرہٹے ایسے خوف زدہ ہوئے کہ جدھر کسی کا منہ اٹھا بھاگ کھڑا ہوا اس طرح برہان پور شہر کے نواح میں مرہٹوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور جس وقت وہ بھاگے تھے قیصر خاں اعتماد خاں عادل خاں فاروقی اور آصف خاں نے بڑی سختی اور شدت کے ساتھ ان کا تعاقب کیا تھا اور بھاگتے مرہٹوں کی تعداد مزید کم کر دی تھی اس طرح مرہٹے ناکام رہے اور ان کا تیسرا لشکر بھی الٹ پٹ کر واپس بھاگنے پر مجبور ہوا تھا۔

جس وقت تعاقب ختم کیا گیا قیصر خاں' اعتماد خاں' عادل خاں فاروقی اور آصف خاں اکٹھے تھے لیکن جس وقت تعاقب ختم کیا گیا اس وقت اعتماد خاں' عادل خاں فاروقی اور آصف خان نے دیکھا کہ قیصر خاں ان کے ساتھ نہیں تھا۔

ابھی وہ اسی تذبذب اور جستجو میں تھے کہ قیصر خاں کدھر گیا کہ ایک طرف سے ایک چھوٹا سالار بھاگتا ہوا آیا اور اعتماد خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''امیر قیصر خاں زخمی ہوئے ہیں اور وہ دائیں جانب جو چھوٹا سا ٹیلہ ہے اس کا سہارا لیے لیٹے ہوتے ہیں اور طبیب ان کے زخموں کی مرہم پٹی کر رہا ہے۔''

یہ خبر سن کر وہ تینوں چونکے تھے چنانچہ تینوں وہ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اسے چھوٹے سالار کے ساتھ اس سمت ہو لیے ٹیلے کے قریب جا کر وہ گھوڑوں سے اترے تینوں قیصر خاں کے پاس جا کے بیٹھ گئے جس نے ٹیلے کے ساتھ ٹیک لگا رکھی تھی طبیب پنڈلی پر آنے والے اس کے زخم کی مرہم پٹی کر رہا تھا۔

کچھ دیر تک اعتماد خاں اور عادل خاں فاروقی عجیب سے دکھ بھرے انداز میں قیصر خاں کی طرف دیکھتے رہے یہاں تک کہ کپکپاتی سی آواز میں اعتماد خاں بول اٹھا۔

''قیصر خاں میرے بھائی آپ بالکل ٹھیک تو ہیں۔'' اعتماد خاں اس سے مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس کی آواز بھرا سی گئی تھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں نے پہلے اس کی پیٹھ تھپتھپائی کہنے لگا۔

''اعتماد خاں میرے بھائی فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں ٹھیک ہوں چھوٹا سا ایک زخم ٹانگ پر آیا ہے۔ میں اس قابل ہو جاؤں گا کہ دشمنوں پر ضرب لگاؤں۔''

جب طبیب زخم کی مرہم پٹی کر چکا اور قیصر خاں اٹھنے لگا تب اعتماد خاں نے اسے سہارا دینا چاہا قیصر خاں نے اعتماد خاں کا گال تھپتھپایا کہنے لگا۔

''میرے بھائی میں اتنا بھی بے بس اور مجبور نہیں ہوں قسم خداوند قدوس کی آج جنگ کے دوران جو زخم کھایا ہے اس کا نشہ ہی کچھ اور تھا' آج زخم کھا کر جو لطف آیا وہ انوکھا ہے میں چل پھر سکتا ہوں تم فکر مند نہ ہو اگر کوئی مہم پیش آ گئی تو میں ابھی اور اسی وقت تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی قیصر خاں اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے باری باری عادل خاں فاروقی اعتماد خاں اور آصف خاں کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ ''کیا اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کا سامان کر دیا ہے اور ساتھ ہی برہان پور شہر سے باہر اسی طرح خیمے نصب

کروا دو۔''

جس طرح مرہٹوں کے لشکر کے آنے سے پہلے یہاں خیموں کا شہر آباد تھا اس کے علاوہ خیمے نصب ہونے کے بعد خیموں کے اندر زخمیوں کی بہترین دیکھ بھال اور نگہداری کا اہتمام کیا جائے۔

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں رکا دوبارہ اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں اتنی دیر تک اپنے زخمیوں کا جائزہ لیتا رہوں تم سارے انتظامات مکمل کرو۔'' جواب میں عادل خاں فاروقی اعتماد خاں اور آصف خاں پیچھے ہٹے پھر لشکر کا ایک حصہ حرکت میں آیا اور برہان پور شہر سے باہر خیمے نصب کیے جانے لگے تھے۔

قیصر خاں جب اپنے خیمے میں داخل ہوا تو خیمے میں کوشلیا کی حالت عجیب تھی چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں رنگ پیلا ہو گیا تھا آنکھوں میں اداسیاں ٹپک رہی تھیں جوں ہی قیصر خاں اپنے خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا کوشلیا چونکی اور لپک کر اس کی طرف بڑھی پھر رو دینے والی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''لشکر میں یہ خبر اڑی ہوئی ہے کہ آپ زخمی ہوئے ہیں کہاں زخم آیا آپ کے۔''

کوشلیا کے ان الفاظ پر بڑے پیارے انداز میں قیصر خاں نے اس کے گال تھپتھپایا پھر کہنے لگا۔

''فکر مندی اور پریشانی کی کوئی بات نہیں ٹانگ پہ معمولی سا زخم ہے مرہم پٹی ہو گئی ہے دو ایک روز تک ٹھیک ہو جائے گا۔''

اس پر کوشلیا اسی زمین پر بیٹھ گئی باری باری دونوں ٹانگوں سے اس کے لباس کو ہٹا کر دیکھا پھر ایک ٹانگ جس پر پٹی باندھی ہوئی تھی کچھ دیر اسے غور سے دیکھتی رہی اٹھ کھڑی ہوئی قیصر خاں کا ہاتھ پکڑا اپنے ساتھ اسے لے جا کر نشست پر بٹھایا اس موقعہ پر قیصر خاں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم تو یوں میرا ہاتھ پکڑ کر لائی ہو جیسے میں چل نہیں سکتا میں نے کہا نا تم پریشان نہ ہو میں بالکل ٹھیک ہوں۔''

قیصر خاں کے ان الفاظ پر کوشلیا کافی حد تک مطمئن ہو گئی تھی یہاں تک کہ اس نے موضوع بدلا اور قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میں نے سنا ہے جس جگہ کا تعین آپ نے شب خون مارنے کے لیے کیا تھا وہاں مرہٹوں کے ساتھ مل کر بھوج نرمل اور مرا بھائی رتسی حملہ آور ہوئے تھے اور آپ نے دونوں کو گرفتار کر لیا تھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کوشلیا رکی پھر قیصر خاں کے جواب کا انتظار کیے بغیر وہ کہتی چلی گئی تھی۔

''یہ خبریں بھی آئیں کہ بھوج نرمل کو آپ نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور رتسی کو چھوڑ دیا ہے۔''

جواب میں ایک گہری نگاہ قیصر خاں نے کوشلیا پر ڈالی اور کہنے لگا۔

''کیا تم کو میرے فیصلے پر اعتراض ہے۔''

اس پر مسکراتے ہوئے کوشلیا نے پہلے اثبات میں گردن ہلائی پھر کہنے لگی۔

''اس پر مجھے تھوڑا سا اعتراض ہے آپ کے آدھے فیصلہ پر..... یوں جانیں میں خوش نہیں ہوں آپ کے فیصلہ کا پہلا حصہ یہ کہ آپ نے بھوج نرمل کو موت کے گھاٹ اتارا بہت اچھا ہے وہ اسی قابل تھا آپ نے جو میرے ساتھ تین محافظ بھیجے تھے ناحق ان کو قتل کیا لہٰذا بھوج نرمل کا قتل کیا جانا ہم پر فرض بنتا تھا۔''

''رہی بات میرے بھائی رتسی کی' وہ بار بار آپ کے سامنے آتا ہے آپ سے ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے آپ کو اسے یوں ہی نہیں چھوڑ دینا چاہیے تھا اسے دو چار طمانچے اور گھونسے مارنے چاہیے تھے اور خبردار کرنا تھا کہ آئندہ اگر اس نے آپ کے مقابل آنے کی کوشش کی یا آپ کے دشمنوں کے ساتھ دے کر آپ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو اس کا انجام بھوج نرمل سے مختلف نہیں ہوگا۔''

کوشلیا کے ان الفاظ پر قیصر خاں ہنس دیا تھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ تم چاہتی تھی وہ تنبیہ میں نے اسے کر دی ہے اور خداوند قدوس کو منظور ہوا تو وہ آئندہ کسی معرکہ میں نہ میرے مقابل آئے گا اور نہ مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا۔"

قیصر خاں کا جواب سن کر کوشلیا خوش ہوگئی تھی پھر ایک دم کچھ سوچتے ہوئے اس کے چہرے پر سنجیدگی اداسی چھا گئی تھی اس کے ساتھ ہی وہ کہنے لگی۔

"میرے لیے یہ بات تو بڑی تکلیف دہ ہے کہ میرے باپ نے ایدر کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمانوں کے بہت سے علاقوں کو روندا ہے اس نے شاید اس سے فائدہ اٹھایا ہے کہ سلطان مظفر کے لشکر کا بڑا حصہ مرہٹوں سے ٹکرانے کے لیے گیا ہوا ہے لہٰذا اس لشکر کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھانے اور ایسا وہ کر گزرا' سلطان مظفر اس بنا پر اس کے خلاف حرکت میں نہیں آئے ہوں گے ان کے پاس جو لشکر ہے میرے خیال میں وہ صرف اپنے علاقوں کے تحفظ کے لیے کافی ہے اس سے جارحیت نہیں کی جا سکتی بہرحال جو قدم میرے باپ نے اٹھایا ہے وہ غلط ہے اور قابل گرفت ہے۔"

اس کے ساتھ ہی کوشلیا اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنے خیمے کے ایک طرف گئی ایک برتن میں وہ خشک پھل لے کر آئی اور قیصر خاں کے سامنے رکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"یہ کھائیں' شاید تھوڑی دیر تک کھانا بھی آجائے۔" اس طرح دونوں میاں بیوی اپنی واپسی کے متعلق گفتگو کرنے لگے تھے اور ساتھ ہی خشک پھل بھی کھانے لگے تھے قیصر خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ تین روز تک مزید برہان پور کے نواح میں قیام کیا اور جب مخبروں نے یہ اطلاع دے دی کہ بچے کھچے شکست خوردہ مرہٹے اپنے علاقوں کو واپس جا چکے ہیں یہ اطلاع ملنے کے بعد قیصر خاں نے اپنے سارے سالاروں کو ایک جگہ جمع کیا جب چھوٹے بڑے سالار سب مقررہ جگہ پر پہنچ گئے تب قیصر خاں نے سب کا جائزہ لیا اور اس کے بعد عادل خاں فاروقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"عادل خان میرے بھائی میں کل صبح کے وقت اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤں گا میرے بھائی تم اپنے لشکر کے ساتھ ابھی برہان پور ہی میں قیام کرو اپنے مخبروں کو اپنے چاروں طرف پھیلا کے رکھنا اگر تم یہ خبر پاؤ کہ مرہٹے پھر انتقام لینے پر اتر آئے ہیں اور تمہارے علاقوں کا رخ کر رہے ہیں تو ہمیں ہر وقت اطلاع دے دینا ان کا انجام پہلے سے زیادہ ہولناک اور برا کریں گے ہاں تک آصف خاں کا تعلق ہے یہ میرے ساتھ ہی کوچ کر جائے اور اپنے علاقوں کی طرف چلا جائے میں اپنے لشکر کو لے کر گجرات کا رخ کر جاؤں گا۔"

قیصر خاں جب خاموش ہوا تب عادل خاں بڑی محبت اور چاہت میں کہنے لگا۔

"سب سے پہلے تو میں آپ سب کا انتہا درجہ کا مشکور ہوں کہ آپ نے میرے علاقوں کو مرہٹوں کی یلغار اور ان کی ترکتاز سے بچایا' قیصر خاں میرے بھائی اس موقعہ پر اگر آپ نہ ہوتے تو مرہٹے یقیناً میرے علاقوں کو روند چکے ہوتے آپ میرے بھائی اعتماد خاں نے جوان پر شب خون مارا اس شب خون نے ان کی کمر توڑ دی تھی اور اس کے بعد جب آپ دونوں بھائیوں نے مرہٹوں اور رانا سانگا کے متحد لشکر کو شکست دینے کے بعد بھوج نرمل کی گردن کاٹی تو مرہٹوں کی ٹانگوں میں لرزش پیدا ہو چکی تھی اور وہ ہمارے دو طرفہ لشکر کو برداشت نہ کر سکے' ذلت و خواری اٹھاتے ہوئے بھاگ گئے اور مجھے امید ہے کہ آئندہ وہ ان علاقوں کا رخ نہیں کریں گے بہرحال میرے بھائی آپ کی تجویز کے مطابق میں کچھ عرصہ احتیاط کے طور پر اپنے علاقوں میں ہی رہوں گا اور کیا ایسا ممکن نہیں کہ فی الحال آصف کو اپنے ساتھ نہ لے کر جائیں یہ بھی

میرے پاس قیام کرے اگر یہ اپنے لشکر کے ساتھ میرے پاس قیام کرتا ہے یہاں ٹھہرتا ہے تو یہ میرے لیے بڑے فخر اور سعادت کی بات ہوگی۔"

جواب میں قیصر خاں مسکرایا اور کہنے لگا۔

"اس سلسلہ میں آصف خاں سے بات کر لو اگر یہ یہاں قیام کرنا چاہتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

قیصر خاں کے ان الفاظ پر عادل خان خوش ہوگیا تھا کہنے لگا۔

"میں اس سے پہلے ہی بات کر چکا ہوں یہ میرے پاس قیام کرنے کے لیے رضامند ہے اس کے لشکری بھی ایسا ہی چاہتے ہیں اس لیے کہ سلطان محمود خلجی کو اگر کسی سے خطرہ ہو سکتا ہے تو وہ رانا سانگا ہے گو ان دنوں رانا سانگا بہت پھیل چکا ہے۔ مسلمانوں کے بہت سے علاقوں کو گھیرنے اور لوٹنے کے بعد اس نے ایک طرح سے اپنے اور اپنے لشکریوں کے حوصلے بلند کر لیے ہیں لیکن میرے بھائی آپ دونوں جو لشکر لے کر واپس جا رہے ہیں تو رانا سانگا کو اب یہ ہمت اور جرات نہیں ہوگی کہ اپنے علاقوں سے نکل کر سلطان محمود خلجی کے علاقوں کو ہدف بنائے۔"

عادل خاں جب خاموش ہوا تب قیصر خاں کہنے لگا۔

"تمہارا اندازہ کتنا درست ہے یہاں سے واپسی پر خداوند قدوس کو منظور ہوا تو میں اور اعتماد خاں دونوں رانا سانگا کے خلاف حرکت میں آئیں گے' اس نے جو ایدر کا علاقہ ہمارے عامل مبارز الملک سے چھینا ہے اور دوسرے مسلم علاقوں کو روندا ہے تو اس کا حساب رانا سانگا کو دینا پڑے گا اور اس کی انتہائی قیمت ادا کرنا ہوگی۔" قیصر خاں کے ان الفاظ سے سب خوش ہوگئے تھے پھر قیصر خاں کے کہنے پر سب اٹھ کر اپنے خیموں میں چلے گئے تھے اور اگلے روز صبح ہی صبح قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں نے اپنے لشکر کے ساتھ برہان پور سے اپنے علاقوں کی طرف کوچ کر لیا تھا۔

☆☆

رانا سانگا ابھی تک جگہ جگہ کامیابی حاصل کرنے اور بہت سے علاقوں کو روندنے کے بعد یہ نگر ہی کے علاقوں میں قیام کیے ہوئے تھا اور روز جب کہ وہ پڑاؤ میں اپنی بیوی لکھارو تی اپنے داماد اپنی بیٹی کو تلیا اپنے دونوں بیٹوں جے مل رام داس اور اپنے سینا پتی کرشن دیو کے ساتھ بیٹھا کسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ اس کے لشکر میں رتنسی کے آنے کا شور اٹھ کھڑا ہوا اس پر رانا سانگا جس موضوع پر گفتگو کر رہا تھا وہ اس سے ختم کر دیا اور سب اس خیمے سے باہر نکل آئے تھے جس میں بیٹھ کر گفتگو کر رہے تھے تھوڑی دیر بعد اپنے گھوڑوں کو دوڑتا ہوا رتنسی وہاں پہنچا اپنے گھوڑے سے اترا سب سے ملا پہلے کی طرح سب خیمے میں داخل ہوئے رتنسی کی حالت دیکھتے ہوئے کچھ دیر رانا سانگا اور اس کی پتنی لکھارو تی دونوں پریشانی کے شکار رہے یہاں تک کہ رانا سانگا نے اپنے بیٹے رتنسی سے پوچھا۔

"رتنسی میں دیکھتا ہوں تم اکیلے آئے ہو تمہارے ساتھ لشکر نہیں ہے لشکر کہاں ہے اور بھوج نرمل کو کہاں چھوڑ کے آئے ہو۔" رانا سانگا کے سوال پر رتنسی نے تفصیل کے ساتھ سب کچھ بتا دیا تھا اور یہ تفصیل جاننے کے بعد کرشن دیو جے مل رام داس کو تلیا لکھارو تی اور خود رانا سانگا سب پریشان اور فکرمند ہوگئے تھے پھر رانا سانگا دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

"میں نے کئی بار تنبیہ کے انداز میں بھوج نرمل سے کہا تھا کہ قیصر خاں سے بچ کر رہنا اس کے سامنا کم از کم نہ کرنا اس لیے کہ وہ تمہیں قتل کرنے کی ٹھانے ہوئے ہے اور تم نے جو اس کے تین آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا اس کا انتقام وہ ضرور لے گا آخر قیصر خاں ایسا کر گزرا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا کی نگاہیں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

رتنسی پر جم گئیں پھر کہنے لگا۔

"رتنسی تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تم بچ کے آ گئے ہو میں نے تمہیں بھی تاکید کی تھی کہ اس کا سامنا نہ کرنا لیکن تم نے میری بات نہیں مانی اس لیے کہ میں سمجھتا ہوں تم بھوج نرمل کی انگیخت میں آئے ہو قیصر خاں نے تمہیں چھوڑ دیا ہے یہ بھی تمہاری خوش قسمتی ہے اور میرا اپنا اندازہ ہے اس نے تمہیں اس لیے چھوڑا تمہاری بہن اس کی بیوی ہے اگر یہ رشتہ نہ ہوتا تو بھوج نرمل کی طرح قیصر خاں تمہاری گردن کاٹنے سے بھی دریغ نہ کرتا۔"

رتنسی بڑا سہما سہما اور خوف زدہ سا ہو رہا تھا' کہنے لگا۔ "پتاجی آپ کا کہنا درست ہے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ جنگ میں قیصر خاں کا سامنا کرنا بڑا مشکل ہے وہ کسی نہ کسی انوکھے طریقے کسی نہ کسی ہر بے وجتن سے دشمن کو زیر کرنے اور اسے شکست دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے اس نے گردن تو کاٹ دی ہے اور مجھے سب سے بڑا افسوس یہ ہے جو لشکر ہم اپنے ساتھ لے کے گئے تھے' اس کا بھی تقریباً اس نے مکمل طور پر خاتمہ کر دیا ہے اور اب جو خبریں میں نے راستے میں سنی ہیں ان کے مطابق قیصر خاں اور اس کا ساتھی اعتماد خاں دونوں واپس گجرات کی طرف آئیں گے۔"

واپس آنے کے بعد وہ یقیناً رتنسی اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس کے بیچ میں رانا سانگا بول اٹھا اور رتنسی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"رتنسی میرے بیٹے تمہارے اندیشے درست ہیں ہمیں ایک بڑی اور طویل جنگ کے لیے اب تیار رہنا ہوگا میں نے اپنے لشکریوں اعتماد خاں مظفر کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ مرہٹوں کی طرف چلے گئے تھے لہذا میں نے خیال کیا اگر میں صرف ایدر کے علاقوں میں یلغار کرتا ہوں تو سلطان مظفر میرے مقابل نہیں آئے گا اس لیے کہ اس کے پاس صرف حفاظتی لشکر ہوگا اسی سے میں نے فائدہ اٹھایا اور بہت سے علاقوں میں یلغار کر کے انہیں فتح کیا اور مال غنیمت کے ڈھیر اپنے لیے مجمع کیے ہیں لیکن میرا اپنا بھی یہ اندازہ ہے کہ جب قیصر خاں اور اعتماد خاں واپس آئیں گے تو پھر سلطان مظفر یقیناً ہمارے خلاف جوابی کارروائی کا حکم دے گا اور اس کے لیے ہمیں اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے دینی چاہیے۔"

رانا سانگا جب خاموش ہوا تب رانی لکھاروتی بڑے غور سے رتنسی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"بیٹے جس وقت قیصر خاں تمہیں گرفتار کیا تھا کیا تمہاری ملاقات اپنی بہن راجکماری کوشلیا سے بھی تھی۔" اس پر رتنسی نے نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

"ماتا! قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں ہمارے ساتھ برہان پور شہر کے شمال میں ٹکرائے تھے وہیں قیصر خاں نے ہمیں گرفتار کیا تھا جب کہ کوشلیا اس وقت برہان پور شہر کے اندر تھی اس لیے کہ قیصر خاں کے لشکر میں جس قدر عورتیں تھیں ان کی حفاظت کے لیے انہیں شہر کے اندر رکھا گیا تھا اس بنا پر کوشلیا سے میری ملاقات نہ ہو سکی۔"

رتنسی کے اس جواب پر لکھاروتی اور اس کی بیٹی کوتلیا دونوں کچھ اداس سی ہو گئی تھیں یہاں تک کہ رانا سانگا نے ان دونوں کی کیفیت کا اندازہ لگایا پھر وہ موضوع بدل کر گفتگو کرنے لگا تھا۔

☆☆

قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں جب اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر کے قریب آئے تو شہر کے تھوڑا سا باہر سلطان مظفر نے اپنے امراء اور سالاروں اور دیگر سرکردہ لوگوں کے ساتھ شاندار انداز میں ان کا استقبال کیا تھا اس کے بعد سلطان سب سے ملا سب کو مبارک باد دی پھر سلطان کی سرکردگی میں لشکر شہر میں داخل ہوا تھا۔

فاتح لشکر شہر کی جس شاہراہ اور جس موڑ سے بھی گزرتا اس پر پھول پتوں کی بارش کر کے خوشی

اور فتح مندی کا اظہار کیا گیا لشکر جب مستقر کے قریب پہنچا تب سلطان رک گیا پھر جو لشکر مستقر میں قیام رکھتے تھے سلطان نے انہیں مستقر کی طرف جانے کا حکم دیا اور باقی لشکروں کو اپنے اپنے گھروں میں جا کر آرام کرنے کا کہہ دیا تھا اس کے بعد وہ قیصر خاں اور اعتماد خان کی طرف دیکھتے ہوئے سلطان کہنے لگا۔

"تم دونوں پہلے اپنے گھروں سے ہو آؤ پھر قصر میں آ کے مجمعے سے ملنا۔"

اس کے ساتھ ہی سلطان خود قصر کی طرف چلا گیا تھا قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں اپنی حویلی کی طرف ہو لیے تھے۔

قیصر خاں اور کوشلیا دونوں اپنی حویلی میں داخل ہوئے' ان کی غیر موجودگی میں حویلی کی دیکھ بھال کرنے والی دونوں خواتین نے شاندار انداز میں ان کا استقبال کیا اپنے گھوڑوں کو اصطبل میں لے گئے' زینیں اتار کر دھانے گھوڑوں کے منہ سے نکالنے کے بعد انہیں پانی پلا کے چارپر باندھ دیا گیا' زینوں کے ساتھ اپنا جو سامان بندھا ہوا تھا انہوں نے اتارا اور حویلی کے اندرونی حصے کی طرف ہو لیے۔

سارا سامان دونوں میاں بیوی نے تو شک خانے میں رکھا پھر دونوں دیوان خانے میں آ کے بیٹھ گئے تھے اتنی دیر تک حویلی کی نگرانی کرنے والی دونوں خواتین جنہیں قیصر خاں اور کوشلیا اپنی بہنیں خیال کرتے تھے' ان کے لیے کھانا تیار کرنے لگی تھیں دیوان خانے میں بیٹھنے کے بعد کچھ دیر خاموشی رہی پھر کوشلیا قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"آپ پہلے نہا لیں لباس تبدیل کریں' اتنی دیر تک کھانا تیار ہو جائے گا پھر آپ کو سلطان کے پاس جانا ہوگا میرے خیال میں میں یوں کہہ سکتی ہوں یا میرا اندازہ ہے کہ سلطان آپ کو کسی نئی مہم پر روانہ کریں گے اور یہ نئی مہم یقیناً میرے باپ کے خلاف ہوگی اس لیے کہ آپ جس وقت لشکر لے کر جنوب کی طرف چلے گئے تھے تو آپ کی غیر موجودگی میں میرے باپ نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے اور مختلف شہروں پر حملہ آور ہو کر انہیں تباہی اور بربادی سے دوچار کیا ہے اور میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو سلطان آج اس موضوع پر گفتگو کریں گے اس موقعہ پر میری آپ سے ایک التجا بھی ہے۔"

کوشلیا کے ان کے الفاظ کے جواب میں قیصر خاں نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"کیا تمہاری التجا یہ ہے کہ میں تمہارے باپ کے خلاف جنگ نہ کروں۔"

کوشلیا مسکرائی اور نفی میں گردن ہلا دی۔

قیصر خاں پھر بول اٹھا اور کہنے لگا۔

"کیا تم یہ چاہتی ہو کیونکہ مجھے اس مہم پر روانہ نہیں ہونا چاہیے' معذرت کر لینی چاہیے اور سلطان سے گزارش کرنی چاہیے کہ اس مہم پر کسی اور کو روانہ کر دے۔"

کوشلیا نے پھر مسکراتے ہوئے نفی میں گردن ہلا دی تھی قیصر خاں نے کچھ سوچا پھر کوشلیا کی طرف دیکھتے کہنے لگا۔

"کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو جنگ کے دوران اگر میں تمہارے باپ پر فتح حاصل کروں تو اس سے کو تعرض نہ کروں۔" کوشلیا نے پھر نفی میں گردن ہلا دی تھی۔ آخر قیصر خاں نے غور سے کوشلیا کی طرف دیکھا پھر بڑی محبت سے کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے پھر تم خود ہی بتا دو کہ مجھے کیا کرنا ہے۔"

اس پر ہلکے سے تبسم میں کوشلیا نے قیصر خاں کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

"میری آپ سے یہ التجا ہے کہ جب آپ سلطان کے پاس جائیں اور سلطان آپ کو لشکر کے ساتھ میرے باپ کی طرف روانہ کریں تو آپ سلطان سے یہ گزارش کیجیے گا کہ سالاروں اور لشکریوں کو سلطان اجازت دے کہ وہ اپنی بیویوں کو

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اپنے ساتھ رکھ سکیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کوشلیا رکی پھر انتہائی سنجیدگی میں وہ قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"دراصل آپ کی غیر موجودگی میں یہاں اکیلے رہتے ہوئے مجھے ہول سا اٹھتا ہے' اتنی بڑی حویلی میں میں اکیلی خوف سا محسوس کرتی ہوں جب میں آپ کے ساتھ لشکر میں ہوتی ہوں تو مجھے دو طرح کے اطمینان ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ میرے شوہر میرے ساتھ ہیں اور محفوظ ہیں' ان کی نگرانی میں میں بھی محفوظ ہوں دوسرا یہ کہ چونکہ میں شروع ہی سے جنگوں میں حصہ لینے کی عادی ہوں لہٰذا حویلی کی نسبت میں اپنے شوہر کے ساتھ خیمے کی زندگی کو زیادہ پسند کرتی ہوں۔"

کوشلیا کے ان الفاظ پر قیصر خاں خوش ہو گیا تھا پھر کہنے لگا۔

"تم فکر نہ کرو میں اس موضوع پر سلطان سے بات کروں گا۔" قیصر خاں کے ان الفاظ پر کوشلیا خوش ہو گئی تھی پہلے خود اٹھی پھر قیصر خاں کا ہاتھ پکڑ کر اس نے اٹھایا پہلے اسے اپنی خواب گاہ میں لے گئی ایک نیا لباس نکال کر اسے دیا ساتھ ہی ایک صاف ستھرا نیا انگوچھا اس کے کندھے پر رکھا اور کہنے لگی۔

"آپ پہلے نہا کے یہ لباس تبدیل کریں اتنی دیر تک میں دیوان خانے میں کھانا لگاتی ہوں وہیں بیٹھ کے کھاتے ہیں اور اس کے بعد آپ سلطان کی طرف چلے جانا۔"

قیصر خاں نے اس سے اتفاق کیا تھا' وہ نہایا کوشلیا کے ساتھ ہی دیوان خانے میں بیٹھ کے اس نے کھانا کھایا' اس کے بعد وہ اعتماد خاں کو اپنے ساتھ لے کر قصر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

دونوں جب قصر میں اس حصے کی طرف گئے جس میں سلطان اکثر و بیشتر اپنے سالاروں اور امراء کا اجلاس طلب کیا کرتا تھا تو وہاں پہلے سے سارے سرکردہ امراء اور سالار بیٹھے ہوئے تھے سلطان کے تینوں بیٹے بھی اس وقت وہاں موجود تھے قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں آگے بڑھ کر اپنے لیے مخصوص نشستوں پر بیٹھ گئے ان کی آمد پر سب نے خوشی کا اظہار کیا تھا چنانچہ کچھ دیر خاموشی کے بعد سلطان نے سب کا جائزہ لیا اس کے بعد سب کو مخاطب کر کے وہ کہہ رہا تھا۔

"قیصر خاں اور اعتماد خاں کے لشکر کا ایک بڑا حصہ لے کر جنوب کی طرف چلے جاتے اور ان کے ساتھ ہی عادل خاں فاروقی کے جانے کے بعد رانا سانگا نے یہ فائدہ اٹھایا کہ وہ ایدر کے علاوہ دوسرے علاقوں پر چڑھ دوڑا' میرے خیال میں اس نے یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا دی ہو گی کہ ہمارے لشکر کا بڑا حصہ جنوب کی طرف جا چکا ہے لہٰذا ہم اس کے خلاف جارحیت اختیار نہیں کریں گے اور ہمارے پاس جو ہمارے مرکزی شہر میں لشکر ہو گا وہ صرف دفاع کر سکتا ہے اس بنا پر وہ ایڈر کے علاوہ دوسرے علاقوں پر حملہ آور ہوا اور مختلف علاقوں کو روندھا اور شہروں کو تباہ و برباد کیا اور اپنے لیے مال و دولت کے ذخائر جمع کیے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سلطان مظفر رکا دوبارہ اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

"رانا سانگا نے صرف اس سے فائدہ اٹھایا ہے ہمارے لشکر کا بڑا حصہ جنوب میں مرہٹوں کے ساتھ مصروف تھا اور اس کی سزا بہرحال اسے مل کے رہے گی۔ میں سمجھتا ہوں اس کے لیے یہ بھی بہت بڑی سزا ہے کہ قیصر خاں نے بھوج نرمل کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے بھوج نرمل کو رانا سانگا اپنے اچھے اور باوقار سالاروں میں تسلیم کرتے لگا تھا اس نے چونکہ ہمارے تین لشکریوں کو ناحق موت کے گھاٹ اتارا تھا لہٰذا اس کی گردن کاٹنا ہم پر فرض ہو گیا تھا اور میرا یہ بھی خیال ہے رانا سانگا کا بیٹا رتنسی اب آنے والے دور میں کبھی قیصر خاں کا سامنا کرنے کی کوشش نہیں کرے گا' یہ ساری چیزیں ہمارے حق میں جاتی ہیں اب معاملہ صرف یہ رہ گیا

ہے رانا سانگا کو سبق سکھانا ہے کہ اس نے ہمارے لشکر کے بڑے حصے کی غیر موجودگی میں جو فوائد حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اس کی ان ساری کوششوں کو ہم نے رائیگاں کرنا ہے۔

گو اس میں ایدر کے ہمارے عامل مبارزالملک کی بھی غلطیاں ہیں اس سے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ اس نے ایک بھاٹ کے سامنے ناحق اپنے کتے کا نام رانا سانگا کے نام پہ رکھا اور یہ بڑا سنگین معاملہ ہے' ایسا نہیں ہونا چاہیے کسی کی شخصیت کو ہدف نہیں بنانا چاہیے ٹھیک ہے رانا سانگا کے ساتھ ہمارے الجھاؤ جاری ہے ساتھ ہی ہماری جنگیں بھی جاری ہیں لیکن یہ سارے فیصلے میدان جنگ میں ہونا چاہیے ناحق کسی کی شخصیت کو ہدف نہیں بنانا چاہیے بہرحال مبارزالملک کو کافی سزا مل چکی ہے اس لیے کہ وہ ایدر سے در بہ در ہوا ہے میں نے جان بوجھ کر اس کی کھل کر مدد نہیں کی تاکہ اسے یہ سبق ملے جو حرکت اس نے کی ہے اس کی بڑی کڑی سزا بھی مل سکتی ہے۔

اب میں نے جو ارادہ کیا ہے یا میں نے اس سلسلہ میں جو منصوبہ بندی کی ہے۔ وہ میں تم لوگوں سے کہتا ہوں اس سلسلہ میں کس کو کوئی اعتراض ہو یا کوئی تبدیلی کرنے کا خواہاں ہو تو وہ کر سکتا ہے۔

میں چاہوں گا کہ جو لشکر رانا سانگا کو سبق سکھانے کے لیے بھیجا جائے اس کی کمانداری قیصر خاں ہی کرے گا اعتماد خاں پہلے کی طرح اس کے ساتھ رہے گا اور اس بار میں چاہتا ہوں کہ مبارزالملک بھی ساتھ جائے (مبارزالملک کا اصل نام خوش قدم تھا اور یہ سلطان مظفر خاں کے خاصے کا سالار تھا۔)"

اس موقع پر قیصر خاں کے قریب بیٹھا ہوا اعتماد خاں اپنا منہ قیصر خاں کے کان کے قریب لے گیا پھر اس سے سرگوشی کی۔

"قیصر خاں میرے بھائی سلطان سے یہ بھی اجازت لے لو کہ سالار اور لشکری اپنے اہل خانہ کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔"

سلطان مظفر نے بھی اعتماد خاں کو سرگوشی کرتے دیکھ لیا تھا لہٰذا اس نے قیصر خاں کی طرف دیکھا پھر مسکراتے ہوئے پوچھ لیا۔

"اعتماد خاں کیا کہتا ہے۔"

جواب میں قیصر خاں بھی مسکرا دیا اور کہنے لگا۔

"سلطان محترم اعتماد خاں کا یہ کہنا ہے کہ سلطان سے یہ بھی اجازت لی جائے کہ لشکری اور سالار اپنے اہل خانہ کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔"

اس پر سلطان مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میری طرف سے تم لوگوں کو اجازت ہے پہلے کی طرح تم اپنے اہل خانہ کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہو۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سلطان رکا دوبارہ وہ قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"قیصر خاں میرے بیٹے کچھ مخبر بھی تمہارے ساتھ جائیں گے جو ان علاقوں تک تمہاری راہنمائی کریں گے جہاں رانا سانگا نے اپنے ایک جرار اور بڑے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے جہاں تک مجھے بتایا گیا ہے اس کے مطابق رانا سانگا نے ان دنوں بیانہ نگر کے نواح میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا ہے میرے خیال میں اب وہ یہ سوچ رہا ہو گا کہ کون سے علاقے ہیں جن پر حملہ آور ہو کر وہ اپنے لئے فوائد حاصل کر سکتا ہے میرا یہ بھی خیال ہے کہ رانا سانگا کو جب اس کے مخبر یہ بتا دیں گے کہ مرہٹوں کو تباہ اور فنا کرنے کے بعد قیصر خاں اور اعتماد خاں واپس آ گئے ہیں اور جب اسے یہ بھی بتایا جائے گا کہ قیصر خاں کی سرکردگی میں ایک لشکر اس کی طرف پیشقدمی کر رہا ہے تب رانا سانگا کسی اور علاقے پر حملہ آور ہونے کے بجائے قیصر خاں کی راہ روکنے کے متعلق فکرمند ہو جائے گا دوسرے علاقوں کو وہ بھول جائے گا اس کے علاوہ اب تک اس کا بیٹا رتنسی بھی اس کے پاس پہنچ چکا ہو گا اس نے رانا سانگا کو بھوج نرمل کے قتل اور اپنے گرفتار

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ہونے کی خبر بھی سنا دی ہوگی اور اس خبر سے بھی رانا سانگا پر کافی حد تک منفی اثرات چھوڑے ہوں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ایک بار پھر سلطان مظفر رکا دوبارہ قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''قیصر خاں میرے عزیز بیٹے ہرکاروں اور مخبروں نے مجھے یہ بھی بتا دیا ہے کہ مرہٹوں کے پڑاؤ سے جو کچھ تمہیں حاصل ہوا تھا اس میں سے جو کچھ تم اپنے لشکریوں کو دیا اس سے لشکری بے حد مطمئن اور خوش ہیں اور اس سے میں یہ بھی اندازہ لگاتا ہوں کہ آنے والے دور میں وہ پہلے کی نسبت زیادہ بہتر انداز میں اپنی کارگزاری کا مظاہرہ کریں گے۔''

کچھ دیر خاموشی رہی اس کے بعد سلطان پھر بول اٹھا۔ ''اب تم لوگ مجھے یہ بتاؤ کہ تم لوگ اپنا لشکر لے کر کب تک یہاں سے روانہ ہونا پسند کرو گے۔''

اس پر قیصر خاں اعتماد خاں اور مبارز الملک یعنی خوش قدم کے ساتھ صلح مشورہ کرتا رہا پھر سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''سلطان محترم! میں نے اعتماد خاں اور مبارز الملک سے مشورہ کیا ہے کہ آپ ہمیں تین دن تیاری کرنے کے لیے دے دیں اس کے بعد ہم لشکر لے کر رانا سانگا کی طرف کوچ کر جائیں گے۔''

سلطان مظفر نے اسے بخوشی اسے منظور کرلیا اور اس کے بعد مورخین لکھتے ہیں کہ قیصر خاں اور مبارز الملک لشکر لے کر رانا سانگا سے ٹکرانے کے لیے اپنے مرکزی شہر سے کوچ کر گئے تھے۔

☆☆

رانا سانگا کو خبر ہوگئی تھی کہ سلطان مظفر کے دونوں بڑے سالار قیصر خاں اور اعتماد خاں مرہٹوں سے نمٹنے کے بعد واپس آچکے ہیں اور اب سلطان مظفر نے انہیں ایک لشکر دے کر اس پر ضرب لگانے کے لیے بھیجا ہے رانا سانگا کو اپنے مخبروں کے ذریعے یہ خبر ملی تو اس نے اپنے خیمے میں چھوٹے بڑے سالاروں کو طلب کرلیا تھا چنانچہ اس کے بلانے پر سب اس کے خیمے میں جمع ہوگئے تب رانا سانگا کچھ دیر سوچتا رہا اس کے بعد اپنے سیناپتی کرشن دیو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کرشن دیو لشکر کے دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ایک حصہ تمہاری کمانداری میں ہوگا ایک میرے پاس رہے گا میرا بیٹا رتنسی دونوں لشکروں میں سے کسی میں نہیں رہے گا اس لیے کہ قیصر خاں کی طرف سے اس جان کا خطرہ ہے اور قیصر خاں کو اگر یہ خبر ہوگئی کہ یہ لشکر میں شامل ہوکر اس کے مقابل آیا ہے تو کسی نہ کسی صورت اسے گرفتار کرنے کی کوشش کرے گا بالکل اس طرح جس طرح ایک بار اس نے کمنڈال کر راجکماری کوشلیا کو گرفتار کیا تھا اور اگر یہی معاملہ اس نے رتنسی کے ساتھ کرلیا اور رتنسی کو اس نے پکڑ لیا تو اس کی گردن کاٹے بغیر نہ رہے گا اس لیے! مرہٹوں کے خلاف جنگ میں جب اسے گرفتار کیا گیا تھا تو اس کو تنبیہ کی تھی آئندہ وہ اس کے مقابل نہ آئے ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا لہٰذا رتنسی ایک طرف رہے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا رکا اور کچھ سوچا دوبارہ اپنے سیناپتی کرشن دیو کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''کرشن جس جگہ ہم نے لشکر کے ساتھ اس وقت پڑاؤ کیا ہوا ہے تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ یہیں رہوں گی جو خبریں تھوڑی دیر پہلے ہمارے ہرکاروں نے دی ہیں ان کے مطابق قیصر خاں جو لشکر لے کر آرہا ہے وہ ہمارے آدھے لشکر کے برابر ہے لہٰذا جو لشکر تمہاری کمانداری میں رہے گا یوں جانو وہ قیصر خان کے لشکر کے برابر ہوگا۔

میں آدھے لشکر کو لے کر یہاں سے ہٹ جاؤں گا اور جو شاہراہ بے پور کی طرف جاتی ہے اس کے کنارے کسی مناسب جگہ قیام کروں گا

ہرکاروں اور مخبروں کے ذریعے تمہارے ساتھ میرا رابطہ رہے گا اور جس وقت سلطان مظفر کے لشکری تم سے ٹکرائیں گے میں اس شاہراہ کی گھاٹ سے نکلوں گا اور اچانک حملہ آور ہوکر اپنی فتح کو یقینی بناؤں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رانا سانگا پھر دم لینے کے لیے رکا اس کے بعد وہ کہتا چلا گیا تھا۔

''کرشن دیو ایک بات کا خیال رکھنا قیصر خاں کو کوئی گزند پہنچی چاہے نہ اس پر تیر اندازی کی جائے کی ہماری اس سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے ایسا میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ وہ میری بیٹی کوشلیا کا شوہر ہے' کوشلیا نے اپنی مرضی اور اپنی خواہش سے اس کے ساتھ شادی کی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اب تک وہ واپس آچکی ہوتی اور مخبروں نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ میری بیٹی کوشلیا ہر جنگ کے دوران قیصر خاں کے ساتھ رہتی ہے' مرہٹوں کے خلاف بھی وہ برہان پور کی طرف گئی ہوئی تھی اور ان جو لشکر لے کر قیصر خاں اس طرف آرہا ہے اس لشکر میں بھی دوسری عورتوں کے ساتھ کوشلیا بھی شامل ہے۔

اگر تم اکیلے نے قیصر خاں کو پسپا کر دیا تو یہ ہماری خوش قسمتی ہوگی اگر قیصر خاں نے تم پر دباؤ ڈالا تو میں اس وقت تک حملہ آور ہو چکا ہوں گا قیصر خاں ہمارے دو طرفہ حملے کو برداشت نہیں کرے گا لہٰذا شکست قبول کر بھاگے گا اور جب وہ اپنے لشکر کو لے کر بھاگے تو اس کے لشکر کا تعاقب سختی سے کرنا ہے اور کوشش کرنی ہے جس قدر ممکن ہو اس کے لشکر کی تعداد کم کر دی جائے تاکہ آنے والے دور میں نہ سلطان مظفر ہمارے خلاف کوئی کاروائی کرنے کی سوچ سکے اور نہ ہی قیصر خاں کو یہ جرات کو کہ ہمارے مقابلہ پر آئے۔''

کرشن دیو کے علاوہ وہاں بیٹھے دوسرے چھوٹے بڑے سالاروں نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا اس کے بعد رانا سانگا ایک بار پھر انہیں کہنے لگا۔

''اب تم پڑاؤ میں ایک جگہ جمع ہو میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں تاکہ لشکر کی تقسیم کو آخری شکل دی جائے۔''

رانا سانگا کے یہ الفاظ سن کر سب اس کے خیمہ سے نکل گئے تھے۔

ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد رانا سانگا کے خیمے میں اس کی پتنی لکھاروتی بیٹی کوتلیا داخل ہوئی تھیں دونوں ماں بیٹی رانا سانگا کے سامنے بیٹھ گئیں پھر لکھاروتی رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میں نے سنا ہے قیصر خاں ہم سے ٹکرانے کے لیے آرہا ہے میری آپ سے التجا ہے کہ.....'' لکھاروتی اپنی بات مکمل نہ کرسکی مسکراتے ہوئے رانا سانگا بول اٹھا۔

''لکھاروتی جو تم کہنا چاہتی ہو مجھے اس کا احساس ہے یقیناً تم یہی کہو گی کہ قیصر خاں چونکہ ہماری بیٹی کا شوہر ہے لہٰذا اسے کوئی نقصان نہیں ہونا چاہیے۔''

جواب میں لکھاروتی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی پھر وہ دوبارہ بول اٹھی۔

''اس کے علاوہ بھی میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔'' وہ کیا غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے رانا سانگا نے پوچھ لیا تھا۔

اس موقع پر لکھاروتی نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری پھر رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

''میں نے سنا ہے میری بیٹی بھی قیصر خاں کے ساتھ اس لشکر میں شامل ہے جو لشکر قیصر خاں لے کر آرہا ہے کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں اور کوتلیا دونوں ماں بیٹی کوشلیا سے مل سکیں' کتنے ماہ بیت گئے ہیں کہ ہم نے اپنے بیٹی کی شکل نہیں دیکھی اس نے اتنا بڑا جرم بھی نہیں کیا کہ ہم اس سے سارے رشتے ختم کر دیں اس سے اپنی خون کی ڈوریوں کو کاٹ لیں۔''

لکھاروتی کے ان الفاظ پر رانا سانگا سنجیدہ ہوگیا تھا کہنے لگا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

''کوشلیا سے ملاقات کرنا کیسے ممکن ہے میرے خیال میں اب وہ خود بھی ہم سے ملنا پسند نہیں کرے گی اس کی دو وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ وہ چونکہ بھاگ کے قیصر خان کی طرف گئی تھی لہٰذا اسے شرمندگی ہوگئی کہ وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے ہمارا سامنا کیسے کرے گی۔

دوسرے یہ کہ جہاں تک مجھے بتایا گیا ہے وہ اسلام قبول کر چکی ہے وہ مسلمان ہے اور قیصر خاں کی بیوی بھی ہے اب وہ ہماری بیٹی کم قیصر خاں کی بیوی زیادہ ہے لکھاروتی ایک بات یاد رکھنا کوشلیا اس وقت بھی قیصر خاں کے ساتھ تھی جب قیصر خاں مرہٹوں سے جنگ کرنے کے لیے گیا تھا اسے یہ بھی یقیناً خبر ہوگی کہ اس کا بھائی رتنسی مرہٹوں کے ساتھ مل کر ان کا مقابلہ کرنے کے لیے گیا ہے اگر وہ ملنا چاہتی تو ضرور قیصر خاں کی مدد سے اپنے بھائی رتنسی سے ملاقات کر سکتی تھی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بہرحال صبر کرو قیصر خاں جب لشکر لے کر یہاں آتا ہے تو ہمارا ٹکراؤ شروع ہوتا ہے تو پھر اگر کوشلیا سے ملنے کی کوئی سبیل اور راہ نکل آئی تو ایسا ضرور کرنے کی کوشش کروں گا۔'' اس موقعہ پر کوتلیا پہلی بار بولی اور رانا سانگا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''پتاجی کوشلیا سے ملنے کی میرے پاس ایک ترکیب ہے اگر ہم اس پر عمل کریں تو ہم بڑی آسانی سے کوشلیا سے مل سکتے ہیں۔''

کوتلیا کے ان الفاظ پر رانا سانگا چونکا تھا پھر غور سے اپنی بیٹی کوتلیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''تمہارے پاس ایسی کون سی تجویز ہے جس پر عمل کر کے ہم باآسانی کوشلیا سے مل سکتے ہیں۔''

اس پر کوتلیا کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر وہ رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''پتاجی جنگ کے دوران آپ قیصر خاں کے کچھ لشکریوں یا ممکن ہو تو چھوٹے سالاروں کو گرفتار کرنے کی کوشش کریں جنگ ہماری فتح پر یا قیصر خاں کی فتح پر جیسے بھی ختم ہو اس جنگ کے بعد قیصر خاں کو یہ پیغام بھجوایا جائے کہ اگر وہ ہماری ملاقات کوشلیا سے کرا دے تو اس کے جو قیدی ہیں وہ رہا کر دیے جائیں گے پتاجی اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو میرے خیال میں قیصر خاں مان جائے گا اور کسی نہ کسی طرح سے ہماری ملاقات کوشلیا سے کرا دے گا اگر وہ انکار کر دے تو آپ دھمکی دیں اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو پھر اس کے قیدیوں کو قتل کر دیا جائے گا۔'' اپنی بیٹی کوتلیا کی اس تجویز سے رانا سانگا نے اتفاق کیا تھا اور خوشی کا اظہار بھی کیا تھا پھر لکھاروتی اور کوتلیا دونوں ماں بیٹی رانا سانگا کے خیمے سے نکل گئی تھیں۔

قیصر خاں کے اعتماد خاں اور اپنے لشکر کو لے کر بڑی تیزی اور برق رفتاری سے یہ نگر کے ان علاقوں کی طرف بڑھے تھے جہاں رانا سانگا نے پڑاؤ کر رکھا تھا دوسر طرف ایڈر کا سابق عامل مبارز الملک جسے رانا سانگا کے مقابلہ میں پسپائی اختیار کرنا پڑی تھی جو ایک لشکر کے ساتھ ان دنوں احمد نگر میں قیام کیے ہوئے تھا وہ بھی اس بچے کھچے لشکر کو لے کر قیصر خاں کے لشکر میں شامل ہو گیا تھا اس طرح قیصر خاں لشکر کو لے کر بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور اپنے مخبروں کی راہنمائی میں اس نے کرشن دیو کے لشکر کے سامنے آ پڑاؤ کیا تھا اس وقت رانا سانگا آدھے لشکر کو لے کر اس شاہراہ کی طرف ہٹ گیا تھا جو شاہراہ وہاں سے جے پور کی طرف جاتی تھی۔

جس وقت قیصر خاں اور اعتماد خاں اور مبارز الملک اپنے لشکر کے پڑاؤ کی نگرانی کر رہے تھے ایک مخبر قیصر خاں کے پاس آیا قیصر خاں غور سے اس کی طرف متوجہ ہوا اعتماد خاں ایک اور سالار حماد الملک اور مبارز الملک وہ بھی اس کے ساتھ ہو لیے وہ مخبر قریب آیا اور قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر میرے پاس چند اچھی خبریں ہیں وہی میں آپ سے کہنے کے لیے آیا ہوں۔'' قیصر خاں نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا اگر ایسا معاملہ ہے تو کہو اس پر وہ مخبر بولا اور کہنے لگا۔

''رانا سانگا کے جس لشکر کے سامنے آپ نے آ کے پڑاؤ کیا ہے اس لشکر کی کمانداری اس کا سینا پتی کرشن دیو کر رہا ہے آپ کی آمد سے پہلے رانا سانگا نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا آدھا حصہ لے کر کرشن دیو آپ کا مقابلہ کرے گا باقی آدھے حصے کے ساتھ رانا سانگا خود یہاں سے جو شاہراہ جے پور کی طرف جاتی ہے اس کی طرف ہٹ کر گھات میں ہے اور جنگ شروع ہونے کے بعد وہ وہاں سے نکل کر ہم پر ضرب لگاتے ہوئے اپنی کامیابی کو یقینی بنانا چاہتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مخبر رکا دوبارہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''یہ ایک خبر ہے دوسری خبر یہ ہے کہ جنگ کے دوران رانا سانگا کے حکم پر ہمارے کچھ لشکریوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی جائے گی جنگ کے خاتمہ کے بعد فتح رانا سانگا کی ہو یا ہماری رانا سانگا کی طرف یہ پیغام بھجوایا جائے گا کہ ہمارے اتنے قیدی اس کی گرفت میں ہیں اور اگر ہم ان قیدیوں کو زندہ دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر اس کی پتنی اور بیٹی کی ملاقات آپ کی بیوی کوشلیا سے کر دی جائے اور ساتھ ہی یہ بھی دھمکی دیں گی اگر ملاقات نہ کرائی گئی تو ہمارے اسیروں کو قتل کر دیا جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب رکا تب قیصر خاں کہنے لگا۔

''تم پھر اپنے کام میں لگ جاؤ بالکل مطمئن رہو میں دیکھتا ہوں رانا سانگا یہ سازش ہمارے خلاف کیسے کامیاب کرتا ہے۔''

مخبر جب وہاں سے ہٹ گیا تب اعتماد خاں کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔

''اعتماد خاں میرے بھائی اس جنگ کے دوران کوشش کرتی ہے کہ رانا سانگا کے زیادہ سے زیادہ لشکریوں کو اپنا قیدی اور اسیر بنایا جائے اس کے بعد میں دیکھوں گا رانا سانگا کیسے ہم پر اپنی مرضی مسلط کرنے کی کوشش کرتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قیصر خاں رکا کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''اعتماد خاں میرے عزیز بھائی اس وقت جو لشکر ہمارے پاس ہے اس کے تین حصے کرتے ہیں دو حصے کرشن دیو سے ٹکرائیں گے تیسرا حصہ علیحدہ رہے گا اور رانا سانگا نے اگر اپن کاروائی کی ابتدا کرنا چاہے تو رانا سانگا کی راہ روکی جائے گی تھوڑی دیر بعد اپنے پورے لشکر سے باہر یہ خبر اپنے مخبروں اور ہرکاروں کے ذریعے پھیلا دی جائے کہ کرشن دیو کا مقابلہ اعتماد خاں اور عماد الملک دونوں کریں گے جب کہ قصر خاں اور مبارز الملک لشکر کے ایک حصے کے ساتھ اس وقت رانا سانگا پر ضرب لگائیں گے جب رانا سانگا اپنی گھات سے نکل کر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا جب یہ خبر پھیلے گی تو یاد رکھنا رانا سانگا کوشش کریں گا کہ وہ گھات سے نہ ہی نکلے اسی میں اس کی بہتری اور بھلائی ہے میں اس کے مزاج کو خوب سمجھتا ہوں۔''

دفعتاً بیچ میں اعتماد خاں بول پڑا۔ ''لیکن میں اور عماد الملک.....!!''

اعتماد خاں اپنی بات مکمل نہ کر سکا قیصر خاں خود ہی بول اٹھا اور کہنے لگا۔

''جو تم کہنا چاہتے ہو میں سمجھ گیا ہوں صرف یہ افواہ اڑائی جائے کہ جو لشکر علیحدہ رکھا گیا ہے اس میں قیصر خاں اور مبارز الملک ہیں جب کہ اس لشکر میں حماد الملک اور مبارز الملک رہیں گے میں اور تم دونوں حسب سابق اکٹھے کرشن دیو کا مقابلہ کریں گے میں یہ بھی کوشش کروں گا کہ رانا سانگا کے آنے تک کرشن دیو تک ایسے جاں لیوا اور شدید حملے کیے جائیں کہ دو کاموں میں سے ایک کام ہو کر رہے۔

پہلا یہ کہ کرشن دیو اٹھا کر بھاگ جائے دوسرا یہ کہ ہم اس کے لشکر کی تعداد اس قدر کم کر دیں گے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کہ وہ صرف دفاع پر قائم رہے اگر تو وہ میدان جنگ سے بھاگتا ہے تو پھر چھٹی ہو جائے گی رانا سانگا گھات سے نہیں نکلے گا اور اگر وہ اپنے لشکر کے زیادہ حصہ کے کٹ جانے کے باعث اپنے آپ کو دفاع تک محدود کرتا ہے اور اسی دوران رانا سانگا اپنی گھات سے نکل کر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتا ہے تو پھر جو لشکر کرشن دیو کے ساتھ ٹکرا رہا ہوگا وہ بھی دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا ایک حصے کے ساتھ تم کرشن دیو کو روکے رہو گے یہاں کہ باقی آدھے کے ساتھ میں عماد الملک اور مبارز الملک کے ساتھ بڑی آسانی سے رانا سانگا سے نمٹ لوں گا اس کے لیے ساری تقسیم جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے مکمل کر لیتی ہے۔''

قیصر خاں کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا تھا اس کے بعد لشکر کی تقسیم کا کام سرانجام دیا گیا لشکر میں جو عورتیں تھیں انہیں پڑاؤ کے پیچھے رکھا گیا چند دستے ان کی حفاظت پر مقرر کیے گئے اس کے بعد چاروں طرف یہ خبریں پھیلا دی گئی تھیں کہ کرشن دیو کا مقابلہ اعتماد خاں اور عماد الملک کریں گے جب کہ قیصر خاں کو خبر ہو چکی ہے کہ رانا سانگا گھات نکل کر حملہ آور ہوگا لہٰذا رانا سانگا کا مقابلہ کرنے کے لیے قیصر خاں اور مبارز الملک ایک لشکر لے کر علیحدہ رہیں گے اور جوں ہی رانا سانگا حملہ آور ہوگا وہ اس کا مقابلہ کریں گے اس طرح قیصر خاں کی اس تجویز سے نہ صرف کرشن دیو بلکہ رانا سانگا پر بھی ایک طرح سے اندیشوں کی دھند چھا گئی تھی۔

اس کے بعد دونوں لشکروں نے اپنی صفیں درست کر لی تھیں اس موقعہ پر قیصر خاں ایک بار پھر اعتماد خاں کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے بھائی شروع ہی میں زور دار حملے کرتے ہوئے ہم دونوں اپنے اپنے لشکر کو اپنے دائیں بائیں طرف پھیلا کر ایک طرح سے کرشن دیو کے لشکر کے گرد ایک ہالہ بنائیں گے اور زور دار حملے کرتے ہوئے انتہائی کوشش کرنی ہے کہ بڑی تیزی سے اس کے لشکر کی تعداد کو کم کیا جائے جتنی شدت سے ہم یہ کام کریں گے اتنی ہی ہمارے لیے آسانیاں پیدا ہو جائیں گیں اور میں دائیں جانب رہوں گا اس لیے کہ دائیں جانب سے ہی رانا سانگا کے آنے کی امید ہے چنانچہ رانا سانگا نے اگر اپنی گھات سے نکل کر عماد الملک اور مبارز الملک سے ٹکرانے کی کوشش کی تو اتنی دیر تک مجھے امید ہے کہ ہم کرشن دیو کی آدھی طاقت کو کچل دیں گے اور تم اپنے لشکر کے ساتھ اکیلے اسے دفع تک محدود کر سکو گے اور میں یہاں سے ہٹ کر پھر رانا سانگا سے نمٹ لوں گا۔''

اعتماد خاں نے اس سے اتفاق کیا تھا پھر جوں ہی قیصر خاں اس کے پاس سے ہٹ کر اپنے لشکر کی جانب جا رہا تھا کرشن دیو نے حملہ آور ہونے کے لیے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا اور پھر وہ قیصر خاں کے لشکر پر حسد کے سرخ ہوتے الاؤ اجل کی دستک کے مرحلوں رسوائی و ذلت کے طوفانوں سیاہ تاریکیوں کے ہیولوں میں گندی خواہشوں کے سوداگروں منزل سے نا آشنا کرتے حوادث کے اندھے روگ اور بے خواب راتوں کی فضاؤں میں یادوں کے لمحوں کو پامال کرتے خونی رقص کے پیاسے بگولوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

اس کے بعد قیصر خاں اور اعتماد خاں نے بھی ایک دم اپنی جوابی کارروائی کی ابتدا کی پہلے انہوں نے دشت غربت میں اندھیروں کو کم مائیگی کا احساس دلاتی وقت کی تنویر کے بیل رواں کی طرح تکبیریں بلند کی پھر وہ دونوں کرشن دیو کے لشکر پر عہد وقت کو دھندلاتے چہروں کو الم گزیدہ کرتے اک سیل بلا خیز سسکوں میں الجھی خاموشوں میں زیست کے تکبر و گھمنڈ کا قصہ تمام کرتے غم بکھیرتے سرابوں کے قافلوں بیہمانہ خواہشوں تعصبات کی وحشت تک کو تمام کر دینے والی خون اگلتی اجلاؤں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

قیصر خاں اور اعتماد خاں کا یہ حملہ بڑا زوردار تھا اپنے پہلے ہی حملے میں کرشن دیو کی کئی صفوں کو انہوں نے لپیٹ کر رکھ دیا تھا اس کے بعد وہ بڑی تیزی کے ساتھ اپنے لشکر کو دائیں بائیں پھیلاتے ہوئے ایک ہالہ بنا چکے تھے اور تین اطراف سے ایک طرح سے انہوں نے کرشن دیو کے لشکر کا قاتل عام شروع کر دیا تھا۔

اس طرح ان کے تیز اور شدید حملوں کے باعث رزم گاہ میں قلوب کے تو اہم بہو کے تلاطم روحوں کی چبھن چشم و نظر کی داستانیں' بے ضمیری کی کثافتیں اور کرب کے مناظر رقص کرنے لگے تھے۔

فضا میں ڈھلتی فنا کی گھٹائیں اپنا رنگ دکھانے لگیں اور کہانیاں نارسائی کی داستانیں انا کی دھجیوں کے نقوش مٹاتے چلی گئی تھیں۔

بڑے بڑے شہسوار لکھی تحریروں اور جلے ہوئے کاغذ کے حروف کی طرح مٹتے چلے گئے تھے موت کے سرسام زرم گاہ کے اندر چار سو تاریکی ناچ رہی تھی۔ قیصر خاں اور اعتماد خاں دونوں نے جب مل کر کرشن دیو کے لشکر کی حالت بڑی تیزی سے زخم زخم بدنوں بجھی بجھی مشعلوں سوختہ سوختہ چراغوں مجروح مجروح خواہشوں بگے خواب راتوں جدائی کے قصوں گریہ کناں صداؤں اور کوئی قبروں کے میلے کتبوں جیسی کرنا شروع کی تب کرشن دیو کے لشکر کے اندر ایک بددلی سی چھانے لگی تھی اس لیے کہ اپنے تیز حملوں سے قیصر خاں اور اعتماد خاں نے بڑی تیزی کے ساتھ کرشن دیو کے لشکر کو روندتے ہوئے ان کی تعداد کافی حد تک کم کرنا شروع کر دی تھی۔

اسی لمحہ دائیں جانب سے رانا سانگا کسی زخمی سانپ کی طرح نمودار ہوا جوں ہی وہ قریب آیا' عماد الملک اور مبارز الملک دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اس کی راہ روک کھڑے ہوئے اس موقعہ پر مبارز الملک نے بڑی جرات مندی بڑی دلیری کا مظاہرہ کیا اس لیے کہ اسے پہلے رانا سانگا کے ہاتھوں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا وہ اپنی اس ناکامی کا انتقام رانا سانگا سے لینے پر تل گیا تھا بڑی دلیری اور جرات مندی کے ساتھ مبارز الملک عماد الملک دونوں نے رانا سانگا کو روکا اور اس کے بعد ایک خونی تبدیلی اٹھ کھڑی ہوئی۔

قیصر خاں اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ کرشن دیو کے سامنے سے ہٹا رانا سانگا کے لشکر کی پست کی طرف گیا اور ادھر جاتے ہوئے اس نے کہکشاؤں کی پست کی طرف گیا اور ادھر جاتے ہوئے اس نے کہکشاؤں کی سی خاموشیوں کی اور تفکرات کے لمحوں میں ڈوبے افلاک تلے کھولتی صداؤں کی قہرمانیت کی طرح تکبیریں بلند کی تھیں پھر وہ رانا سانگا کے لشکر کی پشت پر زندگی کے سایوں کے جراحی کرتے تیز آندھیوں کے نمناک جھکڑوں دل پر کڑے طاری کرتی طوفانوں سے آشنا وقت کی ہولناکیوں ضمیر کو اندھی پستیوں سے دوچار کرتی دکھ کے موسموں کی بازگشت اور آشیانوں تک کو تنکا تنکا کر دینے والی ابدگیر قضا کے جس کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

رانا سانگا کی جب پشت پر کی طرف سے حملہ آور ہو کر ایک دم قیصر خاں اس کے لشکر کے پشتی حصہ تک کی کئی صفوں کو اڑ کر رکھ دیا اور سامنے کی طرف سے عماد الملک اور مبارز الملک نے بھی زور ڈالا تب رانا سانگا ایک طرح سے گر گیا تھا جب کہ دوسری طرف بڑے عمدہ انداز میں عماد الملک کرشن دیو کو اپنے ساتھ الجھائے ہوئے تھا۔

رانا سانگا کا اب دو طرفہ احتساب شروع ہو گیا تھا سامنے کی طرف سے بھی اس کے لشکر کی صفیں کاٹ رہی تھیں اور پشت کی جانب سے تو قیر خاں بڑی تیزی سے اس کے لشکر کا صفایا کرتا ہوا اس کے لشکر کے وسطی حصہ کی طرف بڑھنا شروع ہو گیا تھا۔

رانا سانگا نے جب اندازہ لگایا کہ اگر اس

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

طرح وہ دو لشکروں کے درمیان گھرا رہا تو اس کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور اس کے سارے لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا تب اس نے سوچ سمجھ کر ایک قدم اٹھایا ایک دم اس کے لشکر میں نرسنگھے بجے اور ایک کان سے دوسرے کان تک رانا سانگا کا یہ پیغام پہنچا دیا گیا کہ جس قدر جلد ممکن ہو کرشن دیو کے لشکر سے جا ملنا چاہیے چنانچہ رانا سانگا اپنے لشکر کو اپنے دائیں ہاتھ سے نکلتا ہوا کرشن دیو سے جا ملا تھا۔

اس موقعہ پر قیصر خاں رانا سانگا کے پیچھے پیچھے تھا اور برابر اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس کے لشکر کی تعداد کم کرتا چلا جا رہا تھا دوسری طرف مبارز الملک اور عماد الملک نے بھی بڑا اچھا قدم اٹھایا انہوں نے فوراً لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کے ساتھ مبارز الملک اعتماد خاں کے ساتھ جا ملا جب کہ عماد الملک قیصر خاں کے ساتھ شامل ہو گیا تھا اس طرح جب رانا سانگا اپنے سینا پتی کرشن دیو کے ساتھ جا کے ملا اور ابھی وہ اپنی ترتیب درست کرنا ہی چاہتا تھا کہ اس پر پھر دو طرفہ سے حملہ ہو گیا۔

سامنے کی طرف سے اعتماد خاں نے مبارز الملک کے ساتھ مل کر بڑے تیز حملے کرتے ہوئے ان کی تعداد کو کم کرنا شروع کر دیا تھا جب کہ قیصر خاں اور عماد الملک رانا سانگا کے پیچھے ہی پیچھے اس کا تعاقب کرتے اس کی تعداد کم کرتے آگے بڑھتے چلے گئے تھے یہاں تک کہ جب رانا سانگا اپنے سینا پتی کرشن دیو کے ساتھ جا ملا تب تیز اور شدید حملے کرتے ہوئے قیصر خاں اور عماد الملک ایک طرح سے ان کے لشکر کے اندر گھس کر ان کا قتل عام شروع کر چکے تھے۔

کچھ دیر کی جنگ کے بعد رانا سانگا نے اندازہ لگا لیا کہ اس کی کامیابی فتح مندی کے آثار دور دور تک نظر نہیں آتے اور اگر اس نے جنگ جاری رکھی تو پھر دو کاموں میں سے ایک ہو گا یا تو اسے اپنے لشکر کی بہت بڑی تعداد سے محروم ہونا پڑے گا یا پھر قیصر خاں اور اس کے سالار خود اس کا اور اس کے سینا پتی کرشن دیو کا خاتمہ کر کے رکھ دیں گے۔

اس کے ساتھ ہی قیصر خاں نے جب اپنے حملوں میں مزید تیزی پیدا کی اور سامنے کی طرف سے اعتماد خاں بھی پوری قوت سے حملہ آور ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا تب رانا سانگا کے جم پر اس کے لشکر کے اندر شکست اور پسپائی کے ترسنگھے بجے اور رانا سانگا اور اس کا سینا پتی کرشن دیو پسپا ہو کر پیچھے ہٹ گئے قیصر خاں اور اعتماد خاں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کچھ دور تک ان کا تعاقب کر کے ان کے لشکر کو کاٹا پھر وہ اس جگہ لوٹ آئے جہاں جنگ ہوئی تھی اور قیصر خاں کے حکم سے بڑی تیزی سے زخمیوں کی دیکھ بھال ہونے لگی تھی۔

رانا سانگا شکست اٹھا چکا تھا لیکن اپنا ایک مقصد بھی وہ حاصل کر چکا تھا اس لیے کہ اس نے کچھ مسلمان لشکری گرفتار کر کے اپنا اسیر کر لیا تھا لیکن ابھی تک رانا سانگا کو یہ علم نہیں تھا کہ جتنے مسلمانوں کو اس نے اسیر کیا ہے اس سے دوگنے اس کے لشکریوں کو قیصر خاں اور اس کے ساتھی سالار گرفتار کر چکے ہیں قیدی بنا چکے ہیں۔

تقریباً اسی جگہ جا کے رانا سانگا نے اپنے لشکر کو روک دیا تھا جہاں سے نکل کر اس نے قیصر خاں کے لشکر پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کی تھی جس وقت قیصر خاں اور ساتھی سالار اپنے سارے زخمیوں کی دیکھ بھال کر چکے اور وہ اپنے پڑاؤ کا جائزہ لینے لگے تھے تب دو گھڑ سوار پڑاؤ میں داخل ہوئے اور سیدھے قیصر خاں کے دو لشکریوں کی راہنمائی میں اس طرف گئے جہاں قیصر خاں اپنے ساتھی سالاروں کے ساتھ کھڑا تھا۔

قصر خاں کے وہ دونوں لشکری انہیں اس سمت لے گئے اور آنے والے دونوں سوار گھوڑوں کی باگیں تھامے قیصر خاں اور اس کے ساتھیوں کے سامنے کھڑے ہو گئے تھے پھر ان میں سے قیصر خاں

کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔

"آپ کے لشکری نے بتایا ہے کہ آپ قیصر خاں ہیں' ہمیں رانا سانگا نے آپ کی طرف روانہ کیا ہے رانا سانگا کے پاس اس وقت لگ بھگ آپ کے سو لشکری اسیری اور قید کی حالت میں ہیں آپ کے نام رانا سانگا نے ہمیں یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ اگر آپ رانا سانگا اور اس کے اہل خانہ کی ملاقات ان کی بیٹی کوشلیا سے جو آپ کی بیوی ہے کرا دیں تو ان سو قیدیوں کو رہا کر دیا جائے گا۔"

آنے والے اس ہرکارے نے ان کے الفاظ پر طنزیہ سی مسکراہٹ قیصر خاں کے چہرے پر نمودار ہوئی تھی پھر قیصر خاں اور اعتماد خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اعتماد خاں میرے عزیز بھائی اپنے سالاروں کے ساتھ یہیں رکو آنے والے دونوں ہرکاروں کو بھی رکو میں ذرا اپنی بیوی سے بات کر کے آتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی قیصر خاں وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

قیصر خاں اپنے لشکر کے پیچھے جو پڑاؤ قائم کیا گیا تھا جس کی حفاظت پر چند دستے مامور تھے ادھر گیا وہاں ساری عورتیں ایک جگہ جمع تھیں راجکماری کوشلیا بھی ان میں سے تھی اس نے قیصر خاں کو آتے ہوئے دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی طرف لپکی' قیصر خاں کے قریب جا کر بڑی خشک کن آواز اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کوشلیا نے اسے اس شاندار فتح پر مبارک باد دی کوشلیا جب خاموش ہوئی تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔

"کوشلیا ایک بہت اہم معاملہ آن پڑا ہے اور اس کے متعلق میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔"

قیصر خاں کے ان الفاظ پر کوشلیا اداس اور فکر مند ہو گئی تھی دھیمے دھیمے اور دبے ہوئے لہجہ میں وہ قیصر خاں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"ایسا کیا معاملہ آن پڑا ہے کہ آپ کو مجھ سے مشورہ کرنے کی ضرورت پڑ گئی ہے میں آپ کی بیوی ہوں آپ کا فیصلہ بلکہ آپ کا ہر فیصلہ میری لیے آخری ہے پھر آپ کو مجھ سے مشورہ کرنے کی کیا ضرورت پڑی۔"

جواب میں قیصر خاں نے ایک گہری نگاہ کوشلیا پر ڈالی اس کے بعد وہ کہنے لگا۔

"کوشلیا بات یہ ہے کہ جنگ کے دوران تمہارے باپ نے ہمارے سو لشکریوں کو قیدی اور اسیر بنا لیا ہے ہم سے شکست اٹھانے کے بعد وہ پیچھے بھاگ گیا ہے اور ایک جگہ پڑاؤ کرنے کے بعد اس نے اپنے ہرکارے ہماری طرف بھجوائے ہیں اور یہ پیغام دیا ہے کہ وہ ہمارے ان سو لشکریوں کو اس شرط پر رہا کرنے کے لیے تیار ہے کہ راجکماری کوشلیا کی ملاقات اس سے اور اس کے اہل خانہ سے کروا دی جائے اب تم اپنا فیصلہ دو کہ کیا تم ان سے ملاقات کرنا چاہتی ہو۔"

قیصر خاں سے یہ الفاظ سن کر کوشلیا بڑی سنجیدہ ہو گئی تھی پھر کہنے لگی۔

"میں ان سے ملنا تو نہیں چاہتی لیکن اگر سوال ہمارے سو لشکریوں کا ہے اور آپ کہتے ہیں تو میں مل لوں گی لیکن اس ملاقات کے دوران کوئی دھوکہ اور فریب نہ ہو کہ وہ ہمارے لشکریوں کو قتل کر دیں گے اور میری ملاقات آپ کی موجودگی میں ہونی چاہیے۔ میں اکیلی نہیں ملوں گی۔"

راجکماری کوشلیا کا یہ جواب سن کر قیصر خاں خوش ہو گیا تھا کہنے لگا۔

"کوشلیا ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے اگر تم باخوشی اپنی مرضی سے ملاقات کرنا چاہتی ہو تب ہم تمہاری ملاقات کے اہتمام کروائیں گے ورنہ قیدی تو ہم ان سے چھڑا لیں گے۔"

قیصر خاں کے ان الفاظ پر کوشلیا چونکی پھر کہنے لگی۔

"کیسے چھڑا لیں گے اپنے قیدی اگر آپ

Scanned And Uploaded By Muhammad Naeem

اپنے قیدی چھڑا سکتے ہیں تو پھر مجھے ملاقات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

کوشلیا کے ان الفاظ کے جواب میں مسکرا لیتے ہوئے قیصر خاں کہنے لگا۔

"کوشلیا بات یہ ہے کہ اگر تمہارے باپ رانا سانگا نے ہمارے سو لشکریوں کو اپنا قیدی اسیر بنایا ہے تو اس کے لگ بھگ ڈھائی سو لشکری اس وقت ہماری قید میں ہیں جیسا پیغام اس نے ہماری طرف بھجوایا ہے ہم بھی بھجوا دیں گے ہم اس کو اسی کے ہرکاروں کے ذریعے یہ جواب دیں گے کہ اگر اس کے پاس ہمارے سو قیدی ہیں تو ہمارے پاس اس کے ڈھائی سو کے قریب قیدی ہیں اگر اعتبار نہ ہو تو دونوں لشکریوں کے بیچ میں جگہ مقرر کرلی جائے اور قیدیوں کو سامنے لایا جائے اور اگر انہوں نے ہمارے سو قیدیوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو ہم یہ پیغام دیں گے کہ پھر ہم اس کے ڈھائی سو لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔"

قیصر خاں کے ان الفاظ پر کوشلیا بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی پھر کہنے لگی۔

"اگر یہ معاملہ ہے تو پھر میں ملاقات نہیں کروں گی اگر وہ سو قیدی رکھتے ہیں تو ہمارے پاس ان کے ڈھائی سو قیدی ہیں بس آپ قیدیوں سے قیدیوں کا تبادلہ کرا لیں میں ملاقات نہیں کروں گی۔"

کوشلیا کا یہ جواب سن کر قیصر خاں مطمئن اور خوش ہو گیا تھا اور وہ لشکری جو پڑاؤ کی حفاظت پر معمور تھے ان کے ایک چھوٹے سالار کو قیصر خاں نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا' وہ قریب آیا تب قیصر خاں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"لشکر کے اندر جاؤ وہاں ایک جگہ اعتماد خاں عماد الملک اور الملک کھڑے ہیں ان کے پاس رانا سانگا کے دو ہرے کارے ہیں ان دونوں ہرکاروں کو یہاں میرے پاس لے کر آؤ۔"

قیصر خاں کا یہ کہنا سننے کے بعد وہ چھوٹا سالار وہاں سے ہٹ گیا تھا تھوڑی دیر بعد وہ رانا سانگا کے دونوں ہرکاروں کو لے کر آیا دونوں ہرکارے قیصر خاں کے پاس آن کھڑے ہوئے قیصر خاں نے کوشلیا کی طرف اشارہ کیا اور پھر ان دونوں ہرکاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"یہ میری بیوی ہے کیا تم اسے پہچانتے ہو۔" جواب میں ایک ہرکارہ بولا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہی تو ہماری راجکماری کوشلیا ہے ہم اسے اچھی طرح پہچانتے ہیں۔" ہرکارے کے ان الفاظ کے جواب میں قیصر خاں پھر بولا اور کہنے لگا۔

"دیکھو میری بیوی کوشلیا نے رانا سانگا اور اس کے اہل خانہ سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا ہے یہ الفاظ میرے نہیں اس وقت میری بیوی کوشلیا تمہارے سامنے کھڑی ہے اس لیے یہ بات میں اس کی موجودگی میں کر رہا ہوں واپس جا کر رانا سانگا سے کہنا کہ اگر تمہارے پاس ہمارے سو لشکری قیدی کی حیثیت ہیں تو ہمارے پاس تمہارے ڈھائی سو کے قریب لشکری ہیں وہ میں قیدی پہلے تمہیں دکھاتا ہوں اس کے بعد واپس جا کے میرا پیغام رانا سانگا کو دینا بہرحال میری بیوی کسی سے ملاقات کرنے کے لیے تیار نہیں ہے اب تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔"

اس کے ساتھ ہی رانا سانگا کے ان دونوں ہرکاروں کو لے کر قیصر خان وہاں سے ہٹ گیا تھا اور کوشلیا پھر دوسری عورتوں کے اندر جا کے کھڑی ہو گئی تھی۔

قیصر خاں ان دونوں ہرکاروں کو لے کر اس جگہ آیا جہاں اعتماد خاں مبارز الملک عماد الملک کھڑے تھے پھر ان دونوں ہرکاروں کو لے کر سب ان قیدیوں کی طرف گئے جنہیں جنگ کے دوران گرفتار کیا گیا تھا ان دونوں ہرکاروں کو قیصر خاں نے رانا سانگا کے ڈھائی سو لشکریوں کے سامنے جا

کے کھڑا کیا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"انہیں غور سے دیکھو کیا یہ تمہارے لشکری نہیں ہیں۔" اس پر دونوں ہرکارے حیرت زدہ سے رہ گئے تھے پھر ایک بولا اور کہنے لگا۔

"یہ ہمارے ہی لشکری ہیں۔"

ہرکارے کے اس جواب پر قیصر خاں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"اگر تم مزید کسی شک میں ہو تو پھر ان کی گنتی کر لو یہ ڈھائی سو سے زیادہ ہی ہوں گے کم نہیں ہوں گے۔"

ہرکارہ مان گیا اور کہنے لگا۔

"ہاں میں اپنے لشکر میں آپ کے قیدی بھی دیکھ کے آیا ہوں اور میں اپنے ان قیدیوں کو دیکھتے ہوئے میں تسلیم کرتا ہوں کہ ان کی تعداد یقیناً ڈھائی سو سے زیادہ ہی ہوگی۔"

ہرکارے کی یہ بات تسلیم کرنے پر قیصر خاں اعتماد خاں اور ان کے ساتھی سالاروں نے خوشی کا اظہار کیا تھا پھر قیصر خاں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اب تم ایسا کرو دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ واپس اپنے لشکر میں جاؤ اور رانا سانگا سے جا کے کہو کہ تم دونوں نے اس کی بیٹی کوشلیا سے ملاقات کی ہے اور کوشلیا اس سے اور اس کے اہل خانہ سے ملنے سے انکار کرتی ہے ساتھ ہی رانا سانگا سے جا کر میرا یہ پیغام بھی دینا کہ اگر اس کے پاس ہمارے سو لشکری ہیں تو ہمارے پاس اس کے ڈھائی سو سے زیادہ قیدی ہیں اگر اس نے ہمارے کسی لشکری کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو ہم ان ڈھائی سو لشکریوں کا قتل عام کر دیں گے اسے یہ بھی بتانا کہ ہم ان ڈھائی سو قیدیوں کو اس وقت رہا کریں گے جب ہمارے سو قیدی ہمارے پڑاؤ میں پہنچ جائیں گے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو پھر یہ ڈھائی سو افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے اب تم جا سکتے ہو۔"

اس پر رانا سانگا کے دونوں ہرکارے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انہیں سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے۔

جب وہ رانا سانگا کے پڑاؤ میں داخل ہوئے تب رانا سانگا کو بڑی چین سے ان ہی کی واپس کا انتظار کر رہا تھا جب وہ رانا سانگا کے پاس گئے تب رانا سانگا کو بڑی بے چینی سے ان ہی کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا جب وہ رانا سانگا کے پاس گئے تب رانا سانگا اپنی بیوی لکھاروتی بیٹی کوتلیا اپنے داماد کے علاوہ سینا پتی کرشن دیو کے ساتھ قیصر خاں کے گرفتار کیے جانے والے لشکریوں کے قریب ہی موجود تھا دونوں ہرکارے ان کے قریب جا کے جب اپنے گھوڑوں سے اترے تو رانا سانگا نے بڑی خوشی اور ایک طرح کے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے دونوں ہرکاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرا اندازہ اور میرا خیال ہے کہ تم کوئی مثبت جواب لے کر آئے ہو اور ہماری ملاقات ہماری بیٹی کوشلیا سے ہو جائے گی اور یہ جو سو قیدی ہیں ان کی بھی ہم سے جان چھوٹ جائے گی۔"

اس پر ایک ہرکارہ رانا سانگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"رانا ایسا معاملہ نہیں ہے ہم اپنی راجکماری کوشلیا سے بھی مل کے آئے ہیں' قیصر خاں سے بھی ملاقات ہوئی ہے ہم آپ پر انکشاف کریں کہ آپ کی بیٹی کوشلیا نے آپ لوگوں سے ملنے سے انکار کر دیا ہے۔"

ہرکارے کے یہ الفاظ سن کر رانا سانگا ہی نہیں اس کی پتنی بیٹی بیٹے اور داماد تک چونک اٹھے تھے۔

کچھ دیر کی سوچ کے بعد رانا سانگا بولا اور ہرکاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کیا قیصر خاں نے اسے یہ نہیں سمجھایا اس پر یہ نہیں زور ڈالا کہ اگر اس نے ملاقات نہ کی تو اس کے سو لشکری اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔"

جواب میں وہی ہرکارہ بولا اور کہنے لگا۔

"رانا معاملہ یہ نہیں ہے اگر آپ کے پاس

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

قیصر خاں کے سولشکری ہیں تو اس وقت قیصر خاں کے پاس ہمارے ڈھائی سو سے بھی زیادہ لشکری قید میں ہیں اور ہم اپنے ان ڈھائی سو لشکریوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کے آئے ہیں چونکہ راجکماری کوشلیا نے آپ لوگوں سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا ہے اس بنا پر قیصر خاں نے ہمارے ہاتھ آپ کے نام یہ پیغام بھیجا ہے کہ ان کے سولشکریوں کو پہلے اس کے پڑاؤ کی طرف بھیجا جائے اور جب سولشکری اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو ہمارے ڈھائی سو لشکری جو اس کے پاس گرفتار ہیں انہیں رہا کیا جائے گا اور قیصر خاں نے یہ بھی دھمکی دی تھی کہ اگر اس کے کسی لشکری کو نقصان پہنچایا گیا یا اسے قتل کیا گیا تو پھر ہمارے ڈھائی سو لشکریوں میں سے کوئی زندہ سلامت نہیں رہے گا۔''

رانا سانگا کے لیے قیصر خاں کا یہ بڑا دل شکن پیغام تھا اور اس کی گردن جھک گئی کچھ دیر تک وہ گہری سوچوں میں ڈوبا رہا اس کے قریب ہی کھڑی اس کی پتنی اس کے بیٹے بیٹی داماد سب پریشان اور فکر مند تھے اس لیے کہ سولشکریوں کو قیدی بنانے کے بعد وہ پکی امید لگائے بیٹھے تھے کہ کوشلیا سے ان سے ملاقات ضرور ہوگی اس لیے کہ قیصر خاں اپنے سولشکریوں کو کسی بھی صورت ضائع کرنے کی کوشش نہیں کرے گا اور اب جو پیغام لے کر ہرکارے آئے تھے اس پیغام کو سن کر رانا سانگا ان سولشکریوں کو رہا کرنے پر مجبور ہوا تھا۔

چنانچہ ان سولشکریوں کو قیصر خاں کی طرف بھیج دیا گیا جب وہ لشکری اپنے پڑاؤ میں پہنچے تب قیصر خاں کے حکم پر رانا سانگا کے ڈھائی سو لشکریوں کو رہا کر دیا گیا تھا اس طرح بدترین شکست اٹھانے کے بعد رانا سانگا جے پور کی طرف بھاگ گیا تھا۔

☆☆

چونکہ رانا سانگا جے پور کی طرف گیا تھا اسی بنا پر اس روز قیصر خاں نے تیز رفتار قاصد سلطان مظفر کی طرف روانہ کیے اور یہ درخواست کی کہ اسے اجازت دی جائے کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے اور رانا سانگا کا تعاقب کرتے ہوئے جے پور پہنچے اور جے پور کو فتح کریں تاکہ آنے والے دور میں رانا سانگا کسی طرح آپ سے کسی خطرہ کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہے۔

حالات کی ستم ظریفی کہ کسی دوران بارشوں کا سلسلہ شروع ہوگیا اور قیصر خاں سخت بخار میں مبتلا ہوگیا گو اس کے لشکر نے وہاں پڑاؤ کر لیا تھا خیمے نصب کر کے لشکریوں کے آرام کا بہترین اہتمام کیا گیا تھا لیکن قیصر خاں کے علاوہ بھی کچھ لشکری موسمی بخار میں مبتلا ہوگئے اور قیصر خاں کا بخار دن بہ دن بگڑنے لگا جس کی بنا پر کوشلیا کی فکر مندی میں اضافہ ہوتا چلا گیا تھا۔

اتنی دیر میں جو قاصد سلطان کی طرف بھیجے گئے تھے وہ سلطان کا یہ پیغام لے کر آئے کہ قیصر خاں اپنے لشکر کے ساتھ جنانیر کے مقام پر قیام کرے باہر سات کے موسم کے خاتمہ کے بعد رانا سانگا کے مرکزی شہر کی طرف کوچ کیا جائے گا۔

چنانچہ اعتماد خاں لشکر کو حرکت میں لایا بخار کی حالت میں قیصر خاں کو گھوڑے پر سوار کیا گیا کوشلیا اس کے ساتھ سوار تھی اور اسے سہارا دے کر گھوڑے پر سفر کر رہی تھی اس طرح لشکر جنانیر پہنچا اور پڑاؤ کر لیا گیا اسی دوران ایک اور تبدیلی رونما ہوئی گجرات کے علاقوں کا ایک جاگیردار جس کا نام ایاز تھا وہ ایک خاصا بڑا لشکر لے کر سلطان مظفر کے پاس پہنچا اس نے رانا سانگا سے ٹکرانے کی خواہش کا اظہار کیا اسی دوران سلطان کے پاس یہ خبر بھی پہنچ گئی کہ جنانیر میں قیصر خاں سخت بخار کی حالت میں ہے چنانچہ جو لشکر اس وقت مہیا تھا اسے سلطان نے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کو خود لے کر وہ جنانیر کی طرف بڑھا اور دوسرا حصہ اس نے اپنے جاگیر دار کی کمانداری میں دیا اپنے بڑے سالاروں میں صفدر خاں کو اس کے ساتھ کیا اور جنانیر میں یہ بھی پیغام بھیجا کہ مبارز الملک بھی ایاز کے ساتھ اس مہم

میں حصہ لے اس طرح ایاز صفدر خاں اور مبارز الملک لشکر لے کر رانا سانگا کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے تھے۔

مورخین لکھتے ہیں کہ رانا سانگا کی سرکوبی کے لیے ایاز روانہ ہوا اور سلطان مظفر نے اس کے تحت ایک لاکھ سوار اور سو ہاتھی کر دیے تھے ہاتھی تو صفدر خاں اور ایاز نے واپس کر دیے تاہم لشکر کو لے کر وہ رانا سانگا کے مرکزی شہر کی طرف بڑھے تھے۔

راجپوتوں سے پہلا ٹکراؤ بقول مورخین لکھا کرت کے مقام پر ہوا صفدر خاں چونکہ قیصر خاں کے ساتھ کام کر چکا تھا لہٰذا وہ جنگ کا بہترین تجربہ رکھتا تھا لکھا کرت پہنچ کر اس نے ان گنت راجپوتوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا جو باقی بچ گئے ان کو گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد ایاز اور صفدر اور مبارز الملک پیشقدمی کرتے ہوئے آگے بڑھے اور رانا سانگا کے علاقوں میں سے ڈونگر پور۔ بانسوالہ فتح کر کے تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلتے ہوئے جے پور کی طرف روانہ ہوئے۔

اسی دوران مخبروں نے خبر دی کہ اودھے سنگھ راجا مل' رانا سانگا کچھ راجپوتوں اور اگرسین پوربیا نے ایک پہاڑ کی کھو میں پناہ لے رکھی ہے ان کے ساتھ ایک لشکر ہے اور وہ وہاں سے اچانک نکل کر صفدر خاں اور ایاز کے لشکر پر حملہ آور ہوں گے۔

یہ خبر سن کر ایاز کو صفدر خاں نے پیچھے چھوڑا خود آگے بڑھا اور وہاں گھات لگانے والوں پر حملہ آور ہوا' اکثر کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور کوئی اکا دکا بچ کر اپنی جان بچانے میں کامیاب ہوا تھا۔

صفدر خاں کی اس شاندار کاروائی کی خبر جب ایاز کو ہوئی تو مورخین لکھتے ہیں اس نے صفدر خاں کی بڑی تعریف کی اور اس کے جنگی تجربے اور اس کی ہمت و جوان مردی پر اس نے شاباش بھی دی۔

اگرسین پوربیا اس ٹکراؤ میں بری طرح زخمی ہوا اور گرتا پڑتا کسی نہ کسی طرح رانا سانگا کے پاس پہنچا اور مورخین کہتے ہیں کہ اسی اگرسین بوربیا نے رانا سانگا کو تمام حالات سے آگاہ کیا اور اسے بتایا کہ سلطان مظفر کی اجازت سے ایاز خاں' صفدر خان اور کچھ دوسرے سالار تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلتے ہوئے ہمارے علاقوں کی طرف بڑھ رہے ہیں اور پیشقدمی کرتے ہوئے انہوں نے مندسور شہر کا محاصرہ کر لیا ہے۔

مندسور شہر میں رانا سانگا کا ایک عامل تھا چنانچہ یہ خبر سن کر رانا سانگا اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور مورخین لکھتے ہیں کہ مندسور سے بارہ کوس کے فاصلے پر اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ رانا سانگا جنگ سے جی چرا رہا تھا اس لیے کہ اس سے پہلے اسے قیصر خاں کے ہاتھوں لگاتار شکستوں کا سامنا کرنا پڑا تھا اور اب بھی خوف زدہ تھا کہ اگر کوئی نیا سالار ایاز پرانے سالار صفدر خاں کے ساتھ اس طرف آیا ہے تو پھر قیصر خاں بھی اپنے لشکر کے ساتھ کہیں ادھر ادھر ہی ہوگا اور ضرورت کے وقت اچانک نمودار ہو کے رانا سانگا کے ہرکارگزاری پر کاری ضرب لگا دے گا۔

اس بنا پر رانا سانگا نے بقول مورخین اپنے ایک قاصد کو ایاز خاں کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا۔

''میں اپنے ایلچیوں کو سلطان مظفر کے پاس بھیج کر شاہی اطاعت گزاروں میں داخل ہو رہا ہوں اس لیے تمہیں چاہئے کہ میرے قلعہ کا محاصرہ چھوڑ دو اس سے دست بردار ہو جاؤ۔''

جب رانا سانگا کا یہ پیغام ایاز خاں اور صفدر خاں کے پاس پہنچا تو ایاز نے رانا کی بات ماننے کے لیے چند شرطیں رکھیں جس کا پورا ہونا محال تھا چنانچہ ایاز خاں نے رانا کو ان شرطوں کے لین دین اور ماننے میں ہی مصروف رکھا اور ساتھ ہی قلعہ کی تسخیر کا کام بھی جاری رکھا اور نقب لگانی شروع کی نقب کو ایسی جگہ پہنچا دیا کہ قلعہ کو فتح ہونا بہت آسان ہوگیا تھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

مورخین لکھتے ہیں کہ اسی دوران مالوہ کا حکمران سلطان محمود خلجی بھی ایک لشکر لے کر وہاں پہنچ گیا کیونکہ وہ ماضی میں سلطان مظفر کے احسانات کا بڑا شکر گزار تھا اور رانا سانگا سے بڑا نالاں تھا لہٰذا ایاز خاں اور صفدر خاں کی مدد کے لیے وہ پہنچ گیا اور محمود خلجی کے آنے سے ایاز خاں اور صفدر خاں کی عسکری طاقت اور قوت میں خوب اضافہ ہوا۔

اس سے رانا سانگا کو فکر لاحق ہوگئی اور اس نے خیال لیا کہ اب وہ میرے سارے علاقوں کو فتح کیے بغیر نہیں جائیں گے وہ اس لیے کہ سلطان محمود خلجی ویسے بھی رانا سانگا سے انتقام لینا چاہتا تھا اس موقعہ پر رانا سانگا سمجھ گیا کہ اس کی تباہی اور بربادی اس کے سر پر منڈھا رہی ہے لہٰذا اس نے اپنی عافیت اسی میں سمجھی کہ سلطان مظفر کا مطیع اور فرماں بردار بن جائے۔

چنانچہ اس نے تیز رفتار قاصد ایاز خاں اور مبارز الملک اور سلطان محمود خلجی کی طرف روانہ کیے اور ان کے نام یہ پیغام بھیجا کہ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ میں سلطان مظفر کا اطاعت گزار ہو جاؤں میں وعدہ کرتا ہوں جو میں نے احمد نگر پر حملہ کیا تھا وہاں سے مجھے جس قدر ہاتھی اور ساماں ملا تھا وہ میں اپنے بیٹے کے ہاتھ سلطان مظفر کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں اور اب میں یہ سمجھ کر بڑا حیران اور پریشان ہوں کہ جب میں سلطان مظفر کی اطاعت اور فرمانبرداری پر آمادہ ہو چکا ہوں تو میرے ساتھ اس قدر سختی سے کام کیوں لیا جا رہا ہے۔

اس کے ساتھ ہی احمد نگر پر حملے اور مبارز الملک سے ٹکرانے کے دوران جو کچھ رانا سانگا کے ہاتھ لگا تھا اس کے علاوہ اپنی طرف سے اس نے بہت سے تحائف جمع کیے اور جو ہاتھی معرکوں میں اسے حاصل ہوئے تھے سارا سامان ان پر اور بار برداری کے جانور پر اس نے اپنے بیٹے رتنسی کے ہاتھ سلطان کی طرف بھجوایا اور اس موقعہ پر رانا سانگا کی پتنی لکھاروتی اور بیٹی کوتلیا بھی رتنسی کے ساتھ روانہ ہوگئی تھیں انہوں نے اسے ایک بہترین موقعہ جانا تھا کہ وہ تحائف لے کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے لہٰذا اسی بہانے وہ اپنی بیٹی راجکماری کوشلیا سے بھی ملنا چاہتی تھیں۔

یہ صورت حال دیکھ کر سلطان محمود خلجی نے جب دیکھا کہ رانا سانگا اطاعت اور فرمانبرداری پر اتر آیا ہے تو وہ اپنے لشکر لے کر واپس چلا گیا اسی دوران ایاز خاں کا انتقال ہوگیا اور صفدر خاں اپنے لشکر کو لے کر سلطان کی طرف روانہ ہوگیا۔

دوسری طرف سلطان مظفر اپنے لشکر کے ساتھ جنانیز پہنچا جہاں قیصر خاں اور اعتماد خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔

پڑاؤ میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا قیصر خاں کے خیمہ کی طرف گیا خیمہ میں قیصر خاں لیٹا ہوا تھا انتہائی دبلا اور کمزور ہو چکا تھا جب کہ اس کے سرہانے پریشانی کی حالت میں کوشلیا بیٹھی ہوئی تھی۔

سلطان کو اپنے خیمے میں آتا دیکھ کر کوشلیا کھڑی ہوگئی قیصر خاں نے بھی کھڑا ہونا چاہا لیکن سلطان نے آگے بڑھ کر اسے بٹھا دیا قیصر خاں کا حال احوال پوچھا قیصر خاں چونکہ بہت کمزور ہو چکا تھا لہٰذا سلطان کچھ دیر تک بڑے غور سے اس طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

”بیٹے میں زیادہ دن تمہیں اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا اگر تم گھوڑے پر سفر نہیں کر سکتے تو پھر تمہارے لیے میں بگھی کا اہتمام کرتا ہوں اور آج ہی یہاں سے کوچ کیا جائے گا۔“ اس موقعہ پر قیصر خاں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ روہانسی سی آواز میں کوشلیا بول اٹھی۔

”سلطان محترم! یہ اچھی طرح چل بھی نہیں سکتے گھوڑے پر کیسے سواری کریں گے۔“

اس موقعہ پر چونکنے کے انداز میں قیصر خاں نے کوشلیا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ”کوشلیا میں

اب ٹھیک ہوں میں گھوڑے پر سفر کر سکتا ہوں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“

اس موقعہ پر کوشلیا نے پھر دخل اندازی کی اور سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

”سلطان محترم اگر آپ آج ہی یہاں سے کوچ کرتا ہے تو پھر گھوڑے پر ان کے ساتھ میں بیٹھ جاؤں گی اور انہیں سہارا دیے رہوں گی۔“ سلطان نے اس سے اتفاق کیا تھا عین اسی موقع پر اعتماد خاں خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا اور سلطان مظفر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”سلطان محترم! رانا سانگا کی طرف سے اس کا بیٹا رتنسی اس کی پتنی لکھاروتی بیٹی کوتلیا ہمارے پڑاؤ میں داخل ہوئے اور آپ سے ملاقات کے خواہش مند ہیں۔“

اس پر سلطان مسکرایا اور کہنے لگا۔ ”رانا سانگا کے قاصد اس سے پہلے بھی میری طرف آ چکے ہیں اور رتنسی اور اس کی ماں اور بہن کی مجھے اطلاع ہے انہیں یہیں میرے پاس بھیج دو اور جو سامان وہ لے کر آئے ہیں اس کی فہرست بنا کر اپنے قبضہ میں لے لو۔“

یہ بات سن کر کوشلیا حیرت کا اظہار کر رہی تھی منہ سے کچھ نہ بولی بیٹھی رہی، تھوڑی دیر بعد خیمے میں رتنسی لکھاروتی اور کوتلیا داخل ہوئے انہیں دیکھتے ہی کوشلیا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی لکھاروتی اور کوتلیا بھاگ کر آگے بڑھیں باری باری کوتلیا سے گلے ملیں، اسے چوما، رتنسی نے بھی آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر سلطان کے کہنے پر وہ نشستوں پر بیٹھ گئے اس موقعہ پر لکھاروتی نے قیصر خاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

”بیٹے تمہاری بیماری کی خبر یہاں پڑاؤ میں داخل ہونے کے بعد ملی ہے اب تمہارا بخار کیسا ہے۔“

قیصر خاں مسکرا دیا اور کہنے لگا۔

”بخار اب اتر چکا ہے بس کمزوری ہے یہ بھی چند دن تک ٹھیک ہو جائے گی۔“

رتنسی سلطان مظفر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”سلطان محترم! میرے باپ نے جو ایڈر اور دوسرے علاقوں پر حملہ کیا تھا وہاں سے جو کچھ اسے ملا وہ سب کچھ میں لے کر آیا ہوں، کچھ ہاتھی بھی ملے تھے وہ بھی ہم لائے ہیں اس کے علاوہ میرے باپ نے اور بہت سے تحائف آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بھیجے ہیں ساتھ ہی اس کا یہ بھی پیغام ہے کہ آنے والے دور میں وہ کبھی نہ آپ سے ٹکرائے گا نہ کسی جنگ کی ابتدا کرے گا اور ہمیشہ آپ کا مطیع اور فرمانبردار بن کر ان علاقوں میں رہے گا اس بنا پر میرا باپ آپ سے صلح چاہتا ہے اور اس خواہش کا بھی اظہار کرتا ہے کہ آنے والے دور میں آپ ہمارے علاقوں کو ہدف نہیں بنائیں گے۔“

رتنسی جب خاموش ہوا تب سلطان مظفر بولا اور کہنے لگا۔

”اگر تمہارا باپ اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرتا ہے تو پھر جنگ کرنے کا ہمیں قطعی کوئی شوق نہیں ہے اگر وہ امن سے ان علاقوں میں رہنا چاہتا ہے تو وہ دیکھا گا ہم اس سے زیادہ امن کا مظاہرہ کریں گے ساتھ ہی میں آپ لوگوں سے یہ بھی کہہ دوں کہ شاید آپ لوگ کوشلیا سے ناراض ہوں گے کہ وہ آپ کے ہاں سے نکل کر ہمارے پاس کیوں آئی دیکھنا اس نے کوئی غلط قدم نہیں اٹھایا اس میں بھی کوئی شک نہیں شروع میں یہ قیصر خاں کے سخت خلاف تھی لیکن یہی مخالفت آخر محبت میں بدلی ہے اور آپ لوگوں کے لشکر سے نکل کر یہ بیچاری نہیں گئی، سیدھی میرے پاس آئی اپنے دل کا حال مجھ سے کہا میں نے اسے اپنی بیٹی بتایا اور ایک بیٹی کی حیثیت سے میں نے اس کی شادی قیصر خاں سے کی اس لیے کہ قیصر خاں سے شادی بقول اس کے اس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد اور خواہش

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

تھی سو اس بچی کی خواہش پوری ہوگئی ہے اس بنا پر میں چاہوں گا آپ لوگ کوئی اعتراض نہ کریں۔"

سلطان کے ان الفاظ کے جواب میں لکھاروتی بولی اور کہنے لگی۔

"سلطان محترم! ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ہم خوش ہیں جس ہستی سے اس نے محبت کی ہے اسی کو یہ جون ساتھی بن چکی ہے ہمارے لیے اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں ہے کہ ہماری بیٹی قیصر خاں کے ساتھ خوش ہے اگر یہ خوش ہے تو ہم سب اس کی خوشی میں شامل ہیں اور اسی ہی کی طرح خوش ہیں۔"

سلطان نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا پھر ایک لشکری کو بھیج کر اعتماد خاں کو بلایا گیا اعتماد خاں جب آیا تب سلطان نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

"جو سامان رتنسی لے کر آیا ہے کیا اس کی فہرستیں بن گئی ہیں۔" اس پر اعتماد خاں کہنے لگا۔

"سلطان محترم! اس کام پر میں نے کئی آدمی لگائے تھے سارے سامان کی فہرستیں بن گئی ہیں۔"

اس پر سلطان نے خوشی کا اظہار کیا پھر کہنے لگا۔ "اگر یہ بات ہے تو ہم سب کا کھانا یہاں اسی خیمہ میں بھجواؤ کھانا کھانے کے بعد میں یہاں رکوں گا نہیں پورا لشکر یہاں سے واپس کوچ کرے گا۔"

سلطان کے کہنے پر اعتماد خاں وہاں سے ہٹ گیا تھا پھر سب نے سلطان سمیت اسی خیمہ میں کھانا کھایا اس کے بعد سلطان نے کوچ کا حکم دے دیا تھا۔

اس موقعہ پر رتنسی اس کی ماں لکھاروتی اور بہن کوتلیا واپس جانے کے لیے تیار ہو گئے تھے جب لشکر کوچ کے لیے تیار ہوا خیمے اکھاڑ دیے گئے اور لشکری اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے سلطان بھی اپنے گھوڑے پر ہو بیٹھا اس موقعہ پر اعتماد خاں نے جب سہارا دے کر قیصر خاں کو اس کے گھوڑے پر بٹھانا چاہا تب کوتلیا بولی اور کہنے لگا۔

"اعتماد خاں میرے بھائی آپ جانتے ہیں میں جنگوں میں حصہ لیتی رہی ہوں میں کمزور لڑکی نہیں ہوں بخار کی وجہ سے اگر میرے شوہر کمزور اور لاغر ہو چکے ہیں تو مجھ میں اتنی ہمت اور طاقت ہے کہ اپنے شوہر کو میں خود گھوڑے پر سوار کراؤں" کوشلیا کے ان الفاظ پر اعتماد خاں ہی نہیں قریب کھڑے رتنسی لکھاروتی اور کوتلیا بھی نہیں دیے تھے اس موقعہ پر قیصر خاں بولا اور کہنے لگا۔

"کوشلیا نہ تمہیں نہ اعتماد خان کو سہارا دینے کی ضرورت ہے میں گھوڑے پر خود بیٹھ سکتا ہوں۔"

اس کے بعد قیصر خاں نے رکاب میں پیر جمایا جب وہ اپنے گھوڑے پر بیٹھنے لگا تب کوشلیا فوراً حرکت میں آئی اس نے اس کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اسے سہارا دیا اس طرح قیصر خاں اپنے گھوڑے پر ہو بیٹھا تھا۔

اس کے بعد کوشلیا حرکت میں آئی پہلے اپنی ماں اور اپنی بہن سے گلے ملی دونوں ماں بیٹی کو شلیا کو چومتی رہیں اس کے بعد رتنسی سے کوشلیا ملی اس موقعہ پر گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے قیصر خاں نے باری باری رتنسی لکھاروتی اور کوتلیا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"اب جب کہ سب معاملات ٹھیک ہو چکے ہیں میں آپ سے کہوں کہ کوشلیا ایک بیوی کی حیثیت سے مجھے اپنی زندگی کی ہر شے سے زیادہ عزیز اور قیمتی ہے یہ آپ کی بیٹی بھی ہے آپ جب اور جس وقت چاہیں آپ میری حویلی میں اس سے مل سکتے ہیں آپ کے لیے کوئی روک رکاوٹ نہیں ہے ہاں کوشلیا اپنی مرضی سے آپ کے ہاں جانا چاہے تو اسے بھی کوئی نہیں روکے گا ہمارے ہاں اس کی حیثیت صرف قیصر خاں کی بیوی کی نہیں بلکہ یہ ہمارے سلطان مظفر کی بیٹی کی بھی ہے اس لیے میرے ساتھ شادی سے پہلے سلطان کو یہ بابا کہہ کر پکارتی رہی ہے اور سلطان کے قصر ہی میں شادی سے پہلے اس نے قیام رکھا تھا میں ایک بار پھر آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ آپ جب اور جس وقت چاہیں ہمارے ہاں آ کر رہ سکتے ہیں کوشلیا سے مل سکتے ہیں اس کی احوال پرسی کر سکتے ہیں آپ کے لیے کوئی روک رکاوٹ نہیں ہوگی۔" اس دوران کوشلیا آگے بڑھی اور قیصر خاں کے پیچھے اس کے گھوڑے پر سوار ہو کر اسے سنبھال چکی تھی۔

قیصر خاں کے ان الفاظ پر رتنسی لکھاروتی اور کوتلیا خوش ہو گئے تھے پھر وہ اپنے جن دستوں کو اپنے ساتھ لے کر آئے تھے ان کے ساتھ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے تھوڑی دیر بعد لشکر میں کوچ کا نرسنگھا بجا اور اس نرسنگھے کے ساتھ ہی سلطان اور قیصر خاں نے وہاں سے کوچ کیا' لکھاروتی کوتلیا اور رتنسی تینوں وہاں کھڑے ہو کر انہیں دیکھتے رہے جب وہ ان سے کافی دور چلے گئے دھندے دھندے سے دھبوں میں تبدیل ہو گئے تب وہ تینوں ماں بیٹا اور بیٹی بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ حرکت میں آئے اور بڑھ کر اس شاہراہ پر ہو لیے تھے جو شاہراہ وہاں سے جے پور کی طرف جاتی تھی۔

آئندہ ماہ سے نئی تاریخی داستان پیش کی جائے گی۔

چٹکلے

خوش فہمی

تفریحی مقام پر پہنچنے والے ایک صاحب نے گائیڈ سے تصدیق چاہی۔ "یہ جگہ دمہ کے مریضوں کے لیے اچھی ہے۔"

"جی ہاں....." گائیڈ نے جواب دیا۔ "اور یہاں کی لڑکیاں اتنی بے وقوف ہیں کہ وہ سمجھتی ہیں کہ ان لوگوں کی سانسیں انہیں دیکھ کر تیز ہو رہی ہیں۔"

خوفناک کام

فقیر نے ایک خاتون کو روک کر کہا۔ "اللہ کے نام پر ایک روپیہ دے دو ورنہ مجھے ایک ایسا خوفناک کام کرنا پڑے گا جس کے خیال ہی سے میری روح کانپ جاتی ہے' رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بدن پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔"

خاتون نے دہشت زدہ ہو کر فقیر کو ایک روپیہ دے دیا اور ڈرتے ہوئے پوچھا۔ "بتاؤ..... وہ کون سا خوفناک کام ہے۔"

فقیر نے جواب دیا۔ "محنت مزدوری۔"

اجازت

دو پادری عبادت کرتے وقت سگریٹ پیے بغیر نہ رہ سکتے تھے مگر ان کا ضمیر انہیں اس پر ملامت کرتا رہتا تھا۔ دونوں نے اس مسئلے کا حل نکالنے کے لیے علیحدہ علیحدہ پوپ کو خط لکھے۔ تین ہفتے بعد جب خط کا جواب آیا تو ایک پادری کو پوپ نے سگریٹ پینے سے منع کر دیا تھا جبکہ دوسرے پادری کو اجازت دے دی تھی۔

انہوں نے اپنے خط نکالے تو ایک پادری نے لکھا تھا۔ "میں جب عبادت کر رہا ہوں تو سگریٹ پی سکتا ہوں۔"

جواب ملا۔ "نہیں۔"

جبکہ دوسرے پادری نے پوچھا تھا۔ "کیا میں جب سگریٹ پی رہا ہوں' عبادت کر سکتا ہوں۔"

جواب ملا۔ "ہاں۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem